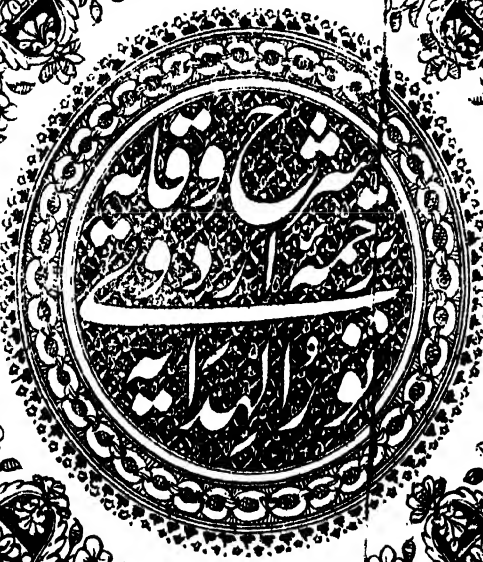


مَنْ شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

از حسن آیتهاست بچانه در آن کجای جهان ولادنا حاجی و حیدر الزمان آدم ملوک الزمان جلاله منیر



با تمام رسم و غفران محمد و آل محمد و پیغمبر و ائمه و سید و صاحبزاده و حضرت و مولود و مصطفی و خاتم

مطبع ۱۲۹۳ هجری قمری و طبع در کتب خانۀ
دری زمانه و کاتب و مصوِّع

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب البیع

بیچ کئے ہیں مال لے لیں گے اور وہ منقذ ہوتی ہر ایجاب و قبول سے جب جنون کی کھینچ سے ہوں ف جانا چاہتے
 کہ حالت اور جو ازین کا کام اللہ سے ثابت ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَحْلَی اللّٰهُ الدَّیْمِمْ وَحَرَّمَ الرِّبَا یعنی اللہ بیچ کو حلال
 کیا اور بیچ کو حرام کیا اور روایت کی امام احمد نے مسند میں بزبانے رفاعة بن رافع سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو کونسا کتبت معوذہ فرمایا آپ نے کھانا اور دکان پانے کا تختہ اور حبس پر فروخت بھی نہیں ہو سکتی کیا اس حدیث کو حاکم نے اور ترمذی
 کی ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر وہ سودا گروں کے تحقیق کو خرید اور فروخت میں لغو
 اور ہم ہوتی جو تو لو اور سودا کو تم صدقے سے یعنی بیچ میں اکثر بیکار یا تینوں جموں فی قصور ہو جاتی ہیں تو اس کو کٹا کر اٹھانے کے لیے
 صدقہ دیا کر اور سوخت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حل انکو لوگ خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو اچھل ہو گیا اور پہلو
 عقل بھی یہی چاہتی ہو کہ بیچ جائز ہو کیونکہ آدمی محتاج ہو کھانے پینے کے کھانا تو اچھلنے کے لیے کھیت کا جو تنا پھرا وہیں بیچ لو نا
 پہلو سکا پھرا اور حفاظت کرنا پھر کھیت کا کھانا اور انبیاء کا صاف کرنا پھر سینا اور خرید کرنا اور روٹی کا پکانا سب کی
 ذات سے متعلق ہو تو اور سب گھر گھر منوسکے گا اور اس طرح کہ پھر میں نے دیکھے درخت بیونا اور او میں سے سرخوئی کھانا اور
 کاتنا اور بیونا یہ سب کام اس سے بذات خاص ممکن نہیں اس واسطے ضرور ہو گا کہ انی حاجت روائی کے لیے کچھ خرید کر اور کچھ کپ
 کرے کیونکہ اگر خرید نہ تو آدمی دوسرے کی چیز کو زبردستی سے چھین لیتا یا بھٹ لیتا یا صبر کر کے بیٹھ جاتا اور ہر طرح خرابی
 ہو کہانی افتخ اور دونوں طرف مال کی قیاد اس واسطے لگائی کہ جو چیز مال نہیں ہو مثلاً شخص کو زبانی تو اس کی بیع جائز نہیں
 اور ایسا کہتے ہیں اس بات کو جو پہلے کسی جانب اور قبول جو اس کے جواب میں اس کے مثلاً اگر پہلے مانع نہ کیا میں نے
 بیچا بعد اس کے منشر می نے کہا میں نے خرید تو باطل کا قول ایجاب اور منشر می کا قول قبول اور جو پہلے منشر می نے کہا میں نے
 خرید بعد اس کے مانع نہ کیا میں نے بیچا تو منشر می کا قول ایجاب اور بیچ کا قول قبول اور یہ بھی شرط ہے کہ دونوں

منزل
میں کو چھوڑ کر چلا گیا
کو اور میرے پاس
اور شہر میں چلنے لگے
اور اپنے گھر پہنچ گئے

لفظ ماضی کے صیغے ہوں یعنی بیع کے ثبوت پر دلالت کریں تو اگر مشتری نے صیغہ امر کہا یعنی بیچ میرے ہاتھ اور بائع نے کہا بیچا تو اب بیع صحیح نہ ہوگی جب تک پھر مشتری نہ کہے خرید **افتح** اور رضامندی کی قید بیع میں اس واسطے نہ لگائی گئی مگر یہ کہ بیع جس پر زبردستی کیا ہوے مال بیچنے پر قصد **عوف** اور اسکا بیان کتاب الکرہ میں آویگا **خاص** اور بھی بیع جائز ہو جائی تو اس طرح کہ بائع اپنی چیز مشتری کو اٹھا کر دیتے اور مشتری دام اس کے حوالہ کرے اور زبان سے کچھ نکلیں اور اسکو بیع تعاطی کہتے ہیں اور جائز ہو یہ عمدہ نفیس چیزوں میں اور ذلیل چیزوں میں بھی اور کرخی کے نزدیک یہ خسیں یعنی ذلیل چیزوں میں جائز ہو اور عمدہ نفیس چیزوں میں جائز نہیں **ف** ذلیل چیزیں بلکہ قیمت کی جیسے ترکاری گھاس وغیرہ اور نفیس جو بھاری چیزیں جیسے کپڑا گھوڑا وغیرہ **ص** اور بیع تعاطی میں شرط ہو کہ دونوں جانب سے ہووے اور بعضوں کے نزدیک ایک جانب سے بھی اگر ہووے تو بھی جائز ہو جیسے گھوٹ کا نرخ کیا اور ناپ کر لے لیے اور اس کے پاس کوئی ظرف نہ تھا کہ اس میں گھوٹ لٹکر لیجا کہ بعد اس کے ظرف الایا اور قیمت حوالہ کی اور گھوٹ لیگیا **ف** تو امین تعاطی صرف مشتری کی جانب سے ہوئی **ص** لیچھا کہ گھوٹ کیونکہ کوئی چتا ہو تو اس نے کہا ایک پیمانہ ایک سم کو اور وہ پانچ پیمانے چوکر لے گیا تو بیع ہوگی اور مشتری پر پانچ سم لازم ہوگئے **ف** تو امین تعاطی صرف بائع کی طرف سے ہوئی لیکن بیع تعاطی میں بہر حال شرط ہو کہ کسی جانب سے نہ رضامندی ظاہر ہو ورنہ اگر مشتری نے روپیہ دیے اور خریدنے سے اٹھالے لیتا تھا اور بائع کہتا ہو کہ میں اس قیمت پر نہ دوں گا تو بیع صحیح نہ ہوگی **د** مہنت **د** **ص** پھر جبکہ ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے قبول کرے اور اسکو اسی مجلس میں **ف** یعنی مجلس ایجاب میں اس کے بعد مجلس ایجاب کے قبول کرنے سے بیع ثابت نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر بائع ایجاب کے بعد دوسرے آدمی سے اپنی کسی چیز کا نام کر لیا تو ایجاب باطل ہوگا کذا فی البحر طحاوی نے لکھا ہو کہ مجلس سے وہ مراد جو جمیع وہ قول اور فعل پابجا ہو جو اعراض پر دلالت کرے اور مشغولی نہ پیش ہووے جو ایجاب کو فوت کر دیو اگرچہ اعراض کے واسطے نہ ہو کہ ان فی الزہر تو اگر اعراض یا مشغولی مذکور پائی جاوے گی تو ایجاب مذکور باطل ہو جائیگا اگرچہ بائع اور مشتری کا مکان شہر سے نہ بے **ص** یعنی کل بیع کو ساتھ قیمت کے چھوڑ دیے مگر جب کہ کسی چیز میں ہوں اور ہر ایک کی بائع الکل لگ قیمت بیان کرے تو بعض کا نے لینا مشتری کو جائز اور جب تک کہ قبول نہیں کیا ہو تو ایجاب کرنا والا اگرچہ گیا کوئی اس مجلس سے کھڑا ہو گیا تو بائع باطل ہو جائیگا **ف** ہو اس کے بعد کہ بیع ہو جانا دلیل یہ نہ لینے کی **ص** اور جب تک ایجاب قبول و نون پر لگے تو بیع لازم ہوگئی کیسے کہ اختیار نہیں مگر اختیار عیب یا روت یعنی عیب ایجاب و قبول نے شرائط کے ساتھ حاصل ہوا تو بیع لازم ہوئی اب لینے کا اختیار مشتری کو نہیں رہا اور شدت کا بائع کو اختیار رہا سو اختیار عیب یا روت کے کا اون تو بیع بیان آگے آویگا اور امام شافعی کے نزدیک بیع ایجاب و قبول کے اختیار میں ایک کہ رہتا ہو جب تک مجلس میں نہ ہو شافعی کی وہ حدیث جو حکم روایت کیا بخاری سلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دو فرج نہ کرے تو ہر ایک اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ جدا نہ ہوں اور ٹاہل کی اسکی اگر ہر شخص نے ساتھ جوابی اقوال کے اور دلیل جاری قول ہوا تو تعاقب **یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الْعُقُورَ** اسی بیان والو لو کہ روئے **ف** **ص** اور بیع عقد جو قبل اختیار کے اور قول اللہ تعالیٰ **وَأَشْهُدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ** گواہ کر لو جب باہم بیع کرو تو اس آیت میں حکم ہو مضبوطی بیع کا ساتھ گواہی کے اور بیع صادق آتی ہو عید ایجاب اور قبول کے تو اگر اختیار ثابت ہو اور بیع لازم نہ ہو تو ان آیتوں کا ابطال ہوتا ہو فقہ دوسری دلیل امام صاحب

کی یہ جو کہ جائز روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر دیکھا ایک مال کو بے بیع کے اخراج کیا اس کا ترجمہ می نے کیونکہ اس میں بیع نہیں
 ہوا کہ بعد بیع خیال مدہ ثابت نہیں ہوتا **خاص** اور ہم اگر سامنے ہوں کہ مشتری کی طرف اشارہ کر دے تو ضرورت بیان میں اور وصف کی
 نہیں اور اگر اشارہ کرے تو بھی نقد اور وصف بیان کرنا **چھٹا** یعنی اگر قیمت کی قسم سننے موجود ہو اور مشتری اشارہ کرے
 کہ میں ان دو میں سے جو میں چاہوں خریدتا ہوں تو ضرورت بیان ان کے نقد اور اوصاف کی نہیں اور اگر اشارہ کرے تو اوہی نقد اور اوصاف کی مدہ
 اوصاف یعنی سکہ شاہی عالمگیر یا تان کرنا ضروری **دوسرا** اور درست ہو نقد نہ ہون چھپا اور اوہ صابریا بشرطیکہ اوہ حاکم مدہ
ہو و **ف** مثلاً کہ میں نے ایک دین اس کے رہا دین میں اس کے واسطے کہ مدت اگر معلوم نہ ہو تو مشتری اور بائع میں جس کا
 ہو گا بائع دم جلدی طلب کرے لیکہ اور دلیل اس کے جواز کی یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا وَاَحْلَیَّ اللہُ الْبَیْعَ
 وَحَرَّمَ الزَّیْبَ مطلق ہی اوہین یہ قید نہیں کہ دم نقد دیوے اور رویت کی بخاری سلم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم نے غلہ خریدا ایک یہودی سے یہ حد پورا کر دے اور اس کے پانچ دیناریں **ص** اور اگر کو بیع میں دم کے اوصاف ذکر نہ
 کیجے **ف** مثلاً دس درہم کا نام لیا اوہ نہ کہ ایک مصری ہی یا دمشق **ص** تو اگر دس درہم کی سب سے قیمت میں برابر ہو تو
 جو قسم قسم چلتے دینے اور اگر قیمت ہر ایک کی مختلف ہو تو جب کہ رواج زیادہ ہو وہ دنیا چڑھکا اور اگر رواج میں بھی برابر ہو تو بیع
 فاسد ہو جاوے گی **ف** اس واسطے کہ اس صورت میں بائع اور مشتری میں بیع نہ ہوگی بائع اور قسم کا درہم مانگیگا جو قیمت میں زیادہ
 ہو اور مشتری کم قیمت دے گا **ص** اور جائز ہے بیع کھانے کی چیز کی جیسے کیوں غیر ہجرات میں ناپ کرف ہو سکتا کہ
 روایت کی جماعت نے عباد و بن صامت سے کہ فاما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ سونا بدلے سونے اور چاندی بدلے چاندی
 کے اور گیدہ ان بدلے میں کیوں کے اور جو بدلے میں جو کے اور کھجور بدلے میں کھجور کے اور نمک بدلے میں نمک برابر بائس ہاتھ
 دے اور ہاتھ لے **ص** اور ڈھیر لگا کر اگر غیر جنس ہو **ف** مثلاً غلہ عوصن میں روٹی یا شرنی یا پیسوں کے بیچے گا کیوں
 بے بیع جانول کے یا جو کے اور اگر ایک جنس ہو مثلاً گھوڑوں پہ میں گھوڑوں کے تو ڈھیر لگا کر بیچا درست نہیں ہو سکتا کہ اس میں
 احتمال تو زیادتی کا اور زیادتی میں بیع ناجز ہو تو اصل جنس ان کا احتمال نہیں کیونکہ اوہی عباد میں بیچ کر جنس ان کا دین تو جس طرح
 چاہو بیچو مگر دست بہ دست **ص** اور ایک برتن خاص یا مین بانٹ سے ناپ نہ لے کر بیچا درست نہ اگر چہ اس کا اندازہ معلوم ہو
 اور اگر اناج کا بیچ صاع بیچے ایک درہم ٹھہر کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی کل ڈھیر کی ہونگی مگر جب جتنے صاع ہیں بیک
 کر کر دیے مثلاً یون کہہ کر کہ یہ ڈھیر اناج کا نال صاع ہو ہر صاع بدلے میں یک درہم کے **ف** اور صاحبین کے نزدیک نوزن ہون
 میں کل ڈھیر میں بیع جائز ہو جاوے گی اور صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جو قیمت پر لپنے چار سیر اناج سماتا ہی اسی روئے کے سے
ص اور اگر بکریوں کا لگا لگا یا کپڑے کا کٹمان ہر بکری یا کونٹے بیچے درہم ٹھہر کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی **ف** یعنی ایک بکری
 اور ایک گز کی بھی صحیح نہ ہوگی اس واسطے کہ یہاں افراد بکری کے مختلف ہیں کیونکہ مشتری موٹی بکری لے گا اور بائع ڈبلی دے گا
 بخلاف اناج کے کہ وہاں سب نے برابر ہیں اور صاحبین کے نزدیک اس میں بھی جائز ہو اور یہ مسالہ اس کیلئے میں جو جمیع ایک
 کہ جب کہ نام موجب نقصان کا ہو اور جو نہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی جائز ہوگی **ص** اور یہی حکم ہی ہر معدودہ
ف یعنی جو چیزیں شمار کر کے بیچ جاتی ہیں اور افراد ان کے بڑا لٹی چھوٹائی میں مختلف ہیں جیسے خر بوزہ انار وغیرہ **ص** اور

اگر بائع نے ایک ڈھیراناج کا بیوپر لیا کہ سواصل میں تودرہم کے اور وہ بتانے نکلے تو مشتری چاہتا تو سواصل دیکھ کر دے
یا راضی نہ ہو تو واپس کر دے اور جو سوتے زیادہ نکلیں نقدہ بائع کا جو سواصل کے دس صرف سواصل بچے تھے اور اگر ایک کپڑے
کے تھان کو اس طرح بیچا کہ یعنی مثلاً کہا کہ یہ دس گز بھی دس روپیہ کا **ص** اور وہ ایک گز کم نکلا تو مشتری چاہا سارا تھان
دس روپیہ کو لے لیوے خواہ سارا بھیر دیوے اور جو زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہو اور بائع کو اختیار نہیں کہ چاہے دے اور چاہے نہ
ف اور مشتری کو یہ نہیں پہونچتا کہ نو لے لیوے اور دلیل اسکی اس کتاب میں مذکور **ص** اور اگر تھان کی قیمت میں بائع نے
یون کہد یا کہ یہ دس گز بھی دس روپیہ کوئی گز ایک روپیہ کو تو اس گز ایک گز کم نکلا تو مشتری کو پہونچتا کہ جسے دس روپیہ لے یا وہاں
کر دیوے اور ایسا ہی ہو اگر زیادہ نکلا **ف** مثلاً ایک گز کم نکلا تو نو روپیہ کو لے سکتا ہے اور اگر ایک گز زیادہ نکلا تو گیارہ روپیہ کو
لیسکتا ہے اور دو تھان تو نو تھان مشتری کو اختیار بھی منہج کا اور اگر ساڑھے نو گز نکلا یا ساڑھے دس گز تو اس کا حکم آگے
آتا جو **ص** اور اگر ایک گھر سو گز کا ہو دس روپیہ سے دس گز زمین بھی چکی جگہ معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہو اور اگر مکان کے سوتے
ہوں اور دس روپیہ سے دس گز تو جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک دنوں صورت میں بیعت **ف** اور دلیل سب کی ہلے میں سطور ہو
ص اور اگر ایک گٹھری اشترط پر بیچے کہ دس روپیہ میں تھان میں اور دس روپیہ کم زیادہ نکلے تو دو دنوں صورت میں بیعت فاسد ہے اور
اسی صورت میں اگر ہر تھان کے دم کہدے تو جب تھان سے کم نکلیں بیعت صحیح ہوگی اور مشتری کو اختیار ہے چاہے حصہ رسد
دیکر لے لیوے یا بھیر دیوے اور اگر دس سے زیادہ نکلیں بیعت فاسد ہوگی اسلئے کہ اس صورت میں معلوم نہیں کہ دس تھان جو کچھ ہیں
کوئی ہیں اور اگر ایک تھان کو بیچا اشترط پر کہ دس گز بھی گز ایک گز کم کو اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو مشتری دس روپیہ کو
لیوے بغیر اختیار کے **ف** یعنی اس کو بھیرنے کا اختیار نہیں ہو اسواصل کے اسن یا دتی میں مشتری کا نفع جو کچھ نقصان نہیں
ص اور اگر ساڑھے نو گز نکلا تو نو روپیہ کو لے لیوے اگر چاہے اور چاہے گل بھیر دیوے اور یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور ابو یوسف کے
نزدیک اگر مشتری چاہے تو اول صورت میں گیارہ روپیہ کو لیوے اور دوسری صورت میں تھان کو اور امام محمد کے نزدیک اگر مشتری
چاہے تو اول صورت میں ساڑھے دس روپیہ کو اور دوسری صورت میں ساڑھے نو کو لے لیوے **ف** و مختارین لکھا ہے کہ فتویٰ امام صاحب
کے قول پر ہو لیکن بہت سبب سے لے لیا عارف کے قول امام محمد کا اختیار کیا ہے اسلئے قاضی کو اختیار ہے جس ایت پر فتویٰ دے
ہو سکتا ہے **ص** اور صحیح چھٹا گیارہ روپیہ کا بانی میں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ایک تھان میں ناجائز ہو اور دلیل ہمارے یہ ہے کہ نہ
کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلم نے بیچنے سے گیارہ روپیہ کے بانی میں یہاں تک کہ سفید ہو جاوے اور محفوظ ہو جاوے آفت پر دیت کیا
اس کو جماعت نے سوای تجارتی کے **ص** اور اس طرح باقلے کا اور چانول کا اور تل کا چھلکون میں اور سیرج اخروٹ اور بادام
اور پستے کا پہلے چھلکون میں یعنی اوپر والے پوست میں اور امام شافعی کے نزدیک سست نہیں اور دوسرے چھلکون میں یعنی ان کے
پوست میں بالاتفاق جائز ہو اور بھل کا بیچنا درخت پر خواہ وہ کارآمد ہو گیا ہو یعنی کھانے کے قابل ہو گیا ہو یا نہ ہو اور دست جو
اور مشتری کا یا بیوقوف اس کا توڑ لینا واجب **ف** اور دلیل اسکی فتح القدیر میں مذکور **ص** اور اگر مشتری نے یہ شرط لگائی
کہ میں ان چھلکون کو درخت پر سے دو ٹکا تو بیعت فاسد ہوگی جیسے بھل درخت پر بیچے اور کچھ رطل اور سیرج نکال لیے **ف** مثلاً
یہ کہا کہ میں بھل اس درخت کے چھٹا ہوں مگر جاہر سیرج میں سے روٹ نکاؤں تو بیعت ناجائز ہو اور دوسرے مختارین

کہ باعتبار ظاہر روایت کے جائز ہو اور یہی صحیح ہو اس واسطے کہ حدیث جاہلین ہی کو منع کیا حضرت مصلی اللہ علیہ السلام نے صحیح میں کچھ نکال لینے سے مگر یہ کہ معلوم ہو کہ مینی معین کر دے کہ اس میں سے بقدر زمین جو بیکار وایت کیا اسکو ترمذی نے فصیح میں مذکور کیا ناپے والے اور تولنے والے اور گنے والے اسباب کی بائن پر ہو اور مرد و عورتیت تولنے والے اور پر کھنے والے کی مشترک ہی ہے چوں کہ ایک روایت میں مذکور ہے کہ تولنے والے کی اجرت بائن پر ہو لیکن صحیح اول ہو خلاصہ فصیح اگر اسباب کو برے روپی اشرفی کے خیرا تو پہلے مشترک ہی کو حکم ہو گا کہ قیمت حوالے کرے بعد اس کے بائن کو اور اگر اسباب کو بے میں سبب کے یا روپی اشرفی کے خیرا تو دونوں کو حکم ہو گا کہ سوا ایک دوسرے کو روپیہ نہ دیں ۔

باب انجمن

[illegible]

باب نیرن ابو غنیمت

احمد بن علی

یعنی اہل و سکوت پھر نہیں سکتا اور امام صاحب کے نزدیک اختیار باقی نہیں رہتا اور اس کو بھیج سکتا ہو اور ان اٹھوں میں سے جو
اختلاف دیکھی ہو جو اوپر بیان ہو چکی ہیں اور جس شخص کو اختیار ہو وہ اجازت دے سکتا ہو معاملے کی اگر طرف ثانی اور وقت صحیح
نہ ہو اور فرسخ نہیں کر سکتا جب تک طرف ثانی حاضر نہ ہو اور امام ابی یوسف اور ثانی کے نزدیک فرسخ بھی کر سکتا ہے بلکہ اس کے
حضور کے اور اگر جس شخص کو اختیار تھا اس نے فرسخ کیا پھر پھر طرف ثانی کے اور مدت خیار میں طرف ثانی کو خبر فرسخ کی پونہ
تو معاملہ فرسخ ہو جاوے گا اور اگر مدت خیار میں اس کو خبر فرسخ کی نہیں پونہ تو معاملہ تمام ہو جاوے گا اور جس شخص کو اختیار تھا
یا خیار التین ہو وہ اور وہ مرحلے تو اس کے وارث کو بھی خیار ہیگا اور اگر اس کو خیار الشطر یا خیار الرویۃ تھا اور وہ
مرگیا تو اس کے وارث کو نہ ہوگا و خیار الشطر تو معلوم ہوا اور خیار الرویۃ اسے کہتے ہیں کہ بن دیکھے ایک چیز خریدی
اور دیکھنے کے بعد وہ پسند نہ آئی تو اس صورت میں مشتری کو اختیار بھیج دینے کا اور خیار العیق ہو کہ بعد خریدنے اور
قبضہ کرنے کے بیچ میں کوئی عیب نکلا تو اس میں بھی پھر نے کا اختیار ہوتا ہے اور خیار التین ہے کہ مثلاً دو غلاموں میں سے ایک کو خرید
اس شرط پر کہ جو پسند آوے گا ہزار کو لے لیوے گا اور پھر وہ شخص مرگیا تو اس کے وارث کو بھی اختیار معین کر کے لے لینے کا باقی
رہیگا و اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے مثلاً کہ اگر یہ لگے کہ یہ لگے کہ یہ لگے تو بیع منقذ ہوگی ورنہ نہ ہوگی
و اگر مشتری اس صورت میں جو بیع کو جائز یا فرسخ کر لیا درست ہوگا اور اگر ایک جائز ہو اور دوسرا فرسخ کرے تو پہلے طے کی
بات معتبر ہوگی اور اگر دونوں باتیں معاہدہ میں تو بیع فرسخ ہو جاوے گی اور اگر دو غلاموں کو چھپا اس شرط پر کہ ایک غلام میں
مجھے اختیار ہو تو اگر ہر ایک کی قیمت جدا گانہ بیان کر دی ہو اور جس غلام میں اختیار ہو اس کو معین کر دیا تو بیع جائز ہو ورنہ
فاسد ہے و مثلاً قیمت جدا گانہ نہ بیان کی اور نہ عمل خیار معین کیا یا قیمت جدا گانہ نہ بیان کی لیکن عمل خیار معین کیا یا عمل خیار
معین کیا لیکن قیمت جدا گانہ نہ بیان نہیں کی و اگر دو باتیں کپڑوں میں سے ایک کو خرید اس شرط پر کہ جس کو چاہے ہر ایک معین
کر لیا تین دن کے عرصہ میں صحیح ہو اور چار کپڑوں میں جائز نہیں یعنی اگر چار کپڑوں میں سے ایک کو خرید اس شرط پر کہ
تین دن میں ایک ننگ کر کے لے لوں گا تو جائز نہیں کیونکہ بیع خلاف قیاس آسان جائز ہوئی تو منظر حاجت کے طرف فرسخ
عین کے اور تین کپڑوں حاجت مند ہو جاتی ہو اس واسطے کہ غالباً ایک عمدہ ہوگا ایک وسط ایک ناقص تو چار کی ضرورت
نہیں ہلایہ و اگر ایک گھر خرید بشرط خیار بعد اس کے مدت اندک ایک گھر قریب اس گھر کے بکا اور اس
شفق کی راہ سے اس کو لیا تو دوسرے گھر کا لینا بطریق شفعہ رضامندی شمار کیا و اگر پہلے گھر کی خرید میں فسخ
کر اگر پہلے گھر کی خرید کو تمام کرین تو دوسرے گھر میں شفعہ کا دعویٰ کب ہو سکتا ہے و اگر دو شخصوں نے مل کر ایک چیز تول
لی بشرط خیار اور ایک ان میں سے ہر ایک تو دوسرا بھی واپس نہیں کر سکتا یعنی اس کا بھی اختیار باقی رہا اور اس طرح خیار
اہل و خیار الرویۃ میں فسخ یعنی دو شخصوں نے مل کر خرید بعد اس کے عیب نکلا ایک یا دنی ہو گیا تو دوسرا اگر چہ ناراض ہو پھر نہیں سکتا
یا بن دیکھے دو نون خرید بعد دیکھنے کے ایک اضافی ہو تو بھی دوسرا جو ناراض ہو نہیں پھر سکتا اور صاحبین کے نزدیک یہ
صور توں میں جو ناراض ہو و بیع کر سکتا ہے و اگر ایک غلام کو خرید اس شرط پر کہ یہ نان پہنچو یا نو پسند نہ ہو اور اس کے
خلاف نکلا تو مشتری سچا کل ثمن کو لے لیوے یا پھر وہ ایک اسلئے کہ یہ سورا و صاف ہیں لے لے عوض میں ثمن میں نقصان نہ ہوگا

بیان خیار التین

فصل خیار ویت کے بیان میں

یعنی دیکھنے کے اختیار کے بائین **ص** حقیقہ کو مشتری نے نہ دیکھا ہوا اسکا خرید لینا درست ہوا اور جب اسکو دیکھے تو اختیار ہو جا
اوی اسون کو خرید لینا اسکو اس پر دیکھنے کے راضی ہو چکا ہوا اور اسکی کوئی مدت مقرر نہیں ہے تو یہ بڑی واسطی اسکا
منع ہے تمام عمر تک تک کہ نہ دیکھنے کے کوئی بات ایسی نہ کہ یا کوئی فعل ایسا نہ کہ جو دلائل کرتا ہو رضامندی اور جو جسکو نزدیک ہو
موجودت امکان منع نہیں جب دیکھے کہ تا دیر ہو منع پر اور منع تک تو اختیار منقطع ہو جاتا ہو لیکن صحیح قول ہوا اور امام شافعی کے نزدیک خرینج
منہین ہوا و دلیل ہماری وہ حدیث ہے جو حکم وایت کیا اور قطنی نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نے خرید
کہ نہ دیکھا ہو اسکو تو واسطی اسکا اختیار ہو چاہے کچھ اور نہ دیکھ لے اسکا عمر بن ابراہیم کو دسی ہی نسبت کیا گیا جو طرف منع حدیث اندر بہت
کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے ہیثم سے انھوں نے محمد بن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ سے نقل اسکا اور بھی موقوف ہوا کہ وہ جو دلائل کی کہ ابن ابی
اور وہی نے قول سسر سار کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کوئی ایسی چیز نہ لے لی جو اسکو نہیں دیکھا تو اسکو اختیار ہو چاہے
اگر چاہے اور نہ چاہے تو ترک کرے اور حدیث میں جنت و الکفر علی کے نزدیک اسکی مذہب ہوا امام مالک و امام کا ص اور اگر مشتری
نے معاملہ منع منع کیا قبل دیکھنے کے تو منع جاری ہو جاوے گا دیکھنے کے وقت اگر بھر معاملے کی اجازت نہ ملے تو جائز ہوگا اور جس شخص
پر چاہی ہو کہ بغیر دیکھنے کے اسکو اختیار نہیں ہے **ف** اور پہلے امام صاحب نے نزدیک اسکو بھی اختیار تھا لیکن بھروسہ جرح کیا
کیونکہ روایت علی طی اس نے بجز حقیقی نے عقلمانی ابی وقاص سے کہ طلحہ نے کچھ مال خریدا حضرت عثمان سے تو کہا گیا اونسے کہ نقصان پایا
نے اسین کہا حضرت عثمان نے کہ حکم اختیار اس واسطی کہ میں نے بیجا ایسی چیز کو جسکو نہیں دیکھا تو حکم نہ بنا یا اور نہ تو نے جیسے یہ حکم
تو فیصلہ کیا انھوں نے اس بات پر کہ اختیار طلحہ کو ہوا اور نہیں اختیار ہی حضرت عثمان کو **ص** اختیار اگر وہ دیتا اور خرید الشراط و دو بل جاتی
ہیں جب شے میں مشتری کے پاس نہ کر کچھ عیب ہو جاوے یا مشتری اس شے میں یا تصدق کرے جو قابل منع کے نہ ہو چھ
علامہ کو آواز دے یا دے کر دے یا ایسا تصدق کرے کہ غیر کا حق اس سے متعلق ہو جاوے جیسے بدون خیار کے اسکو بیع و بیع کر دے
رکھے یا کر لے یہ بیع غاہ یہ تصرفات دیکھنے کے پہلے ہوں یا بعد ہر طرح خیار ویت باطل ہو جاتا تھا اور یہی طرح خیار الشراط اور اگر
ایسا تصدق کرے جس سے غیر کا حق متعلق نہ ہو چاہے بیع بشرط یا اسکو بیع **ف** کیونکہ بیع بشرط خیار میں وہ شے نہ لگائی ہے
نہیں لگائی **ص** یا بازار میں اسکا منہ کر اسے یا کسی کو بیع کرے بدون تسلیم کے تو اگر یہ تصرفات قبل دیکھنے کے ہو گئے تب
خیار باطل ہوگا اور اگر بعد دیکھنے کے ہوں گے تو خیار باطل ہو جاوے گا اور غلطی کے ذخیر کو اور لوڈی غلام کے منہ کو اور خانہ کے
منہ اور منہ کے ہونے پر اسے اوپر کی شے کو اگر اس میں نقش و نگار نہ ہو دیکھ لیا تو خیار اور دیتا ساقط ہو جاوے گا اور اگر
کھپے میں نقش و نگار ہی تو جس جگہ نقش ہو اسکا بھی دیکھنا ضروری ہے غیر اس کے دیکھے خیار ساقط ہوگا **ف** اور خیار
جو کہ ہر کھپے کو اس سے دیکھنا کھول کر ضروری اور یہی مطلب ہے خیار یا اگر مشتری متبرہ میں ہو **ص** مشتری اگر کسیکو بیع کرے
کرنے کے لیے اپنا کھیل کیا تو کھیل کے دیکھنے سے بھی خیار ساقط ہو جاوے گا نہ مشتری کے قاصد کے دیکھنے سے **ف** یعنی اگر
مشتری نے ایک شخص سے کہا کہ تو میرا پیام پوچھ کر بیع کر دے یا اس سے اور اس پیام پوچھا اور بیع کر دیکھ لیا تو دیکھنا
اسکا خیار کو ساقط نہ کرے گا اور اگر مشتری نے کسی کو اپنا کھیل بیع کر دیا تو اس کے دیکھنے سے خیار ساقط

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

مقدمہ ششمی دہ

ہو جاوے گا اور ہاے میں جو کہ پہلے جمع ہو امام صاحب بصر صاحبین کا البتہ وکیل بالقض میں اختلاف ہو اور غایۃ الاوطار میں جو تھا
وکیل خرید میں اور اتفاق وکیل بالقض میں لکھا ہوا بالکل سہو **ص** اس زمانے میں اصل دار یعنی گھر کا صحیح کھینا اندر ضرور ہو
کیونکہ زمانہ سابق میں جب بواریں گھر کی یاد رخت باغ کے باہر سے دیکھ لیتا تھا کافی ہوتا تھا سو اسے کہ گھر اور باغ اونٹ لکھیں
تھے اور اب بہت فرق ہونے لگا **ف** اور امام زفر نے کے نزدیک فقط صحیح کھینا کافی نہیں بلکہ اسکے والاں کو ٹھکان کر کے بھی لکھے
اور یہی صحیح ہو اور اسی پر فتویٰ اس زمانے میں اور اس طرح حکم ہو باغ کا **د** زمین **ر** ص انھا اگر بیچے یا خریدے تو درست ہو اور بیچے
تو اسکو اختیار سے گا اور اگر اسکو قبول لکھا یا سو گئے گا یا چک لکھا تو اختیار ساقط ہوگا اور جن میں ہونٹوں یا سو گئے یا چکے سے لکھا
حال معلوم ہو جاتا ہو **ف** جسے بکری غلط حلو **ص** اس زمین یا مکان اگر اندھا خرید کرے تو اسکا اختیار ساقط نہ ہوگا جب تک کہ اس کے
اوصاف بیان نہ کیے جاویں اور امام ابی یوسف نے مروی ہو کہ اگر ایسی جگہ میں گھر طرہ ہو جائے کہ صورت بیانی اسکو دیکھ لیتا تو
خیار اسکا ساقط نہ ہوگا **ف** جب بھی کہہ کہ میں اضی ہو گیا اور کہا حسن بن یونس کہ اپنا ایک وکیل بالقض کر دیوے اور وہ دیکھ
لیوے اور یہ شاہد زیادہ ہو تو امام صاحب کیونکہ اون کے نزدیک کھینا وکیل بالقض کا بمنزلہ سو گئے کے ہو ہذا **ب** **ص** کہ وہ
میں ایک کو دیکھے کہ دونوں کو لکھا اور دوسرے کو دیکھا تو اب دونوں کو پھیر سکتا ہو نہ ایک کو جس کو نہیں کیا تھا اور اگر مشتری اپنی بیوی
ہو یا چیز کو مول لیا پس اگر اسکا حال لکھا ہو تو اسکو اختیار ہوگا ورنہ نہ ہوگا پھر اگر مشتری کے بیچ کا حال مل گیا ہو یا بیع کے کوئی
بلا ہو تو قول بائع کا معتبر ہو سکتا ہو اگر دیکھنے میں اختلاف ہو یعنی بائع کے کہنے دیکھ کے خریدہ اور مشتری کی کہی کہ میں نے دیکھے یہ تو قول مشتری
ساتھ قسم کے معتبر ہو اور اگر ایک گھر کی تحانون کی مول لی اور اون میں سے ایک ٹھکان بیچ ڈالا یا سیکو کہے کہ اس کے حوالے کر دیا
تو خیار الرویۃ اور خیار الشرط ساقط ہو گیا البتہ اگر اوس میں عیب نہ ہو تو جو باقی رہا ہو اسکو پھیر سکتا ہو **ف** ہاے میں دراصل کتاب میں
اسکی وجہ یہی لکھی ہو کہ خیار الشرط اور خیار الرویۃ مانع ہیں تمامی صفقہ کے بخلاف خیار العیوب بعض بیچ پھیرنے میں تفریق صفقہ ہوتی
ہو اور تفریق صفقہ جائز ہو بعد تمام عقد کے قبل اس کے اور یہی ہاے میں لکھا ہو کہ اگر وہ تھان پھر مشتری پاس لٹ آیا مثلاً بیچ
فرع ہو گئی یا ہبہ مرد و دو گویا تو خیار الرویۃ پھر عود کر سکتا اور امام ابو یوسف نے مروی ہو کہ بعد سقوط کے پھر عود کر سکتا خیار الشرط
کے اور اسی پر اعتماد کیا قدوری نے اور درختان میں ہو کہ صحیح کہا اسکو قاضی خان نے اور اگر کوئی چیز خریدے بہ دن دیکھے تو بائع
مشتری سے قبل دیکھنے کے قیمت نہیں طلب کر سکتا ہو اور اگر عاقدین نے یا ہم خریدہ و فروخت کی عین کی بعوض عین کے مثلاً کتاب کا
مبادلہ کرنا یا کپڑے یا کھوش سے کیا تو دونوں کے واسطے خیار الرویۃ ثابت ہوگا ہاے کہ وہ مشتری ہو اور عین کا جو اسکو حاصل ہوگا تو مشتری کا

صفحہ ۱۰
فتح بخار و مہیک بہاؤ
جلد سوم

فصل خیاری عیب کے بیان میں

یعنی عیب نکلنے کے سبب جو اختیار ہوتا ہو اسکے بیان میں **ص** مشتری اگر بیچ میں ایسا عیب ہے جس سے اسکی قیمت تاجر وک
نزدیک کم ہو جاتی ہو تو اسکو اختیار ہو چاہے پھر پھرے اور چاہے پھرے اور بیچ کے لیے **ف** دلیل اس غایۃ ثبوت کی وہی ہو جو عیب
کی بخاری ہے نقل فیقاہ عدا بن خالد سے کہ بیچ مسلمان کی ساتھ مسلمان کے نہیں عیب ہو اوس میں امر نہ خباثت اور فریب اور بیعت
ابن شاہین میں جو بیع المسلم بالمسلم ما کان سیلماً بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے وہ جو سالم ہو عیب استہین
الی داؤد میں جو حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدہ اور وہ اس کے پاس ہا پھر اوس میں عیب پایا تو پھر وادیا انحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بانی پر **ص** اور مشتری کو یہ نہیں پہنچنا کہ بیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب جو اسکا نقصان ہو اگر
 بانی سے پھر لیجے اور بھگا لیا اگرچہ مدت سفر سے کم ہو کہ اور چھوٹے میں ثبوت دینا اور جو بی کرنا غلام لونڈی میں جسٹینے میں
 جب غفلت رکھتے ہوں عیب ہو اور بٹس پن میں دوسرا عیب ہو **ف** حاصل کیا یہ تو کہ جو عیب بانی کے پاس ہو اور وہی مشتری
 کے پاس اگر ہو گا تو اسکو بخیر نہایت ہو گا اور اگر بدل جاویگا تو اس صورت میں خیانتیں مثلاً **ص** بانی کے پاس چھوٹے پن میں
 چھوڑا یا اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں تو ایک ہی عیب تھا جاویگا **ف** اس واسطے کہ سبب عیب کا دونوں جگہ ایک ہو وہ بے
 پروائی جو عہد طفولیت میں ہوتی تو **ص** اور مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہو گا اور اگر بانی کے پاس چھوٹے پن میں جو بی کی تھی
 اور مشتری کے پاس بٹس پن میں کی دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت میں مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہو گا **ف** اس واسطے کہ
 چھوٹے پن کی جو بی کا سبب رہی اور بٹس پن کی جو بی کا سبب بدیتی اور بطینتی تو **ص** عاقل ہونے کی قید اس واسطے لگائی
 کہ اگر نہایت صغیر سن ہو کہ غفلت نہ کرتا ہو تو اسکی جو بی عیب نہیں ہو **ف** اور اس طرح بھگانا اسکا شمار میں نہیں بلکہ اگر
 ہو **ھ** ایہ **ص** اور بٹس پن میں ہو یا بٹس پن میں ہر طرح ایک عیب ہو تو اگر بانی کے پاس چھوٹے پن میں
 مجنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس اگر خواہ چھوٹے پن میں مجنون ہوا یا بٹس پن میں ہر صورت میں اسکو اختیار واپسی کا ہو اور نہ
 اور بغل کی بدبوی اور نہ کاری اور حرام کی اولاد ہونی نوٹدی میں عیب ہو غلام میں نہیں **ف** اس واسطے کہ نوٹدی میں صحبت الیہ طلب
 ولہ کبھی منظور ہو گا اور یہ باتیں اوس میں نقل ہیں بر غلاف غلام کے کہ خدمت میں یہ باتیں قاذو نہیں اولاد صورتیکہ غلام کو عادت
 زنا کی ہو کہ کیونکہ اس صورت میں خدمت میں مسج ہو گا **ھ** ایہ **ص** ان کا فروزا دونوں میں عیب ہو **ف** اس واسطے
 کہ طبیعت مسلمان کی متفق ہوتی ہو کافر کی صحبت سے جو سر یہ کہ اسکی آزادی کفارہ قتل میں صحیح نہیں ہو تو اگر خریدار شرط
 پر کہ وہ کافر ہی اور مسلمان نکلا تو رد کر لیا اس واسطے کہ یہ زوال عیب ہو اور امام شافعی نے کہ نزدیک رد کر سکتا تو **ھ** ایہ
ص اس ہمیشہ خون جاری رہنا اور حیض نہ آنا سترہ برس کی لڑکی کو عیب ہو **ف** سترہ برس کی قید اس واسطے لگائی کہ یہ بخت
 مدت ہو بلوغ کی نزدیک امام ابوحنیفہ کے عورت میں اور ان دونوں کی پہچان عورت کے قول سے ہوگی تو پھر بچاویگی جب نام
 انکار کرے شرم سے خواہ قبل قبض کے ہو کہ یا بعد قبض کے **ھ** ایہ **ص** اور سترہ برس سے کم سن کو عیب نہیں **ف** کیونکہ بھائی خمار
 ہو بانی نہ ہو **ص** اگر مشتری کے پاس لڑکی ایک عیب ہو گیا تو جو عیب بانی کے پاس سے تھا اسکو ملے موافق نقصان کے دم پھر لیجے
 اور بیع کو رد نہیں کر سکتا مگر جب بانی راضی ہو کہ پھر لینے پر اور جس نے ایک کپڑا خریدا اور اسکو قطع کیا بعد اس کے اوس میں عیب معلوم
 ہوا تو جس قدر عیب سے نقصان ہوا اس کے موافق دام پھر لیجے اور کپڑے کو نہیں پھر سکتا مگر جب بانی راضی ہو جاوے اس قطع
 کیے ہو کہ کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اس کپڑے کو بعد قطع کے بیچ ڈالا تو اب نقصان کا عوض بانی سے نہیں لے سکتا
 اور اگر قطع کر کے اسکو سیلیا یا سر زلف اس واسطے کہ اگر سیاہ گئے کا تو بانی اگر راضی ہو جاوے لگا تو پھر سکتا ہو **ص** اسکو
 خریدے اسکو ملے میں ملا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا دم پھر لیجے اور بیع کو رد نہیں کر سکتا **ف** اگرچہ بانی
 راضی ہو جاوے پھر لینے پر کیونکہ اوس میں زیادتی ہو گئی ہو اور وہ جدا نہیں ہو سکتی **ص** اگر عیب معلوم ہو کہ ان میں
 کو بیچ ڈالنا تب بھی نقصان کے دم پھر سکتا **ف** ہا یہ میں ہو کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اسکو قطع کر کے اپنے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بانی پر
 اور مشتری کو یہ نہیں پہنچنا کہ بیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب جو اسکا نقصان ہو اگر
 بانی سے پھر لیجے اور بھگا لیا اگرچہ مدت سفر سے کم ہو کہ اور چھوٹے میں ثبوت دینا اور جو بی کرنا غلام لونڈی میں جسٹینے میں
 جب غفلت رکھتے ہوں عیب ہو اور بٹس پن میں دوسرا عیب ہو
 حاصل کیا یہ تو کہ جو عیب بانی کے پاس ہو اور وہی مشتری
 کے پاس اگر ہو گا تو اسکو بخیر نہایت ہو گا اور اگر بدل جاویگا تو اس صورت میں خیانتیں مثلاً
 ص بانی کے پاس چھوٹے پن میں
 چھوڑا یا اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں تو ایک ہی عیب تھا جاویگا
 ف اس واسطے کہ سبب عیب کا دونوں جگہ ایک ہو وہ بے
 پروائی جو عہد طفولیت میں ہوتی تو
 ص اور مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہو گا اور اگر بانی کے پاس چھوٹے پن میں جو بی کی تھی
 اور مشتری کے پاس بٹس پن میں کی دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت میں مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہو گا
 ف اس واسطے کہ
 چھوٹے پن کی جو بی کا سبب رہی اور بٹس پن کی جو بی کا سبب بدیتی اور بطینتی تو
 ص عاقل ہونے کی قید اس واسطے لگائی
 کہ اگر نہایت صغیر سن ہو کہ غفلت نہ کرتا ہو تو اسکی جو بی عیب نہیں ہو
 ف اور اس طرح بھگانا اسکا شمار میں نہیں بلکہ اگر
 ہو
 ھ ایہ
 ص اور بٹس پن میں ہو یا بٹس پن میں ہر طرح ایک عیب ہو تو اگر بانی کے پاس چھوٹے پن میں
 مجنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس اگر خواہ چھوٹے پن میں مجنون ہوا یا بٹس پن میں ہر صورت میں اسکو اختیار واپسی کا ہو اور نہ
 اور بغل کی بدبوی اور نہ کاری اور حرام کی اولاد ہونی نوٹدی میں عیب ہو غلام میں نہیں
 ف اس واسطے کہ نوٹدی میں صحبت الیہ طلب
 ولہ کبھی منظور ہو گا اور یہ باتیں اوس میں نقل ہیں بر غلاف غلام کے کہ خدمت میں یہ باتیں قاذو نہیں اولاد صورتیکہ غلام کو عادت
 زنا کی ہو کہ کیونکہ اس صورت میں خدمت میں مسج ہو گا
 ھ ایہ
 ص ان کا فروزا دونوں میں عیب ہو
 ف اس واسطے
 کہ طبیعت مسلمان کی متفق ہوتی ہو کافر کی صحبت سے جو سر یہ کہ اسکی آزادی کفارہ قتل میں صحیح نہیں ہو تو اگر خریدار شرط
 پر کہ وہ کافر ہی اور مسلمان نکلا تو رد کر لیا اس واسطے کہ یہ زوال عیب ہو اور امام شافعی نے کہ نزدیک رد کر سکتا تو
 ھ ایہ
 ص اس ہمیشہ خون جاری رہنا اور حیض نہ آنا سترہ برس کی لڑکی کو عیب ہو
 ف سترہ برس کی قید اس واسطے لگائی کہ یہ بخت
 مدت ہو بلوغ کی نزدیک امام ابوحنیفہ کے عورت میں اور ان دونوں کی پہچان عورت کے قول سے ہوگی تو پھر بچاویگی جب نام
 انکار کرے شرم سے خواہ قبل قبض کے ہو کہ یا بعد قبض کے
 ھ ایہ
 ص اور سترہ برس سے کم سن کو عیب نہیں
 ف کیونکہ بھائی خمار
 ہو بانی نہ ہو
 ص اگر مشتری کے پاس لڑکی ایک عیب ہو گیا تو جو عیب بانی کے پاس سے تھا اسکو ملے موافق نقصان کے دم پھر لیجے
 اور بیع کو رد نہیں کر سکتا مگر جب بانی راضی ہو کہ پھر لینے پر اور جس نے ایک کپڑا خریدا اور اسکو قطع کیا بعد اس کے اوس میں عیب معلوم
 ہوا تو جس قدر عیب سے نقصان ہوا اس کے موافق دام پھر لیجے اور کپڑے کو نہیں پھر سکتا مگر جب بانی راضی ہو جاوے اس قطع
 کیے ہو کہ کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اس کپڑے کو بعد قطع کے بیچ ڈالا تو اب نقصان کا عوض بانی سے نہیں لے سکتا
 اور اگر قطع کر کے اسکو سیلیا یا سر زلف اس واسطے کہ اگر سیاہ گئے کا تو بانی اگر راضی ہو جاوے لگا تو پھر سکتا ہو
 ص اسکو
 خریدے اسکو ملے میں ملا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا دم پھر لیجے اور بیع کو رد نہیں کر سکتا
 ف اگرچہ بانی
 راضی ہو جاوے پھر لینے پر کیونکہ اوس میں زیادتی ہو گئی ہو اور وہ جدا نہیں ہو سکتی
 ص اگر عیب معلوم ہو کہ ان میں
 کو بیچ ڈالنا تب بھی نقصان کے دم پھر سکتا
 ف ہا یہ میں ہو کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اسکو قطع کر کے اپنے

نایاب بنے کا کہہ کر اس کا عیب معلوم ہوا تو اب نقصان کے دم نہیں پھر سکتا اور اگر بابت لڑنے کا سبب تو نقصان کا
 عوض پھر سکتا ہو **ص** اگر ایک غلام خریدا اور اس کو آٹا کر دیا مفت یا مدبر کر دیا یا نوٹھی خرید کی اس کو اٹھ ولہ بنایا یا مدبر
 بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا بدلہ بنے سے پھر سکتا ہو اور اگر مال کے عوض میں اس کو آٹا کر دیا یا نوٹھی قتل کر دیا یا لکھا
 خریدا اور کل یا بعض اوس میں سے کھالیا یا لکھ کر خرید کے اس قدر پہنا کہ پھٹ گیا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض پھر سکتا
ص اگر انڈیا یا خر بوزہ یا لکڑی یا کھیر ایا یا خر وٹ خریدا اور توڑنے کے وقت ایسا خراب نکلا کہ کچھ کارآمد ہو تو کل قیمت بنے
 سے پھر سکتا ہو اور اگر کچھ کارآمد ہو تو موافق نقصان کے دم پھر لے **ف** اور اگر بہت ہی کم خراب نکلا تو بیع جائز ہو جاوے گی
 جیسے سو آخر تو نون میں ایک یا دو جڑے نکلے ہوا یہ **ص** اگر مشتری نے بیج کو بیج ڈالا اور مشتری ثانی کو اوس میں عیب
 معلوم ہوا اور اوس نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ مشتری اول نے اقرار کیا تھا اسی عیب کا یا انھوں نے دیکھا تھا اس عیب کو جب بیع
 مشتری اول کے پاس تھی یا مشتری اول سے قسم طلب کی اس بات پر کہ میرے پاس بیع عیب تھا اور اس نے انکار کیا قسم سے اور ثانی
 نے بیج کو مشتری ثانی سے مشتری اول کو پھر دیا تو اب مشتری اول اپنے بیج پر اس شے کو پھر سکتا ہو اور اگر مشتری اول نے
 اپنی رضامندی سے مشتری ثانی سے وہ شے پھیر لی تو اب اپنے بیج پر نہیں پھر سکتا **ف** اور دلیل اس کی اصل میں مذکور ہو
ص اور جس شخص نے بیع پر قبضہ کیا بعد اس کے اوس میں عیب کا دعویٰ کیا تو قاضی مشتری بیع واسطے ادائی قیمت کے جبر نہ کرے گا
 بلکہ کہ بنے حلف کرے اس بات پر کہ میرے پاس بیع عیب نہ تھی یا مشتری گواہ قائم کر دیے کہ بیع بنے پاس عیب نہ تھی **ف**
 اس واسطے کہ اول صورت میں قاضی بنے کو مشتری سے دلا دلو لکھا اور دوسری صورت میں وہ بنے کو پھر دیا گیا تو جب تک
 ان دونوں مروں بیج کو بنی نہ بنایا جائے قاضی مشتری سے نہیں دلا سکتا کیونکہ احتمال ہو کہ بنے قسم سے منگول کرے اور مشتری گواہ
 عیب نہ ہونے پر قائم کر دے تو اب قاضی قاضی باطل ہو جاوے گی **ص** اور اگر مشتری نے کہا کہ میرے گواہ غائب ہیں تو میں
 بنے کے حوالے کرے بیٹھ کر بنے کو کھائے عیب بنے پر اور اگر بنے نے قسم سے منگول کیا تو عیب ثابت ہو جاوے گا اور وہ مشتری کے
 پاس سے بنے کو پھر دیا دے گی **ف** تو اگر بنے نے بیع بنے پر مشتری کی اور مشتری کے گواہ غائب تھے اس صورت میں بنے مشتری سے
 دلا دیا دے گی اب اگر پھر اس کے گواہ آئے اور انھوں کو اسی دی اوس شے کے عیب نہ ہونے پر بنے پاس تو میں پھر بنے سے لیکر
 مشتری کو دلا دی جاوے گی اور بیع بنے کو کھایا **ص** اگر مشتری نے بعد غلام خریدنے کے اور قبضہ کر لینے کے دعویٰ کیا
 اس بات کا کہ یہ جھگڑا ہو تو بنے سے قسم نہ لیجاوے گی جب تک مشتری گواہ نہ لائے اس بات پر کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا
 اور جب وہ گواہ پیش کر دیوے تو قاضی بنے کو اس طرح سے حلف دیوے قسم اللہ کی دیکھ بچا اوس نے اس غلام کو اور سپر کیا
 اس کو مشتری کے اور جب کبھی نہ بھاگا تھا یا اس طرح سے قسم اللہ کی مشتری کو دعویٰ کرے کہ انہیں پہنچا اور پہلے جیل سے وہ دعویٰ
 کرتا ہو یا اس طرح سے کہ کبھی نہ بھاگا تھا میرے پاس **ف** کیونکہ ان تین صورتوں میں بنے کو گواہی تاویل و ربات بنے کی نہیں ہو کہ وہ
 قسم سے بچے **ص** اور اس طرح سے قسم نہ دیوے کہ جو قسط میں بیچا تھا اس وقت غلام بیع عیب تھا یا جو قسط میں بیچا اور تسلیم کیا تھا
 اس وقت یہ عیب نہ تھا **ف** اس واسطے کہ دونوں صورتوں میں بنے کو گواہی بات بنے کی ہو کیونکہ اول صورت میں
 ممکن ہے کہ بھاگنے کا عیب بیع کے قبل ہی کہ حادث ہو گیا ہو اس صورت میں اس کا کلام سچا ہو سکتا ہو اور دوسری صورت میں

ہو سکتا ہو کہ مراد اوس بائع کی اس کلام سے ہے جو کہ بھاگنے کا عیب ہے اور یہ کلام دونوں کے وقت میں نہ تھا بلکہ ایک کے ساتھ تھا
ص اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہ ہو تو بھانگے پر اور بائع نے قسم طلب کرے تو صاحبین کے نزدیک دل قاضی بانی سے
قسم لے کر اس بات کی کہ رائے میں نہیں جانتا اس بات کو کہ یہ غلام مشتری کے پاس ہے بھاگتا ہو تو اگر اس نے قسم کھائی تو دعویٰ میں
کالو ہو گیا اور اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا تو پھر دوسری قسم دیکھا دگی جو بعد گواہوں کی پیش ہونے کے دیجاتی تھی یعنی **ف** یعنی اوچتے
طرح سے **ص** اور امام صاحب نے نزدیک ایک قول میں مشتری کے پاس گواہ نہ ہونے پر بائع کو قسم بالکل ندیا دگی **ف** اس واسطے
کہ قسم مرتب ہوتی ہو دعویٰ صحیح ہو اور دعویٰ صحیح نہیں ہوتا بغیر خصم کے اور مشتری قسم نہیں دیتا بائع کا جب تک ثبوت نہ کرے کہ
میں گواہوں کا اور اگر دعویٰ بائع غلام کے بھاگنے میں ہو تو قاضی بائع کو اس طور سے قسم دیوے گا کہ رائے میں بھاگنا عیب
پانچ بیس ہے مردوں میں شریک ہوا ہو یعنی بائع ہوا ہو اس واسطے کہ چھوٹے پن میں بھاگنا سبب نہیں دکا بعد بلوغ کے ہدایہ **ص** اور ایک
قول میں قسم دیجا دگی موافق مذہب صاحبین کے **ف** اور یہی مختار ہو **ص** اگر ایک شخص نے ایک نذر میں خریدی اور مشتری نے نذر
پر قبضہ کیا اور بائع نے اوسے کا نہیں پر اور بعد قبضہ کر لینے کے مشتری کو اوس میں عیب معلوم ہوا اور بائع نے پھر بے کو لیکھا اور بائع نے
کہا کہ میں نے یہ سب ہاتھ اسی ۱۰۰ دان میں فروخت کیا ہے میں نے یہ خرید لیا اور ایک دوسری اور مشتری نے کہا کہ میں نے تو نے یہی کہا اسی
۱۰۰ دان میں بیچا ہے تھی تو تو مشتری کا ساتھ قسم کے منہ پر ہو گا اور اگر بائع اور مشتری کا اتفاق ہوا اس بات پر کہ دونوں بیان بچیں
تھیں لیکن مشتری یہ کہتا ہو کہ میرے قبضے میں ایک ہی آتی تھی اور بائع کہتا ہو کہ تو دونوں نے لے گیا تھا تب بھی قول مشتری کا
قسم سے معتبر ہو گا اور اگر دو غلاموں کو ایک ہی مرتبے میں خریدا اور ان میں سے ایک پر قبضہ کیا اور کسی میں عیب معلوم ہوا تو چھ
دونوں کو رکھے اور چارے دونوں کو پھر دے **ف** اور یہ نہیں کر سکتا کہ ایک کو پھر دیوے ایک کو رکھ لے اس واسطے کہ ایسی صفت قبضہ
تمام نہیں ہوا ہے بسبب عدم قبض مشتری کے دونوں غلاموں پر تو ایک کے پھر لینے میں تعزیت صفت لازم آتی ہو قبل تمام کے اور وہ
باز نہیں ہدایہ **ص** اور اگر دونوں قبضہ کر لیا تھا تو صرف عیب کو پھر سکتا **ف** اس واسطے کہ یہاں صفت بسبب قبض
کے تمام ہو گیا ہو تو تعزیت میں کچھ قیاحت نہیں **ص** حجیر غلط ہے کہ بتی **ف** عیسے غلطہ وغیرہ **ص** اگر اوسیت کے قدر میں
پایا تو خواہ سائے کو پھر خریدے خواہ سب کو رکھ لیوے **ف** مثلاً میں کچھ گہریوں خریدے اور سیر بھر میں اوس میں سے کچھ عیب معلوم
ہوا تو چھ کل کو واپس کرے چارے کل کو رکھے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ جتنا عیب لایا ہو اسکو واپس کرے اور باقی کو رکھ لیوے
ص اور یہ جب ہی کہ وہ سائے چھ ایک ہی طرف میں ہو اور جو دھڑفوں میں علیحدہ علیحدہ ہو **ف** جیسے دو بکر
گیموں کو ہو دین میں من بھر کے **ص** حق جہین عیب نکلا اور طرف کو پھر سکتا ہو اور اگر بیچ میں کسی قدر دوسرے کا حق بھل لے
اور مشتری بیع پر قبضہ کر چکا ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں کہ قبضہ استحقاق مستحق سے باقی رہے بائع کو پھر دیوے اور اگر قبضہ کے
استحقاق ثابت ہو تو مشتری باقی کو واپس کر سکتا ہو یا من بیع اگر کچھ لایا ہوئے اور اوس میں قصور کا کچھ اور دوسرے کا نکلے تو مشتری
کو اختیار ہو گا کہ باقی کو بائع پر واپس کرے **ف** اس واسطے کہ بیع اگر کچھ ان میں ہو بلکہ اناج وغیرہ تو اوس میں قصور کا کچھ لانا
مشتری کو ضرر نہیں کرتا اس واسطے کہ اوس کے ہم بائع سے پھر لیکھا اور کچھ میں بعض اوقات اگر قصور اس کا کچھ تو ضرر کرتا ہو
اس واسطے کہ مشتری نے حق چیز کے بنانے کے لیے لیا تھا وہ اثبات میں سے کی **ص** اگر ایک گھوڑا خرید کر اوس میں عیب پایا اور پھر

۴
فقہ خیار و بیعہ
راشعہ شریعہ
جو کہ فی حق
سبب میں ہے
حکم ہے

اوسکا علاج کیا یا اپنی حاجت کے واسطے اوسپر سوار ہوا تو خیار ساقط ہو جاویگا اور اگر سوار ہوا اوسکے پھرنے کے لیے یا پانی پلانے کے لیے یا چارہ خریدنے کے لیے جب بغیر حرج سے چارہ خریدنا اور پانی پلانا نامکن نہ ہو فاسد نہ ہو اگر گھوڑا شریر ہو بغیر سوار ہونے کے پہلے یا مشتری چال سے عاجز ہو صحت تو خیار ساقط نہ ہو و اگر فاسد نام نہ ہو کے پاس حرج کی کمی یا غن کی کمی تھا اور مشتری کو کھانسی ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا گیا یا غن کے عوض میں گردن مارا گیا تو اول صورت میں مشتری غلام کو سمجھ دیے اور دوسری صورت میں بائع سے فتن پھریوے امام صاحب کے نزدیک رصاصہ بین کے نزدیک و اسکی قیمت و دونوں حالت کی لگا کر جو بڑے وہ پھریوے یعنی اسی غلام کی اگر سارق نہ ہو تو کیا قیمت ہو اور اگر سارق ہو تو کیا قیمت ہو لگا کر اول جو ہٹا پر بڑے اوسقدر بائع سے پھریوے اور اسبطح غیر قاتل معصوم الدم کے ساتھ قاتل مباح الدم کے صحت سے ایک لڑکی حاملہ خریدی اور مشتری کے پاس لڑکی سبب بچگی کے مرگئی فاسد تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کل فتن پھریوے اور رصاصہ بین کے نزدیک حاملہ وغیرہ حاملہ کی قیمت لگا کر اول کی قیمت تھنی بڑے اوسقدر پھریوے ہذا یہ صحت اور اگر بائع نے وقت بیع کے کدیا کہ میں بیع کے سبب عیوب سے بری ہوں اور مشتری نے اسکو منظور کیا تو یہ کتنا درست ہوگا اکسی عیب کی جیسے پھرنے کا اگرچہ بائع نے ہر عیب کا نام نہ لیا ہو کہ اور امام شافعی کے نزدیک رست نہیں تو بائع سے بیع بری ہوگا خواہ وہ عیب وقت بیع سے قبل قبض کے بعد بیع کے حادث ہو اور نزدیک امام ابو یوسف کے اور امام محمد کے نزدیک جو عیب بعد بیع کے قبض قبض کے حادث ہو ہوا و صحت بائع بری نہ ہوگا فاسد اور یہی قول یوزف کا اور مختار قول امام ابو یوسف کا ہو

باب بیع باطل اور فاسد کے بیان میں

فاسد بیع میں ہو کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی بیع اگر ہر ایک خلل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہو اور اگر سالم نہ ہو اس طرح پر کہ ایجاب اور قبول میں خلل پڑے عدم اہلیت متصرف سے سبب بیع یا عیب صبی غیر مہیز یا مجنون یا معیوب میں خلل پڑے سبب بیع یا غن یا شراب ہونے کے تو بیع باطل ہو بے غن یا بے شراب اگر ان بیع کے اور اگر ایجاب قبول میں خلل پڑے لیکن اوسکے ضمن میں خلل واقع ہو کہ اسطرح پر کہ فتن شراب ہو یا سوز یا بے خلل ہو کہ بیع مقدور تسلیم نہ ہو یا اوسمیں ایسی شرط ہو کہ متفقہ عقد کے خلاف ہو کہ فاسد نہ ہو باطل کیونکہ رکن اور محل بیع خلل سے محفوظ ہو اور اصل کتاب میں ہو کہ مال وہ چیز جو زمین آدمیوں کی رغبت ہو کہ اور اسکو لوگ خراج کرین تو مٹی اور خون اور جو جانور آپسے مر جاوے اور شخص آزاد وہ مال نہیں ہو لیکن وہ جانور جو گالگھوٹا جاوے یا اور کسی جگہ زخمی کر کے قتل کیا جاوے جیسا کہ بعض کفار کی عادت ہو اور ذبیحہ جو سی کے مال ہیں لیکن شرع میں یہ چیزیں منقوض نہیں ہیں جیسے شراب اور سوز اور جو مال شرع میں غیر منقوض ہو یعنی بے قیمت یا اسکی امانت اور ذلیل کرنے کا حکم ہوا ہو لیکن وہ اگر دینوں میں مال منقوض ہو تو جو چیزیں بالکل مال نہیں ہیں جیسے مٹی خون شخص آزاد اور آپسے جانور اور ہوا آدمیوں میں بیع بالکل باطل ہو برابر ہو کہ اوسکو بیع بناوین یا فتن اور جو مال غیر منقوض ہو جاری شرع میں جیسے شراب یا سوز یا ذبیحہ ہو تو اسکو اگر بے میں دہی یا شربی کی چیزیں تو بیع باطل ہو اور اگر اسباب کے بے میں چھین یا اسباب کو ان چیزوں کے بے میں چھین تو اسباب میں بیع فاسد ہو اور ان چیزوں میں باطل تو باطل و بیع ہو کہ جسکی اصل اور وصف دونوں فاسد ہوں اور فاسد وہ جسکی اصل صحیح ہو کہ اور وصف فاسد ہو کہ اور امام شافعی کے نزدیک باطل اور فاسد میں کچھ

فرق نہیں ہوا و تحقیق اسکی اہول فقہ میں ہوا انتہی آدھارے بین ہی کہ بیچ بادل میں وہ شوشتری کے ملک میں گئے تھے نہیں آتی تو اگر وہ شوشتری کے پاس تھے ہو جاؤ اور کاناوان شوشتری پر نہوگا اور بیچ فاسد میں جب شوشتری اوس شوشی پوجہ کر لیا تو اوس مالک ہو جاتا ہوا اور اوس شوشی کی قیمت شوشتری کو دینا لازم آتی ہوا اسکی مثال یہو کہ زید نے مثلاً ایک گھوڑا بے میں مچنے یا خون کے خرید اور وہ گھوڑا زید کے پاس آنکر مالک ہو گیا تو اوسکی قیمت زید پر لازم نہ آو گی کیونکہ یہ بیچ بادل ہوا اور اگر زید نے ایک گھوڑا بے میں اب یا سوز کے خرید تو زید پر اوسکی قیمت لازم آو گی اور جب زید اوپر قرضہ کر لیا گا تو وہ گھوڑا زید کی ملک میں آن جاوے گا اسو اسلئے کہ یہ بیچ فاسد ہی اسلئے کہ کلیہ کو یاد رکھنا ضرور ہو کہ اس باب میں سببائل مذکورہ میں کام آوے گا اصل بطل ہی بیچ اسو چیز کی جو مال نہیں ہو جسے جن یا فردہ اسو اسلئے کہ بیچ میں مال نہیں ہیں و سبب کے حرام کیا انکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **حُرِّمَتْ عَلَيْكَ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَآلُهَا وَبَنُو آئِبَتِكَ وَابْنُ امِّكَ وَابْنُ اُخْتِكَ** یعنی حرام ہو پھر مردہ جانور و خون اور گوشت سوار کا اور جس جانور پر وقت بیچ کے نام کسی شخص کا سوا ہی خدا کے پکارا جاؤ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ لکھ لکھ اللہ تعالیٰ جنت میں کرنا ہو کسی قوم پر کھانا یا کچھ کا تو حرام کرنا ہو اور نہ قیمت اوسکی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابن عباس سے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال فسخ مکہ کے اور آپ کے پیچھے کہ اللہ اور رسول نے اوسکے حرام کی بیچ شراب اور مردہ اور سوز اور تھوکی سو کسی نے کہا یا رسول اللہ فرمائیے چربی کو مرنے کی کہ روغن کرتے ہیں اوس سے ناؤن کو اور جب کچا تھی بین اوسکے کھالین اور روشنی کرتے ہیں اوس سے لوگ سو فرمایا نہیں وہ حرام ہو لعنت کہ اللہ سیو کہ اللہ تعالیٰ نے جب حرام کی اور نہ چربی جانور و ن کی کھلایا اسکو پھر چپا اسکو پھر کھلے دم اوسکے صا اور آدھ شخص کی خ اسو اسلئے کہ آدھ شخص مال نہیں ہوا و صحیح بخاری میں مروی عابو ہریرہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین آدمی بن کر شتر ہون گامین انکا دن قیامت کے ایک وہ شخص کاسے عہد کیا اور پھر فریب سے توڑ ڈالا اور ایک وہ شخص جس نے چپا آنا کو اور کھال کی قیمت اوسکی اور ایک وہ شخص جس نے کام لیا مردہ سے اور نہ ہی اسکو مردہ و رمی اوسکی صا اسلئے طرح ان چیزوں کے عوض میں بیچنا بھی بطل ہی ہوا اور بھی بطل ہی بیچ ام ولد کی اسو اسلئے کہ روایت کی ابن ماجہ نے سنن میں کہ ذکر آیا ماریہ قطیبہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فرمایا آپ نے کہ آدھ کر دیا و سکوت کے نے اوسکے یعنی ابراہیم نے اور روایت کی بیہقی اور مالک نے ابن عباس سے کہ منہ کیا آنحضرت عیسیٰ نے بیچ سے ام ولد کے تو کہا کہ بیچ کیجا و اور نہ یہیجا و اور نہ یہیلا میں نے نے خدیجہ اوس مالک سکا تب سے چا چھب مر گیا تو وہ آدھ صا اسو یہی کی اسلئے مدبر مطلق کی اور مدبر مقید کی بیچ جائز ہو ہدایہ مدبر مطلق اسکو کہتے ہیں جب مالک نے کہا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے آدھ ہو اور مدبر مقید وہ ہی جسے مالک نے کہ لگے ہیں اس سفر سے آؤن تو تو آزاد ہو جاں بخاری میں اگر مردہ آؤن تو تو آزاد ہو اور امام شافعی نے نزدیک بیچ مدبر مطلق کی بھی جائز ہو اور دلیل بخاری وہ حدیث ہو جو گندری کتا بلاتفاق میں کہ نہ بیچ کیا جاوے گا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاوے گا اور آزاد ہو جاوے گا ثالث مال سے روایت کیا اسکو دافطنی نے صا اسلئے کتاب کی اسو اور یہی صحیح مذہب ہو شافعی کا اور بعض مالکیہ کا اور امام احمد کے نزدیک بیچ کتاب کی جائز ہو اور یہی میں ہو کہ اگر کتاب شافعی ہو جاوے بیچ پر تو اوس میں دروایت میں ابن اجماع اور انظر یہی کہ جائز ہو اسو اسلئے کہ روایت کی ابو داؤد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اپنے سکا تب غلام ہو جب تک کہ باقی سے اوسکی ایک رہم در نقل کیا اسکو بخاری نے حضرت

عائشہؓ اور زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ اور بھی روایت کی بخاری کی کہ انہی میں سے ایک نے حضرت عائشہؓ سے اپنے بل کباب
 میں سوکھا حضرت عائشہؓ نے اگر تیرے مالک اخصی ہو جاوین اس بات پر کہ سب اپنی میں ان کو ایک غنہ دیدن اور نکو آزاد کردن تو میں ایسا
 کردی تو ذکر کیا بر سر اس بات کا کہ انہی مالکوں کا انھوں نے نہیں اخصی ہیں ہم اس پر کہ یہ کہ تیرا ہر اس واسطے ہو کہ تو ذکر کیا حضرت
 عائشہؓ نے اس بات کا سوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے کہ خیر کہ تو تم اس کو اور آزاد کردو اور ترکہ اس کو ملیگا جو آزاد
 کرے گا اور اس حدیث صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب کی بیع جیسا کہ بیع پر درست ہے اور یہی موافق قیاس کے ہے جس طرح
 باطل بیع اور اس مال کی جو شرع میں نہ قیمت ہو جیسے شراب یا خمر و پویشی کے بدلے میں بیع یعنی اون چیزوں کے بدلے میں
 جو نہیں ہیں جیسے روپوشی اور پیسے جیسا کہ چلن ہو اس واسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ جنت میں اگر تیرا
 کوئی شیء حرام کرے تو تیرا حق اس کی روایت کیا اس کو اور اس کو آزاد کرے اور گزیر چکی اور حدیث جابرؓ کی کہ حرام کی اللہ تعالیٰ نے بیع شراب
 اور خمر اور مردے اور بیٹوں کی صحت اگر بیان نہ آزاد اور غلام کو ملا کر بیچا یا زوج کی بیوی بکری اور مردار کو فہرچ تصددا اللہ کا
 نام تک کیا گیا ہو یا اور کسی کے نام پر بیچ کیا جاوے تو وہ بیع باطل ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیحدہ کہدی ہو
 مثلاً یوں کہ کہ بیچا جیتے ان دونوں کو بیٹے میں روپے کے ایک روپیہ قیمت تو مذکور ہے کی اور ایک روپیہ مرد کی صحت اگر غلام کو
 مرد کے ساتھ خود بیگانے غلام کے ساتھ ملا کر بیچے یا اپنے ملک کو شے و تھنی کے ساتھ ملا کر فروخت کرے تو غلام اور اپنی ملک کی
 بیع درست ہو جاوے گی اور برابر دوسرے غلام کی اور وقف کی بیع جائز نہ ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیحدہ علیحدہ دین
 نہ کی ہو کہ ہدایہ صواب کا بیچا بدلے میں شراب کے یا شراب کے بدلے میں سب کے فاسد ہوتے ہیں یہ بیع فاسد ہے اسباب
 میں تو اگر شستر می اسباب پر قبضہ کر لیگا اس صورت میں اس کی قیمت اس پر لازم آوے گی اور اس کا مالک ہو جاوے گا لیکن شیعہ باطل
 ہو مگر یہ کہ میں شراب کا مالک نہیں ہو سکتا تو سب کی طرف سے شراب تمہاری ہو وہ اس کی قیمت دیگا صواب باطل ہے بیع مجھلی
 کی دریا میں قبل فیکار کے اگر روپوشی اشرفی کے بدلے میں ہو کہ اور فاسد ہے اسباب کے بدلے میں اس واسطے کہ روایت ہے
 ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہ کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ خریدو مجھلی کو پانی میں بیشک و میں خط ہو یعنی
 دھوکا جو روایت کیا اس کو امام احمد نے اور اشارہ کیا اس طرف کہ موقوف ہونا اس کا صواب ہے اور روایت کی امام ابو یوسفؒ
 نے کتاب الخراج میں عمر بن خطابؓ کے فرمایا انھوں نے نہ بیچو تم مجھلی کو پانی میں بیشک و دھوکا ہے اور ان کا لاشل اس کے ابن مسعودؓ
 صواب اگر مجھلی کو نکال کر کے ایسے گڑھے میں ڈال دیا کہ بغیر حال وغیرہ کے اس کو پکڑ سکتے ہیں تو اس کی بیع جائز ہے اور اگر بغیر
 حال یا شست کے نہیں پکڑ سکتے ہیں تو فاسد ہے اور اگر مجھلیاں دریائے اطراف گڑھے میں آکر جمع ہو رہیں اور ان کی راہ دریائی
 بند کر دی تو بیع ان کی جائز ہو ورنہ باطل ہے اور بھی باطل ہے بیع ہوا میں اور تے جانور کی فاسد ہے کہ قبل پکڑنے کے وہ
 ملک میں نہیں آیا اور بعد پکڑنے کے اگر چھوڑ دیا تو بھی جائز نہیں اس واسطے کہ اس کی تسلیم پر قار نہیں جو آور منہ کیا حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور اگر وہ مرد جانور ایسا ہو کہ بائع سے
 ہلا ہوا ہو اس کے بدلے سے چلا آتا ہو کہ بغیر کھٹ تو جائز ہے بیع اس کی ورنہ نہیں فہم صواب باطل ہے بیع بچے کی بیع بیع
 اس واسطے کہ حدیث ابی سعیدؓ میں ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بچہ سنا و چھوڑے اس میں ہر ایک کی پانچ روایت کیا

اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی زبانی ابوہریرہؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بیچ اور چنے کے جوڑ کی پشت میں ہو جاوے اور
 مادہ شکم میں **ص** اور بچے کے بچے کی **ف** یعنی جیسے بیکے بچے کی بیچ باطل ہو ویسے ہی اوس بچے کے بچے کی جیسے عربی میں نتائج اور
 جبل الجبلہ کہتے ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ کہ سنہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے جبل الجبلہ کے یعنی ولہ الجبلہ
 اور ابن عمرؓ سے جبل الجبلہ کے یہی معنی مصنف عبد الرزاق میں بسند صحیح منقول ہیں اور یہی موافق مین انست کہ اور قریب میں از روی لفظ
 اور اسطر گئے ہیں امام احمد اور امام شافعی اور مالک نے اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں کہ کسی چیز کو خریدے اس میں حدیث کہ جبل الجبلہ میں کا
 بھی ہو گا اور پھر بچیکہ بچہ اوس وقت میں دام دو ٹکا تو یہ بیچ بسبب حالت میں کہ فاسد ہو قسط لانی **ص** اور جائز نہیں
 بیچ دودہ کی تھیں مین جانور کے **ف** اس واسطے کہ حدیث ابی سعید مین ہو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے اور چنے سے
 جو تھنوں مین جانور کے ہو اور روایت ہے ابن عباسؓ کہ ما کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشیاء سے کہ یہی جانور جو نہان ہو کہ
 کھانے کے قابل ہو اور اونچی جاؤ ان بھیر کی پیٹھ پر اور دودہ تھن مین انست کیا اسکو طہرانی نے معجم وسط میں اور اقربانی نے اور
 نکالا اسکو ابوود نے مراسیل مین عکرمہ کے اور یہی راجح ہو اور بھی نکالا اسکو موقوف ابن عباسؓ اسناد قوی ہے اور ترجیح دینی و کو سہی نے
 اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عکرمہ سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع کیا آپ اس بات سے کہ یہی جانور دودہ
 تھن مین اور گوشت بکری مین یا چربی اوسکی یا مسخن اوسکے پائے اوسکے یا کھال مین اوسکی جب زندہ ہو گا یا آٹا گھون مین یا گھی
 دودہ مین فخر **ص** جاننا چاہیے کہ دودہ کی تھن مین بیچ جائز نہونے کی وجہ مین یہاں تک کہ معلوم نہیں صحیح ہو یا بیچ تو اس
 صورت مین بیچ باطل ہونی چاہیے اس واسطے کہ اوسکے وجود مین شک پڑ گیا دوسری وجہ یہ کہ دودہ غوطہ آٹھوڑا بڑھتا جائے
 تو بعد بیچ دوسرے کے پہلے اگر بڑھ گیا تو ٹکٹانے کی مشتری کی ملک سے مخلوط ہو جاوے گی اور یہ وجہ چاہتی ہو کہ بیچ فاسد ہو **ف**
 اس واسطے کہ ہم نے اوسکو جائز نہیں کہا تا دونوں صورتوں کو شامل ہو جاوے **ص** فاسد ہی بیچ انون کی بھیر کی پیٹھ پر **ف** بسبب
 حدیث ابن عباسؓ کہ جو اوپر گدڑی **ص** ایک کڑی کی چھت مین اور ایک گدڑی کے کپڑے مین اگرچہ اوسکے کھٹنے کی جگہ بیان کی
 ہو ویسا نہ بیان کی ہو اور صحیح ہو جاوے گی یہ بیچ اگر بائنے نے قبل فسخ کرنے مشتری کے کڑی کو اوکھاڑا یا ایک گدڑی کے کپڑے کا
 دیا اور باطل ہو بیچ اوس چیز کی جو شکاری کے ایک بار جال لگانے مین بھٹنے **ف** اس واسطے کہ اس مین جو کھاوے اور منہ کھانے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے اور اسی طرح باطل ہو بیچ غوطہ باز کی ایک بار کے غوطے کی کیونکہ منع کیا اوس سے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ابی سعید مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ص** فاسد ہو بیچ مزار بنہ اور دودہ ہو
 کہ درخت پر کی کھجور کو ساتھ ڈٹی ہوئی کھجور کے چھے اٹکل سے **ف** اور اسی طرح سے محاذ یعنی گھون کو بالی مین بھیجا اور گھونک
 بدلے مین جو کٹے ہوئے انگ سہ کے مین اٹکل سے اور یہ حکم ہر بیوہ کو شامل ہو اس واسطے کہ اس مین گن ہلج کا ہو بکشیہ زانیہ
 کے اور اس واسطے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ مزار بنہ اور محاذ سے روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہؓ سے
 اور روایت کیا اسکو ابوود اور ترمذی نسائی نے جابر سے اور صحیح کہا اسکو ترمذی نے **ص** فاسد ہو بیچ ملا مسہ
 اور بیچ حصاء اور مٹانہ **ف** یہ تینوں بیچ مروج تصدق مانہ جاہلیت مین بیچ ملا مسہ سے کہتے ہیں کہ بان اور مشتری نے
 کہ مین ایک چیز کا اس شرط پر کہ جب اوسکو مشتری چھو لے تو بیچ لازم ہو جاوے اور بیچ حصاء سے کہتے ہیں کہ مشتری چھو لے

عقد ہوا اور تیل کی قند واسطہ مثال کے ہوا اور ہر روزنی مین ہی حکم جو اصل اگر گئی کہتے ہیں خرید اور مشتری جب کپا پھینے گیا تو وہ پانچ سیر کا ٹکڑا بلعے لے گا کہ میرا کپا اور تھا اور وہ قضا کی سیر کا تھا اور مشتری نے کہا کہ میرا کپا تھا تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے معتبر ہو گا **ف** اس واسطے کہ کہنے پر قابض مشتری تھا اور قول قابض کا معتبر ہو گا ہندو ایسا دیکھنا ہی قید لگی کی اتفاقی ہو گیا جو روزنی جو اوسمیں ہی حکم جو اصل جو سیل یعنی پانی بہنے کی جگہ کی بیج اور بہہ دوسکا اور صحیح ہی بیج اور بہہ راہ کا **ف** یعنی ایک شخص کی زمین سے دوسرے کی زمین پر پانی بہ سکے جاتا ہو تو جس شخص کی زمین پر پانی بہ کے جاتا ہو اور اوتی زمین تک کی تو باطل ہو اور اگر ایک شخص کے مکان کا راستہ دوسرے کی زمین سے ہو کر ہو اور اسے راستہ پہا تو صحیح ہو **ص** بعض علمائے کہا کہ سیل سے یا رقبہ سیل مراد ہو یعنی وہ مکان جس میں پانی بہتا ہو **ف** جیسے نہریاں یا چھت **ص** اور راہ سے بھی رقبہ راہ یعنی اوتی جگہ جس میں سے گزرتا ہو تو پانی بہنے کی مقدار مجہول ہو امداد کی بیج اور بہہ جائز نہیں **ف** یہ جب ہو کہ اوسکا طول و عرض معین معلوم نہ ہو وے اور جاب سکا طول و عرض بیان کر دیوے اس طرح کہ وہ ایک زمین کا ٹکڑا ہو جاوے تو جائز ہی بیج اوسکی جیسا کہ ذکر کیا سرخسی نے یا پانی بہنے کی جگہ کے لیکر اوسکی حد و اور جگہ بیان کر دیوے تب بھی جائز ہو ذکر کیا اوسکو قاضی خان نے چلی **ص** اور قہرہ معلوم ہو اگر اسکی حد و بیان کرنے اور اگر نہیں بیان کیے جب بھی وہ مقدر ہو و رازے کے عرض سے جیسے تقسیم زمین میں تو جائز ہو اوسمیں بیج اور بہہ اور یا سیل سے حق تقسیم یعنی پانی بہنے کا حق مراد ہو تو اگر زمین پر ہو تو مجہول ہو اور اگر چھت پر ہو تو وہ حق قلمی ہو یعنی ایسا حق ہو کہ متعلق ہو ایسی چیز سے جو باقی نہیں رہتا **ف** جب چھت گر جاوے **ص** اور اسے بھی حق گزرنے کا مراد ہو تو اوسمیں دور و اتین ہیں **ف** ایک روایت میں بیج اوسکی صحیح ہو اور دوسری روایت میں باطل ہو دفعنا میں ہو کہ اکثر فقہانے روایت اول سے اخذ کیا ہو اور روایت ثانی کو فقہ ابو اللیث نے صحیح کیا جو **ص** بطلان یہ ہو کہ وہ صرف حق ہو اور مال نہیں ہو اور وجہ صحت یہ ہو کہ اسکی طرف امتیاج ہو اور وہ ایک حق معلوم ہو متعلق ہو اوس چیز سے جو باقی ہو **ف** جب ہو کہ حق گزرنیکا زمین پر ہو و اور جو چھت پر ہو تو باتفاق باطل ہو **ص** ان صحیح ہو وکیل کر دینا مسلمان کا ذمی کو دھڑے بیچنے یا خریدنے شراب اور سوکر کے اور احرام بانٹے ہونے کا غیر محرم کو دھڑے بیچنے فقہا نے نہ کے نزدیک نام صاحب **ف** لیکن کر وہ ہو کہ بہت شدیدہ تو مسلم کو وجہ ہو کہ در صورت خرید نہ کر کو کہ بجا دیا و اسکو بہا دیوے اور سوکر کو چھوڑ دیوے اور در صورت بیج اوسکے ثمن کو تصدق کرے طحاوی **ص** اور سفیز کے نزدیک صحیح نہیں **ف** دفعنا میں ہو کہ یہی ظاہر تر جو **ص** بلان پر بیج بالشرط کے قواعد مذکور ہوتے ہیں **ف** جانا چاہیے کہ حدیث اور آثار شرع و بیج میں مختلف وارد ہوئے ہیں ظہرانی نے اوسط میں روایت کی کہ روایت میں عیالہ عیالہ سے کہ منع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کو سلم نے بیج سے اور شرط سے اور اس حدیث سے بطل ہونا بیج اور شرط دونوں کا معلوم ہوتا ہے اور حدیث اور گزرتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کو سلم نے کہا حضرت عائشہ سے کہ خرید لو یہ کہ کو اور شرط کر لو اس کے مال کو گزرتی کہ مال کی اور کو لا اسکو مال کی جو لا کر اسے معلوم ہوتا ہے کہ بیج جائز ہو اور شرط باطل ہو بھی اور اگر کسی بیج یا شرط کی اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ بیج اور شرط دونوں جائز ہیں تو بیج شرط کی تقسیم کر دینی **ص** اور بیج لیس شرط کے ساتھ ہو عقد متضمنی ہو و جیسے شرط طاعت

واسطے مشتری کے یا اسکو عقد مقتضی نہ ہو لیکن زمین نفع کیسکے نہ ہو و ف یعنی نفع بان کو جو نہ مشتری کو نہ معتد علیہ کو یعنی جس جہ کی بیع ہو رہی ہو اسکی مثال برابر میں لگی ہو کہ بان ایک نور کو اس شرط پر بیچے کہ مشتری ہی بچاؤ سکے بیج کر ص جائز ہو اور وہ شرط لغو ہو مثلاً اس صورت میں مشتری کو اختیار رہے گی کہ جانور کو بیچے یا نہ بیچے و اصل بیع ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی نہ ہو اور اس میں بان کو نفع ہو یا مشتری کو یا معتد علیہ کو فاسد ہی اول کی مثال یہ ہو کہ بان ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ ایک مہینے تک یہ ہی خدمت کرے کیونکہ اس صورت میں بان کو نفع ہی دوسرے کی مثال یہ ہو کہ مشتری ایک کپڑا اس شرط پر خریدے کہ بان اسکو قطع کر دیوے یا اسکی قباضی دیوے یا چھڑا کر خریدے یا نہ بیچے کہ اسکی جوتی بنا دیوے یا اسکا شہ لگا دیوے کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کا نفع ہی بیسے کی مثال یہ ہو کہ بان ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ مشتری اسکو آزاد کرے یا نہ بریامکاتب کرے کیونکہ ان صورتوں میں معتد علیہ کو نفع ہی اور فاسد ہی بیع نوڈی کی بدون حمل کے ف یعنی ایک نوڈی حاملہ کو بیچا بغیر حمل کے یعنی بان نے کہا کہ حمل میرا ہو اور نوڈی میری ہی تو یہ بیع فاسد ہی اس واسطے کہ صرف حمل کا چھپنا درست نہیں تو اسکا استثناء بھی درست نہ ہو گا حالانکہ اگر مشتری نے قیمت ادا کرنے کے لیے یہ کہا کہ نور و تنک یا مہرگان تک یا نصاری کے روز و ن تک یا مہو دیوں کی عید تک دون کا اور بان اور مشتری کو یہ دن معلوم نہ ہوں تو یہ بیع فاسد ہو و اس واسطے کہ اس صورت میں بان اور مشتری میں بیع ہوگی بان قیمت جلدی مانگے گا اور مشتری زمین دیگا اور اگر ان دنوں کو دونوں پہچانتے ہوں تو جائز ہی دے دھتاد اور وراثت دیکھو کہنے ہیں جب جائز ختم ہو کر دن رات برابر ہوتا ہو اور مہرگان وہ دن تو جب گرنی تمام ہو کر دن برابر ہوتا ہو ص بان نے کہا کہ حاجیوں کے آنے تک اور کھیتی کٹنے تک راتیں چلنے تک اور مہوہ توڑنے تک رجائوں کی پیچھے پرست اوں کا تے بنے نہ لگا بھی بیع فاسد ہو و اس واسطے کہ یہ مور کبھی جلدی کبھی نہیں ہوتا میں تو بان اور مشتری میں بیع ہوگی ص اگر ان دنوں تک بیج اوقیل ان دنوں کے آنے تک مدت کو ساتھ رکھو یا تو بیج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ان دنوں تک کسی کی ضمانت کی تو صحیح ہو

فصل احکام بیج باطل اور بیع فاسد کے بیان میں

بیج باطل میں بیع مشتری کے پائلانت ہوتی ہو بعضوں کے نزدیک اس کے تلف ہو جانے سے مشتری پر ضمان نہ واجب ہے گا و بعضوں کے نزدیک مشتری پر ضمان اسکی قیمت کا لازم ہو گا و ان ہی مختار ہو اور اسی پر فتویٰ ہے قیہ ص اور بیع فاسد میں اگر مشتری نے بیع قبضہ کر لیا بان کی رضائے خواہ رضا اسکی صراحتاً ہو ف مثلاً بان چکے کہ تو سپر قبضہ کر لے ص یا دلالت حال سے ف مثلاً بان کے سامنے مجلس عقد میں قبضہ کیا ص بیع اور دن دن مال ہوں تو مشتری بیج کا مالک ہو جاوے گا اور مشتری پر بیع کا مثل لازم ہو گا خواہ وہ مثل حقیقہ ہو یا معنی ف مثل حقیقہ اوں چیزوں میں جو مثل ہیں جیسے گیون چانول اور اناج وغیرہ اور مثل معنی اوں چیزوں میں جو غیر مثلی ہیں جیسے جانور کھڑا ہتھارہ وغیرہ ان چیزوں کا مثل حقیقہ نہیں ہوتا کیونکہ جانور جانور کا سبب و صاف میں ایک ہونا دشوار ہے و اسطریقہ کو کا مثل معنوی قرار دیا گیا ہے ص اور جب ہر ایک بان اور مشتری بیع کرنا بیع فاسد کا قبل قبضہ بیج کے جبکہ مشتری کی ملک میں ہو اور اسطریقہ میں اس کے ارضاء و اثبات میں ہو و یعنی ماہ المؤمنین میں بیع دوم کی بیج میں ہم کے ف اور اسکی غیر حکم قاضی شرط نہیں اور اگر کوئی

بیج باطل اور فاسد کے بیان میں

منہج میں انکار کرے تو قاضی جبر فرم کر دیوے دس ہفتار صل اور اگر فساد کسی شرط کے سبب ہو تو مثلاً بانے نے یہ شرط لگائی ہو کہ مشتری مجھ کو ایک گے یہ دیکھ تو جسے شرط لگائی ہو وہ اسکو منہج و اسب ہو امام محمد کے نزدیک وہ شیخ منہج کے نزدیک ہر ایک کو اسب ہو تو اگر مشتری منہج فاسد میں بیع کو بیچد الا یا مہرہ کر دیا تو تسلیم کر دیا سو محبوب کہ کو با بیع غلام تھا اسکو آزاد کر دیا تو یہ تصرفات مشتری کے صحیح ہو جاوینگے اور اسب قیمت لازم آوے گی اور حق منہج کا ساقط ہو جاوے گا اسولے کہ بیع سے حق غیر کا متعلق ہو گیا اور منہج تھا بسبب حق اللہ کے اور حق العباد مقدم حق اللہ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور بندہ محتاج ہے حق اللہ بیع کا اگر منہج کی گئی تو بائع بیع کو مشتری سے نہیں لے سکتا تنگ اسکی شن پھیر دیوے تو اگر بانے بعد منہج کے مر جاوے تو پہلا اسنہج کو بیچکر مشتری کی شن اور اگر تنگے بعد اسکو اور قرض خواہوں کو جو بیچے گا دیا جاوے گا بیسے زمین میں گراہن مر جاوے تو مشتری ہونے بیچکر اور لا روپیہ مہر تنگے اور اگر تنگے بعد اسکو جو بیچے گا بعد تہنیز و تکفین کے اور قرض خواہوں کو بیچے گا ہدایہ صل اسب فاسد میں اگر مشتری نے بیع کو بیچا اور اسب نفع کیا یا تو مشتری کو یہ نفع حلال نہیں تو اسکو صدقہ دیدیوے اور بانے نے جو نفع کیا یا تھا اسکو حلال ہو گیا اور دلیل اسکی ہر ایسے اور اصل کتاب میں مذکور ہے اصل اسی طرح ہر اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کچھ روپیوں کا خریدا وہ اس پر اور مدعا علیہ مدعی کو وہ روپیہ اسنہج اور اگر تنگے بعد اسکو مدعی نے اقرار کیا کہ میرا کچھ مدعا علیہ پر نہ تھا اور مدعی اور روپیوں میں نفع کیا چکا تو وہ نفع مدعی کو حلال ہو جاوے گا اور مدعا علیہ سے جس قدر روپیہ لیے تھے وہ پھیرنا پڑینگے اور اگر بانے نے بیع فاسد سے ایک میں بھی اور مشتری اس میں پر مکان بنا یا تو مشتری پر اسکی قیمت لازم ہوگی اور حق منہج کا ساقط ہو جاوے گا اور صاحب جیکے نزدیک مکان گرایا جاوے گا اور زمین بانے کو واپس کیجاوے گی اور مشتری اپنا عملہ لے جاوے گا بیسے اگر مشتری نے اس میں زمین و دخت بوئے تو امام صاحب کے نزدیک قیمت زمین کی لازم آوے گی اور بانے منہج نہیں لے سکتا اور صاحبین کے نزدیک مشتری کو حکم ہوگا کہ دخت و کھاڑ لیوے اور زمین خالی کرے کمال الدین ابن الہمام نے مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہے اور ہذا الفائق میں مذہب امام صاحب کو اور وہی مختار ہے اس زمانے میں صل

فصل مکروہات بیع میں

مکروہ ہوا لاز حیوان یعنی مال کی قیمت زیادہ کہہ دینی اس عرض سے کہ دوسرا شخص اسکی خرید میں رغبت کرے اور اپنے کو خریدنا منظور نہ ہو اسکو عربی میں نجس کہتے ہیں یہ حدیث کی بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نجس کر دیا اسمول کرنا اس چیز پر جسکا کوئی اور مول کر چکا ہو یعنی اس قیمت پر بانے راضی ہو چکا ہو اور اگر اس نے ابھی مول نہیں چکا یا تو جائز ہو صحاح شریفین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مول نہ چکا مے کوئی اپنے بھائی کے مول چکے ہو اور نہ بیچ کرے اپنے بھائی کی بیچ ہو اور نہ پیام نکاح کا دیکھ اپنے بھائی کے پیام پر اور قید بھائی کی اتفاقی ہو واسطے زیادتی نفرت اور قباحت کے ورنہ یہی حکم ہو اگر غیر ہوں یا مستاجر چھٹا صل اور مکروہ ہوا اناج کی بھرتی کو آگے بڑھکر لینا جب بشر والوں کو ضرر کرے یعنی اناج لیکر بیجا سے چلے آتے ہیں تو شہر کے باہر جا کر اون سے خرید لینا مکروہ ہوا اسکی کراہت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شہر میں قحط ہو اور یہ شخص قافلے میں جا کر ملا اور اون سے سب غلہ خرید کر لیا اور شہر میں

لاکر خاطر خواہ بیچا اور اگر شخص نہ جاتا اور قافلہ تجارتیوں کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا و سب کے یہ کہ شیخین
 قحط اور تنگی منہو مگر یہ کہ قافلے والوں کو نرخ شہر کا معلوم نہ ہو و سب اور یہ شخص اون سے جا کر سب کے تاخیر کر کے
 قریب بیکر اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مکر یہ نہین ہدایہ صحیحین میں ہی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ثقیف جالب سے اور اس کے ہی منی بن جواد پر کہ: رہے صلح مکہ وہ ہجرت حاضر کی واسطے
 بادی کے زمانہ قحط میں جنگ کے ہون کی طمع سے ف حاضہ وہ شخص ہی جو شہر میں رہتا جو بادی وہ جو ہر بن
 شہر دیات کا رہنے والا ہو مخالفت اس بیچ کی حدیث سے ثابت ہے روایت کی بخاری نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ حاضر سے واسطے بادی کے اور اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک کہ شہر کا بنیا
 بقال شہر کے لوگوں کے ہاتھ نہ بیچے بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں اون کے ہاتھ بیچے تاکہ دم زیادہ ملین اور ایک ختہ
 کیا ہو ایسے میں دوسرے یہ کہ باہر کا شخص غلہ لاوے اور اس کے طرف شہر میں لال ہو کر اور کہے کہ تو جلدی کر میں جنگ
 گر ان بیچ دون کا تو بائع بادی ہوا اور حاضر دلال اور ہی معنی اختیار کیے ہیں مجتبیٰ اور در مختار و اصل کتاب میں ابو نعول
 ہی یہ تفسیر ابن عباس سے اور مناسب جو اسکے آخر حدیث کہ چھوڑو لوگوں کو تا اللہ تعالیٰ روزی و بعضے آدمیوں کو بنو سب
 روایت کیا اس کو سب کے جانب سے صلح مکہ وہ ہجرت وقت آذان جمعہ کے تحریر ہوا اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ حل نشانے
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا فَرَغْتُمْ مِّنَ الصَّلٰوةِ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ وَذْكُرُوْا الْبَيْعَ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ
 جموع بکھلا جاتے واسطے نماز کے دن جمعہ کے لین و ڈرو واسطے یاد خدا کے اور چھوڑو سودا کرنا اور اس واسطے کہ بیچ کر کے میں ظیل
 آتا معنی میں اور وہ واجب جو یہاں تک کہ اگر کسی میں ظیل نہ آوے بلکہ کسی بھی ہوتی جاوے اور بیچ بھی جیسے بائع اور شری
 ایک کشتی میں سوار ہیں اور وہ کشتی چلی جاتی ہو مسی جامع کو تو مضایقہ نہین دے۔ مختار ص حین دو ہوں میں
 قرابت قریب محرم ہوا یعنی ہر ایک دوسرے کا قریب محرم ہو تو محرم غیر قریب جیسے باپ کی جو یا قریب غیر محرم جیسے چچا
 کی اولاد دونوں مکمل گئے ہدایہ ص و دونوں صغیر سن ہوں یا ایک صغیر سن تو دونین چہ الی والی مکر وہ جو جب کسی حق کے
 سبب سے نہ ہو نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک جب دن و نون میں ناما ولادت کا ہو تو ایک کی بیچ بڑے
 دوسرے کے جائز نہین و اور بعضوں نے کہا کہ طلق امام ابو یوسف کے نزدیک بیچ جائز نہین چہ ناما ولادت کا ہو
 یا اور طح کا اور ہی قول جوز فر و امینہ ثلثہ کا اور اصل سن ابین قول ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو روایت کی ترمذی نے
 ابی ایوب انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جس شخص نے جدائی والی درمیان میں والدہ اور اس کے والد کے
 جدائی والی کا اللہ تعالیٰ درمیان اس کے اور درمیان و ستون اس کے کے قیام سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن جو غریب ہو صحیح کیا اور حاکم نے
 شرط مسلم پر اور نظر کی اس میں محدثین نے اس کے ہندوین میں بھی لکھا ہے نہین لکھا کہ اس صحیح میں اختلاف کیا گیا اور ابن ابی شیبہ
 کے صحیح میں بیچ کیا اس کو ترمذی نے اور روایت کیا اس کو امام احمد نے ایک شخص کے ساتھ اور روایت کی حاکم نے مسترک میں عن ابن جحش کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملعون ہو وہ شخص جسے جدائی والی درمیان میں والدہ اور اس کے والد کا کہ نہاد و کی صحیح ہو
 اور روایت کی ترمذی اور ابن ابی شیبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام کہ آپس میں بیچائی تھے پوچھا

میں نے ایک کو سپہ سالار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا علی کیا ہوا ایک غلام تیرا کہنا میں نے پیدالا او سکوتو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیرے او سکوتو پھیرے او سکوتو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہو اور روایت کی حاکم اور دقطنی نے دوسرے طریق سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی تو حکم کیا ہو ساتھ بیچ و بھائیو کے تو چچا میں نے اون دونوں کو الگ الگ کہا میں تم کو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا اپنے کہ پھیرے او سکوتو اور بیچ او سکوتو ایک تھا اور نہ جدائی کر درمیان او کے صحیح کیا او سکوتو حاکم نے او پر شرط بخاری اور سلم کے اور یحییٰ کی ابن قطان نے غریب کو اس حدیث سے اور کہا کہ یہ اولیٰ ہوا اون حدیثوں میں خبر اعتماد ہو اس باب میں اور وہ بت کیا او سکوتو احمد اور یزید نے دوسرے طریق سے لیکن ابوسمین لقطع ہو اور وہ مضمر نہیں ہمارے نزدیک صل اولیٰ اگر جہانی او دنوں کی کسی حق کے سبب ہو جیسے ایک نے کوئی جنایت کی او میں دیا گیا یا عیب کے سببے رکھا گیا تو مکروہ نہیں اور جائز ہو چنانچہ یزید یعنی نیلام ف جسکو ہر تاج کہتے ہیں اس واسطے کہ روایت کی صاحب سن بن یحییٰ انس بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک انصاری سوال کرنے کو آیا تو حضرت نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کوئی چیز تنبیہ اس کے لکھائیوں نہیں یا ایک کلمہ یا جسکو چھپے ہوئے رہتا ہو اور کچھ بچھا تا ہو اور ایک پلے لہجہ میں کہ بانی پیتا ہو فرمایا کہ او سکوتو میرا پس آ سوہ دونوں چیزیں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے او سکوتو لیا اور فرمایا کہ کون شخص ان دونوں کو خرید کر تا ہو سو ایک مرنے کا کہ میں انکو جو جنس ایک ویرم کے خرید کرتا ہو ان سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بار یا تین بار کہ یزید علی ویرم کون ہی جو ایک ہم سے زیادہ تو ایک نے کہا کہ میں ان کو دو درم کو لیتا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں او سکوتو لیں و نو درم دھناری کو دے دیے اور فرمایا کہ ایک سلعہ خام خرید کر اپنے اہل و عیال کو دے دوسرے سے کھڑائی سے پس خرید کر لا سو وہ لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ابوسمین کو لڑی لگائی اور فرمایا کہ جاکر طیان لایا کر او بیچا کر اور تین ٹکڑے پندرہ دن نہ کیوں امنے ایسا ہی کیا پھر دے دیا او راو سکوتو دن و رجم حال ہوے سو اس کچھ در جو اس کچھ طر خرید کیا اور کچھ سے کھانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے حق میں بہتر ہے تیرے آنے سے دن قیامت کے اور داغ سیاہی کا تیرے منہ پر ہوے سبب ال کے

باب اقالہ کے بیان میں

ف اقالہ کا جواز ثابت ہی حدیث سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پھیرے مسلمان کی بیع رد کرے گا اللہ تعالیٰ لغزش او کی قیامت کے دن روایت کیا او سکوتو ابو داود او راہن ماجہ ابو ہریرہ سے اور صحیح کہا او سکوتو ابن حبان او حاکم نے ص جانا چاہیے کہ اقالہ یعنی پہلی بیع کا توڑنا بائن اور شتری کے حق میں تو بیع بیع ہو اور سوا اس کے اور شخصوں کے حق میں مانع بیع جدید کے ہو تو اگر بیع بیع بائن اور شتری کے حق میں ہو سکے تو اقالہ باطل ہو گا فائشال وکی لگے آتی ہو صل اور یہ جو معلوم ہوا کہ اقالہ غیر بائن اور شتری کے نزدیک مانع بیع جدید کے ہو تو او کا فائدہ یہ ہو کہ وقت اقالہ کے شیعہ کو دعویٰ شیعہ پہونچا جو فائشال انیس نے ایک مکان اپنا عمر کے ہاتھ بیع کیا اور شیعہ نے اپنی ضماندی سے اس وقت حق شیعہ ساقط کر دیا بعد اس کے اقبالہ بیع ہوا تو یزید اور عمرو کے حق میں تو یہ اقالہ بیع تھا کہ کیا جا دیا اور شیعہ کے حق میں بیع جدید تو اب بھی او سکوتو دعویٰ شیعہ پہونچ سکتا ہو د رختار ص اور اگر ایک لوٹھی کی بیع ہوئی اور بعد اس کے

قیمت پر چلتے کو تم نے خریدا تو قبول کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور سوار سوچ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن پر اور دہشت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیبؒ سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تولیہ اور اقالہ اور شرکت سب پر بین نہیں حج ان میں اور مرسلات سے کچھ مقبول ہیں **فتح اصل** شرطان دنوں کی یہ ہو کہ پہلی قیمت جو بائع نے دی تھی مثلاً بی بی یوسف یا غیر مثلاً لیکن وہ چیز وقت مراہمہ کے مشتری کی ملک ہو چاکو تثن مثلاً جیسے روپی اشرفی اور مکمل موزون یعنی جو چیز تثن تک کر بکتی ہیں اور جو تک کر بکتی ہیں لیکن مقدار میں یکسان اور قریب ہوتے ہیں اور تثن مثلاً اس واسطے شرط ہونی کہ اگر تثن غیر مثلاً ہو چنانچہ کپڑا بعض غلام کے خریدا تو بیان مراہمہ اور تولیت قیمت غلام پر ہو گا اور حال آنکہ قیمت مقبول ہی ان کے خریدا تثنیٰ اسی چیز کا مالک ہو چاکو جسکو بائع تثنیٰ نے قیمت میں دیا تھا تو غیر مثلاً سے کسی مراہمہ جائز ہو صورت اس کی یہ ہو کہ گھر خرید کیا عومن کپڑے کے اور اسکو تسلیم کر دیا پھر گھر کے بائع نے وہی کپڑا مثلاً زید کو بطریق بیع یا سہبہ کے دیا پھر گھر کے مشتری نے گھر پر زید کے ہاتھ بعض اسی کپڑے کے اور کچھ منفعت کے تو جائز ہو کیونکہ زید تثن اول کے دینے پر قادر ہو نہی **صل** اور بعد تولیہ کی طرف احتیاج اس واسطے ہو کہ جو شخص ناواقف اور نادان ہو خرید و فروخت میں وہ شخص واقف کے ایمان پر خواہ نفع دیکر یا مال لاگت پر خرید کر سکتا ہو اور اس سے اپنے حق کو خوش کرتا ہو اس واسطے ان دنوں میں جوں کا ادا امانت اور دیانت پر ہوا ضرور ہو اس میں اجتران خیانت اور شبہ خیانت سے مسالہ اور اصل لاگت تثن شریک ہو گی مزدوری و صلہ الیٰ اور رنگائی اور چھپائی کے کپڑے میں اور ہر طرح دور میں بٹائی کی مزدوری اور غلامین بار برداری کی ف اور بھیجے ہو یوں کٹانے کی مزدوری اور شوق اور دخت کی مزدوری اور ہر شک اور طعام بیع کا بیزن اسراف کے اور سچوائی پانی کی کھیت میں اور مردوں کی صفائی کی اور باغ و دخت لگانے کی اور گھر کے چوڑے کاری کی ان سب مزدوں کی مزدوری ان اصل لاگت میں گئی جاوین گی اسی طرح موتی میں سولہ گز رنگی مزدوری اور لکڑی میں ہزارہ خانے کی دھندلار و نہی بلے میں اسکا قاعدہ کلہ لکھا ہو کہ جن صارف کی لاگت میں ملائے کا دستور ہو چکا میں اور اس کے سبب سے بیع میں باقیمت میں زیادتی ہو تو وہ لاگت میں ملائے جاوینگے **صل** لیکن ان چیزوں کی اجرت اور مزدوری جب لاگت میں ملائی جاوے تو بی بیوں کے کہ اتنے دھون کو مجھے پیچہ میسی تھا اور یوں نہ کہ اتنے کو میں نے خریدا ہو تھا کہ جھوٹ نہو چاکو اور جس کان میں اسباب کھا ہو چاکو کا کرایہ یا چر و لے کی مزدوری یا تعلیم غلام اور لونڈی کی مزدوری اصل لاگت میں داخل ہوگی ہدایہ **صل** اگر مشتری دوم کو معلوم ہو کہ مشتری اول نے مراہمہ میں خیانت کی تو اسکو اختیار ہی چلے اون دامن و امون پر جو مشتری اول نے بیان کیے ہیں خرید لیوے اور چاہے پھر دیوے اور تولیہ میں اگر خیانت معلوم ہوئی تو بخیر مشتری اول نے خیانت کی رو سے اصل لاگت پر دام بر طسائے ہو گی تاکر باقی دام دیدیوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مراہمہ اور تولیہ میں دونوں صورتوں میں کاٹ لیوے اور امام محمد کے نزدیک دونوں صورتوں میں چاہے مشتری اول کے بتائے دامن و امون پر سے لیوے یا پھر دیوے **ف** اور فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہو **صل** اور جس شخص نے ایک چیز خرید کر نفع پہنچا دیا اور کھنڈن ہون پہنچا تھا اس سے کہ کو خریدنا تو اب اگر اسکو پھر مراہمہ یا تولیہ سے بیچے گا تو مقدار نفع کو اصل لاگت سے جو اکرے اور اگر نفع پوری لاگت کو گھر یوے یعنی وہ نفع مفت پڑ جاوے تو اب اسکو بطریق مراہمہ نہ بیچے **ف** مثلاً ایک گھوڑا دس روپی

لے خزانہ
عمر کو نوکری
کمان پانی چاکو
لاگت میں
تو باوجود
نہ سہبہ

کو خرید اور بچہ پندرہ کو بیچا اور بچہ دس کو خرید لیا تو اب اگر اسکو مرابحہ سے بیچے گا تو یہ کہے کہ بچہ پانچ روپے کو پڑا اور اگر دس روپے کو خرید اور بچہ دس کو بیچا اور بچہ دس کو خرید لیا تو اب اسکو مرابحہ کے طور پر بالکل بیچے بلکہ مساومت یا اوپر چھ بیچے یا اسے بر خلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک نہ تو صورتوں میں منافع خیر پر مرابحہ بیچنا جائز ہو اور صاحبین کا قول خلق پر آسان ہو اور امام کا قول ضبوط طرہ ہو تو جس قول پر چاہے عمل کرے **ص** اگر اس غلام نے بسکو بٹولی نے اذن تجارت کا دیا ہو اگرچہ وہ قرضدار ہو یا ایک کپڑا خرید اس روپے کو اور بٹولی نے اوس سے پندرہ کو خرید لیا تو بٹولی اگر اس کو کپڑے کو مرابحہ سے بیچے تو چاہے کہ اصل جمع دس پیسہ تھا اور ایسا ہی اسکا اولیٰ یعنی اگر بٹولی دس روپے کو کپڑا لیکر ایسی غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام مرابحہ سے بیچنا چاہے تو دس روپے لاکھ بتلا دے اور پندرہ کے **ف** اور دلیل اسکی اصل کتاب درہ ایہ میں مذکور ہو اور قرضدار غلام میں جب صورت ہوئی تو اگر قرضدار نہ ہو گا تو بطریق اولیٰ بٹولی کو یا غلام کو بٹولی دس روپے میں ملے یا غلام نے اوس شے کو لیا ہو یعنی دس روپے ان دونوں صورتوں میں **ص** اور اگر مضارب کے پاس دس روپے تھے مثلاً آدھے نفع کے قرار دیا اور دس روپے کے بدلے میں مضارب نے ایک کپڑا خرید اور پندرہ روپے کو مالک مال کے ہاتھ بیچا تو اگر مالک مال دسکو مرابحہ سے بیچے تو سارے بارہ قیمت کپڑے کی بتا دے **ف** ہوا وسط کہ نصف نفع یعنی اڑھائی روپیہ ملک ہو صاحب مال کی اور سطح اس کے اولیٰ میں حکم ہو یعنی بیکہ صاحب مال ہو ہو اور مضارب مشتری چنانچہ ذکر اسکا کتاب المضاربہ میں آویگا **ص** اگر کوئی مشتری خریدے صحیح و سالم اور ششہ کی پاس آنکر کافی ہو گئی **ف** کسی آفت سماوی سے **ص** یا وہ لونڈی شہیدہ تھی اور مشتری نے اوس سے جماع کیا اور بچہ پانچ بیٹا ہو اسکو مرابحہ سے تو اپنی اصل لاکھ بیان کرے اور اسکا بیان ضرور نہیں کہ یہ لونڈی اچھی تھی میرے پاس لکر کافی ہو گئی یا اس سے بیچ جماع کیا ہو **ف** اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک بیان اسکا ضرور ہو اور یہی مذہب ہو باقی ایسے کا فتویٰ ابو الیث نے کہا ہم اسی سے اخذ کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیا کمال الدین ابن الہمام نے **ص** اور اگر مشتری نے خود آنکھ اوکی پھوڑ دی یا کسی اور نے اوکی آنکھ پھوڑی اور مشتری نے اوس شخص سے دیت لے لی یا وہ لونڈی بکرہ تھی اور ششہ کی اسکا ازالہ بکارت کا کیا جماع سے تو ان صورتوں میں جب وقت مرابحہ سے بیچے تو یہ کیفیت بیان کر دے اگر ایک کپڑا خرید اور خود آنکھ اوکی پھوڑے یا کسی کا کیا یا لک سے جل گیا تو اب اسکو مرابحہ سے بیچے تو بیان کرنا اسکا ضرور نہیں اور اگر اس کے پسینے اور کھولنے سے کپڑے کی ٹوٹ گئی تو مشتری ثانی سے بیان و کا ضرور ہو اگر ایک غلام خریدا ہزار روپے کو اور دس روپے کا ایک تہ پھر ششہ کے نفع پر اسے فروخت کیا بیع بیگانہ **ف** یعنی مشتری ثانی سے یہ نہ کہا کہ میں نے ہزار روپے کا خریدا ہو **ص** کتاب شہ ثانی کی کو اختیار ہو جب معلوم ہو کہ اسکو یہ بات چاہے اس غلام کو پھر دیے چاہے رکھ لیے **ف** لیکن اگر رکھ لیا تو اسکو گیارہ سو روپے نقد دینے پڑینگے نہ مگر **ص** تو اگر مشتری ثانی نے وہ غلام تلف کر دیا تو اسکو گیارہ سو روپے پورے دینا لازم آوے گا نقد اور یہی حال تو لیکار ہو **ف** لکھ اگر بیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہو گئی تب اختیار ہو گا چاہے اس چیز کو رکھ لیا اور چاہے واپس کر دیے اور اگر بعد بیع کے تلف کر کے خیانت مشتری اول پر اطلاع ہو گئی تو جتنے دم ٹھہرے قے پورے دینا پڑینگے **ص** اگر زمین پر عروسے کہا کہ جتنے کو یہ چہرہ بچو بڑی ہو اتنے کو تیرے ہاتھ بیچنا ہوں اور عروس کو معلوم نہیں

[illegible][illegible]

چھتیس سزائے خارج کیا اور اسکا احمد اور دارقطنی نے اور روایت کی یہی ہے شعب اللایمان میں ابن عباس سے کہ جس شخص کا گوشت بڑھا ہو
مال حرام سے تو جہنم قریب ہو اسکا اور روایت کی ابن ماجہ و ترمذی نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جانے کے لئے شتر کا بیچ سب سے کم ایسا ہو جیسے کوئی اپنی سائے جماع کرے اور ابن مسعود سے کہ بیچ اگرچہ بہت ہوتا ہے مال
اوس سے لیکن انجام اوسکا نقصان تو اور احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شتر کا بیچ
کو آیا میں ایک قوم پر پیٹ افٹے شتر لکھ دیکھیں اور امین مانپ کھائی دیتے ہیں تو پوچھا میں نے چہ بل علیہ السلام کون ہیں یہ لوگ کہا
انہوں نے یہ سود خواہ میں فرمایا حضرت عثمن نے کہ اخیر آیت کلام اللہ کی آیت بیچ کی جو اور تحقیق حضرت نے وفات کی اور خوب
کھول کر بیان فرمایا بیچ کو تو چھوڑ دو تم بیچ کو اور بیش بہا بیچ کا ہو وے **ص** رہا ایک نیا دقتی ہو ایک جنس کی دو
چیزوں میں تو ان ناپے جو خالی ہو عوض سے اور شرط کی گئی ہو واسطے احد المتعاقدين کے **ف** یعنی واسطے ماننے کے یا
مشتتری کے یا مقرر من کے یا مستقر من کے **ص** معاوضہ میں **ف** تو ایک جنس کی دو چیزوں کے کہنے سے نکل گیا سب اول
ایکٹ سیخ کا ساتھ ایک سیر گھوٹ کے بسبب منہ منہ جنس کے اور تول ناپ کی قید سے نکل گیا دس گز کپڑا بے میں بیچ گز کے لڑ
خالی ہو عوض سے اس سے وہ صورت نکل گئی کہ سیر گھوٹوں سے سیر گھوٹوں کو دو سیر گھوٹوں کو دو سیر گھوٹوں کے بدلے میں بیچا ہوا واسطے کہ یہاں
اگرچہ ثانی زائد ہو لیکن زیادتی بے عوض کے نہیں کیونکہ ہو سکتا ہو کہ سیر گھوٹ کے مقابلے میں دو سیر گھوٹوں کو دو سیر گھوٹوں کے
عوض میں دو سیر گھوٹوں کو دو سیر گھوٹوں کے واسطے اس سے وہ صورت خارج ہو گئی کہ زیادتی کی شرط مختصر
نالٹکے لیے ہو کہ وہ رہا نہیں شمار کیا ویگی اور معاوضہ کی قید واسطے لگائی کہ زیادتی اور عین عین خالی ہوتا ہو عوض سے جس سے
ہو بیچ جنہیں ہو **ص** علت اور شرط رہا کی دو چیزیں ہیں ایک کہ دونوں چیزیں قدرتی ہوں یعنی پہلے میں نہ کہ یا نل کہ بکتی ہو
دوسرے یہ کہ دونوں چیزوں کی جنس ایک ہو **ف** مثلاً دونوں صرف گیسوں ہوں یا چانول یا جوا اور اگرچہ جوا
نل کہ نہ بکتی ہو بلکہ شمار کر کے جیسے خر بوزے آم وغیرہ تو اس میں ایک کے بدلے دو یا دویت جو قسم اور جنس ایک ہو جیسے جو کے بدلے گیسوں
یا چانول کے بدلے جوا تو اس سے روشن بھی زیادہ لیتا بیچ نہ کہلا و یکا **ص** اور شاخصی کے نزدیک شرط بیچ کی یہی کہ وہ دونوں
چیزیں ایک جہانے کی قسم ہو وین قیمت جیسے سونا چاندی اور امام مالک کے نزدیک شرط یہ ہو کہ کھانیا کی قسم سے ہو یا قابل رکھنے ہو
کے اور جنس کے یکے ہو **ف** اصل اس باب میں وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا صحاح ستہ والوں نے سوامی بخاری کے بخار
بن جابر سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کو بیچنے کو بیچنے کے اور چاندی کو بیچنے میں چاندی کو بیچنے کے اور بیچنے
کو بیچنے میں گیسوں کے اور جو کو بیچنے میں جو کے اور کھجور کو بیچنے میں کھجور کے اور نمک کو بیچنے میں نمک کے اور جو کو بیچنے میں جو کے اور
بدست برابر ہو اگرچہ قیمتیں مختلف ہو وین یعنی گیسوں کے بیچنے میں جو کے یا جو کے بدلے میں نمک کے مثلاً آٹھ سو بیچ صرط چاہتہ
لیکن بدست بدست اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علت سود کل اتحاد و تضاد ہوا و اس کی انتہا کیا امام عظیم نے اور دلیل
اسکی کتاب اصول میں تفصیل مذکور ہو **ص** تو جو چیز نہ پ یا نل کہ بکتی ہو بیچنے میں اپنی جنس کے بھی جائز ہے تو اس میں زیادتی
لینا حرام ہو اگرچہ وہ چیز کھانے کی نہ ہو جیسے چنا اور لوہا **ف** کہ یہ دونوں چیزیں کھانے کی نہیں ہیں
لیکن چونکہ در اور جنس متبرک ہو اس واسطے زیادتی حرام ہو گئی اور شاخصی کے نزدیک حرام نہیں

ایک پیسے میں کے بدلے میں دو پیسے عین کے جائز اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پیسے چلن و دائرن میں داخل ہیں اور ہجری دلیل اصل میں مذکور ہو لیکن محتاط قول امام محمد کا یہ ہے کہ اگرچہ گوشت کی ساتھ حیوان زندہ کے لگا کر وہ گوشت ہی جانور کی جس سے ہوتے **ف** مثلاً لگا کر گوشت لگائے یا بیل سے بچ کے تو جائز ہے نہ کہ پیسے وزنی چیز کی جو غیر وزنی سے تو جائز ہے نہ کہ پیسے کی بشرط تیسین کے البتہ اودھار درست نہیں **د** مگر مختار اصل امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگرچہ جانور کا گوشت ہوا وہی جانور کے بدلے میں بیچ کر تو ضرور کہ گوشت زندہ ہوا و سفد گوشت سے جتنا اوس حیوان میں ملے گا گوشت مقابل گوشت کے ہو جاوے اور باقی بقائے اور جھڑی پھونی وغیرہ کے **ف** اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک بیچ مطلقاً جانور نہیں بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا مالک نے نو طامین اور ابو داؤد نے اسیل میں سعید بن السیب سے کہ منہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے گوشت کی بدلے میں حیوان کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بیچ سے زندہ کی بدلے میں بے جان کے اور اسیل سعید کے بالاتفاق مقبول میں اور روایت کی ابن جریر سے مکرر سے مانند اسکے بروایت حسن عن حمزہ کہا بیعتی نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور جس شخص نے سماع حسن کا مکرر سے ثابت کیا ہے اس کے نزدیک یہ حدیث موصول ہے اور جس نے نہیں ثابت کیا اوس کے نزدیک مرسل ہے جو جدید تو بلحاظ ان احادیث کے احتیاط اسی میں ہے کہ بیچ گوشت کی ساتھ حیوان کے نہ کہ والدہ **ع** اور جائز ہے بیچ آٹے کی اپنی جس کے ساتھ تاپ کر اور بیچ رطب کی ساتھ ترکہ کے **ف** رطب کہتے ہیں تازی کھجور کو اور ترسو کھلی کھجور کو تو رطب کی بیچ بدلے میں رطب کے اور اسیل طرح رطب کی بدلے میں تمر کے برابر درست ہے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک رطب کی بیچ ساتھ تمر کے درست نہیں اس واسطے کہ رطب سوکھنے لگے ہو جائیگا و دوسری دلیل یہ ہے کہ وہی ہے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کہا انھوں نے سننا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا آپ سے خریدنے رطب کا بدلے میں تمر کے تو فرمایا آپ نے کیا کہ ہو جائے تا ہر ترسوا سوکھ کر کہا انھوں نے مان تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو یا ہونے مانا اور صحیح کہا اوسکو ابن المدینی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ رطب بھی تمر میں داخل ہے بدلیل اوس حدیث کے جو بدلے میں یہ ہے کہ ہر نہ سمجھ گئے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رطب خیر کے تو فرمایا آپ نے کیا اکل تمر خیر کے اسیل طرح میں اور بیچ تمکی اپنی جس سے برابر جائز ہے اور یہ حدیث بخاری مسلم میں بروایت ابو سعید خدری موجود ہے لیکن اوس میں رطب کا لفظ نہیں البتہ روایت کی حاکم اور بیعتی اور طحاوی نے سعد سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے تمر کی ساتھ رطب کے اودھار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق بیچ رطب کی ساتھ تمر کے ممانعت نہیں صرف اودھار منع ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک بھی ثابت ہے حکایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ جب بغداد میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگ اس مسئلے میں امام صاحب پر طعن کرتے تھے بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے تو اہل حدیث نے سوال کیا اوان سے کہ رطب کی بیچ تمر کے کس طرح جائز کہتے ہو امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہیں یا رطب تمر ہی یا تمر نہیں ہر اگر ترمذی تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث الثمر بالثمر کے اور اگر نہیں ہے تو بھی عقد جائز ہے بدلیل آخر حدیث کے اذ اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتہم مہر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی وارد کی امام غزالی نے جواب دیا کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہیں تو حیران ہو گئے سب علماء اور زہرا کے تحت کو

اور صاحبین نے اس حدیث کو مستحکم قرار دیا ہے

زید بن عیاش

امام کی و تمامہ فی فتح القدیر ص اور درست بیج انگور ترکی بدلے میں انگور خشک کے جیسے جائز بیج تریا جھکولے ہوئے
 گیسون کی پانی مثل سے اور خشک سے اور اسطرح جائز بیج جھکولے ہوئے خشک کھجور کی یا انگور کی جھکولے ہوئی خشک کھجور یا انگور سے
ف اور کھجور خشک اور انگور خشک سے بھی برخلاف امام محمد رحمہ کے **دست مختار ص** اور جائز بیج ایک حیوان کے گوشت کی
 ساتھ دوسرے حیوان کے گوشت کے کم زیادہ بھی **ف** یعنی گائے کا گوشت بکری کے گوشت کے عوض اور اونٹ کا گائے بکری کے
 عوض لیکن گائے بھینس ایک جنس میں اور اسطرح بھٹی بکری تو انہیں زیادتی کی درست نہیں **ہدایہ ص** اور اسطرح
 ایک جانور کے دودھ دوسرے جانور کے دودھ کے عوض میں کم و بیش چنانچہ درست ہے **ف** بخان بکری اور بھٹکے دودھ کے
 کہ وہیں تفاعل جائز نہیں کیونکہ دونوں ایک جنس میں **طحاوی ص** اور اسطرح ناقص کھجور کے سکر کی بیج عوض سکر انگور کی کے
 اوپر بیٹ کی جڑ کی عوض نہ کی جاتی ہے یا گوشت کی کی کو بیٹی کے ساتھ درست ہے **ف** ناقص کھجور کی قید اتفاقی ہے چونکہ اکثر سکر ناقص
 ہی کھجور کا ہوتا ہے اسواسطے لفظ **کما ص** اور اسطرح درست ہے روٹی کی بیج **ف** اگر کھجور کی ہو **دست مختار ص** عوض میں
 گیسون کے اور آٹے کے کی بیٹی سے اگرچہ ایک جانب دودھ ہوا ہو اسی پختی ہے **ف** اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ برتن میں جو روٹی
 محتاط **و ص** اور نہیں جائز بیج حید کی ساتھ ردی کے سوال بروین سے مگر ساوی اور اسطرح بیج گندم کھجور کی بیٹی کی عوض
 رطب یعنی بچہ کھجور کے برابر برابر **ف** جتنا کہتے ہیں عمدہ اور برتر کو اور ردی کہتے ہیں خراب کو جیسے گیسون بعض عمدہ ہوتے ہیں اور بعض خراب
 یا کھجور کہ جتنا عمدہ دی سب قسم کی ہوتی ہے تو نہیں جائز ہے جس ایک ہو کہ عمدہ والا زیادہ دیوے یا ردی والا زیادہ دیوے اسواسطے کہ عمدہ
 ہلایہ میں جو حید ہا ورجہا کسو آہنی جتید اور ردی ان چیزوں میں سے سب برابر ہیں گناہی نے غریب جو اس لفظ سے لیکن معنی
 اس حدیث کے اور احادیث صحاح سے ثابت ہوتے ہیں **ص** اور اسطرح جائز نہیں بیج گیسون کی ساتھ ستوکے یا گیسون کے
 آٹے کی یا آٹے اور ستوکے برابر برابر کم زیادہ **ف** اسواسطے کہ یہ چیزیں نہ کرکتی ہیں اور زاپ میں انکی زیادتی کی کا احتمال ہے کہ گیسون
 کم ہاویں گے نسبت آٹے کے **ص** اور جائز نہیں بیج زیتون کی ساتھ روغن زیتون کے اور تیل کی ساتھ تیل کے یہاں تک
 کہ روغن زیتون یا تیل زیادہ ہووے اس روغن سے کہ زیتون اور تیل سے نکلے تاکہ تھوڑا تیل جو زیادہ ہے عوض میں کھلی کے ہو جائے
 اور روٹی کا قرض لینا تو لکھ جائز ہے اگرچہ جائز نہیں امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اور اسی پختی ہے اور امام صاحب کے نزدیک بالکل
 جائز نہیں اور محمد رحمہ کے نزدیک دونوں طرح درست ہے مالک اور غلام میں سود نہیں متحقق ہوتا اسواسطے کہ غلام مع اس کے مال کے
 ملک ہو تو لاکی **ف** یہ صورت جب ہو کہ عبد مازون ہو اور اس پر زمین نہ ہوے اور اگر اس پر زمین ہو تو زیادتی کی سود گنی جاوگی **ہدایہ**
ص اور سلمان اور حربی میں دار احب میں سود ثابت نہیں ہوتا **ف** نہ دار الاسلام میں اسواسطے کہ مال حربی کا مباح ہے جو
 تولینا اسکا جسطرح ممکن ہو جائز ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت جب درست ہے کہ زیادتی سلمان کے لیے ہووے لیکن جواب
 مسئلہ عام ہے اور ابو یوسف اور شافعی رحمہ کے اور ائمہ باقیہ کے نزدیک درست نہیں کیونکہ مخصوص حریت ربو اسطرح میں اور امام شافعی
 کی دلیل ہے جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں جو مباح درمیان سلمان اور حربی کے دار احب میں
 اور یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کیا اوکو کھول شامی نے مکی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہیں ہے بیکن
 درمیان میں اہل حرب کے اور گمان کرتا ہوں کہ کما آپ نے اور درمیان میں اہل اسلام کے گناہ شافی رحمہ نے

کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور زمین حجت ہے اسناد کی یہ بھی ہے مفرقین مبطونین یہ کہ یہ حدیث مرسل ہے اور کچھ فقہاء اور مرسل فقہی قبول ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ قبل ہجرت جب سورہ روم نازل ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے غلبہ روم کی فاسد بشرط کی تھی مشرکین مکہ سے اور حکم صاحب شرح مال شرط کا زیادہ کر دیا تھا پھر جب اہل روم فارس پر غالب ہوئے تو صدیق اکبرؓ نے مال مشروط مشرکین مکہ سے لے لیا اور یہ بعینہ قمار ہے اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا تیسری دلیل یہ ہے کہ مال اہل حرب مباح ہے بشرط نہ ہونے عمدہ شکنی کے اور اطلاق نصوص کا مال منظورین ہے نہ مال مباحین اور علمائے غریب نے درس میں لازم کیا ہے کہ حلت برہوا اور قمار سے فقہاء کی مراد وہ ہے کہ زیادت مسلم کو حاصل ہو اگرچہ اطلاق جواب اسکے مخالف ہے انتہی ما قال الشيخ ابن الہمام ملخصاً

باب اوں حقوق کے بیان میں جو بیع میں داخل ہو جائے ہیں اور جو داخل نہیں ہوتے

حقوق جمع و حق کی اور اصل طلاق فقہین وہ جو جمع کا تابع ہووے اور بیع کے واسطے ضروری ہو اور قصود و منکر و مبین کے سبب سے جیسے پانی لینے کا حق اور زاد زمین میں داخل ہو جاتی ہو دار کی بیع میں علم اور عمارت او سکی اور مفتاح و مراد مفتاح سے وہ میں جو اخلاق سے متصل رہیں کبھی جدا نہوین جیسے ضبہ اور کیلنوں اگرچہ چاندی کے ہوں یہ تو فعل یعنی فعل اور او سکی نجی داخل جمع نہیں اس واسطے کہ وہ گھر سے متصل نہیں اور اخلاق جمع و غلق کی اور غلق کو غار سی میں کلیڈانہ اور بند کہتے ہیں یعنی لوسے کا آکر جو دونوں کو اٹھون میں کیلون سے جڑا ہوتا ہو دروازہ کھولنے اور بند کرنے کے واسطے بعض اہل ہند او سکو کھٹکا کہتے ہیں اور بعض بیلن اور عرب او سکو ضبہ اور کیلنوں بولتے ہیں غایۃ الاوطار ص اور بالا خانہ او پاخانہ اور نہیں داخل ہوتا ہوا دار کی بیع میں غلط فہم بضم طے سے مجملہ اور تشدید لام کے او س جھٹے کو کہتے ہیں جو دروازہ پر ہوتا ہو اور صاحب محضر سے منقول ہو کہ غلط فہم کہ ایک طرف او س کی اڑیوں کا اس دایرہ ہووے اور دوسرا کنارہ ہمسایہ گھر کی دیوار پر ہووے درخت زمین ہو کہ غلط فہم اگر ایسا ہو کہ او س کا دروازہ اندر سے مکان کے ہووے تو دار کی بیع میں داخل ہو گا بالا خانہ کے مانند فائدہ فتح القدر حاشیہ ہدایہ میں ہو کہ یہاں تین چیزیں ہیں او کی شناخت ضرور ہو دار بیت منزل بیت وہ جو حسی ایک چھت ہووے اور شب باشی کے واسطے بنا ہووے او بعضوں کے نزدیک بیت میں دیوڑھی کا ہونا بھی شرط ہو اور منزل بیت سے زیادہ اور دار سے کم ہو لینے وہ مکان جو دو میں بیوت پر مشتمل ہو جو میں آ وں آدمی رہیں اور او سمین باور چرخانہ اور پاخانہ بھی ہو مگر او سمین بے چھت نہو اور او سمین اصل طبل نہو اور دار نام ہو او س احاطہ کا جس کے گرد وہ دیوڑھی اور وہ مکان بیوت متعددہ اور اصل طبل اور بے چھت کے آنگن پر مشتمل ہو

ف۔ اگر اس صورت میں جب بیج بکھل حق ہو لہذا یہ امر افقہا یا بکھل قلیل و کثیر ہو منہا او فیہ ہا ہو و
 ف۔ یعنی اگر بکھلنے سے متعلق بیج میں یہ الفاظ بطرہ حادیہ تو ٹکڑے بھی داخل ہو جاوے گا حتیٰ اسکے یہ زمین کہ بیج کیا میں نے
 دار کو ساتھ ہر حق کے کہ وہ واسطے دار کے جو یا ساتھ منافع اور حقوق اوس کے کے یا ساتھ ہر قلیل اور کثیر کے کہ وہ اوس
 دار سے ہو یا دار میں جو ص۔ اور زمین کی بیج میں اشجار یعنی درخت اوس کے داخل ہو وین گے اور کمیت داخل نہ ہو گا
 ف۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اشجار متصل ہیں زمین سے با اتصال قرار لینے اس واسطے نہیں ہوئے گئے کہ پھوہہ اوکھا

فوق در میان طایفه است خوشتر از آن که در میان آن باشد

جاوین یا جاوین کے جاوین بر خلاف کھیتی کے آوضا بط اس بات کا یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ بیج کا اسم اس کو شامل ہو عرف میں یا متصل ہو بیج سے باتصال قرار لینے جدا کرنے کے لیے نہ تو وہ بیج میں داخل ہو جاوے گا ورنہ نہیں جیسے زینہ اینٹ چھوٹا اور لکڑی کا جو گڑا ہوا ہو یا بیج میں جو چھت میں کیلون سے جڑی ہو وین واری بیج میں داخل ہوں گی تو جو لکڑی کا زینہ ملک گھر میں رکھا ہو تو وہ داخل ہو گا نہ کہ تر مٹھا کر و تاتا سر خانہ ہم اس قاعدہ کی راہ سے جو اوکھلی گھر میں پتھر کی گڑی ہوئی ہو لکڑی کی بیج میں داخل ہوگی اور اسید طرح ڈنڈا اس کا از وی استحسان کے جیسے چمکی گئی ہوئی کا بیج کا پاٹ از روے قیاس کے اور اوپر کا بطریق استحسان کے داخل ہوتا ہو ص اور نہیں داخل ہوتے پھل کے ہوئے درخت کے درخت کی بیج میں مگر اگر خریدار نے لکڑی کو اس واسطے کہ روایت کی ایمہ سٹے عبداللہ بن عمر رض سے کہ جو شخص بیج ایک غلام مالدار کو تو مال اس واسطے بائع کے ہو کہ یہ کثرت کر کے خریدار ہو جو بیج ایک کھجور پیوند کی ہوئی کو تو پھل اس واسطے بائع کے ہو کہ یہ کثرت کر کے خریدار اور امام محمد نے روایت کی اصل میں جو ایسی زمین خرید کر کہ زمین کھجور کے درخت میں تو پھل بائع کا ہو کہ یہ کثرت کر کے خریدار ص ہر چند کہ زمین کی یا درخت کی بیج میں بائع یہ کہہ کے کہ بیعت بحقوقہ او بصرفقہ ف یا بکل قلیل و کثیر ہولہ فیہا ومنہا من حقوقہا یا من ہر افاقہ اہل ایہ ص ب بھی کھیت اور پھل داخل نہوں گے ف اس واسطے کہ یہ چیزیں حقوق اور منافع نہیں ہیں البتہ اگر یہ کہے گا کہ بیعت بکل قلیل و کثیر ہولہ منہا او فیہا تو یہ چیزیں داخل ہو جاوین گی اس واسطے کہ اس صورت میں بائع نے تصریح عرافق اور منافع کی نہیں کی ہل ایہ ص اور بیعت کی بیج میں بالا خانہ داخل ہو گا اگرچہ بکل حق ہولہ کہے اور نہ منزل کی بیج میں مگر جب کہ منزل کی بیج میں بکل حق ہولہ کہہ لے گا تو بالا خانہ داخل ہو جاوے گا ف اس واسطے کہ بالا خانہ ایک جہادیت ہو اور نہ اپنے ہمسکونین شامل ہوتی بخلاف منزل کے کہ وہ در صورت ذکر حقوق و عرافق شامل ہی بالا خانے کو جیسا کہ تصریح سے معلوم ہو چکا ص جیسے داخل نہیں راہ اور شرب اور سیل بیج میں البتہ اگر حقوق و عرافق کو ذکر کر دے گا تو یہ چیزیں داخل ہو جاوین گی اور اجارے میں ہر طرح خود ا ذکر کرے یا نہ کرے داخل ہوں گی ف راہ سے وہ راہ مراد ہو جو طریق خاص انسان کی ملک میں ہو لیکن وہ راہ جو کہ غیر نافذ ملک طرف ہو یا شارع عام کی طرف ہو وہ داخل بیج کے ہو چنانچہ عرافق میں معراج سے منقول ہو اور گھر کی راہ کا عرض اس گھر کے دروازے کے عرض کے برابر ہو اور طول اس کا شارع عام تک ہو چنانچہ قستانی میں ہو اور سیل وہ مکان ہو جسے بارش وغیرہ کا پانی بہتا ہو اور شرب بکس لول و سکون ثانی عبارت ہی پانی لینے کے حصے سے کذا فی الخطا وی ص وجہ اس کی یہ ہے کہ اباہ منعقد ہوتا ہو منفعت پر اور بدون ان چیزوں کے منفعت مقصود نہیں اور بیع سے ملک مقصود ہوتی ہو تو ممکن ہو کہ عرض شری کی بیج بیج ہوا متلفع کے اور یہ بدون ان حقوق کے متصور ہو ف کیونکہ ملک قبیہ میں کچھ قدرت علی الانتفاع ضرور نہیں ہوا علی الحاقیہ گھر کی بیج میں کنوئیں جو اس گھر میں ہو اور او کی گھرنی اور جو تخت زمین میں گڑا ہو وے اور خانہ باغ جو گھر کے اندر ہو وے داخل ہو اور ڈول تختی کوئیں کی داخل نہیں اور عام کی بیج میں دیگرین داخل ہیں نہ کانے یعنی بڑے پیالے اور دھویوں اور رنگریزوں کی دیگرین اور غسالوں کے تنالہ و تلبسین کی ٹھوڑا و ٹکے اور دھوپ کا پٹا و شہرہ کپڑے کوٹ کر صاف کرتے ہیں زمین کی بیج میں داخل نہیں اور گدھ کی بیج میں اس کا بالان داخل ہو گا لہذا کو ہر قانون یا روایت

ربیع دوم میں پہلے بیع جسے اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو بیع کر ڈالے تو مالک کو اختیار ہو چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکھے مگر جائز رکھنا
 اس صورت میں جبکہ مالک اور شریک اور بیع باقی ہوں اور اس طرح اگر شریک عرض ہو تو اس کا بھی باقی ہونا ضروری ہے **ف** عرض وہ چیز
 میں جو متعین ہو جاتی ہے عین عین میں جیسے گھوڑا یا تھیں کتاب وغیرہ اور مقابلہ اسکے دین جو متعین نہیں ہوتی جیسے درخت یا غیر
 جیسے رائج یا جو چیز میں کیلی وزنی میں **ص** تو اگر مالک نے اجازت دی تو شریک مالک کی ہوجاویگی اور بائع کے ہاتھ میں عین امانت نہ کی
 اور بائع کو بھی حق فسخ ہے چوتھا قبل مالک کی اجازت کے **ف** اس واسطے کہ بائع بیان فضولی ہو اور ہو سکتا ہو کہ وہ اپنے دفعہ نہ کیلئے
 عقد کو فسخ کرے برخلاف فضولی نکاح کے کہ وہ فسخ عقد قبل اجازت مالک کے نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ان حقوق بیع رجوع کرتے ہیں طرف
 عاقبہ کے اور عاقبہ فضولی ہے اور نکاح میں حقوق نکاح رجوع کرتے ہیں طرف اصل نکاح کے اور فضولی سفیر شخص ہوتا ہے **ص** اور اگر
 ایک شخص ایک غلام غصب کر سکے گیا اور اس کو ایک شخص کے ہاتھ پہنچا **ف** الابد اس کے مشتری نے اس کو آزاد کر دیا اب
 اصل مالک کو خبر ہوئی اور اس نے غاصب کی بیع کو جائز رکھا اس صورت میں مشتری کا عین نافذ ہو جاوے گا تو رام مہرہ کے نزدیک نافذ
 نہ ہوگا اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں عتق جزاؤں غلام کو مٹی میں نہ سکا مالک نہیں آدمی **ف** روایت
 کیا اس کو ترمذی نے عمر بن شعیب بن اسیر عن جد سے **ذ** یلی **ص** اور اگر مشتری نے غلام کو دوسرے کے ہاتھ پہنچا
 بعد اس کے مالک نے غاصب کے بیع کی اجازت دی اس صورت میں بیع ناجائز نہ ہوگی اور اگر غلام مذکور کا ہاتھ مشتری کے پاس
 کسی نے کٹا ہلا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو نصف قیمت ہاتھ کاٹنے کی مشتری کو ملے گی اور شریک کو چاہیے
 کہ نصف قیمت اگر نصف ثمن غلام سے زائد ہووے تو اس کو فقیروں پر خیرات کر دیوے اس لیے کہ مشتری کا حق اوتھائی ہے جو غلام
 مذکور کی نصف ثمن ہے نیز **ب** مطلب یہ ہے کہ غلام کا اگر کوئی شخص ایک ہاتھ کاٹ دے تو غلام کی نصف قیمت اس مالک
 عاوان میں میں نیلا پڑتی ہے اس لیے کہ آزاد کے ہاتھ کاٹنے میں نصف ویت لازم ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر قیمت میں نرخ بازار اس
 غلام کا زائد ہو اس ثمن سے نکالے جسے غرض میں مشتری نے غاصب سے وہ غلام خریدتا ہے تو نصف قیمت بھی اس کی نصف ثمن سے
 زائد ہوگی تو حقد زائد ہووے اتنی کو مشتری تصدق کر دیوے فقیروں پر **ص** گنہ یہ ہے عمر کا غلام بدون اس کی اجازت کے
 بکرے کے ہاتھ پہنچا لایچہ کہ نہ لو گذرے نہ زید نے قرار کیا تھا کہ مالک نے مجھ کو اجازت بیع کی نہیں دی یا گویا ہوں سے یہ ثابت کیا
 مالک سے غور نے قرار کیا تھا کہ میں نے زید کو اجازت بیع کی نہیں دی اور اس گواہی سے بکرہ کو مقصود یہ ہے کہ بیع کو ناجائز قرار دیکر وہ غلام
 کو بکرے عمر پر فروغ کو اپنی قبول نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ دعویٰ بکرہ کا منہ ناقض ہے کیونکہ اس نے جب اقام کیا تھا غلام کی خرید پر تو اس سے معلوم
 ہوتا تھا کہ عمر کی طرف سے اجازت ہو اور اب یہ کہتا ہے کہ اجازت نہیں ہوئی ہاں البتہ اگر بائع خود قاضی کے نزدیک اقرار کرے کہ مجھ کو
 مالک کی اجازت تھی تو بیع مردود ہو جاوے گی اگر شریک طلب کرے یا بیع کو **ف** اس واسطے کہ اس صورت میں بھی اگرچہ دعویٰ تناقض
 ہو لیکن تناقض مانع صحت اقرار مدعی علیہ نہیں ہے تو مشتری کو ہو سکتا ہے کہ بائع کی موافقت کرے اس باب میں اور بیع کو رد کر دیوے

باب سلم کے بیان میں

بیع سلم جائز ہے قرآن اور حدیث سے لیکن قرآن تو آیت ماریہ یعنی قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا الذین آمنوا اذرا
 تک ایئکم یدین الی اجل مسمی فاکتبوا الایۃ محل کیا اس کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اور بیع سلم

روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اوسکو ابو یوسف طبرانی سلم کے کہ کہا ابن عباس نے شہادت دیتا ہوں میں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا سلم کو ایک مہینہ عین تک اور ان دیا اوسکا اسی آیت سے اور بھی اخراج کیا اوسکا شافعی رحم نے مسند میں اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی بخاری اور سلم نے عبداللہ بن عباس رض سے کہا کہ لے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ لوگ سلف کرتے تھے یعنی بیع سلم کرتے تھے میمون بن بصر کا اور ویرس کا تو فرمایا آپ نے جو شخص سلف کرے تم میں سے کسی بیوے میں تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ عین اور ایک تولی میں میں ایک بیت عین تک اور بہت سے آثار و احادیث اسکی اباحت پر دلالت کرتے ہیں ص سلم کہتے ہیں بیع کو ایک شے کو اس میں چھوڑ دینا ہو چاہوے بائع پر اوقیت نقد یا جوے ساتھ شہرہ مستحبہ کے ف اور سلف بھی اسی کو کہتے ہیں ص قویہ کو سلم نے ابوہریرہ کو اس المال اور بائع کو سلم اللہ ابوہریرہ کو رب السلام کہتے ہیں اور صحیح جو سلم اوس چیز میں جسکی قیادہ صفت معلوم ہو سکے بیان کر دینے سے ف اور جو چیز صفت اور مقدار بیان سے معلوم نہ ہو سکے تو اوس میں سلم جائز نہیں جیسے وہ چیز میں کہ عدوی میں متفاوت جیسے خبرہ کہ وہ مولیٰ اندر ص جیسے جو چیز میں کہ نہ کہیں جتنی میں مانے میں ف مثلاً میمون چانول آناغہ وغیرہ ص یا نکی کر سوسے ثمن کے ف یعنی ثمن ثمن نہ ہوں ثمن اوس چیز کہ کہتے ہیں جو عوض میں ثمن کے آوے اور ثمن کی قدر سے رو پیدا شرفی در اہم فانیہ نکل گئے کہ یہ بھی اگر چہ نکل کر بیٹھتے ہیں لیکن چونکہ ثمن میں اس واسطے سلم انہیں جائز نہیں ص یاگز گشتی سے ناپ کر جیسے کپڑا جب کہ اوسکا طول اور عرض اور سنگینی اور صفت بیان کر دیوے یا شمار سے اول چیزوں میں جو قریب قریب ایکسی ہوتی ہیں ف یعنی چھٹائی اور بڑائی میں انکے بہت فرق نہیں ہوتا ص جیسے اخروٹ انڈے پیسے کچی مٹی اینٹ ایک سانچے عین سے ف زرد کو انچیر بھی انھیں میں داخل ہیں درخت کا ص اور صحیح جو سلم سوکھی مچھلی نکل گئی ہوئی میں اور تازہ مچھلی میں بھی جب اوسکا موسم ہو ف بے موسم تازہ مچھلی میں سلم درست نہیں مگر اوس شہر میں جہاں ہمیشہ بکتی ہو جھلی تول سے اور قسم معلوم سے ف جیسے روہو وغیرہ ص اور جائز ہو سلم طشت اور کانسے اور موزوں میں اگر انوکلی پہچان بیان ہو سکے ورنہ نہیں جائز ہو ف اور اسی طرح ٹوپی اور بھرتے وغیرہ ص اور نہیں جائز ہو سلم کسی جانور زندہ میں ف اور امام شافعی رحم کے نزدیک جائز ہے کیونکہ وہ معلوم ہو سکا ہے بیان سے قسم اور سن اور نوع اور صفت کے اور ہم کہتے ہیں کہ بعد بیان ان سب باتوں کے بھی اوس میں تفاوت فاحش رہتا ہے دوسرے یہ کہ مذہب شافعی رحم کا صریح مخالف حدیث کے ہے روایت کی حاکم نے مستدرک میں اور واقطنی نے سنن میں ابن عباس رض سے کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان میں گنا حاکم نے حدیث صحیحہ الا سناد و لولہ یخیر حاہۃ اور تفصیل فتح القدیر میں ہے ص اور نہ سری کچے پاؤں میں اور نہ کھالوں میں شمار کی رو سے اور نہ کٹری کے گٹھوں میں اور نہ تکاروں کی گڈیوں میں اور نہ جو اہرات اور پروٹے کی چیزوں میں ف جیسے ہوتی بوت وغیرہ ص اور نہ ساتھ ایک صاع مسین یا گڑ مسین کے کہ اوسکا اندازہ معلوم نہ ہو سے ف اس واسطے کہ احتمال ہے کہ وہ صاع یا گڑ تلف ہو جاوے

وقت تسلیم مسلم فیہ تک تو پھر نہ ناعت ہوگی **ص** اور نہ کسی خاص گانوں کے گیمین پر یا کسی خاص درخت کی کھجور پر **ف**
 اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس سال میں اوس قریے میں کچھ پیدا نہو یا اوس درخت میں کچھ نہ نکلا تو مسلم فیہ کی تسلیم پر اس وقت اس وقت
ص اور نہیں جائز ہوگی مسلم میان تک کہ مسلم فیہ موجود ہووے بازار میں وقت عقد سے لیکر وقت عین تک تو اگر عدم
 ہوگا مسلم فیہ وقت عقد کے اور موجود ہوگا مدت گذرنے پر یا موجود ہو عقد کے وقت اور معدوم ہووے مدت کے
 گذرنے پر یا عین دونوں وقتوں کے معدوم ہو جاوے تو مسلم جائز نہیں اور شافعی کے نزدیک اگر مسلم فیہ مدت گذرنے
 کے وقت موجود ہوگا تو مسلم جائز ہوگی **ف** اگرچہ وقت العقد منقوع ہو اور دلیل جاری اصل اور ٹیلے میں نہ ہو تو **ص**
 اور نہیں جائز ہوتی ہو مسلم گوشت میں امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہو اگر صفت اور جنس اور
 نوع اور سن اور مقام اور مقدار اور سکی بیان کر دیوے جیسے کہ دیا کہ گوشت بکرنے سے دو برس کا وہاں پسلی کا تئویر **ف**
 اور ایہ تلامذہ بھی صاحبین کے متفق ہیں اور اوس پر فتویٰ ہو **ص** مختار **ص** مسلم کے جائز ہونے کی چند شرطیں
 ہیں اول کو معلوم کرنا چاہیے آیا ان کرنا جنس مسلم فیہ کا مثلاً لیمون ہو یا جوہ بیان کرنا اور سکی نوع کا کہ آدمی کی کسی بیوی
 یا بارانی سے بیان کرنا اور سکی صفت کا کہ عمدہ ہوں یا ناقص ہم بیان کرنا مقدار معلوم کا ایک ایل - معروف سے جس کا مقدار
 معلوم ہووے **ف** اور وہ کیل سکڑتا اور پھیلتا نہوہے جیسے زنبیل وغیرہ **ص** یا بابت معلوم ہو عین سے جس کا
 وزن معلوم ہووے مدت مسلم فیہ کے ادا کرنے کی **ف** ہمارے نزدیک مسلم غیر مدت کے جائز نہیں اور شافعی رحمہ کے
 نزدیک درست ہو اور ہماری دلیل صاف وہ حدیث جو ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا بخاری مسلم نے اور ابوسین
 الیٰ آجکل معلوم موجود ہو **ص** اور اقل مدت ایک مہینا صحیح قول میں اس واسطے کہ بعضوں کے نزدیک اقل مدت تین دن
 ہیں اور بعضوں کے نزدیک آدھ دن سے یا دو **ف** اور مختار میں یہ کہ فتویٰ اسی پر ہو کہ اقل مدت ایک مہینا ہو **ص**
 ۱۔ اس المال کی شناخت جب عقد متعلق ہو مقدار سے جیسے اس المال کی سیل ہو یا فونی یا عددی اس واسطے کہ عقد
 ان چیزوں میں متعلق ہوتا ہو مقدار سے تو ضروری بیان مقدار اس کا **ف** کہ یہ روایت میں یا یہ غلط تھا ہو **ص** اور
 یہ امام صاحب کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک جب اس المال معین ہو تو اس کے بیان مقدار کی ضرورت نہیں
 اس واسطے کہ مقصود حاصل ہو گیا اور سکی طرف اشارہ کر دینے سے جیسے من مبعوث یا اجرت اجارے میں **ف** کہ من مبعوث
 یا اجرت کی طرف اگر اشارہ کر دیا تو وہ میں بیان مقدار ضرور نہیں **ص** امام ابو حنیفہ رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہو کہ اس المال
 کے روپیہ یا اشرفی کھوٹی ہوتی ہیں اور مجلس عقد مسلم میں مسلم الیہ اس کو نہیں بدلتا جو اگر اندازہ اور مقدار روپیہ وغیرہ کا معلوم
 نہوگا تو یہ تحقق نہوگا کہ کتنے روپے یا کتنی اشرفی رہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ مسلم الیہ مسلم فیہ کی تسلیم وقت مدت گذرنے کے قیاس میں ہو تا ہو
 اوکو رو کر یا اس المال کا لازم آتا ہو اور جب اس المال کا مقدار معلوم نہو تو اس ناعت واقع ہوگی بان اگر اس المال کوئی چیز
 معین ہووے تو اس کا مقدار بیان کرنا ضرور نہیں کیونکہ پھر سے عین عقد متعلق اور سکی ذات سے ہوتا ہو نہ تو س کے مقدار سے **ف**
 اب دو مسائل کی تفسیر کرتا ہوں پہلی شرط **ص** تو جائز نہوگی مسلم و جنسوں میں بغیر بیان اس المال ہر ایک جنس کے
ف مثلاً اس دھیرہ دے اور مسلم کی ایک کڑی گیسوں کے اور ایک کڑی جو کے اور یہ نہ بیان کیا کہ گیسوں کے حصے کے

کھتے۔ وہ اپنی اور بچہ کے حصے کے کھتے تو یہ سلم جائز نہ ہوگی بوجہ معلوم نہ ہونے اس المال کے **ص** یا دو نقدوں میں اختیار کیا جسے ہر ایک کے مسلم فیہ سے **ف** جسے سلم کیا اور اہم و نانہ کیا ایک کہ زمین گبیون کے اور ایک کا حصہ معلوم ہو اور دوسرا کا معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہو مسلم فیہ سے **چ** **ص** کے بیان مکان جہاں یہ سلم فیہ ب المسلم کہلاو کیا جاوے گا اگر سلم فیہ ایسی چیز ہو جسکی باریز داری اور مزدوری چاہیے امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جہاں پر عقد سلم واقع ہوا اسی جگہ سلم فیہ کا وینا لائے گا اور اسی خلاف پر جو زمین اور بھرت اور قسمت **ف** زمین کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص نے غلام کو عوض کیل یا موزوں کے اور حدادہ دیکر یا مدت معین کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفا شرط ہو اور بھرت کی صورت ہو کہ ایک شخص نے گھوڑا یا زکریٰ کو لیا یا موزوں کیل یا موزوں کے مدت مقرر کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفا بھرت شرط ہو اور قسمت کی صورت یہ ہو کہ دو شخصوں نے ایک گھوڑے کیل یا موزوں کے ایک شخص نے اپنے حصے سے زیادہ لیا اور بقابلہ لائے کے کیل یا موزوں کے دینے کا وعدہ کیا مدت معین کر کے تو امام کے نزدیک بیان مکان ایفا شرط ہو پر خلاف صاحبین کے **کذا في الخطا وی ص** اور جو سلم فیہ ایسی چیز ہو کہ امام زمین باریز داری وغیرہ کی حاجت نہ ہو تو بیان چاہیے سلم فیہ ب المسلم کہلاو کرے اور یہی قول اصح ہے اور جامع صغیر کی روایت میں جہاں پر عقد سلم ہو جائے وہاں حوالہ کرے اور سلم باقی رہنے کی شرط یہ ہو کہ اس المال سلم فیہ قبل ایک دوسرے کے جاہوں کے لے لیوے تو اگر سلم کیا کسی نے بوجہ زمین کے تو نقد اور تلو قرض تھے سلم فیہ پر ایک زمین گبیون کے تو باطل ہوگی سلم سو روپہ قرض میں اور سو نقد میں صحیح ہو جاوے گی **ف** اگر بھرت یا ساٹھ غنیمت کا اور غنیمت یا ہاتھ مکول کا اور مکول ڈیڑھ صاع کا ہو تا یا تو قنیر بارہ صاع کا ہو اور کرسات سوئیں صاع کا **ص** اور سلم نہیں صحیح ہوتی اگر زمین خیار اللہ ہو یا خیار الرقیہ کیونکہ یہ دونوں مانع ہیں تمام تسلیم کے البتہ خیار مانع نہیں ہے تمام تسلیم کا اگر ساقط کیا گیا یا اللہ کو قبل جدا ہونے متعاقبین کے صحیح ہو جاوے گی اور زعفران کے نزدیک صحیح نہ ہوگی **ف** اور دلیل اسکی پہلی میں مذکور ہے **ص** اس المال اور سلم فیہ میں قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا درست نہیں جیسے شرکت اور تولیہ صورت شرکت کی یہ ہو کہ رب المسلم کسی شخص سے کہ تو مجھ کو نصف اس المال دیدے تا نصف سلم فیہ تیری ہو جاوے اور صورت تولیہ کی یہ ہو کہ کہے تو کل اس المال مجھ دیدے تا سلم فیہ کل تیری ہو جاوے اور تصرف کی یہ صورت بھی ہو کہ رب المسلم اس المال کے بدلے میں کوئی اور چیز دیوے یا سلم فیہ سلم فیہ کے بدلے میں کوئی اور چیز اور اگر اسے اگر زیادہ عمر و سے بیع سلم کی پھر اسکو اقالہ کیا تو زید عمر و سے اپنے اس المال کے بدلے میں کوئی دوسری چیز نہ لیوے بلکہ جو مال عمر و کو دیا ہے پھر لیوے تو بایا حلیہ الصلوۃ والسلام نے نہ لے تو اگر سلم فیہ یا اس المال **ف** یہ حدیث اس نقطہ سے روایت کیا کہ ابو وارقہ نے سنن میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عن ابی ابراہیم بن سید الجھمہی حسن اسلام فیہ **شیخ** فلا یأخذ الا کملاً سلم فیہ او سراس مالہ او ضعیف کیا اسکو وارقہ نے بسبب عطیہ عوفی کے لیکن روایت کیا اسکو ابو وارقہ نے ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص سلم کہے کسی نبی میں تو نہ پھرے اسکو غیر میں سلم فیہ کے اور یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ نہ لے مگر اویسی چیز کو اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہیں بیچانے ہر موع اسکو مگر اسی طریقے سے اور عطیہ عوفی ضعیف کہا اسکو احمد وغیرہ نے اور حسن کہا ترمذی نے اسکی حدیث کو تو حدیث سنن ہے

اور روایت کیا اور سکو عبد الرزاق نے سو قوفا کہ فرمایا ابن عمرؓ نے جس وقت تک کہ کسی شریعتی تو نہ لے مگر اس مال اپنا یا وہ چیز کہ سلم کی ہو تو نے اس میں اور روایت کیا ابو الشنار سے مثل اس کے کہ ذاتی "فخر القدر للشیخ ابن الھمام" اور زفرؒ کا تیس خرافات ہوا رجعت اون پر یہی حدیث ہے جس نے عمرؓ سے ایک زمین گیہون کے سلم کی بابت وعید گذرانے عمرو نے ایک گیہون کا بکر سے خریدنے کے قبل قبضے کے اور ناپ تول لینے کے یہ کہہ کر کہ کیا بکر سے جا کر وہ گیہون کیو بہرے اس سے سلم فیہ کے تو جائز نہ ہو گا **ف** اس واسطے کہ میان دو عقدین تو عمرؓ و بکرؓ کو میں صاع بائع اور شتری سکونوں جاری ہو دیں بائیل اس حدیث کے جو اوپر گذری **ص** اور قرض میں یہ صورت درست ہو مثلاً زید نے عمرؓ سے کچھ گیہون قرض لیے بعد اس کے اس نے گیہون زید نے بکر سے خرید کر کے عمرؓ کو حکم کیا کہ وہ گیہون بکر سے اپنے قرض کی ادائیگی کیو تو صحیح ہے **ف** دلیل اس کی اصل کتاب اور بائیل میں مذکور ہے **ص** البتہ سلم میں بھی درست ہو اس طرح سے کہ عمرؓ زید سے کہے تو گیہون اپنی سلم کے بکر سے لیکر اول میری طرف سے وکالت اوپر قبضہ کر کے ناپ تول لے اور پھر اپنے واسطے قبضہ کر کے ناپ تول لے اس واسطے کہ اس صورت میں دونوں کے صاع جاری ہو گئے **ف** اور یہ صورت اوپر گذری چلی ہے **ص** اگر سلم الیہ نے رب سلم کے حکم سے اس کی غیبت میں اس کے برتن سے سلم فیہ کو ناپ یا بائیل نے اپنے طرف میں شتری کی غیبت میں اس کے حکم سے یا اپنے مکان میں ایک کو نے میں بیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ رب سلم اور شتری کا نہ شمار کیا جاوے گا البتہ اگر بیع کی صورت میں بائیل نے شتری کے حکم سے شتری کی طرف سے اس کی غیبت میں بیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ شتری کا شمار کیا جاوے گا اگر ایک شخص نے حکم کیا بائیل کو کہ ایک کُرغلے کا سلم کی بابت اور ایک کُر خرید کا دونوں میرے برتن میں ڈال دو تو اگر بائیل نے پہلے خسرید کا غلہ ڈالنا شروع کیا بعد اس کے سلم کا بھی ڈال دیا تو یہ شتری کا قبضہ شمار کیا جاوے گا اور اگر پہلے سلم کا غلہ ڈالنا شروع کیا تو امام صاحب کے نزدیک شتری کسی کا قابض قرار نہ دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک شتری مختار ہو چاہے بیع کو توڑ ڈالے چاہے اس کے مال میں بائیل کا شریک ہو جاوے اگر رب سلم نے ایک لونڈی اس مال میں دیکر سلم کیا اور سلم الیہ نے اس لونڈی پر قبضہ کر لیا بعد اس کے دونوں نے اقالہ سلم کیا اب وہ لونڈی مر گئی تو اقالہ باقی رہے گا اور اس لونڈی کی قیمت جو دن قرض کے تھی سلم الیہ کو واپس کرنا پڑے گی اور اگر بعد موت کے اقالہ ہوا تو بھی یہی حکم ہے **ف** یعنی اقالہ صحیح ہو جائے گا اور سلم الیہ کو قیمت اس لونڈی کی جو یوم القبض تھی دینا پڑے گی **ص** یہی حکم ہے اگر لونڈی کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچا تو لونڈی یا وہ اسباب تلف ہونے کے اول اقالہ کیا بعد اس کے تلف ہو گیا یا بابت تلف ہو جانے کے اقالہ کیا برخلاف خریدنے نے لونڈی کے نجس میں شریک کے کہ اگر وہ لونڈی بعد اقالہ کے مر گئی تو اقالہ باطل ہو گیا اور اگر قبل اس کے مری بعد اقالہ ہوا تو اقالہ صحیح نہ ہو گا اور اگر سلم الیہ کہہ کہ میں نے شرط کر لی تھی خراب گیہون کی اور رب سلم نے کہا تو نے کچھ شرط نہیں لگائی تھی یا اس کا اولٹا ہوا یا ایک کے کہ مدت کی شرط ہوئی تھی اور دوسرے کے کہ مدت کی شرط نہیں ہوئی تھی تو قول اسی کا معتبر ہو گا جو مدعی خراب گیہون ٹھہرے کا یا مدت قرار پانے کا ہو گا اور جو ٹھکانہ ہو گا اس کا قول سب سے بہتر ہو گا اس لیے کہ مدعی کے قول سے صحت سلم ہوتی ہے نہ کہ سلم میں بیان صفت اور مدت ضروری ہو اور اسے تصنع یہ کہ کوئی شخص کا یہ بے سے کہے کہ مجھ کو یہ چیز بنا دے جیسے

جوتے والے سخت لنگھو جو تانیا کر دے اپنے پاس سے **ف** استعناع قیاساً ناجائز تھا کیونکہ بیع میں حدود میں
لیکن بسبب قیاسیہ بیع کے رواج کے جائز ہوا یہ **ص** تو اگر استعناع ایک مدت میں کے ساتھ
ہو تو مسلم ہو جاوے گا خواہ اس کا رواج ہو یا نہ ہو اگر مدت نہ ہو تو جس چیز میں رواج ہو جائے جو جیسے روزہ طہارت کا نہ تو بیع
ہو نہ وعدہ **ف** حاکم شہ کے نزدیک استعناع ایک وعدہ ہو تو بائع جب بنا کر وہ چیز لانا ہی تو بیع ہو جائے بسبب قیاسیہ کے
لیکن اکثر کے نزدیک ابتداء سے بیع **ص** اور بیع ہو تو کار گیر اور اسکے بنانے پر خرید کیا جاوے گا اور جسے بنانے کا حکم
کیا ہو وہ اپنے قول سے پھر نہیں سکتا اور بیع خود دو چیزوں کا وہ محت اور اس کی تو کار گیر اپنے غیر کی بنائی چیز لایا یا بی بی
لیکن قبل عقد کے بنائی تھی اور بنانے والے نے اس کو لے لیا صحیح ہو گا اور بیع تعین نہ ہوگی قبل اختیار کرنے بنانے والے کے تو اگر
قبل دکانے کے بنانے والے کے تعین کار گیر نہ ہو اس کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا لا صحیح ہے اور جب بنانے والے نے اس چیز کو
دیکھا تو اس کو اختیار نہ چاہے لے پاس نہ ملے **ف** اس واسطے کہ اس نے خریدی ایسی چیز نہ ہو جس کو نہیں دیکھا تھا اور اس کو
اختیار ہو تا ہو جیسا کہ زانیہ الرویہ میں **ص** ان میں صحیح ہے استعناع بیع بیان مدت کے اور چیز میں جس کا رواج نہیں ہے جیسے کڑا وغیرہ

باب مسائل متفرقہ بیع کے بیان میں

بیل یا گھوڑا بی کی خریداری کے کے ہی لگنے کے واسطے تو بیع صحیح نہیں اور اس کی کچھ قیمت نہیں اور اس کے تلف کرنا یا بے
تاوان نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ بیع صحیح ہو اور تلف کرنے والے پر اس کے ضمان ہو اور تعجبی کی کتاب الحظر کے آخر میں بویون
سے روایت ہے کہ کھلونے کی بیع اور لڑکوں کا اس سے کھیلنا جائز ہے **د** مختار **ص** صحیح ہے بیع گتے کی اور جیتے کی
اور زندہ اون کی برابر ہے کہ سکھائے ہوئے ہوں یا بے سکھائے ہوئے **ف** جس درندے کو شکار کی تدبیر اور ادب
سکھایا ہے بن تو اس کو منع کہتے ہیں ورنہ غیر منع تو مطلب صنف دوم کا یہ ہے کہ کتا خواہ جیتا ہو زندہ ہو خواہ منع ہو یا نہ
بیع اس کی درست ہے اور یہ ہمارا مذہب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بیع اس گتے کی درست نہیں ہے جو کتا ہو اور نزدیک
شافعی رحمہ کے کسی گتے کی بیع درست نہیں اس واسطے کہ روایت کی ابن حبان نے صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ من ریا یا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرام ہے زانیہ کی خریدی اور قیمت گتے کی اور کما فی الجحش لگانے والے کی اور روایت
کی شیخین نے ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گتے کی قیمت لینے سے اور خرچے
فاشہ کی اور کما فی سے قال نکالنے والے کی اور روایت ہوا ابی الزبیر رحمہ سے کہ پوچھا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے قیمت
لینے سے بقی اور گتے کی پس کہا کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اس کو مسلم اور انسائی نے اور اس واسطے
کہ کتا نجس العین ہے اور نجاست سے ذلت اس کی لازم ہوئی اور بیع سے اعزاز اس کا لازم ہے تو ناجائز ہوگی دلیل ہماری وہ حدیث ہے جو مسلم
روایت کیا ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے گتے کی مگر گتے شکاری کی ضعیف
اگر اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی عامروی ہی اور اسناد اس کی صحیح نہیں اور احادیث صحیحہ میں
اس کا استناد کو نہیں ہم کہتے ہیں کہ روایت کی ابو سعید رحمہ نے سند میں بیہوش سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے
ابن عباس سے کہ رخصت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت میں گتے شکاری کی اور یہ سند بیہوش ہے اس واسطے

کہ ہرگز نہ کر گیا اور سکوا بن حبان نے نفقات میں اور روایت کی یہی ہے کہ اس کے جابر بنہ سے اس کی اسناد میں بھی
ہیشم بن ابی لیکن ہیشم بن تفاق متعین تھے تو تفسیر کی اس کی ابن سعد اور دارقطنی نے اور انخراج کیا اس سے ابن حبان نے
صحیح میں اور عالم نے مستدرک میں اور روایت کی دارقطنی نے ابوالزیر بنہ سے انھوں نے جابر بنہ سے کہ منہ کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے بلی کی اور کتے کی لکڑی کا رے گتے کی اور روایت کی طحاوی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جلدہ سے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے حکم کیا ایک شکاری کتے کے قاتل پر چالیس روپیہ کا اور کھیت کے کتے پر
ایک مینڈے کا اور روایت کی طحاوی نے عبد اللہ بن المقدس سے کہا کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ساتھ قتل کتوں کے پھر فرمایا کیا کرتے ہیں میرے کتے اور رخصت دی شکاری کتے میں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اسلام میں تھی پھر نسخ ہو گئی کیونکہ خود مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے اور دی تمام کو اجرت اور الیہ
حرام ہوتا تو آپ کبھی اجرت نہ دیتے روایت کیا اسکو شیعین نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور نجاست عین بنو ناکتے کا مسلم نہیں
اس واسطے کہ اس سے نفع لیا جاتا ہو بطور حرمت کے اور شکار کے حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث بھی عن ثمن کلب پہلے
عام تھی اور پھر کلب صید اور زراعت اس سے مخصوص ہوا تو انعام ظنی ہو گیا اور عام ظنی کی دوبارہ تخصیص جائز ہو
قیاس سے مگر اس صورت میں لازم آتا ہے کہ کتے کاٹنے والے یا ضرر پہنچانے والے کی بیع بالکل جائز نہ ہو جیسا کہ
ابو یوسف سے کاہی تاکہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ یہ کہ مطلقاً بیع کتے کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی
ہو امام سے والہ عالم ہکذا فی الفقہ القدیرو مشرہ المسند لاہام ہر ص اور زنی بیع میں مثل مسلمان کے
الاشرب اور سوزنی کی بیع کہ زنی کو درست ہو اور مسلمان کو نادرست صحیح مسلم میں مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے حرام کیا اشرب کے پینے کو اس نے حرام کیا اور کسی بیع کو اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کہ
انہ میں ص تو اشرب ایسی بیہوشی کے حق میں جیسے ہمارے نزدیک اور سوزنی کے حق میں جیسے بکری ہمارے
نزدیک تو خر مشائی یا اور سوزن ذوات القیم سے ف یعنی اگر زنی نے زنی کی خر تلف کر ڈالی تو اس کی عوض میں خر ملا جائیگی
کیونکہ خر مشائی بیہوشی اور چیزوں میں سے ہے تو بیہوشی کے حکم میں کہ اس کے تلف کر دینے سے مثل اس کا لازم آتا ہے اور سوزن
ذوات القیم سے یعنی اون چیزوں میں سے ہے جن کے تلف کر دینے سے قیمت لازم آتی ہو تو اگر زنی نے سوزن دوسرے کو ہلاک
کیا اس صورت میں اس کے پیمانہ جو اس سوزن کی قیمت ہوگی دلائی جائیگی نہ دوسرا سوزن جیسا ہمارے بیان کہ مشائی یا خر
بکری ذوات القیم سے ص زید نے ایک لونڈی خریدی اور قبل قبضے کے اس کا نخاع عروسہ کر دیا تو نخاع صحیح ہے اب اگر عروسہ
اس سے وطی کی تو یہ قبضہ زید کا شمار کیا جاوے گا نہ فقط نخاع کر دینا ف تو اگر بیع ٹوٹ گئی قبض سے پہلے تو نخاع باطل
ہو گیا ابو یوسف رحمہ کے قول میں اور یہی ہننا ہے جو ہر مہنتا کر ص اگر زید نے عروسہ سے ایک غلام خرید اور زید قبل اس
خرین کے اور قبل قبضہ کرنے کے غلام پر غائب ہو گیا اور بائع نے کوہ قائم کیا اس بات پر کہ یہ غلام میں نے زید کے
ہاتھ چاہی تو اگر اس کا ٹھکانا معلوم ہو تو وہ غلام واسطے اسے ثمن کے نیچا چاہو گا بلکہ ثمن مشتری جہاں ہو گا ایسے
طالب کہی جاوے گی اور اگر مشتری بیسنا غائب ہو کہ اس کا ٹھکانا معلوم نہیں اس صورت میں وہ غلام چاہا جاوے گا اور اس کی قیمت

۴
اس کی اسناد میں
ہیشم بن ابی لیکن
ہیشم بن تفاق
متعین تھے تو تفسیر
کی اس کی ابن سعد
اور دارقطنی نے
اور انخراج کیا
اس سے ابن حبان
نے صحیح میں اور
عالم نے مستدرک
میں اور روایت کی
دارقطنی نے ابوالزیر
بنہ سے انھوں نے
جابر بنہ سے کہ
منہ کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قیمت سے
بلی کی اور کتے کی
لکڑی کا رے گتے کی
اور روایت کی طحاوی
نے عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جلدہ
سے کہ عبد اللہ بن
عمرو بن العاص نے
حکم کیا ایک شکاری
کتے کے قاتل پر
چالیس روپیہ کا
اور کھیت کے کتے
پر ایک مینڈے کا
اور روایت کی طحاوی
نے عبد اللہ بن
المقدس سے کہا
کہ حکم کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے
ساتھ قتل کتوں
کے پھر فرمایا
کیا کرتے ہیں
میرے کتے اور
رخصت دی شکاری
کتے میں اور حدیث
ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے
اسلام میں تھی
پھر نسخ ہو گئی
کیونکہ خود مروی
ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے پچھنے
لگائے اور دی
تمام کو اجرت اور
الیہ حرام ہوتا
تو آپ کبھی
اجرت نہ دیتے
روایت کیا اسکو
شیعین نے ابن
مسعود رضی
اللہ عنہ سے اور
نجاست عین بنو
ناکتے کا مسلم
نہیں اس واسطے
کہ اس سے نفع
لیا جاتا ہو
بطور حرمت کے
اور شکار کے
حاصل کلام یہ
ہے کہ حدیث
بھی عن ثمن
کلب پہلے عام
تھی اور پھر
کلب صید اور
زراعت اس سے
مخصوص ہوا
تو انعام ظنی
ہو گیا اور عام
ظنی کی دوبارہ
تخصیص جائز
ہو قیاس سے
مگر اس صورت
میں لازم آتا
ہے کہ کتے کا
ٹٹنے والے یا
ضرر پہنچانے
والے کی بیع
بالکل جائز
نہ ہو جیسا کہ
مروی ہو امام
سے والہ عالم
ہکذا فی الفقہ
القدیرو مشرہ
المسند لاہام
ہر ص اور زنی
بیع میں مثل
مسلمان کے
الاشرب اور
سوزنی کی بیع
کہ زنی کو درست
ہو اور مسلمان
کو نادرست
صحیح مسلم
میں مروی ہے
ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے
کہ فرمایا
حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جسے
حرام کیا اشرب
کے پینے کو اس
نے حرام کیا اور
کسی بیع کو اور
ایسا ہی مروی
ہے امام محمد
سے کہ فرمایا
حضرت انہ میں
ص تو اشرب ایسی
بیہوشی کے حق
میں جیسے ہمارے
دیکھ اور سوزنی
کے حق میں جیسے
بکری ہمارے
نزدیک تو خر
مشائی یا اور
سوزن ذوات
القیم سے ف
یعنی اگر زنی
نے زنی کی خر
تلف کر ڈالی
تو اس کی عوض
میں خر ملا
جائیگی کیونکہ
خر مشائی
بیہوشی اور
چیزوں میں سے
ہے تو بیہوشی
کے حکم میں کہ
اس کے تلف کر
دینے سے مثل
اس کا لازم
آتا ہے اور سوزن
ذوات القیم سے
یعنی اون چیزوں
میں سے ہے جن
کے تلف کر دینے
سے قیمت لازم
آتی ہو تو اگر
زنی نے سوزن
دوسرے کو ہلاک
کیا اس صورت
میں اس کے
پیمانہ جو اس
سوزن کی قیمت
ہوگی دلائی
جائیگی نہ
دوسرا سوزن
جیسا ہمارے
بیان کہ مشائی
یا خر بکری
ذوات القیم
سے ص زید نے
ایک لونڈی
خریدی اور
قبل قبضے کے
اس کا نخاع
عروسہ کر دیا
تو نخاع صحیح
ہے اب اگر
عروسہ اس سے
وطی کی تو یہ
قبضہ زید کا
شمار کیا جاوے
گا نہ فقط
نخاع کر دینا
ف تو اگر بیع
ٹوٹ گئی قبض
سے پہلے تو
نخاع باطل ہو
گیا ابو یوسف
رحمہ کے قول
میں اور یہی
ہننا ہے جو ہر
مہنتا کر ص اگر
زید نے عروسہ
سے ایک غلام
خرید اور زید
قبل اس خرین
کے اور قبل
قبضہ کرنے کے
غلام پر غائب
ہو گیا اور بائع
نے کوہ قائم
کیا اس بات پر
کہ یہ غلام میں
نے زید کے ہاتھ
چاہی تو اگر اس
کا ٹھکانا معلوم
ہو تو وہ غلام
واسطے اسے ثمن
کے نیچا چاہو
گا بلکہ ثمن
مشتری جہاں
ہو گا ایسے طالب
کہی جاوے گی اور
اگر مشتری
بیسنا غائب ہو
کہ اس کا ٹھکانا
معلوم نہیں اس
صورت میں وہ
غلام چاہا جاوے
گا اور اس کی
قیمت

ثمن بائع اور کچاویگی **ف** تو اگر قیمت ثمن سے بڑھ جاوے تو زیادتی کو رکھ چھوڑین کے جب مشتری حاضر ہوگا
 اوسکو جو کچاویگی اور اگر قیمت ثمن سے کم کلی تو بائع اوسکا پچھا کرے جب اوسکو پاوے تو اوس سے لے لیوے اور اگر
 مشتری غائب ہو بعد قبضے کے تو قاضی بائع کی نالیش کو نہ سمئے کیونکہ بائع کا حق بیع سے متعلق نہ اور بیع کے مانع
 مہربان ہو یعنی اگر بائع ایسا غائب ہو کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہیں اور وہ ثمن نے اپنے دین کے واسطے بیع مہربان کی نالیش
 کی قاضی کے پاس تو نہ اور یہ کہ بیع اوسکی جائیداد پر کذا فی الدلہ لخطا و الخطاوی **ص** اور اگر دو شخصوں نے ایک
 چیز خریدی اور ان میں سے ایک شخص غائب ہو **ف** یعنی اس طرح کہ اگر اوسکا مکان معلوم نہیں پھر **ص** شخص
 حاضر کو کل ثمن کا دیدینا اور کل بیع پر قبضہ کرنا اور اوسکو روک رکھنا یا مکان تک کہ شخص غائب اپنے حصے کی ثمن اور اسے رت نہ
 بائعین کے نزدیک لڑا یا بویوسف کے نزدیک مسکو روک رکھنا کل بیع ناجائز یعنی ناجائز ہووے رت نہیں **ف** طرفین کی دلیل یہ ہے کہ
 شخص حاضر لاجواب ہو اوسکو نفع اٹھانا بیع سے مکمل نہیں جب تک کل ثمن اور اسے توجہ وقت اوسنے کل ثمن اور اسے
 تو متبرع نہ ہوگا تو جب غائب حاضر ہو تو نہ لیا کا حصہ اپنا جب تک ثمن اپنے حصے کی اور بویوسف رہے کہ میں کہ شخص
 حاضر تبرع ہوا اپنے شریک کے حصے کی ثمن کے اور کرنے میں توجہ وہ حاضر ہوگا تو اوس سے حصہ نہیں کو پچھیں یا
 اور نہ بیع کو روک سکتا یا اور فتویٰ طرفین کے قول پر ہدایہ **ص** کوئی چیز بیچے سونے اور چاندی کی ہزار مثقال سے
 تو سونا اور چاندی نصف نصف ہوئے تو پانسو مثقال ہر ایک کی واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ مثقال چاندی اور سونے
 دونوں کی ہوتی ہے توجب مثقال کی اضافت دونوں کی طرف برابر ہوتی تو پانسو مثقال سونا اور پانسو مثقال چاندی واجب ہے
 مشتری پر اسباب عدم ترجیح کے **ص** کوئی چیز بیچے بموضع ہزار کے سونے اور چاندی سے تو سونا چاندی نصف نصف ہوگی
 تو سونے کے نصف سے مثقال مراد ہوں گے اور چاندی کے نصف سے درہم وزن سبب دالے **ف** یعنی وہ درہم
 جو دس سات مثقال کے ہوتے ہیں اور ذکر اسکا کتاب الزکوۃ میں گذرا اسواسطے کہ یہی متعارف ہو تو پانسو مثقال سونا اور
 پانسو درہم صورت میں لازم آوین گے **ص** اگر ایک شخص کے کچھ روپیہ کھرے دوسرے پر آتے تھے اور دیون نے
 دائن کو زیوف ادا کیے اور دائن کو معلوم نہ ہوا اوسنے خرچ کر ڈالے یا اوسکے پاس سے تلف ہو گئے تو اوسکا حق ادا ہو گیا
 طرفین کے نزدیک اور بویوسف رہے کہ نزدیک اوس قسم کے زیوف دیون کو پچھ کر کھرے لے لیوسف زیوف جمع
 زریف کی ہر زریف وہ روپیہ جسکو تاجر لے لیون اور خزانہ اسلام میں نہ لیا جاوے اور اگر وہ روپیہ ستوق یا نہر جہ ہوں تو
 بالاتفاق ویسے پچھ کر کھرے لیوے اور اسی پر فتویٰ ہے ستوق و درہم ہر چہ چاندی کا پتر ہو اور نہ جہ وہ درہم جو دارالضرب
 سلطانی میں نہ بنا ہو یا جسکو تاجر بھی نہ لیون **ف** محتار **ص** اگر بزدل نے اڈے یا بچے دیے ایک شخص
 کی زمین پر یا بہر کا یا نون اوسکی زمین میں جا کر خود بخود ڈٹوٹا یا تو جو اوسکو پاو گیا اوسکی ملک ہو جاوگی البتہ اگر صاحب زمین
 نے زمین کو اپنی اسی کے واسطے تیار کیا ہو تو وہ صاحب زمین کی ہوگی جیسے کھجے نے چھتہ لگایا کسی کی زمین میں تو
 وہ اوسکا مالک ہوگا خواہ اپنی زمین شہد کے چھتہ لگانے والی کے واسطے تیار کی ہو یا نہ اور اگر شکار پھنس گیا
 اوس جال میں جو پھیلا گیا تھا تشک کرنے کے واسطے یا درہم اور ٹھائی اوچھالی لگی لینے کے واسطے اور کسی

مسائل تفریح کے جابین

مسائل الحاقیہ تہذیب سے بخارج کرنا اگرچہ امر عظیم و دماغی ہے مگر وہ مبالغہ بیجا نہیں بلکہ اسے کر دینا دنیا کی ترقی کا سب سے بڑا کام ہے۔

[illegible][illegible]

باب بیع صوف کے بیان میں *

جواب کے احوال کے لیے پیچیدہ ہو جائے گا۔

باب بیع صرف کے بیان میں :-

صرف کہتے ہیں جن کے بیچ کو بدلے میں جنس کے خواہ اجنبی جنس کے ساتھ ہو وے مثلاً سونے کو بدلے میں سو
یا چاندی کو بدلے میں چاندی کے یا غیر جنس کے ساتھ جیسے سونے کو بدلے میں چاندی کے فروخت کرے۔ شرط بیع صرف
یہ کہ بائع اور مشتری کا قصد بالجنس مجلس عقد میں ہو جواب فیہ یعنی دونوں بدلون پر ہر ایک قبضہ کر لے کر مجلس
عقد میں ہاتھ سے نقد طے خالیستہ دے کر محتاسراً تبادلہ اوس حدیث کے جو گذری باب الرئیہ میں کیجو سونے کو بدلے میں

سوئے کے برابر اس ہاتھ سے اوس ہاتھ کے اور یا دتی سو دی اور روایت کی مالک رہنے کو طایع بن خست عرض سکے نہ بھی سونے کو
بے لین سونے کے برابر اور برابر اور نہ بیچ سونے کو بے لین چاندی کے اسطے کہ ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب اور اگر دوسرا غائب
مانگے اتنی کہ داخل ہو گھر اپنے میں تو بے مسمات اوس کو بدست بدست ادا کرے اور دوسرے آویزین خوف کہ تاہون تو بیچ جان کا
اور بدلیل اس بات کے کہ دونوں میں سے ایک کا قبضہ پہلے نہ ہو تو نہ ہو جاوے بیج اور دھار کی بے لین اور دھار کے اس واسطے کہ
منع کیا خست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوس کو ابن عمر سے استعملی نے اور ہزار نے پھر جب ایک نے
قبضہ کیا تو دوسرے کا بیج قبضہ نہ ہو سکا اسوات اور برابری حاصل ہووے اور مراد اس سے یہ ہے کہ قبل قبضہ کے مالک کا
بدن دوسرے کے بدن سے جدا نہ ہووے تو اگر دونوں ساتھ چلے جاتے ہیں ایک ہی طرف یا دونوں دوسری جاس میں سو سے
یا ہوش ہو گئے تو بیج صرف باطل ہوگی بدلیل ابن عمر کے کہ اگر کوئی کو دے پخت سے تو کو دے ساتھ اوس کے کہ ابن العوام
نے کہ یہ حدیث غیبی نہایت درست کی کتاب حدیث میں کتابوں روایت کیا اوس کو ہم نے آئینہ یاد کرنے
اپنی سند میں **ص** اور سونے کو چاندی کے عوض یا دتی کے اور اشکل اور تخمین کے ساتھ بھی **بیج و ف** اس واسطے کہ
بدل کی لیا قبضہ نہ ہو جائے عقیدین بدلیں پر بیان بھی ضرور **ص** اور سونے کی بیج سونے کے ساتھ یا چاندی کی
چاندی کے ساتھ کسی بیج کے ساتھ درست نہیں بلکہ برابر چاہیے اگرچہ عمد کی وضاحت زرگری میں مختلف ہوں **ف** اس واسطے
کہ بالہ بلو میں یہ بات گذر چکی کہ جید اور روی سب برابر ہیں **ص** بیج صرف میں قبضہ کرنے سے پیشہ ثمن کی تصرف کی روایت
نہیں مثلاً ایک بیاد میں ہم کے بلے میں چچا اور بی اوس دہل درم قبضہ نہیں کیا تھا کہ اوس کے عوض میں ایک کڑا خرید لیا تو اس
تھان کی بیج فاسد ہو گیا سائل زمینے ایک لوٹھی جسکی قیمت ہزار روپیہ تھی اور اوس کے گلے میں ہزار روپیہ کا طوق تھا وہ ہزار
روپیہ کو عود کے ہاتھ پہچی اور ہزار روپیہ نقد وصول کیے یا دہ ہزار کو چچی ہزار نقد اور ہزار روپیہ نقد وصول کیے
اور بعد اوس کے بائع اور مشتری جدا ہو گئے تو یہ ہزار روپیہ قیمت اوس طوق کی ہوں **ف** یعنی ہزار ہفتہ وصول
ہوئے ہیں وہ طوق کی قیمت میں شمار کیے جاوین گے اس واسطے کہ طوق میں یہ بیج صرف ہو اور لو میں تقابض بدلیں
شرطی **ص** برابر ہو کہ مشتری ہزار روپیہ دینے کے وقت چپ رہا ہو یا یہ کہ یا ہو کہ اس ہزار روپیہ کو تو دونوں کی ثمن میں
سے **ف** اس واسطے کہ اس کلام کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک کی ثمن لے لیتے اگر مشتری صاف
کہہ دیکے کہ یہ ہزار روپیہ لوٹھی کی ثمن میں خاص تو بیع طوق میں فاسد ہو جاوگی **ص** اسطے کہ اگر ایک تلواریتی تیکلی میں
روپیہ کا زیور ہو سو روپیہ کو اور پچاس نقد وصول کیے تو یہ زیور کے دام سمجھے جاوین گے تو اگر بائع اور مشتری جدا ہو گئے بغیر ثمن کے
تو بیج زیور میں فقط باطل ہوگی اگر وہ زیور تلواریت سے بدون خبر کے علیحدہ ہو سکتا ہو ورنہ دونوں میں باطل ہو جاوگی
جائے چاہیے کہ بیج اوس تلواریت کی جس میں زیور ہو اوس ثمن کے عوض میں درست ہو جو زیور سے زیادہ ہو تا بعض ثمن بمقابلہ زیور
اور بعض بمقابلہ تلواریت ہووے اور اگر ثمن برابر ہووے زیور کے یا کم ہو زیور سے یا کچھ معلوم ہو تو بیج جائز ہوگی **ف**
اس واسطے کہ اگر کم یا برابر ہو تو سود ہو گیا کیونکہ مشتری کو تلواریت رفت پڑی اور اگر معلوم نہیں کہ زیادہ یا کم یا برابر ہو تو بھی
شبهہ سود کا ہے **ص** اگر ایک شخص نے ایک برتن چاندی **ف** خواہ سونے کا **ص** چچا اور کچھ قیمت اوسکی

مشتری سے وصول کی دیا جو اسکے جدا ہو گئے تو جائز ہو جاوے گی بیج اوس مقدار میں برتن کے جتنے کی ثمن پر بائع نے قبضہ کر لیا اور باطل ہو وے گی باقی مین اور شریک ہو جاوے گی کے بائع اور مشتری اوس برتن مین اب اگر برتن کا نصف یا ثلث کسی اور کا خلاف یعنی گواہوں سے اوسکا استحقاق ثابت ہوا **ص** تو مشتری بائع کو بقدر اوسکے حصے کے خرید کرے یا کل کو پھر بیچے **ف** اس واسطے کہ شرکت ظرف مین عیب ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے باقی کو حصہ رسد دام دیکر لے لیوے چاہے اپنا بھی حصہ جو خرید چکا ہو بائع کو واپس دے مثال اسکی یہ ہے کہ برتن نور و پڑی پھر تھا مشتری نے اول کل برتن خرید لیا لیکن دام کے کل تین روپیہ دیے بعد اوسکے دونوں جدا ہو گئے تو ثلث ظرف مین بیج جائز ہوئی اور دو ثلث مین غیر صحیح اب ثلث اوس برتن کا کسی شخص ثالث کا مٹا تو مشتری کو اب اختیار ہے چاہے وہ ثلث جو باقی ہے بائع کو تین روپیہ اور دیکر خرید لیوے یا اپنا بھی ثلث واپس کر دیوے اور اگر سختی نہ بھی اپنے حصے کی اجازت دیدی بیج کی تو بائع دو ثلث کے دام مشتری سے لیکر ثلث آپ لے لیوے اور ثلث سختی کو دیدیوے اس صورت مین بائع وکیل ہو جاوے گا سختی کا اوسکے حصے مین تصور ہو کر بائع اور مشتری جدا نہ ہوے ہوں بعد اجازت سختی کے **ص** اور قبل ظہور استحقاق کے مشتری اپنے حصے کو بائع پر واپس نہیں کر سکتا بسبب عیب شرکت کے کیونکہ یہ شرکت خود مشتری کے فعل سے ہوئی تو وہ گویا رضی ہو چکا ہو اس عیب سے مسئلہ آدرا اگر ایک نمکڑا چاندی کا بیچا اور اوسمیں سے کسی قدر دوسری کا خلاف یعنی وہی صورت برتن کی بیان واقع ہوئی مثلاً وہ نمکڑا نور و پڑی پھر کا تھا مشتری نے نور و پڑی کو خرید کر صرف تین روپیہ دیے اب ثلث اوسکا کسی اور کا **خلاص** تو مشتری باقی کو حصہ رسد دام یعنی تین روپیہ دیکر خرید لیوے **ص** اور یہ اختیار نہیں کہ اپنے ثلث حصے کو بھی واپس کر دیوے **ف** کیونکہ یہ شرکت عیب نہیں چاندی کے ڈلے مین اس واسطے کہ بقدر حصہ بائع کاٹ لینا ممکن ہے بلاضرر بخلاف ظرف کے کہ اوسمیں قطع کرنا مضرب **ص** اور صحیح بیج دو درہم اور ایک دینار کی عوض مین ایک درہم اور دو دینار کے ایک گر بھر گیون اور گر بھر جو کے بدلے مین دو گر گیون اور دو گر جو کے **ف** ہمارے نزدیک اور زفر اور شافعی رحم کے نزدیک جائز نہیں جم لیتے ہیں کہ یہاں ہر جنس کو اوسکے خلاف کی طرف پھیسکتے ہیں کیونکہ صورت اول مین دو درہم کے عوض مین دو دینار اور ایک دینار کے عوض مین ایک درہم ہو سکتا ہو اور صورت ثانی مین گر بھر گیون کے عوض مین دو گر جو اور گر بھر جو کے عوض مین دو گر گیون ہو سکتے ہیں **ص** اور گیارہ درہم کے بدلے مین دس درہم اور ایک دینار کے **ف** اس واسطے کہ دس درہم کے بدلے مین دس درہم ہو گئے اور ایک درہم کے مقابلے مین دینار رو گیا اسی طرح دس روپیہ اور آٹھ پیسے کی بیج بمقابلے گیارہ روپیہ کے جائز ہے کیونکہ ہو سکتا ہو کہ دس روپیہ بمقابلے مین دس روپیہ کے آدرا ایک روپیہ بمقابلے مین آٹھ پیسے کے ہو جاوے اور بھی حیلہ ہو جہاں روپیہ کا بدلہ لار روپیہ سے منظور ہووے اور وزن کی برابری انہو کے **ص** اور دو زیف اور ایک کھر درہم کے عوض مین ایک زیف اور دو کھرے درہم کے **ف** زیف اور غلہ اوسی درہم کو کہتے ہیں جو تان لال مین نہ لیا جاوے مگر سود اگر لے لیوے جیسے ٹپے پورے روپیہ **ص** زید کے دس درہم جو پڑتے تھے

حساب میں برابر ہو جاوے گی **ص** تو بیع صحیح ہو جائیگی اگر نہ ہو تو یہ یا تو اب نہیں ہے دوسرے درجہ میں اس درجہ ہو گئے **ف**
 لیکن عمر پر تو اس واسطے کہ وہ ہو جائے درجہ کا قروض تھا اول لیکن زید پر تو دینار کی قیمت کے عوض درجہ واجب ہو **ص**
 اب اگر دو ٹونے نے اتفاق کیا تو بیع اول صحیح ہو جائیگی اور قضا صحیح ہو جائیگا **ف** اور یہ قضا صحیح ثانی ہو گا اگر اس دینار
 کی بقابلہ من رحم کے ہو تو درجہ میں **ص** اگر چاندنی راہ میں غالب ہو تو وہ چاندنی کشا کیے جاویں گے اس طرح سونا اگر دینار میں غالب ہو تو وہ
 سونا اگر چاندنی راہ میں غالب ہو تو وہ چاندنی کشا کیے جائیں گے یعنی سونا کی حق شمار کیا جائے گا سونا ماشہ میں چاندنی جو
 اوپر تین ماشہ تا نابلیا شرفی میں نو ماشہ سونا ہو اور تین ماشہ چاندنی تو وہ درجہ پیش رفتی چاندنی سونا ہی شمار کیا جائے گا **ص** تو اب
 درجہ دنانیر کی بیع درجہ دنانیر خالصہ الکی بیع آپس میں نہیں درست ہر گز برابر یا بے تکرار **ف** اور عرض لینا انکار درست ہو گا
 مگر وزن کے خالص کے مانند یعنی جیسے درجہ خالص چاندنی کے بغیر وزن کیے قرض نہیں لے سکتا اسی طرح یہ درجہ بھی اس
 معلوم ہو گا کہ اگر دنانیر میں جو درجہ پیش رفتی ان کا قرض لینا بھی بدون وزن کیے نہ صرف شمار سے جائز نہیں اگر چہ
 عادت ہے کہ یون ہی جاری ہے البتہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر درجہ یا دنانیر الیسی مضبوط النورن ہوں کہ ہر درجہ دوسرے درجہ سے اور
 دینار دوسرے دینار سے کم و بیش نہ ہو تو اس صورت میں عدد کا ذکر کرنا بمنزلہ ذکر وزن کے ہو تو قرض لینا ایسے درجہ دنانیر
 کا عدد منظور رہے اب ابو یوسف کے درست ہو گا لیکن آخر میں شامی نے یہ لکھا ہے کہ خاص یہ ذکر یہ صورت ابو یوسف کی روایت
 پر بھی جائز نہیں کیونکہ اگر دنانیر بے ہر گز اگر گریں کی تقدیر متعارف ہو جائے وزن سے یا موزن کی کیل سے تو وزن معتبر ہو گا
 نہ یہ کہ بالکل وزن لغو کر دیا جائے جیسا ہمارے زمانے میں ہر گز بے لوگ تصور کرتے ہیں شمار برابر یا موازن کے تو یہ جائز ہو گا نہ روایات
 مشہورہ اور نہ غیر مشہورہ دہر اس واسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہے احوال اون بقصود کا جو دلالت کرتے ہیں مساوات کیلی
 اور ذنی پر جن پر اتفاق کیا ایسے مبتدیانہ اتفاق باختصاص اور اطلاق غالب ہو اور چاندنی سونا کم ہو تو وہ درجہ دنانیر بمنزلہ
 اسبابہ اجناس کہ ہیں تو اگر ایسے درجہ کی بیع خالص چاندنی سے ہوگی تو اس کا حکم بعد تلوار کے زیور کی بیع کا حکم پر چو گندرا
ف یعنی اگر خالص چاندنی برابر ہوگی اس قدر چاندنی کے جتنی درجہ میں ہر یک کم یا بچہ معلوم ہو تو جائز ہوگی اور اگر زیادہ ہوگی
 تو جائز ہوگی اس واسطے کہ چاندنی چاندنی اعتبار میں ہو کر باقی ملوئیک کا عوض ہو جائے گی **ص** اور اگر ایسے درجہ کی بیع ایسے درجہ کے عوض میں
 ہوگی تو برابر برابر کم زیادہ بھی تو لگا درست ہر لیکن ضرور یہ کہ قبضہ متعاقبین کا بلین بچا میں ہو جائے **ف** کمی بیشی سے واسطے
 درست نہ ہو ایسے درجہ دنانیر حکم میں نہیں ہے تو اب جنس کو طرف خلاف جنس کے پھیر کر زیادتی کی جائز کر لیگی اس طرح ایسے ظلم
 و نایز کا گن کر دینا شمار کر بلا وزن کے قرض لینا بھی درست نہ ہو د اللہ ان باقی رہی ایک صورت یہ صاحب کتاب نے ذکر نہیں کی کہ ملوئی
 برابر ہو چاندنی یا سونے یا معلوم نہ ہو کہ کتنی ہو تو اس کا حکم اوچھین درجہ دنانیر کا چھین میں ملوئی زیادہ ہو تو درجہ خالص ایک شتر
 نے ایسے درجہ کے عوض میں **ف** یعنی جن میں ملوئی غالب ہو یا برابر ہو **ص** یا اون بیویان کو نہیں جو چلتے تھے بازار میں
 ایک چیز خریدی اور اچھی شتر ہی شمس نہیں ادا کی تھی کہ ملوئی اون درجہ یا بیویان کا یا تو تمام ابو حنیفہ کے نزدیک بیع باطل
 ہو جائیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک شتر ہی خریدتے اور درجہ یا بیویان کی جو دین بیع کے قرض لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک
 اون درجہ یا بیویان کی جو آخری دین میں رواج کے دنوں میں سے قیمت تھی شتر ہی پر لازم آوے گی **ف** فتویٰ امام محمد کے

قانون بیان تمام درجہ دنانیر میں
 درجہ دنانیر کا بیان درجہ دنانیر میں

قول پر نزدیک فی المصلح اور لازم ابو حنیفہ کے نزدیک جب بیع باطل ہوگی تو مشتری اگر بیع بعینہ قائم ہو تو بنفس بیع باطل کو بحیثیت کو
والاجوبہ: سکا نفع باطل ہوگا ورنہ صلیک شخص نے پیسے چلتے ہوئے بازار میں قرض لیے بعد اسکے قبل قرض ادا کر نیکیا اور کا چلین
جائے گا تو لازم ابو حنیفہ کے نزدیک مشتری قرض روپی پیسے لازم ہو سکے اور جب وہ پیسے حوالہ کر دیا تو قرض ادا ہو جائیگا اور لازم ابو حنیفہ
تو نزدیک قرض لینے کے دن جو قیمت دن بیویں کی بھی دینا پڑیگی اور لازم محمد کے نزدیک آخر زمین چلن کے دنوں میں جو ادائیگی قیمت ہوگی دینا
پڑیگی **ف** اسی پنجویں اور دس ہفتاد صلیک شخص نے ایک چیز خریدی نصف درہم بیویں کے میں ایک لانی کے بیسوں
بے لیں یا ایک لاکھ بیسوں بیسوں تو صحیح ہے اور مشتری پر بیسے نصف درہم کے یا ایک وانی کے یا ایک لاکھ کے بازار میں آئے ہیں
لازم آئیگی **ف** وانی چھپا احمد درہم کا ہوتا ہے اور قریب نصف وانی کا ہوتا ہے اور زر کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں اور اس طرح ایک
درہم کے یا دو درہم کے بیسوں میں کوئی چیز خریدی تو جائز ہے نزدیک ابو یوسف کے اس واسطے کہ ایک درہم کے یا دو درہم
کے پیسے قدر بازار میں آتے ہیں معلوم ہیں وہ مشتری دیدیگا اور محمد سکونا یا کثرت میں کیونکہ عادت یہ ہے کہ بیسوں کے خرید و فروخت
جب ہوتی ہے کہ ایک درہم سے کم ہوں اور قول ابو یوسف کا صحیح ہے خاصہ کہ ہاشمہ و نین ہدایۃ صلیک شخص نے
سازن کو ایک درہم دیا اور کہا کہ آدھے درہم پیسے آدھے اور آدھے درہم کے بیسے میں چاندی کی اقدھی جو نصف درہم ایک تہی
بھر کر ہوتی ہے تو بیع فاسد ہوگی **ف** بیسوں میں بھی اور اقدھی میں بھی نام صحابہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بیسوں
میں جائز ہو جائیگی **ص** اور اگر یوں کہا کہ دسے تو آدھے درہم کے پیسے اور ایک اقدھی چاندی کی تو بیع صحیح ہو جائیگی **ف** میں
کیونکہ اس صبرت میں اتنی بیسوں کی رہی کہ نصف درہم سے اوس قدر چاندی کے درہم میں سے مقابل ہوگی اور نصف درہم
ایک تہی یا دسے مقابل پیسے ہو جائیگی **ص** اور اگر دسے کا لفظ مکرر کا معنی یوں کہا کہ ایک درہم دیکھ آدھے درہم کے پیسے
اور آدھے درہم کی اقدھی ایک تہی کہے تو اس صبرت میں بیسوں میں بیع جائز ہوگی اور اقدھی میں فاسد **ف** اما
صحابہ کے نزدیک بھی بیسے اسماء بن کثرت میں حجاز اقسام بیع کے ایک بیع الوفا یعنی بیع باطل مشتری کے ہاتھ ایک چیز بیچے اس
شرط پر کہ جب بیع مشتری کو شمن بھیر دیوے تو مشتری اوسکو بیچے پھر دیکھو اس صورت میں مشتری کو روز بیخ تک نفع اٹھانا
بیع سے درست ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی برقی ہو جو بول سکون ترانیتہ میں ان کے نزدیک مشتری کو نفع اٹھانا اوس سے
درست نہیں ہے مگر مینا کوئی مقرر ہو جائیگی تو وقت میں معا جب باطن شمن دیکھا مشتری کو فسخ کرنا پڑیگا اور یہ وعدہ تھا مشتری
اور وعدوں کی وفا قضاء لازم نہیں لیکن وعدوں کی وفا بھی لازم ہو جائیگی بے سبب اقصیاج ناس دس ہفتاد بیسے کوئی شخص
کفالت معاخذہ کرے یعنی کھائے اگر فیض نہ دیکھا تو میں دو گنا کو کفالت صحیح ہو جائیگی اگر وعدہ ہو کر کوئی عدۃ حلق لازم الوفا ہو جائیگا
رد الھما لور اگر اوس میں معاوضہ میں ایک بان نے شمن میں اولی تو مشتری کو مصلحت نہیں یا بابت بیع باطن سے ہو چکا ہے اگر
اگر مشتری مر جاویگا تو اوس کے وارثوں کو اختیار ہو جائیگا بیع کو فسخ کرین یا کرین و اگر باطن نے پانچ گنا بیع وفا کر کے پھر مشتری سے
اوسکو ایک مدت میں پر کر دیا کو لیا اور قبضہ کیا تو باوجود شرائط صحت اجارہ باطن پر کر لیا لازم نہ آویگا اور ان لوگوں کے نزدیک
جو سکون میں تہ اوردینے ہیں اور بیع تہ رازتہ ہیں ان کے نزدیک زر کر ایہ لازم ہوگا

نصف صرف

تقاہر سے بیان ہن

یعنی ضماٹ کے بیان میں کفالت معنی لغت میں ملائے میں تین ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا اور ہر علاج
 شخص میں عبارت ہر ملائے کو کفیل سے طرف و متصل کے مطابق **ف** یعنی جو وہ خود اور غائب ہونے پر اصل یعنی اصل
 دیون سے متعلق تھا وہ برب ضماٹ کے کفیل سے بھی متعلق ہو گیا یا تھا چاہے کہ شخص ضامن ہوتا یا اس کا کفیل کہتے ہیں
 اور جب کا ضامن ہوتا یا اس کا کفیل عنہ اور جب کے اسطفاض ہوتا یا کہنی جس کے نفع کے لیے ضامن ہوتا ہے یعنی دائن اور سکون
 کفول کہتے ہیں یا مال یا تنفس کو کفول **ص** کفالت دو قسم کی ایک کفالت بالفسد یعنی جائز ضماٹ دوسرے کفالت بالمال یعنی
 مال ضماٹ اور قسم اول یعنی جائز ضماٹ منقطع ہوتی ہر ان الفاظ سے **ف** ثانی ہے کہ نزدیک جائز ضماٹ درست نہیں ہے
 اور ہرانی لیل و حدیث جو سکون روایت کیا ہو اور قریبی نے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کفیل ضامن ہر اور یہ خط مطلق
 ہر حال ہر مال ضامن اور جائز ضامن دونوں کو **ص** کفیل یون کے کفیل ہوا میں اس کے نفس کا اور مال کا اور مال کا
 اور کے وہ نظریہ میں جن تعبیر کیا جاتا ہے ہر انسان **ف** مثلاً اگر دین سے تہہ بہ تہہ یعنی مثلاً اگر کے کفیل ہوا میں اس کے ہاتھ پاؤں کا
 تو کفالت درست ہوگی کیونکہ ہاتھ پاؤں کا تعبیر کن کی نہیں ہوتی یہاں تک کہ ضماٹ حلاق کی بھی ہاتھ پاؤں کی طرف درست نہیں
 ہر کفالت الفاظ مذکورہ بالا کے ہدایہ **ص** یا نہ غیر میں سے نصف یا ثلث **ف** تو اگر یون کے کفیل ہوا میں اس کے
 نصف کا یا ثلث کا تو بھی کفالت منعقد ہو جائیگی **ص** یا یون کے ضامن ہوا میں اس کا یا وہ سیر کرنے پر یا میری طرف
 یا میں اس کا یا میر ہون یا قیس ہون یعنی کفالت میں ان صورتوں میں کفالت منعقد ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ جائز ضماٹ میں ہر
 کرنا کفول بہ کا اگر کفول لہ طلب کرے تو اگر حاضر نہ کرے حاکم اس کو قید کرے اور یہی صورت ہے اگر کفیل نے نہ دیا تھا کہ کفول
 کو فلان وقت حاضر نہ تھا **ف** تو جب وہ وقت آئے اور کفول الہ و ذہر ہست کرے تو اس کا حاضر نہ ہونا یا نہ کرنا اگر حاضر نہ کرے
 تو حاکم اس کو قید کرے لیکن نہ قید کرے اس کو فی الغرض کے ہر حال کے کفیل کو جو علم میں مبتلا ہے کہ اس نے قرضے سے بلوایا ہے
 اس لیے پیدائش اطلاع کرے اگر حاضر نہ کرے یا کفول عنہ کو تو قید ہار نہ قید کرے اور اگر کفول عنہ غائب ہو یا طرحیہ کہ نشان ہو یا
 معلوم ہو کہ تو حاکم نہاں کو اتنی حمت پوچھے کہ حاضر ہو سکے پاس سجا اور چلائے پس اگر اس قدر بھی نہ کرے یا نہ چاہے تو حاکم
 ضامن کو قید کرے اور اگر کفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اس کا پتا نہ چکا یا بھی علم نہ ہن یا تو حاضر ضامن سے اخذ نہ ہوگا اور نہ وہ
 قید ہوگا کیونکہ وہ معذور ہے ہر ہدایہ **ص** اور اگر کفول عنہ مایا اگر چہ غلام ہو تو حاضر ضامن بری ہو جائیگا و اخذ نہ **ف**
 اس واسطے کہ وہ کفول عنہ کے حاضر کرنے سے عاجز ہے اور اس لیے کہ اصل یعنی کفول عنہ کہ ہر حمت حضور کی جاتی ہے تو کفیل پر
 احتیاط کیا گیا اور اس طرح اگر کفیل حاضر ہو جائیگی وہ معذور بھی وہ معذور ہے بری ہو گیا کہ وہ حاضر ضامن تھا اور اب قادر نہ رہا کفول بہ
 پر برب ہو کہ اور مال سے اس کے حمت اور میں نہ کر سکتے ہاں اگر وہ غنی یا مال تھا اور مر گیا تو اس کی چاہا نہ ہوتے دین و مال کیا
 جاوے گا اور اگر کفول لہ کر گیا تو وہی کفول لہ ہو چکا ہو کہ اس کو قید کرے اس لیے سے اگر یہی ہو تو قرضے سے قرضہ تمام ہو جائیگا
ص اس طرح اگر کفیل نے کفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر نہ کر دیا کہ کفول الہ ہاں اس سے ضمت کر سکتا ہے تو بھی کفیل ہی ہوا **ف** جیسے
 شہر یا ایسی جگہ ہاں تاقضی ہو جائے وہ اس سے سماعت مقدمات کے **ص** اگر کفیل نے وقت کفالت نہ کیا ہو کہ جب کفول بہ
 کو میں تیرے محلہ اگر دین تو میں بری ہوں **ف** کیونکہ مقصود کفالت کا حاصل ہو گیا اور وہ سیر ہر کفول بہ کی اسطفا

نہر جائز ضماٹ

[illegible]

چنان رفتند
 مروت بیان
 دعوی نفس
 عدد و قیاس
 اگر کسی عوی
 نال کند غیر
 توادر کایان
 از کجا دعوت
 از اقرار می نطق
 از حاضر و غایب
 می بدیست
 قیاس و کلام
 می جابجی
 بی پایه
 نبس نیکوکاران
 تا اذغال و فغان
 بی طاعت و تقوا
 بیو کاران حفظ
 نیکوکاران و اهل و انصار
 مروت دعوی و صورت بیان

کتاب

کتاب

ہو جائے تو اولیٰ مضبوطی واجب ہوگی اور کفالت مضبوطی تو دلیل امام صاحب کی ایک حدیث سی پر کوئی اصول اسلامی الذی یزال
 وسلم نہیں ہے کہ کفالت حدین روایت کیا اوسکو پہنچنے سے اور کہہ ماکہ متفرق ہو مسافرت اسکے عمر بن ابی مرقہ علی عمرو بن عبید بن
 ابی بن جہد سے اور وہ شاخ جمولین میں ہے کہ لقیہ کے اور روایت کیا اوسکو بن عدی کامل میں مرقہ علی سے اور معلول کیا حدین
 بسبب اسی عمر کے اور کہا جمول پر بن اسکا حال نہیں جانتا **صل** البتہ اگر خود دعویٰ علیہ نہ حد یا قصاص میں کفیل داخل کر دیا
 تو صحیح ہے اور حد قصاص کے دعویٰ میں قید کیا جاوے گا بلکہ دعویٰ کو حکم کیا جاوے گا مدعی علیہ کے ساتھ ہونے سے کہ تو دعویٰ اگر وقت برسات
 قاضی کی لگ گواہ لایا تو بہتر ہے اور اگر دعویٰ نے وہ گواہ مستور **ف** مستور وہ گواہ ہیں جبکا حال قاضی کو معلوم نہیں کہ عادل
 ہیں یا فاسق **صل** یا ایک گواہ عادل قائم کر دیا تو قاضی مدعی علیہ سے حاضر ضمانت نہ لے گا اور اوسکو قید کرے بسبب تمت
 کے یہاں تک کہ حق طہر ہو **ف** یعنی مدعی دوسرا گواہ لے لے کر دے یا ورنہ دو گواہوں کی حاکمیت ثابت ہو جائے
صل اور اگر مدعی نے نہ گواہ عادل قائم کیے نہ مستور نہ ایک گواہ عادل لایا اور وقت برخواست ہو گیا تو مدعی علیہ کو چھوڑ دیوے
ف جس سبب تمت کے جائز ہے تو جب مذہبی دو گواہوں کا اجماع قائم کیے یا ایک گواہ عادل تو اگر چہ ضمانت پر ہوا اور اگر شہادت
 میں دہاتین ضرور ہیں ایک خدا اور دوسری عدالت اور یہاں یا عدد یا ایک عدالت تو مدعی علیہ تم ہو گیا اور جس تمہ کا جائز ہے
 بنظر حدیث کے جسکو روایت کیا بنظر حکیم نے عن ابیہ عن جہد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو کہ تمت
 کے چھ چوڑ دیا اوسکو روایت کیا اوسکو صاحب من نے **صل** خارج کار و پیر اگر کسی شخص پر وجہ ہو کر کر دے تو اسکی طرف کفالت
 بالمال کرے یا وہ نوئی چیز اس پر جس کے عوض میں میں کرے تو درست ہے اگر دائر میں نے دیوے ایک کفیل لے لے اور دوسرا کفیل
 تو دونوں دیوے کفیل ہو جائینگے یعنی کفالت ثانی لینے سے کفالت اولیٰ باطل ہوگی کفالت بالمال صحیح ہے اگرچہ کفیل معمول
 ہو کہ لیکن بشرط یہ کہ کفیلان دین صحیح ہو **ف** دین صحیح اوسکو کہتے ہیں کہ بغیر آدمیوں یا مساعف کے نہ دین صحیح کہ
 ساقط ہو ورنہ اس سے کفیل بدل کتابت یعنی مکاتب پر جو مال مقرر کر دیتا ہو یعنی اس کے آزادی کے تو دین صحیح نہیں کہ نہ کہ وہ
 ساقط ہو جائے یا کہ مکاتب کا حاجر ہو جائے **صل** جیسے کفیل کہہ دے اُن سے جو کچھ تیرا آتا ہے دیوں پر اور سکا میں ضمان ہوں تو
 کفالت صحیح ہو جائیگی اگرچہ کفیلان معمول ہیں یعنی مقدار اوسکی معلوم نہیں یا کفیل کہہ شتر ہے جو تیرا دینا پڑے اس سے میں
 اور سکا میں ضمان ہوں **ف** یہ ضمانت کفالت کہلاتا ہے اس صورت میں اگر بیع کسی اور کہہ سوا بیع کے ٹھیکگی تو شتر ہی
 کا نہیں کہلے کہ بی بی ہوگی **صل** اگر غلٹی کرے کفالت کو شرط مناسب پر جیسے یون کہ اگر تو فلاں سے معاملہ بیع کرے تو اوسکا میں
 ضمان ہوں **ف** یعنی اوسکی ضمان کا اس واسطے کہ کفالت نفس بیع کی درست نہیں جیسا کہ اگر آتا ہے **صل** یا اگر
 تیرا دین کچھ بچے یا وہ تیرا کچھ چھین لے تو اوسکا میں ضمان ہوں تو کفالت صحیح ہو جائیگی اور اگر وہ شرط مناسب نہ ہو تو کفالت
 صحیح نہ ہوگی جیسے یون کہ اگر ہو چلے گی یا بیانی سے گا تو میں ضمان ہوں تو اگر اسطرح کفالت کی کہ تیرا دین پھر اوسکا
 میں ضمان ہوں تو بقضائ مال گواہی سے دین کا دیوں پر ثابت ہوگا کفیل کو دینا پڑیگا اور اگر گواہ نہیں ہیں مکفول لباس
 تو کفیل حقد ر حلف کی ہتھ سے کہہ دیا گا تو دینا پڑیگا اوس سے زیادہ گا اگر مکفول عنہ اقرار کرے تو اوسکا سوا حقد ر کفیل سے نہ ہوگا بلکہ
 ذات پر مکفول عنہ کی لازم آوے گا **ف** اور صورت نمونہ شہادت کفیل سے جو حلف لی جاوے گی تو حاکم کہ تو نہیں جانتا ہے

کہ اس سے زیادہ مکفول کہ مکفول عنہ پر واجب ہے اس واسطے کہ اصل غیر کے افعال پر ہمیشہ علم برہوتی کہ نہ لفظ قطع ص اور
 جب کفالت کر لی کفیل نے تو مکفول کو کو پہنچا ہوا کہ جس سے چاہے اس میں ملک ہے خواہ مکفول عنہ سے جو اصل ہوں ہر گز
 سے جو اس کا صانع ہو ورنہ ہون سے۔ مگر بھی سلا کہ اس کا ہوا اور اگر ایک سے اس سے اتفاق کر لیا جب بھی دوسرے
 اتفاق کر سکتا ہو **ف** اس واسطے کہ مطالبہ حق ہو مکفول کا قیادہ اس کا اختیار ہے جس سے چاہے جس طرح سے ملک ہے **ص**
 اور مالک مال کی صورت اس کے برخلاف **ف** مثال اس کی یہ کہ زید کا گھوڑا غصب کر لے گیا اور عمر کو گھوڑا غصب
 کرنے کیا ہے اس کے وہ گھوڑا بیک پاس مانف ہو گیا تو پہلے مالک کو اختیار ہو کہ خواہ غاصب تہا ان ملک ہے یا غاصب غاصب
 یعنی بیک سے کہ غصب وہ ایک شخص سے طلب کرنے پر راضی ہو گیا یا قضائے منی اور یہ واقع ہوئی تو اب وہ دوسرے طلب نہیں
 کر سکتا تو اگر تہا ان اس سے غاصب لیا تو وہ جو غاصب لے کر لے غاصب غاصب پر اور اگر غاصب غاصب لیا تو وہ کسی پر
 رجوع نہ کرے **ص** اور جائز ہے کفالت مکفول عنہ کے حکم سے اور بدین اس کے حکم کے تو اگر کفالت اس کے حکم سے ہوئی ہے تو
 میں جو روپ کفیل اور اگر کفیل کا مکفول عنہ سے چھیر لیا لیکن قبل اس کے کہ مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا بزخاں اور شخص کے
 جو اصل ہو کسی چیز کی خرید کا اس سے سب کوئی چیز خرید کی تو اس لئے اس کے مانع کو اپنے موکل سے من طلب کر سکتا ہو اور اگر کفالت
 بدین اس کے حکم سے ہوئی ہو تو کفیل جو مال اور اگر کفالت مکفول عنہ کو اس کا چھیر نالازم نہیں تو اگر چھیر کیا گیا ہے کفالت مال کے لیے تو کفیل
 چھیر کرے مکفول عنہ کا اور اگر کفیل قید کیا جائے تو وہ مکفول عنہ کو قید کرے اور اگر مکفول لے لے مکفول عنہ تو فرض معاف کر دیا تو
 کفیل بھی بری ہو جاوے گا اور اگر کفیل کو اس نے بری کر دیا تو مکفول عنہ بری نہ ہو گا اس واسطے کہ اصل فرض مکفول عنہ پر ترجیح
 وہ بری ہو جاوے گا تو کفیل کا بری ہونا ضرور ہے نہ اس کا اول **ف** یعنی ابراہیم کفیل سے ابراہیم نذر نہیں **ص** اور
 اگر مکفول لے لے کفیل کو ملت بری اور اگر فرض لے لے تو مکفول عنہ کو ملو گی لے لے اگر مکفول عنہ کو ملت دیکھا تو کفیل کو بھی ملت
 ہو جاوے گی اگر فرض کے ہزار روپیہ تھے تو کفیل لے مکفول کو سو روپیہ پر راضی کر کے اس سے صلح کر لی تو سو روپیہ مکفول عنہ کے اور
 کفیل کے دہن کے فم سے ساقط ہو جاوے گا ہر گز نہیں اگر کفیل رجوع کر لیا مکفول عنہ پر تو صرف سو روپیہ لیا اگر کفالت
 اس کے حکم سے ہو گئی **ف** ورنہ کچھ نہ لے گا **ص** اور اگر کفیل نے کسی دوسری جنس پر **ف** لے لی جنسین کے ہوا دوسری
 جنس پر یہ گنہگار **ف** ایسا ہی کتاب غیر **ص** مکفول کو راضی کر کے اس سے صلح کر لے تو اس صورت میں اگر کفیل نے کفالت
 مکفول عنہ کے حکم سے کی تو کفیل میں اس کے پھر لیکھا **ف** اس واسطے کہ یہ مبادلہ مکفول لے لے یعنی بدلنا ہر اس جنس کو
 عوض میں دین کے تو کفیل کی مقدار مکفول عنہ پر رجوع کرے گا **ص** اور اگر کفیل نے مکفول سے صلح کر لی نہ جب کفالت
 پر تو نہ موت میں مکفول عنہ دیتے ہی نہ ہو گا **ف** موجب بفتح جیم فاعول کا صیغہ یعنی جس کو کوئی اور چیز مؤید بالکسر
 یعنی واجب لیا گیا تو موجب کفالت یعنی جس کے کفالت واجب کیا تھا مطالبہ تھا اور مطالبہ کے مقاطعہ سے اصل میں ساقط
 نہیں ہو سکتا **ص** مکفول لے لے کفالت سے یہ کفالت الی من المال یعنی تو بری الذمہ ہو اجمعت کہ تو یہ صورت میں کفالت
 رجوع کرے مکفول عنہ پر **ف** اس واسطے کہ الی تو منہ عنہ واسطے انتہائے غایت کے تو معنی یہ ہو کہ برأت شروع ہو کہ طرف
 کفیل کے منتہی پہنچ جائے طالب پر اور یہی برأت جس کا شروع کفیل سے اور انتہا طالب پر ہوئے نہیں ہو سکتی بدین ایھا دین

کفالت منقولہ تو نویں درویشین ہیں لیکن ہر ایک کے لیے خاص اور کفالت درست نہیں بلکہ کفالت کی خواہش آزاد اور سبکی کفالت اگر
یا غلام ف مثلاً ایک مولیٰ نے اپنے غلام کو کتاب کیا سو روپیہ یعنی جب تو سو روپیہ لگا تو تو آزاد ہو کر اب یہ سو روپیہ بدل
کتابت کمال ہے ہین ان رہنموں کا اگر کوئی شخص کفیل ہو غلام کی طرف سے تو کفالت صحیح نہ ہوگی کہ نہ کفالت کے لیے دین صحیح چاہیے
اور بدل کتابت دین صحیح نہیں جیسا اور پگند خاص اگر کفیل ہو کر روپیہ کفیل اپنے دیدار اور ایجی کفیل نے وہ روپیہ کفیل کہ کو
نہیں دیا تو اب کفیل عہد کو نہیں پہنچتا کہ اس روپیہ کو کفیل سے پھر لیوے اور کفیل نے جو اس روپیہ میں کچھ نفع کمایا تو وہ کفیل کا ہو چکا
حلال حبیب اسکا قصد کرنا کچھ ضرر نہیں اور اگر کفالت کرے پھر کیوں کی کی اور کفیل نے وہ کفیل عہد سے کیا قبل اسکا کہ کفیل کہو
حوالہ کرے پھر اس میں نفع کیا تو یہ نفع کفیل کا ہو چکا لیکن بہتر یہ ہے کہ نفع کو پھر دیکھ کفیل عہد اور صاحبین کے نزدیک کچھ ضرر نہیں
نہیں ف امام کا قول صحیح ہے کہ زانی امداد و فرق کی وجہ و نون سالوں میں مذکور کی کتاب اور ہر دین صلیک صحیح
کفیل ہر دو سر کا حکم سے اسکا ب کفیل عہد کے کفیل کو حکم کیا کہ ایک کفیل بطریق بیع عینہ خرید کر کے میں دین اور کرے تو کفیل نے وہ کفیل
خرید تو وہ بیع کفیل کے واسطے ہر واسطے کہ یہ کفالت فاسد ہے جو جو قبول ہوئے ثواب اور شرف کے ف عینہ بکسر میں معاشرت
ہر اس بیع سے ایک شخص نے تاجر سے قرض سند مانگا اور اسے نہ دیا تو تاجر نے ایک کفیل اور اس روپیہ کی مالیت کا ادوس شخص کے ہاتھ
پندرہ کو چنانچہ اس کپڑے کو دس کو پکڑا اپنی حاجت روانی کرے اور پندرہ تاجر کو اداس کرے تو تاجر کو پانچ روپیہ نفع ہوئے
اور اس کے سوا بھی اور صورتیں بیع عینہ کی ہیں جو مختار وغیرہ میں کو رہن و ضمانت میں پکڑ کر بیع کر دے ہر مذکور ہر واسطے کہ میں ثواب
قرض روگردانی ہو اور محمد نے کہا کہ بیع میرے دل میں پھاڑوں کے مانند ہے سو کو سو خواروں نے نکال لیا ہے و علیہ السلام جب تم
خرید و فروخت بطریق بیع عینہ کر دے گا اور بیلیوں کی دھون کے پیچھے پڑو گے یعنی کفیل اور کسب میں مشغول ہو کر جہاد کرنے سے غافل
ہو جاؤ گے تو ویسے ہو جاؤ گے اور تمھارے دشمن یعنی کفار تم پر غالب ہو جائیں اور اسامہ ابو یوسف کے نزدیک کہ وہ میں کیوں کہ بہت سے صحابہ نے
ایسی بیعت کی کہ خاص اور زیادتی نفع کی جہاں کہ جہاں جانی اسکا نقصان کفیل پر کرے گا کفیل ہی تاجر اس سے کفار و لاز میں غفل
عہد پر وہ نقصان جو کفیل کا ہو چکا ہے صریحاً کفالت کی جہاد کی کہ کچھ عہد پر کرے کتابت اور واجب ہے لہذا قاضی نے حکم کیا کہ تاجر کا
میں کفیل ہوں بعد اس کے عہد غائب ہو گیا اب بکری نے گواہ پیش کیے زید پر کہ یہ میرا تمام مال عمر ہے تھا تو گواہی مقبول ہوئی ف جب
کفیل کفیل عہد یعنی عہد ہر چہ عہد جب آج کا تو اس پر مال منی لکھا کہ حکم کیا جاوے گا پھر زید پر لازم آج کا کفالت وہ جس لکھی
یہ کہ کفیل نے صرف ادوی مال کی کفالت کی تھی جسکا قاضی نے فیصلہ کر دیا ہو گیا کی کتابت اور واجب ہوتی ہے کہ نقصان سے اور گواہوں
کی گواہی میں ذکر بھی نقصان قاضی کا نہیں تو دعویٰ مدعی کا مطلق ہو گیا اور کفیل فاجل میں صورت میں بیع ہو گا ہلا یا قص
نہیے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ یہ عہد پر جو غائب ہے نہ ہر رو پیچھے اور شخص میں بک کفیل ہوا تھا عہد کا اسکا حکم سے تو قاضی فیصلہ
کر دیا اس مال کا عہد اور بک پر جو بک پر روپیہ زید کو اد کر دیا عہد سے پھر لگا ہوا ہے نزدیک نہ زفر کے نزدیک ف دلیل
رہی یہ کہ ہر گاہ کہ کا عہد پر نہ ہو چکا ہوا اور میں عہد کا کفیل نہیں ہوا تو وہ اپنی دانست میں مظلوم اور مظلوم نہیں ظلم کرے گا
غیر اس پر اس کے ہر کہ اس کے زعم کی کتابت ہوگی بک شرع کو اہول ص اور اگر گواہوں میں نہیں کہ کفیل ہوا تھا عہد
کا اس کے حکم سے بلکہ یہ کہ کفیل ہوا تھا عہد کا بغیر اس کے حکم کے ف یا صحت تناہی کہ کفیل ہوا تھا امر کی قید نہ بلکہ امر کی قید

باب دیشھون کے کفیل ہونے کے بیان میں

دو آدمیوں نے ملکر ایک غلام خریدیا اور پھر شخص ثمن کا خالصن ہوا دوسری کی طرف اس کے حکم سے جو رہا بن گیا اور اس کو دوسرے
 سے نہیں لے سکا اگر جب نصف نصف زائد دیوے تو بقدر زائد دیا تو دوسرے شریکیت پھر لیوے واسطے کہ
 میں مثلاً اگر ایک نصف نصف غلام خریدے تو پھر شخص ثمن لازم ہے اپنے حق کی اور نصف دوسری کی بوجہ ضمانت تو ایک
 جو کچھ روپیہ اور ایک گادہ اوی کے حصے کے دامن مجبہ جاوینگے یہاں تک کہ وہ اپنے حصہ بیوے کے دیوے تو بقدر زائد دیگا اور تا
 دوسرے شریکیت پھر ایک صحن پر ہزار روپیہ آنے سے عرصہ تک پہلے بکری قلیل ہوا زید کی طرف اون ہزار روپیہ کا بعد اس کے
 حالہ کفیل ہوا زید کی طرف سے اوغین پورے ہزار روپیہ کا پھر بکری اور خالد ہر ایک انہیں سے اپنے ساتھی کا یعنی انہیں کا خالصن ہوا
 اس کے حکم سے سب دین کا تو یہاں بکرا خالد میں سے جو کوئی کچھ روپیہ عرصہ کو اور اگر کیا اس کا نصف اپنے ساتھی یعنی دوسرے
 انہیں سے پھر ایک واسطے کہ چنانچہ تو ساتھی سے نہ پھرے بلکہ بتنا دیا کیا ہر سب زید سے پھر لیوے کیونکہ وہ کلن میں کا خالصن ہوا
 اس کی طرف سے ہدایہ جانا چاہیے کہ یہاں تین قیدین میں ایک تعاقب کی قید واسطے لگائی کہ اگر بکرا خالد ساتھ ہی ضمان
 ہونے ہوں زید کے پھر شخص اپنے ساتھی کا خالصن ہو تو یہ ہلال سالہ ہو جاوے گا کیونکہ دونوں پر دین نصف نصف منقسم ہوگا
 تو زید کے جمع دین کا خالصن نہ ٹھہرا اس صورت میں جب نصف زائد اگر کیا کتاب رجوع ہوگا ایک جمع دین کے کفالت کی
 واسطے قید لگائی کہ اگر بکرا خالد تباہ سے نصف نصف کے ضمان ہو چکے پھر وہ احد اپنے ساتھی کا خالصن ہوگا تو یہی پہلا سالہ
 ہو جاوے گا اور ایک اپنے ساتھی کے جمع دین کی ضمانت کی قید واسطے لگائی کہ اگر پھر شخص زید کے پورے دین کا خالصن علی التعاقب
 پھر ہر ایک اپنے ساتھی کے نصف دین کا خالصن ہو تو وہی پہلا سالہ ہو جاوے گا کہ ہر ایک اپنے ساتھی کے نصف دین کا خالصن ہو جاوے گا
 اعراض کیا ہر چاہیے اس کا جواب دیا کہ ہر ایک کے مطالعہ سے واضح ہو گا یہاں بوجہ وقت اور اشکال کہ اگر کیا گیا صحرانہ اور دونوں
 میں شرکت مفاد حصہ تھا اس کا بیان کتاب الشریکۃ میں گذر چکا صواب دونوں جدا ہو گئے تو صاحب دین کو اختیار
 کہ اور دونوں میں جس سے چاہے اپنا نکل میں طلب کرے اور کوئی اور شرکیوں میں سے اگر دیوے تو رجوع کرے دوسرے صاحبی پر
 مگر جب نصف سے بڑھ جائے تو اس قدر رجوع کر لیوے اگر ایک شخص نے اپنے دو غلاموں کو ایک ہی بار کتاب کیا اور ہر ایک نے
 دوسری طرف سے ضمانت قبول کیا یا ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو گیا تو جو غلام اون دونوں میں کچھ اور کرے اس کا آدھا دوسرے
 وصول کرے اسی صورت میں اگر مولیٰ نے قبل اسے مال کے ایک کو آزاد کر دیا تو جس کو آزاد نہیں کیا اس کا زر کتابت خواہ اسی
 وصول کرے یا آزاد سے لیوے تو اگر آزاد سے لیوے تو آزاد کا کتابت پھر لیوے اگر اگر کتابت لیوے تو وہ آزاد سے کچھ لیوے
 واسطے کہ آزاد کا کفالت اگر تباہ مولیٰ کو تو جو کچھ لکھا کفول غنہ یعنی دوسرے کتابت بجز غلام کتابت کہ لڑائی ذات کا غنہ نہیں ہے تو وہی جو کچھ لکھا

ص با غلام کے مکفول عنہ اور کفیل چوہنے کے بیان میں

[illegible]

ہو گا سو اگر فیصل نے نا لیا تو فیصل اگر غلام کے حکم سے ہوا تھا تو بعد از وہ ہونے غلام کے دو سپر بیوہ کے **ف** ورنہ نہیں
 صر ایک غلام مختار نے کے پاس عمر نے بیسکا دعویٰ کیا کہ میرا بڑا بیٹا ہے خدائی کی سہاوت کی عمر سے لگا کر غلام تھا ثابت ہو گا
 تو میں تمہیں دو گا بعد میں منشی کے غلام مر گیا اب عمر کو ملک اپنی نسبت میں غلام کے کو جو ان کی حمایت کر دی تو کہہ کر اوس غلام
 کی قیمت دینی ہو گی اور اگر ایک شخص نے کچھ مال دعویٰ کیا غلام پر اوس غلام کی طرف سے ایک شخص نے فرما سن ہوا بعد اسکے غلام
 مر گیا تو فیصل بھی بی بی ہو جاوے گا اگر کوئی نے ضمانت کی غلام کی طرف سے **ف** اسکے حکم سے خواہ بدرون اسکے حکم سے **ص**
 یا غلام غیر بدرون نے اپنے مولیٰ کی **ف** خواہ مولیٰ کے حکم سے یا اسکے حکم سے **ص** اور مالک غلام کو ازاد کر دیا بعد اسکے صورت
 اول میں مولیٰ نے غلام کی طرف سے دو روپیہ قبول کر لیا اور اکیا اور صورت ثانی میں غلام نے وہ روپیہ مولیٰ کی طرف سے موقوف کر دیا
 تو کسی کو حق رجوع دوسرے پر نہیں پہونچتا اور شاغی اور زفر کے نزدیک اگر کفالت بالام ہوگی تو حق رجوع پہونچتا ہے
ف دلیل ہماری اور شافعی اور زفر کی ہر ایہ میں مسطور ہے **ص** اور غیب بدرون کی قبیر
 اس واسطے ہمنے لگائی کہ اگر وہ غلام بدرون ہو گا تو اوسکی کفالت صحیح نہیں مولیٰ کی طرف سے کو کہ مولیٰ کو حکم کرے

کتاب النکاح

حوالہ لغت میں کہتے ہیں نقل اور مطلق بشرع میں کہتے ہیں فرض کے قرائن کو ایک دفعہ پر سے دوسرے دفعہ پر مثالاً زیویوں
 تھا عمر کا تنہا روپیہ کا توزیر نے عمر کا مقابلہ کر لیا اوس میں حکم وصول کے لئے بکرہ توزیر پر محمل ہوا اور عمر و جمال و جمال
 اور جمال و جمال کہ اور بکر جمال علیہ اور جمال علیہ اور سورہ پیہ جمال بہ ٹھہرے حوالہ جائزہ بکریت روایت کیا جائی سلم نے
 ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میر میں فرض ادا کرنا لڑکا کا ظلم اور جب حوالہ دیا کہ عمر میں کوئی
 کسی مال پر تو مال لے اور بن ابی شیبہ و احمد کی روایت میں ہر حوالہ قبول کرے اور ہر میں یہ حدیث اس لفظ سے ہے
ص من اخیل علی فلی فلیتہم روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں ابوہریرہ لفظ سے زیلعی **ص** حوالہ صحیح ہوتا ہے
 محمل اور جمال کہ اور جمال علیہ کی ضمانت صحیحی روایت قدوری کی ہے **ف** کن حوالہ ایجاب قبول ہر ایجاب محمل سے
 اور قبول جمال علیہ و جمال سے ایجاب اس طرح کہ سئل کہ کہ مینے تیرے فرض کا حوالہ فلاں شخص پر کیا تھے درم کا اور جمال
 اور جمال علیہ سے قبول اس طرح کہ اگر ایک دن دونوں میں سے کہیں کہ میں قبول کیا یا میں رضی ہوا یا نہ انداز کے قبول اور رضا
 بدالالت کرے صاحب بدالت لے کہ کہ اس طرح ہمارا صاحب مروی ہے اور محمل میں عقل اور بلوغ شرط ہے ہر شرط فادہ ہر شرط
 عاقل کا حوالہ انفقہ اور اسکے ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور حریت محمل کی شرط نہیں تو حوالہ عبد باذن و عجم کا صحیح ہے اور
 رضا محمل بھی شرط ہے تو اگر وہ کہہ ہو گا تو صحیح نکاح اور تہنیل شرط نہیں تو مرعین کا حوالہ صحیح ہے اور جمال میں بھی رضا و عقل اور بلوغ
 شرط فادہ ہر شرط کا حوالہ ہونا ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر جمال علیہ محمل سے زیادہ مال ہو کہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ
 قبول کرے تو یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ جمال علیہ محمل سے زیادہ غنی ہو اور جمال کا ہونا مجلس حوالہ میں ضروری ہے تو اگر جمال
 غائب ہو مجلس اور سکر جائز رکھے تو حوالہ انفقہ نہیں بلکہ اوس صورت میں کہ جمال کی طرف سے کوئی ان شخص موجود ہو کہ
 اور وہ قبول کرے اور جمال علیہ میں بھی عقل بلوغ شرط ہے تو یہ بھی کا جمال علیہ ہونا صحیح نہیں اگر چہ ولی کے حکم سے ہو

۱۷
 حوالہ انفقہ میں
 بلوغ و عقل
 میں

تصاویر اور اولیٰ عرف روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاکم ہو۔ مسلمانوں
 اور کافر کا پھر تفریکے ایک شخص کو ایک کام پر اور وہ جانتا ہو کہ کون کون لوگوں میں بہتر دوست اور زیادہ جلت بالا الیٰ الہ اور سنت میں
 کام ہو جو کہ تو اسے خیانت کی اور اس کے رسول کی اور جماعت سلیمین کی اور روایت کیا حاکم نے سند رک میں اور ابو یعلیٰ معلی نے
 حذیفہ سے مثل ایک ص اور آدمی کو پانچ کچھ تصاویر کاٹنے کا واسطہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص اسے طلب کرتا ہو تصاویر کو اور سوال کرتا ہو اس کا سو پ دیا جاتا ہے اپنے نفس کی طرف یعنی اس کی طرف اس کو عانت اور
 نہیں ہوتی اور جو شخص نہ بدستی قاضی بنایا جاتا ہو تو اتنا ہی اسے اللہ تعالیٰ اور سپر ایک فرشتہ کہ مضبوط کر دیا ہو اس کو یعنی عانت کرتا ہو
 اس کی اور پھر صواب کے روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے النسبی سے ص اور درست ہے وہ تصاویر اس
 شخص کو بسکوا تھا وہ اپنے نفس پر عدل انصاف کی گیارہ واسطہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا جو ہمہ و تصاویر اور
 اس واسطہ کہ تصاویر کفایہ ہوتے تھے انتظام امور مسلمین کے اور اس لیے کہ امر بالمعروف نہ ہر سنت علیٰ سنت مہدی ہر ایچا کجاہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی بنا کر اس کی طرف تو کہا میں نے رسول اللہ سے جتنے میں آپ بنا ہمہ و تصاویر اور میں کہ میں ہوں اور تصاویر
 کو نہیں جانتا تو فرمایا حضرت تہرب ذرا اسے بدایت کی گارہات دل کو اور مضبوط کر دیا کجاہ رضی اللہ عنہ کو سو قوت کجاہ اور میں کجاہ
 پاس دو آدمی تو نہ فیصلہ کرو واسطہ پہلے کے جب تک کہ میں نہ لوں گفتگو دوسری تو اب معلوم کہ روایت اپنے حکم کی فرمایا علی نے کہ پھر
 شک نہیں کیا میں کسی فیصلہ میں بعد اسکے روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور میں کہا اس کو اور تو کی کیا اس کو ابن ابی نعین
 نے اور میں کیا اس کو ابن حبان اور اس کا ایک شاہد ہر سند رک میں حاکم کے ابن عباس سے اور روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور دارقطنی
 معاذ بن علی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گاہ ایچا ان کو میں کی طرف تفریق پوچھا اور اسے اس طرح فیصلہ کر کے تہرب کوئی مقدمہ
 پیش آوے گا کہ انھوں نے کتاب اللہ فرمایا اگر نہ پانچ کتاب میں کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نہ پانچ سنت میں کہ اس سے
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کہا اجتماع کرو گاہ میں اپنی رائے اور نہ کسی کرو گاہ کوشش میں کہ اسے معاذ نے کہ پھر اور حضرت ہاتھ اپنا میرے
 سینے پر اور فرمایا شکر کرو اس خدا کا کہ توفیق دی اور اسے رسول اس کو میں مری کہ جس رضی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منان
 حجت جو قیاس کا وقت نہ ہویت اور یہ کتابت ہوا اور رہو گیا اول لوگوں کا جو قیاس کوشش کی جتوں میں شانہ میں
 ص اور کو وہ عرف تحریری ص عبدہ تصاویر اس شخص کو جو خوف کرتا ہو ہر خبر جو جائزہ کا فیصلہ تصاویر میں باطل کہ
 صدر ہر یکا ف تاکہ وسیلہ تفریق کا ہو جاوے اور جو پیشین کہ مانع اختیار ہمہ و تصاویر کی ہیں محمول ہیں ایسے شخص نے فرمایا حضرت
 صلعم نے سکود کی گئی تصاویر جو ایچہ چھری کے روایت کیا اس کو امام احمد اور چاروں عالموں اور صحیح کہا اس کو ابن ابی حبان
 نے مہدی جو بریدہ سے کہ اسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی میں طرح کے بتتے میں دو اور میں جسے جنم میں جاوے میں گے
 اور ایک جہنت میں ایک آدمی وہ بتتے چنانچہ اور فیصلہ کیا مافوق اس کے تو وہ جہنت میں جاوے گا ایک آدمی وہ جسے چنانچہ کو اور
 نہ فیصلہ کیا ساتھ حق کے اور ظلم کیا کھر میں تبوہ جنم میں جاوے گا ایک آدمی وہ کہ سنت نہ چنانچہ اور فیصلہ کیا لوگوں کا نادانی سے
 وہ بھی جنم میں جاوے گا روایت کیا اس کو چاروں عالموں اور صحیح کہا اس کو حاکم نے اور تصاویر اللہ تعالیٰ نے ومن کو جسے کجاہ
 اللہ فاولکث عمن انہ اسے جنم میں اور ظلم جنم میں اور کافر و جو شخص حکم کرے اس کے سوا حق جو اللہ تعالیٰ نے تو وہ

سابق مناسب تھی اور ہمارے ملنے میں تو مناسب نہیں کیونکہ اب لوگ ساجد کا ادب جیسا چاہتے ہیں یا نہیں کہتے اور کمال جنابت ہانے سے احتراز نہیں کرتے اور سامعین وہ کام کہتے ہیں جو ہرگز لائق نہیں **ص** اور اگر قاضی قضا کے لیے بیٹھے اپنے گھر میں اور ان دنوں کو عام تو بھی درست **ف** اور اولیٰ یہ کہ یہاں بھی وسط ظہر میں ہو جو کہ شور و مہنگا لوگوں کو آنے میں دقت نہ پڑے اور قاضی کو کمرے اور وقت جب طلب کا مشغول ہو کسی کے ساتھ یعنی خوشی اور غم نہ خوشی نہ غم جماع یا نہایت سردی یا نہایت گرمی یا بول بھال کی حاجت کے اور جن بن قضا کے لیے بیٹھے کا ارادہ کرے تو اس دن روزہ افطار کرے اور اچھے کپڑے پہن کر نکلتا ہے طوی سے **ط** **ص** قاضی کو چاہیے کہ یہ کیا ہدیہ قبول کرے مگر اپنے رشتہ طرہ رحم کا یا اس شخص کا جو قاضی ہونے سے پہلے بھی کرا تھا بشرطیکہ اسی مقدار ہدیہ قبول قضا کے آتا تھا اور ان دونوں میں سے کسی کا مقدمہ قاضی کے پاس دائر ہو **ف** اگر ذی رحم محرم یا اس شخص کا جسکی پہلے سے عادت ہدیہ بھیجنے کی تھی قاضی کے پاس تقدیر جو جمع ہو تو وہ کچھ بھی ہدیہ نہ لے کیونکہ یہ شخص عادت سے زیادہ ہدیہ بھیجتے تو زائد ہدیہ دیا اور سلطان کا بھی ہدیہ لینا درست **ف** قاضی کے عالمگیری میں کہ اگر قاضی قرض لیوے گا اس دوست اور شریک سے قبول از قضا دوست اور شریک تھیں طرہ رحم خصوصیت اور عدم تمت عانت اور اس طرح عاریت لینا سلطان کا **ص** اور قاضی کو چاہیے کہ دعوت میں کسی کی حیا و مکر دعوت عام میں اور دعوت عام وہ کہ قاضی کے آنے پر موقوف نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک دعوت خاص میں بھی جاسکتا ہے اگر اپنے قریب ذی رحم محرم نے کی ہو **ف** کیونکہ وہ مثل ہیکے بڑا اور جو کہ یہ کام مقدمہ جمع ہو قاضی کے پاس تو دعوت عام بھی اوسکی قبول کرے اور اس طرح دعوت غیر قضا کو اگرچہ عام ہو جو کہ سر بخار **ص** اور قاضی حاضر ہونا جائزہ میں اور اس طرح ہمار کی ہمار ہی کرے **ف** بشرطیکہ اس بیمار کا مقدمہ قاضی کے پاس جمع ہو جو کہ کفایہ اس واسطے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ مسلمان کہ حق مسلمان پر پہنچائے جو ان میں اسلام کا جو بنیاد چھینکنے والے کا قبول کرنا دعوت کا عیادت کرنا اور اس کا جب مراد تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا اور جب نصیحت طلب ہے تجھ سے مسلمان تو نصیحت دے اور سکوروایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دینا چھٹا امر تو یہ ہیں جو لکھا کہ زید بن ابیہ حضرت مسلمان کے مسلمان پر چھتہ ہیں درست ہو گیا **ص** اور جب مدعی علیہ فخر وہ بن تو دونوں کو سامنے بٹھلا کر ہر بار ہر بار دونوں کی طرف تو بلیک کرے **ف** اور دلہنے بائیں نہ بٹھلا دیکھو کہ اپنی جانب فضل کی اور یہ ہر بٹھلا عام ہو کہ یہ وغیرہ بادشاہ اور رعیت اور ذیل اور شریف و باپ و بیٹے اور علم اور مذہب کو مگر یہ کہ بادشاہ اگر مدعی علیہ تو قاضی کو لائق کر کے اپنے مقام پر سے اٹھے اور بادشاہ و واسکے مدعی کو جان بٹھلا کر اوپر زمین پر بیٹھ کر فیصلہ کرے روایت کیا اسحاق بن رافع نے اپنی مسند میں اسلئے سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قاضی ہو مسلمانوں کا تو چاہیے اسکو کہ ہر بار ہی کرے بٹھلانے میں اور اشارہ میں اور قاضی **ص** اور کسی سے گشتی کرے کسی کی ہنیافت نہ کرے اور کسی سے ہنسی اور مزاح نہ کرے اور نہ ایک کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ دونوں میں اشارہ کرے اور نہ کسی کو کوئی دلیل یا حجت سکھا دے اور گواہوں کو قائل نہ کرے اس طرح کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو ابو یوسف نے سکھا کر رکھا اور اس طرح کہنا کہ قاضی کے کہنے سے زیادہ دانست حاصل ہو **ف** ابو یوسف اور شافعی کا کہ قاضی کے ہر جیس ہر چیز اور میریت غالب ہو سو وہ شرط شہادت کے کچھ نہ کرے تو یہ فیاضین کہ قاضی اسکی اس طرح عانت کرے کہ تو گواہی دیتا ہے ایسی اور ایسی بشرطیکہ عمل تمت نہ ہو اور اگر عمل تمت ہو جیسے مدعی پندرہ کا

قضا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم
قضا قاضی
غائبان حکم
قضا قاضی
اور وقت بہ
مستحب ہے
سماں کے حکم
سماں کے حکم

دعویٰ کرے اور مدعی علیہ پان سو کا مسئلہ کہہ اور شاہنہر کی شہادت دے تو قاضی کے کہنا یہ پیش نے پان سو عواطف کیلئے ہو
اور شاہد کو اس علم صراح اور وہ معافی کے قول سے شہادت کو دھوکے موافق کر کے جس طرح قاضی نے توفیق دی
تو سبباً اتفاق جائز نہیں جیسے تعلیمہ خصمیں جائز نہیں لکافی مستحکم القید

ص فصل حسن باغی علیہ کے بیان میں

[illegible]

باب بیان مہین قاضی کے خط کے بنام دوست قاضی کے

اگر گواہ کو اپنی دین قاضی کے سامنے اور مدعی علیہ حاضر ہو تو حکم کرنے کے ساتھ گواہی کے اور کھڑے ملنے کے بعد جو بی بین محل کہتے ہیں اور گریڈی علی غائب ہو اور گواہ کو اپنی دین اوس پر تو قاضی حکم کرے بلکہ لکھ لے گا وہوں کی گواہی کو تا کہ قاضی حکم کرے اوس کے موافق حکم کرے اور وہی کتاب ملکی ہے اور کتاب القاضی الی القاضی ہے حقیقت میں یہ کتاب نقل کرنا کو اپنی ایک کتاب قاضی کے پاس دوسرے کا پانچ نقل اور کتاب القاضی الی القاضی سب مقدمات میں مساوی اور قصاص میں **ف** اس واسطے کہ ابن عباس نے شہر اور حد قصاص منع ہو جاتے ہیں شہر باج اور خطبر ملک ناگوشش ہے اور کتاب میں **ص** جب شہادت گزرتے قاضی کا تب کے پاس جیسے دین اور عتقا اور نکاح اور عسب اور خصم اور ایسی امانت اور مضرت جنگا اس کا کیا کیا کرے کہ

امانت و مال مضارب کا اگر بخار نہ ہو گا تو کیا حاجت ہے کہ کتاب القاضی کی جو حقیقت نکالیا ان دونوں کا مجموعہ یا مضارب
تو ہو گئی منصوبہ و تصویب میں واجب ہوئی جو قیمت و قیمت میں ہر قوی ہائی ہو گی اس میں کتاب کئی سو سے کہ وہ محتاج نہیں ہے
اشارہ کا بلکہ صفت سے اس کی معرفت ہو سکتی ہے بخلاف ان اعیان منقولہ کے کہ ان میں احتیاج ہے از شاہ کی اور یہ خوب نام ابو حنیفہ کا ہے اور
ایسی ہی نزدیک امام ابو یوسف کے مگر تھوڑے نزدیک غلام مغربیہ کی کتاب القاضی درست ہے صورت اس کی یوں ہے کہ قاضی بنی کا کمالاً
لکھے قاضی ہر قند کہ فلان اور فلان شہادت دی میرے پاس اس بات کی کہ فلان کا غلام ہسکا نام سبک ہو اور اس کا علیہ کیا ہو گا
کیا ہے اپنے مالک کے پاس اور اب ہر قند میں فلان کے قبضہ میں ہے اگر ترک مالک اور میرے اوپر تو یہ بیع ہے یہ کتاب قاضی ہر قند
پاس حاضر کرے معی علیہ و غلام کو اور بھوکے کتاب کے ساتھ شرائط اس کی کے جو آگے آتی ہیں اور ملائے جائے کہ تو یہ کو ساتھ غلام کے تو
اگر طالب ہو تو چھوڑے اور اس کو اور اگر طالب ہو تو اگر معی علیہ بخار کو جاوے تو بہت روز اس غلام کو معی کے سپرد کرے نہ بطور
حکم کے اور فیصلہ کے اور لے لے اس میں ایک کھیل غلام کے حاضر ضمانت کا اور اس غلام کی گردن میں کوئی چیز ڈالے اور سپرد کرے تاکہ
نہو کہ معی وہاں ہے کہ غلام بدلے کی وقت شہادت شود کے اور لکھے کہ کتاب قاضی بنی کا کوئی پیش موت کہ میں اس غلام کو روٹا
کر ہوا تو جب قاضی بنی کا پاس کتاب آئے تو قاضی بنی کا لاؤں گو ہوں کو بلائے جھوٹے گو ہی دی تھی اس غلام کے
ملک کی غیبت غلام میں تاکہ گو ہی دین اس کی حضور میں اور اشارہ کریں اس غلام کی طرہ کہ یہی غلام ملک ہر معی کی لیکن قاضی
بنی کا ابھی حکم نہ کرے کیونکہ معی علی غائب ہو بلکہ پھر لکھے قاضی ہر قند کہ گو کہ ہوں نے شہادت یہ غلام کے سامنے اس بات کی کہ غلام
ملک ہر معی کی توجب یہ کتاب قاضی ہر قند پاس ہوئے جو اس وقت فیصلہ کرے اور حکم ستارہ معی علیہ اور بری کرے حاضر ضمانت
ضمانت سے اور امام محمد سے مروی ہے کہ کتاب القاضی مجمع منقولات میں قبول کیا و لگی اور اسی پر متاخرین ہر قند اور مختار
میں ہر قند اسی روایت پر فتویٰ ہے کہ کتاب القاضی سب مقدمات اور دعاوی میں مام ہے کہ دعویٰ دین ہو یا عین درست ہے کہ
سو احوال اور قصاص اور وجوب ہر قاضی کا جب کتاب لکھے تو گو ہوں کو اس کا مقدمہ بن پھر کرنا دے اور مقرر کرے اپنی اولیٰ
سامنے اور وہ کتاب دن گو ہوں کو دے دینے اور ابو یوسف کے کوئی بات نہیں ہے نہ میں رکھی اور امام خمینی نے ارضین کا قول اختیار
کیا ہے تو ابو یوسف کے نزدیک صرف دو گو ہوں کو اس بات کا گو کہ دے دے کہ یہ کتاب اور مقرر میری ہے اور ایک روایت میں مہر بھی
شرط نہیں ہیں کہ کتاب جب کتاب کے حوالے کی جاوے تو فتویٰ اس بات پر ہو کہ مقرر ضروری ہے اور جب گو ہوں کو سپرد کیا جائے
تو فتویٰ اس بات پر ہو گا کہ مقرر نہیں ہے پھر یہ کتاب جب قاضی مکتوب کی پاس ہوئے تو قبول کرے اس کو کتاب کے معی علیہ کے ساتھ
اور دونوں ایک ہر قند و عورتوں کی گو ہی سے جو کتاب کر گئے ہیں توجب گو ہی ان گو ہوں کہ یہ کتاب فلان قاضی کی ہے
پھر تھا اس کو اس قاضی نے اپنے حکم میں اور مقرر کی تھی اوپر اور دی تھی ہلکے تو اس کی ہر قند کے کھوے اور معی علیہ کو سنو
اور لازم کرے اوپر ہر حکم کو **ف** یعنی اس کو اپنی کی رستہ جو کتاب میں مندرج ہے معی علیہ پر جو لازم تھا اور اس کا فیصلہ کر دے
ص اور قاضی مکتوب جب فیصلہ کرے اس کتاب کے ساتھ اس وقت تک قاضی کا قاضی ہے کہ تو قاضی کا قاضی کتاب پہنچے
مقرر ہر قند ہو تو کتاب باطل ہو جائے گی طرہ اگر قاضی مکتوب لکھتا ہے پھر کے اول مقرر ہو جائے گی کہ جب کہ
قاضی کا قاضی بعد غلام اس قاضی مکتوب لکھ کر دے کہ یہ کتاب ہو کہ یہ مسلمانوں کے قاضیوں میں جس کے پاس یہ خط پہنچے وہ اس کی تعمیل کرے

تاجائز اور شافعی کے نزدیک بیع اور اکل دونوں جائز ہیں تو یہ کوشافی کا مخالف ہے اور اس آیت کتاب اسکے جو اوپر گذر چکی تھی
 اول نے اگر حکم صحت بیع ایسے ذبیحہ کا جس پر اسم اللہ نہ ہو کر اکی ہو کیا تو فاضلانی و سکا نسخ کو کو **ص** یا مخالف ہوا حدیث
 مشہور کے جیسے قاضی اول نے حکم کیا ۔ مطلقاً **ف** یعنی وہ عورت جس کو اسکے خاوند نے زمین طلاق دیے ہوں **ص**
 کی حالت کا واسطے شوہر اول کے صحت نکاح زوج ثانی سے بدون غلطی کے موافق نہیں ہے بین السیچ کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے حدیث
 مشہور کے یعنی قول حضرت کا واسطے عورت زانیہ کہ نہیں ہو گا یہ بتا کہ نہ چکھے شیر بنی عبدالمن بن زبیر کی اور وہ شیر بنی تیری **ف**
 روایت کیا اوسکو جاری ہو کر لے اور گذری یہ حدیث کتاب الطلاق میں ہے سمیت **ص** یا مخالف ہو کر اجماع سلیم کے
 جیسے قاضی اول نے حکم کیا حالت منع کا اس واسطے کہ صحابہ نے جماع کیا اوسکے فساد پر **ف** اور گذرے لائل مشر متع کے کتاب
 النکاح میں **ص** تو معاملہ یہ ہے کہ قاضی نے جب سالہ مجتہد فیہ میں حکم دیا تو وہ مجتہد فیہ مجمع علیہ ہو جاوے گا اور قاضی ثانی پر نافذ کرنا تو
 واجب ہو لیکن یہ صورت جب ہو کہ قاضی اول نے بیعت کے موافق حکم دیا ہو اور جوابی راے کے خلاف حکم دیا ہو تو اس کا بیان لگے
 آتا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی جانتا ہو اختلاف مجتہدین کہ تو اگر قاضی نہ جانتا ہو اختلاف مجتہدین کو تو اب اسکی قضا جائز نہیں
 اور نہ قاضی ثانی اوسکو جاری کرے مجتہد فیہ سے مراد یہ ہے کہ قاضی نے جس حکم میں قضا ہوئی ہے وہیں اختلاف ہو اور جو خود قضا
 میں اختلاف ہو جو جیسے قضا علی الغائب **ف** اس کا بیان لگے آتا ہے **ص** تو وہ قاضی اول کی حکم کر دینے سے منع
 ہو گا اور قاضی ثانی کو اس کا نسخ ہو نہ چاہیے ان اگر قاضی ثانی بھی اوسکو جاری کرے تو اب وہ مجمع علیہ ہو جاوے گا اب اگر قاضی
 ثالث پاس مراعات ہو گا تو وہ نسخ نہیں کر سکتا اجماع میں اتفاق اکثر مجتہدین کا کافی ہے تو جب اکثر ایک متفق ہو جاوے گا تو وہ
 متفق علیہ بنا لیا جاوے گا اور مخالفت بعض کی معتبر نہ ہوگی **ف** ہاں میں بھی یہی اختیار کیا ہو لیکن داخل فقہ کی کتابوں میں
 نہ کہ جو کہ خلاف ایک شخص کا بھی نہ انقضاء اجماع ہے اور اجماع میں ہوتا اگر سب کے اتفاق **ص** اور ہاں میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ
 فیہ سے مراد یہ ہے کہ صدر اول یعنی صحابہ و تابعین کا اختلاف ہی ہو لیکن اصح یہ ہے کہ یہ کچھ ضرور ہیں بلکہ اختلاف ثنائی کا بھی معتبر ہے
ف اور پہلے مالک و احمد کا اور یہ لوگ نہ صحابہ میں سے ہیں نہ تابعین میں **ص** اور نافذ ہے قاضی کا حکم ظاہر و باطن میں
ف یعنی فی الدنیا اور فیہ فیہ میں **ص** کسی شے کی حرمت یا حلت پر اگرچہ چھوٹی گواہی سے ہو کہ اور صاحبین کے نزدیک
 نافذ ہو ظاہر میں نہ باطن میں **ف** جانتا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک اگر دعویٰ دعویٰ کرے ایک حکم کا سبب عین میں
 سبب ملک بیان کرے اور جھوٹے گواہ لائے اور حلقا بل حکم کے اور قاضی جانتا ہو کہ گواہ جھوٹے ہیں تو قضا نافذ ہو ظاہر اور
 باطن میں نفیاً و قطعاً جسے مراد یہ ہے کہ اگر مثلاً مدعی نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا یعنی یہ میری منکوحہ ہے اور عدلیہ انکار کیا
 تب مدعی نے گواہ جھوٹے پیش کر دیے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت کے لئے کہ تو اپنی ذات
 پر قدرت و زوج کو اور نفقہ وغیرہ لازم زوجیت کا حکم کرے **ف** اور نفاد باطن سے مراد یہ ہے کہ مدعو طبعی اور عورت
 کو شوہر کا پلنے اور پانے کا دینا عند اللطال ہے اور صاحبین کے نزدیک صاف ظاہر حکم قاضی نافذ ہو گا یعنی عن ادسہ زوج اور زوجہ
 وطی درست نہیں ہوگی اور یہی مذہب ہے کہ فرد اگر نہ لکھتا کہ درختا میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہو لیکن جو بالرفق میں ہے کہ قول امام
 ابو حنیفہ کا فتویٰ ہے کہ دلیل مذہب صاحبین کی ظاہر ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر یہ فیہ نکاح ہے کہ حرام محض ہے صحت کا

اور اتفاق اجماع میں اختلاف

اور اتفاق اجماع میں اختلاف

حالت کا فیما بین دین السلو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم نے حرام محض یعنی شہادت و روع کو اس جہت سے کہ وہ روع پر حسب حالت کانہیں
کیا بلکہ حکم قاضی کا شل انشاء عقد جدید کی اور انشاء عقد حرام نہیں ہے بلکہ جب کہ کوئی قاضی دروغ کوئی شہود کو نہیں جانتا
امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا ہم نے نہ بسبب جہان کہ پونہا جہلو حضرت علی کہ یہ اندوہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے پاس گواہ
کر لیے ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیدیا عورت کو کہ جائے مرد پاس تو کہا عورت نے اس مرد
نہیں نکاح کیا مجھ سے اب اگر آپ ایسا ہی حکم کیا تو آپ نکاح پڑھو اور تب ہی فرمایا حضرت علی نے نہیں نہیں تجھ کو یہ نکاح کی
نکاح کر دیتا ہر دونوں شاہدین تو اگر دونوں میں نکاح منع نہ ہو جانا آپ کی قضا تو آپ تجھ کو نکاح سے امتناع کرتے باوجودیکہ عورت
غالب تھی نکاح کی اور مرد غائب تھا اور میں محفوظ رہتا ہوں نہ اسے انتہی اور جو بھتیگی لگا لی یہ دعویٰ سنی ایک سبب میں
ساتھ ہو تو اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر دعویٰ ملک مطلق ہو گا مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک لونڈی کی ملک کا اور گواہ جھوٹا کر دیا
اور قاضی نے حکم نہ لیا ملک کا دستے میں نے تو یہاں پر دعویٰ کو طے و کلی حلال نہ ہو گی بالا جماع اور یہ جو کہما کہما قاضی بن حکم کے سوا سوا
کر اگر محل غیر قابل ہو گا جیسے وہ عورت کیسی منکوحہ ہو یا متعدد یا متعدد یا دعویٰ کی محرم ہو یا بربط یا ضلع کے تو قضا تا فدا
نہو گی سوا سوا محل صلا نہیں ہو سکتا کا قضا قاضی انشاء عقد جاری نہ بھی جائے اور قاضی کا نہ جانا سوا سوا شرط ہو اگر
قاضی دروغ کوئی شہود کو جانتا ہو تو قضا نافذ نہ ہو گی لکن فی الطحاوی و کمال اور اگر قاضی اپنے سوا شہدین میں خلا
اپنی سے کہ گواہ اپنا مذہب ہو کہ یا قصد اتوا صحت کے نزدیک یہ قضا نافذ نہ ہو گی اور یہی پر قوی ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
اگر جو گواہ تو نافذ ہو گی اور اگر جان بوجہ کر دیا تو امین و درو امین ہیں **ف** یہ سبب نکاح قاضی ہر تہمید میں ہر اور قاضی قضا کا
فتویٰ خلاف ہے نزدیک نافذ نہ گواہ قصد ہو یا جو گواہ اور خلاف مذہب ہے مراد یہ ہے کہ خفی بہرہ شافعی یا مالکی حکم کرے یا مالک کے نافذ
ہو گا اور اگر خفی امام کا قول ہے چھوڑا صحت کے قول پر چار کرے تو یہ کہ مخالف مذہب نہیں ہے بلکہ نافذ ہو جائیگا اور قاضی کی کو
مراغہ اسکا نہیں نہیں ہو پونہا چنانچہ درمیں کے آؤں صورت میں ہے کہ کہنے کے قاضی کا اتفاق قید مذہب امام نہ کر دیا ہو والا
وہ معقول ٹھہر جائے بت قول غیر امام کے تو قول غلام ہے چکا اسکا بالکل نافذ نہ گواہ سوا سوا کے تخصیص قضا کی زمان اور مکان سے
درست ہے طحاوی و معنی یادہ صورت قاضی کے کہ شخص غائب ہے **ف** اور نہ غائب ہے یعنی نہ غائب کا بعضی علویہ صحت
یہ بعضی بلکہ مکر ہی نافذ نہیں ہے قول بعضی بہ درمیں خلا و امام شافعی اور امام مالک اور امام کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
بہل حدیث البیہقی علی المدحی والیہا بن علی الحسن الشکری تو حضور صغر کو شہر طرا اس حدیث پر زیلت و دلیل اور ہمارا
دلیل ہی حدیث حضرت علی کی ہے جو اوپر گذری کہ فرمایا حضرت نے نہ فیصلہ کر تو ایک کے لیے سبب تک نہ کہ کلام دوسرے کا روایت
کیا ہو گواہ اور او را حلو اور اخو اور طائسی اور حاکم نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے کا امام معلوم نہ ہونا مانع حکم اور یہ بات
پانی جاتی ہے خصم کے غائب نہیں اور اس کے نائب بھی غائب ہوں اور سوا اس کے شہادت کا حجت ہو نا اس پر موقوف ہے کہ نکاح جائز
ہو اور طعن فی الشہادۃ اور اسکا عجز ہونا اس کے حضور کے معلوم نہیں ہو سکتا لکن فی الفقہ القدری اس کا و اس حدیث میں کہ
نائب اسکا حاضر ہو و حقیقتہ جیسے غائب کا دیکھ کہ وہ غائب کے قائم مقام ہے یا خیر جیسے قاضی کا دعویٰ یعنی سبکو قاضی نے حکم کیا یا طحا
اس طرح جو چیز کا دعویٰ ہے غائب پر وہ بالضرر سبب ہو و اس چیز کا حکم حاضر پر دعویٰ کرتا ہے **ف** تو اگر مراد اعلیٰ نائب کے سبب

امام مالک کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام شافعی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام احمد کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام حاکم کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام طحاوی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن ماجہ کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ترمذی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام نسائی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام بیہقی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن ابی شیبہ کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن کثیر کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن قیم کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن عساکر کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن الجوزی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن حجر کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن رجب کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن کثیر کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن قیم کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن عساکر کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن الجوزی کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن حجر کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
امام ابن رجب کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے

پانچویں سوال

مردم و عورت

عقار و منقول

۷

مردم و عورت
عقار و منقول
۷

مکان پر اور وہ سوا کچھ کے لئے زمین مرتب ہوں گواہوں کے سامنے لایا اور ان کا قاضی کی حکم کے مطابق حاضر ہوئے تو اسے
 مدعی کے لئے التفاضلین و زمین تیری طرف سے کس لئے کر کے حکم کروں گا اور مدعی کو گواہوں کے لئے قبول کر لیا اس طرح تین دن کے لئے
 تین دن گذر جائیں اور مدعی علیحدہ نہ ہو تو قاضی اس کی طرف سے کس لئے کر کے مدعی کے گواہ سے اور اس کے کس لئے مدعی علیحدہ
 فیصلہ کر دیا انتہی مسالہ اگر مدعی نے وقت استحقاق دعویٰ لیکر نہ رہا ہر اس تک اندر شرعی دعویٰ نہ کیا تو وہ دعویٰ نہ کیا ہوگا
 مگر وہ تین روزہ لڑا کہ دعویٰ اس میں مولدات مانع نہیں البتہ اگر تیس سال گذر جائیں تو دعویٰ وقف وراثت بھی سمجھ نہیں
 اور بعض فقہاء نے دیکھ کر دعویٰ ارث مثل اور مدعی کے چند سال بعد جمع ہونے کا وقت استحقاق سے میعاد سبب ہو گیا تو اس قیاس
 یہ کہ مثلاً ایک عورت تیس برس تک اپنے خاوند کی حیات میں دعویٰ نہ کر لیا بعد اس کے خاوند مر گیا اور اسے طلاق دیا تو اس وقت
 کا اب دعویٰ مہر سمجھ ہوگا اس واسطے کہ استحقاق طلب مہر وقت طلاق یا وقت موت حاصل ہوا اور وقت استحقاق استحقاق تھا
 منقضى نہیں ہوتی دعویٰ سمجھ نہ ہوتی ہے بلکہ زمین نہیں آتا کہ مدعی کا حق جو بڑھتا رہتا ہے میعاد کے ساقط ہو جائے بلکہ اگر مدعی علیحدہ رہے
 تو وہ دعویٰ سمجھ ہو جائے اگر بہت طویل گذر گئی تو مسالہ انت ضعی کو بعد پلٹ جانے شرط طلاق کے حکم میں تاخیر کرنا درست نہیں
 کہ زمین سبب یا شک و شبہ ہو جائے یا صلح کی ہو یا مدعی مدعی علیحدہ کوئی ان دونوں میں سے مہلت مانگے اور ایک چوتھی وجہ طلاق
 میں ہر دو وجہ کے قاضی کو باطل ہے کہ فتویٰ یا اعتماد ہو اور دوسرے شہر کے علماء سے فتویٰ دریافت کریں تو تاخیر قضا سے گنہگار ہوگا
 قاضی کو باطل حکم دینا بھی درست نہیں مگر تین صورتوں میں اگر حکم کیا اپنے علم اور اہست پر پھر غلط نکلیا یا حکم کی خطا نہ ہوئی
 یا اپنے مذہب کے مخالف حکم دیا دہشتناک مسلمان کہ مسلمان بادشاہ کی طاعت امر بوالفیض میں واجب ہے نہ مخالف شرع میں
 تو اگر بادشاہ نے حکم دیا کہ گواہوں سے حلف لی جایا کرے تو قاضیوں کو چاہیے کہ بادشاہ کو فہمائش کرے کہ
 اس حکم سے باز رکھیں اگرچہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ خلاف شاہ بنظر زمانہ درست ہے لیکن صحیح نہیں ہے

باب پنجائیت کے بیان میں

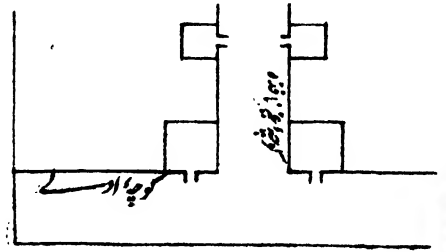
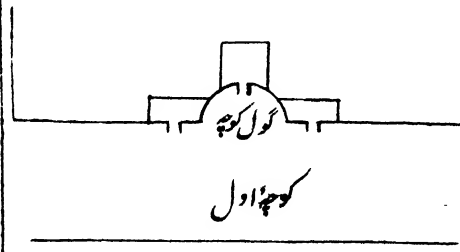
یعنی پنج سقر کرنے کے بیان میں عربی میں اس کو حکم کہتے ہیں حکیم بھی قضائی فروع سے ہے اور حکم یعنی پنج کا قبضہ ہے
 قاضی سے حکم ان میں ہوا اس لئے کہ قاضی کا حکم عام ہے اور حکم کا حکم فقط اسی مخصوص ہے جس سے اس کو پنج حکم لایا اور پنجائیت کا
 جو ان بیٹ کتابت ہے اس واسطے کہ ابوشریحہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میری قوم میں جب اختلاف پڑتا ہے کسی چیز پر
 تو آتے ہیں وہ میرے پاس میں ان میں حکم کر دیتا ہوں تو فرمایا حضرت علیہ السلام نے کیا خوب ہے یہ روایت کیا اس کو سنائی ہے
 لگائی فقہ القادیسی صحیح ہے پنج بنا مدعی مدعی علیحدہ اس شخص کو جو صلاحیت قضائی رکھتا ہے یعنی ضروری ہے کہ مسلمان
 آزاد و عاقل بالغ عادل مجنون نہ ہو گواہ مدعی و مدعی القنف کے ساتھ وفاق اگر صحیح بنایا گیا تو جائز ہوگا لیکن اگر ہڈیاں بکھر
 جب دونوں صحابہ میں نے اپنی رضامندی سے ایک شخص کو پنج بنایا اور اس نے حکم کیا ساتھ گواہوں کی اقرار کے باوجود کہ
 تو لازم ہوگا وہ حکم صحابہ میں پرف اور اس کا حکم باطل ہوگا دونوں کے معزول کر دینے سے سبب صادر ہونے کے حکم کے
 والیت شرعی سے دہشتناک صحیح ہے نہ پنج صحیح کا احد المتخاضمین کے اقرار اور شاہدین کی عدالت کا پنج پنج ہونے
 کے لئے زمین ف یعنی اگر مدعی علیحدہ شرارت کرے اور حکم کر لے اور اس کے اقرار کی خبر سے اثبات حق کے واسطے مل جائے

درست

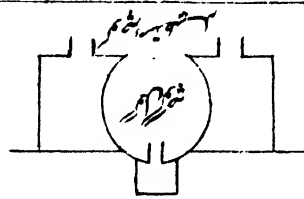
شاید کو فاسق کچھ اور حکم اوہی عدالت خارج کرے تو جس طرح جو در حال باقی رہنے اور کسی نیچاریت کیونکہ جب تک نیچاریت باقی ہو
 تو اس کیلئے کا خبر دنیا بننے نہ دے دو گواہوں پر یہ خلاف اس کے خبر جب وہی است بعد ختم ہو جائے نیچاریت کیونکہ ان کا
 حال مثل ایک شخص کے رہا یا میں ہو گیا تو نہ وہ بڑا ایک گواہ دوسرا اور خلاف اس کے خبر جب خبر دے دے کہ
 حکم کر چکا کیونکہ جب وہ حکم کر چکا معزول ہو گیا تو اب خبر اس کی قبول نہ ہوگی کہ اگر الطحاوی معزول نہ آئے **ص** اور اگر
 متحاکمین سے اختیار کر لیا حکم کر کے نیچاریت پر چر جائے اور حکم پر چر کا اور سطح قاضی کا درست نہیں اپنے لہذا اور
 اولاً اور یہی کے لیے جیسے گواہی ان لوگوں کے لیے درست نہیں **ف** یعنی انکے نفع کے لیے اور انکے اور حکم
 درست نہ جیسے شہادۃت ہی یعنی انکی حضرت کے لیے اور سوائے بجا یوں اور حجاز اور اولاد و غیرہ اور زمانہ
 کے واسطے حاجت کا اور قاضی کا درست نہ جیسے شہادت انکے لیے درست نہ کہ اگر فی الحقیقت **ص** اور درست نہیں نیچاریت
 اور در اور قصاص میں اور باقی سب مقدمات میں درست نہ لیکن اس کا فتویٰ نہ دیا جاوے گا واسطے خوف دلیر ہو جائے احرام
 اور باقی نہ رہے رونق کے واسطے حکام اور حکم کے **ف** یعنی اگر عدالت میں پہنچے تو مستحب ہے بطور نیچاریت فیصلہ کیا گیا کہ
 اس صورت میں قصاص اور حجاریت انکے سبب معطل اور بیکار رہ جائیں گے **ص** اس طرح حاجت کا ساتھ دیتے قائل کے لیے قتل
 قاضی میں درست نہ کہ قائل نے اپنے والدین کو سزا دی نہیں بنایا اور اگر اسے فیصلہ کیا ساتھ دیتے ذات قائل پر تو قاضی حکم اس کا
 تو دیکھا اس واسطے کہ مخالف نص صریح نہ دیا حضرت قائل کے کہنے والوں کے اور یہودیت و مسیحیت کی **ف** بیان اس
 حدیث کا کتاب بنایا میں انشاء اللہ تعالیٰ و یک خاص اگرچہ کہ حکم کا اثر ہو اقامت کی پانچ تالیف کا حکم اگرچہ مذہب کے موافق ہا وے
 تو نافذ کرے اس کو ورنہ باطل کرے اس کو **ف** حکم کا حکم اکثر باتوں میں مثل قاضی کے پر تو وقت تکمیر
 اس کو بدید لینا بھی احد المتحاکمین سے جائز نہ ہو گا اگر ستر ہمسائوں میں فرق نہ کر لائیں میں وہ سب مذکور ہیں فقط

باب سائل متفرقہ متعلقہ قضائے بیان میں

ایک مکان دو منزلیہ دو آدمیوں کے پاس ہے ایک اور پورے مکان کا مالک ہے اور دوسرے پورے مکان کا کوئی نہیں پہنچتا
 کہ اپنے مکان میں بیٹھ ٹھونکے یا روزن کرے بغیر دوسری ضمانت کی **ف** اس طرح اوپر کے کوئی نہیں پہنچتا کہ وہ
 کچھ اور بنائے یا کڑیاں رکھے یا پانی نہ بناوے عینے اور صاحبین کے نزدیک یہ ایک کوہ فعل درست ہے زمین دوسرے کا ضرر ہووے
 اور یا م کا قوی اس کے مواقع پر کھلائی **ص** ایک لہجہ گلی اور اویس ایک لہجہ گلی میں ہوئی جو نافذ نہیں ہے تو پہلی گلی کے رہنے
 والے کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی چیز نافذ میں چلنے کے لیے دروازہ کالین اور اگر دوسری گلی گول ہو کر اس کے دو کنارے پہلی گلی
 سے مل گئے ہیں تو پہلی گلی والے اس میں دروازہ چلنے کے لیے نکال سکتے ہیں صورت ان دونوں مکانوں کی یہ



لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دوسری گلی گول یا نصف دائرہ کے مقدار ہو یا اس سے کم ہو کیونکہ اگر نصف دائرہ سے زیادہ ہوگی تو بھی پہلی گلی والوں کو وہاں دروازہ واسطے چلنے کے مکان درست نہ ہوگا صورت اس کی یوں ہے کہ



ف اور ان سب صورتوں میں ہوا آنے کے لیے کھڑکی یا دروازہ بنانا یا کھڑکی کے لیے درست ہر چیز لیکن ہا میں ہرگز صحیح ہی ہرگز علقاد دروازہ کھولنا اول کو سچ والے کو جائز نہیں خواہ چلنے کے لیے ہو یا اور کسی کام کے

کیونکہ بعد دروازہ کھول لینے کے دوسری گلی والے چلنے سے ہر ساعت منع نہیں کر سکتے اور احتمال ہے کہ دروازہ لگا کر ہی ہو جائے کسی حق کا دوسری گلی میں صریحاً شخص نے دعویٰ کیا ایک گھر کا پورے کتبے میں ہرگز قاضی نے مجھے گھر فلاں وقت میں

ف مثلاً غزوہ رمضان کو صریحاً قاضی نے اس کا کیا مدعی سے گواہ طلب ہو کر اس نے کہا کہ مدعی علیہ گھر کی چوبیس انکار کیا تھا مینے یہ گھر اس خرید لیا تھا یا یہ نہیں کہا اور گواہ خریدنے پر اس گھر کے پیش کیے تو اگر گواہوں نے شہادت خریدی

دی تب وجہ **ف** مثلاً اشوال یا ذیقعدہ میں صریحاً تو گویا ہی مقبول ہوگی اور جو شہادت دی خرید کی قبل وقت جبکہ

ف مثلاً ماہ شعبان یا رجب میں صریحاً تو گویا ہی مقبول نہ ہوگی **ف** بابت تناقض اور شالط کے درمیان شہادت اور دعویٰ کیونکہ مدعی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیام ماہ رمضان ملک میں مدعی علیہ کے تھا اور گواہوں کے بیان سے معلوم

ہوتا ہے کہ ملک میں مدعی کے تھا اور اسی شہادت نام مقبول کر **ص** ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ زید نے مجھ سے یہ نو ذری خریدی ہے زید نے اس سے انکار کیا اور مدعی جھگڑا کر چاہا کہ پورے ملک میں مدعی کو پختہ بنا دے اور اس کو بیسی سے واپس کرے **ف** اسوئے کہ

جب بائع کو حصول ثمن متعدد ہو گیا شہرتی تو واپسی رضافوت ہوگئی اور یہ وجہ ہے کہ انسان کے حق کو تو پورے نو ذری ملک بائع میں آگئی تو واپسی و سکونت ہوگی صریحاً ایک شخص نے انکار کیا کہ میں نے فلاں سے دس درہم لیے ہیں پھر مدعی ہوا کہ وہ روپیہ لیتے تھے

یا نہہر تھے تو واپسی تصدیق کی جاوے گی **ف** یعنی شہر سے اسے اتنا تو قبول ہوگا **ص** اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ وہ درہم ستونہ تھے تو تو قبول و سکونت ہوگا **ص** اگر ایک شخص نے انکار کیا کہ میں نے فلاں سے کھرے دس درہم لیے ہیں یا میں نے اپنا حق پایا یا بائع نے کہا میں نے ثمن وصول پائی یا پورا لیا میں نے اقرار کیا کہ مدعی ہوا کہ وہ درہم لیتے تھے یا نہہر تھے تو واپسی تصدیق ہوگی **ف** اسوئے کہ یہ غلط دلائل کرتے ہیں کمال مقبوض پر تو بعد اسکے دعویٰ نقصان کہے سموع ہوگا

ص جاتا چاہیے کہ زید اور نہہر شہر سے اون درہم کے ہیں نہیں چاندی غالب ہوگئی پر گویا کہ چاندی اور ہنر کھری کی نسبت کم ہے اور کھوپڑی نہہر کا زیادہ ہے زید سے تو زید کو تاجر درہم نہیں کرتے اور انہیں معاملہ جاری ہوتا ہے کہ گویا کہ بہت کم المال

زید کو بھی مین لیتا کیونکہ بہت المال میں نہیں داخل ہوتے مگر وہ درہم جو نہایت کھرے میں اور نہہر کو چھائی پھر بہت تین نہہر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں وہ درہم ہی جس کا سکہ مل گیا ہو بعض یہ کہتے ہیں کہ چاندی جس کی خراب ہو اور

ستونہ وہ درہم ہی کہ اس کا تانبا اندر ہو اور چھپے بہت چاندی کی ہو **ص** زید کے کما عمر سے کہ تیرے مجھ پر درہم ہیں عمر نے اسکے جواب میں کہا ہر تیرے اوپر کچھ نہیں ہے کہ بھر گئے لگان میں بلکہ ہر درہم میں تو زید پر کچھ لازم نہ آوے گا **ف** اسوئے

اس مسئلہ میں صورت
مسائل فقہیہ فقہیہ
بہت سے گواہوں کی شہادت
دورانہ گواہوں کی شہادت
تو یہ مسئلہ فقہیہ فقہیہ
اس مسئلہ میں صورت
مسائل فقہیہ فقہیہ
بہت سے گواہوں کی شہادت
دورانہ گواہوں کی شہادت
تو یہ مسئلہ فقہیہ فقہیہ
اس مسئلہ میں صورت
مسائل فقہیہ فقہیہ
بہت سے گواہوں کی شہادت
دورانہ گواہوں کی شہادت
تو یہ مسئلہ فقہیہ فقہیہ

کہ پہلے خود غرض اپنے حق کی نفی کر کے نیکے قرار دے کر دیا تو اب پھر دعویٰ بغیر حجت اور دلیل کے سمیع نہ ہوگا **ص** زیر
 عمر یہ دعویٰ کیا ایک مالک عمر نے اس کے جواب میں کہا تیرا انجھ پکچھ نما تر بنیدست گواہ قائم کیے اوس مال پر اوس وقت عمر کو نہ تھا
 کہ میں یاں نکلوں اور کچھ ہوں یا تو کچھ اوس مال سے ہی کر چکا ہوں اور اس امر پر عمر نے گواہ قائم کیے تو عمر کے گواہ سمیع و منظور
 ہوئے **ف** امام زفر کے نزدیک منظور ہونے پر جتنا قصہ کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان تمام قضیہ میں جو بھی ایسا ہوتا ہے کہ مدعی
 کسی کا کچھ نہیں ہوا لیکن اسے رفع نزاع کے مال دینا قبول کرنا **ح** اور اگر عمر نے جواب دعویٰ میں اتنا اور کہا کہ میں نکلوں
 پہا تھا بھی نہیں تو اب گواہ اس کے لئے مال ابراہمدی پر سمیع و منظور ہونے کے سبب منظور تھا جس کے اور عمل ہوتا تو فیق کے
 کیونکہ اور دستہ اولین میں وہ اور حاملہ راہنہ اور اس پر اسے خصوصاً میں بدون معرفت اور شناسائی کے نہیں ہو سکتا اور قد
 نے ذکر کیا ہے کہ گواہ اس کے سمیع و منظور ہونے کے سوا سے کہ مرگوشہ نشین جو پر وہ میں رہتا ہے اور عورت پر زفتین کا تے حکم
 کرتی ہیں اپنے دیکھنا کو واسطے راضی کرنے مدعی کے اور وہ مدعی علیہ کی طرف سے مدعی کو مال دیکر راضی کر لیتے ہیں یا جو درجہ ات
 کہ مدعی علیہ مدعی میں شناسائی نہیں ہوتی تو ممکن ہے تو فیق اس طرح **ف** جانتا چاہیے کہ دفعہ متاخص میں بعضوں کے
 نزدیک امکان تو فیق کافی ہے اور بعضوں کے نزدیک ضروری ہے کہ مدعی تو فیق کی وجہ کی تشریح کرے اول قول کی وجہ یہ کہ حسب
 تو فیق ممکن ہوئی تو سنا متاخص حقیقت ہوگا پس حل کیا جاوے گا کلام اور تو فیق کے تاکہ دعویٰ مدعی کا بطلان محفوظ رہے قول
 ثانی کی وجہ یہ کہ ضروری ہے دعویٰ میں صحت یقیناً اور صرف امکان صحت حق مدعی علیہ کو باطل کرینگے اثبات حق مدعی میں امکان
 جہاں پر شک واقع ہے نہ صحت دعویٰ میں تو وہاں امکان صحت کافی ہوگا مثلاً ایک شخص مدعی ہو ا جب گواہ
 اس سے طلب ہو تو گواہ کہے کہ لا سکا تو مدعی ہو گیا شرا کا اور گواہ قائم کیے شرا پر اور یہ بیان نہیں کیا کہ شرا مدعی کی قبل وقت
 ذرا بوقت پہ پہنچ کر گواہی قبول ہوگی سو اگر احتمال ہے کہ شرا تو فیق پہنچے اور اس صورت میں دعویٰ باطل ہو جائے جیسا کہ اوپر گذر
 اور احتمال ہے کہ شرا بعد وقت پہنچے جسے اور صورت میں دعویٰ صحیح ہو جائے تو اب شک ہے کیا صحت دعویٰ میں تو ہم صحیح نہ کہ
 دعویٰ کو شک اس واسطے کہ غایت ثانی الباب یہ ہے کہ شرا متحقق ہو گئی قبل پہنچے تو دعویٰ ہم پہنچتی ہوگا کہ پہلے میں اسے مکان
 تھا لیکن وہ وقف مرتفع ہو گیا اور پھر اسکی ملک میں مکان آیا گیا پھر اسے مہرب کیا تو ضروری ہے قائم کرنا گواہوں کا اور پہنچے اور جب
 ہوئے اس پہاں گواہ پہنچے تو دعویٰ اوس کا صحیح ہوگا اور مدعی علیہ کا حق شک باطل ہوگا اور جہاں پر شک نہ ہو صحت دعویٰ
 میں تاکہ لازم آئے ہے احوال حق مدعی علیہ ساتھ شک تو وہاں امکان تو فیق کافی ہے جیسا کہ قائم کیے گواہ مدعی علیہ نے اور اپنے
 مدعی کے یا ابراہمدی کے بعد نکال کر نے اسی مدعی علیہ مدعی سے اور قائم کرنے مدعی کے گواہ پر مدعی کے یا قائم کیے گواہ پر تو فیق کے
 بعد وقت پہنچے ان صورتوں میں شرا متعین ہو گئی تو یاد رکھو اس قاعدہ کو کہ کثیر النفع ہے پھر جان تو کہ متاخص جب مانے ہی
 صحت دعویٰ کا کلام اعلیٰ غیر ہوا اثبات کا ایک شخص صحت کے واسطے تو اگر ایسا ہوگا نہیں مانے ہوگا صحت دعویٰ کا جیسا کہ ان ایک شخص نے
 نہیں حق کہ میرا کسی تم قندی پھر دعویٰ کیا ایک شخص ممکن ہے تم قندی پر تو صحیح ہے دعویٰ اوس کا اور اگر کلام پہا شخص معین کے لیے
 صادر ہوتا جیسے کہ کہ زید پر میرا کچھ دعویٰ نہیں یا کوئی حق نہیں پھر دعویٰ کرے تو باطل مانا جاوے گا بسبب متاخص کے کہ فی اصل
 مع زیادہ **ص** زیر یہ دعویٰ کیا عمر پر کہ میں تجھے یہ غلام خریدتا تھا ہزار روپیہ کہ اور وہ یہ میں تجھے چکا اب امین عیسیٰ کا

اسے شیخ وقایہ جلد دوم میں ہے

اسے شیخ وقایہ جلد دوم میں ہے

میں مالک ہوں وہ خدا کی راہ میں صدقہ تو مردہ اس کا مال کوۃ لیا جاوے گا **ف** بیعت سونا چاندی سوا گرام مال تجارت اور غیل
 زکوۃ کا صدقہ دینا لازم ہوگا جیسے سبائے گنہگار اور ان کا غلام خدمت کا کام فی الزکوۃ اور زکوۃ کے نزدیک یہ قول بھی عام ہوگا
 تاہم مال کو خود مال زکوۃ ہوئے یا غیر زکوۃ **ص** نہ اگر اوس کے پاس مال زکوۃ کے کچھ حصہ تو زکوۃ رکھے فوٹ اپنی
 اور باقی کو صدقہ کر دے **ف** اور قوت کی تقدیر کچھ نہیں واسطے مختلف ہونے احوال و مہیوں کے کہا گیا ہے جو روز کا فردی و ملک
 کی خوراک اپنی اور اپنے عیال کی رکھ لے اور صاحب محلہ یعنی جسکو مکان و گاہ کنس وغیرہ کا ازیادہ ہو وہ غایت درجہ ایک مہینے کی اور
 مالک راضی غایت درجہ ایک سال کی اور صاحب تجارت اٹھارہ گھنٹے جو اسکو کافی ہوئے مال کے نہ تک **ص** پھر جب مالک ہو
 نئے مال کا تو قبضہ مال قوت کے لئے رکھے لیا تھا بقدر اوس کے پھر تصدیق کر دے **ف** درمختار میں ایک حیلہ عجیب بتوہمیری اور بعض
 کے لیے جو کچھ کھائے کہ اگر میں یہ کام دین تو سالہ مال صدقہ کر دو وہ یہ کرے کہ بعض اپنی مالک ایک کپڑا اور مال میں اپنا ہوا
 خرید کرے اور اوپر قبضہ کرے اور نہ کچھ نہیں پھر وہ فعل کہ جسے پیر کھائی تھی پھر اوس کپڑے کو جو بغیر رویت کے پیر دیوے
 تو اوپر کچھ صدقہ لازم نہ آوے گا **ص** ایک شخص کو وحی کیا ہے اور وہی کو خبر ہئی تھی بعد اسکے وحی نے کوئی چیز نہ کہ بیعت
 بیچنے والی تو صحیح ہو جس کو کسی بخلاف وکیل کے کہ اسکو اگر علم اپنی وکالت کا نہ تھا اور اسے کوئی تصرف ہو کہ مال میں کیا تو تصرف
 جائز ہوگا اور ابویہ صنف کے نزدیک وحی کا بھی تصرف جائز ہوگا جب وہ کس کو کہی کہ غرضال کی خبر ہو کہ ایک شخص عادل ہے
 یا دشمن ہوں ہوا **ف** احوال یعنی او کا حال معلوم نہیں کہ فاسق ہیں یا عادل **ص** نے وہی تو اب اسکا تصرف بعد
 اسکے صحیح ہوگا **ف** کیونکہ غرض اس کی ایک خبر لازم ہے تو اوس میں شرط ہوگا عدلیہ عدالت اور اس طرح باقی چیزوں میں **ص** اور اگر
 وکیل کو خبر غزل کی یا فاسق یا ایک ستورہ اس نے سنائی تو ایسی خبر کا اعتبار ہوگا اور وکیل کا غرض ثابت ہوگا اور اس کے تصرفات
 بعد اس خبر ہو چکنے کے موکل کے اوپر نافذ ہونگے اسی طرح اگر مولیٰ کو غلام کی جنایت کی خبر لیا عدل یا دو معمولی ان شخصوں
 سنائی اور مولیٰ نے غلام کو سچا تو توادان جنایت مدعی پر لازم آجاوے گا **ف** یعنی در صورت جنایت جب مولیٰ کو اعتبار ہوگا
 تاوان دیو جنایت کا یا بعد کہ جو اگر سے تعجب اسنے یہ خبر نہ کہ عید کی بیعت کی تو معلوم ہوگا اسکو تاوان دینا مشورہ ہے
ص اس طرح شفیع کہ گھر کی بیعت کی اگر ایک شخص عادل یا مجبور الحال نے زبردی اور وہ چپ رہ گیا تو شفیع اسکا باطن ہوگا
 اسی طرح باکرہ عورت کو اگر ایک عادل یا دو معمولی الحال نے زبردی نکاح ولی کی اور وہ چپ نہ گئی تو رضامو جاوے گی اگر
 اوس ملان کو جو دار الحرب میں مسلمان ہوا یا زبردی دارالاسلام میں اوسنے ہجرت نہیں کی اگر ایک شخص عادل یا دو معمولی
 الحال نے زبردی احکام شرع کی تو وہ احکام شرع اوپر لازم ہو جاوے گے **ف** ان سب صورتوں میں خبر اگر ایک فاسق
 یا ایک ستورہ الحال نے سنائی تو احکام مذکورہ بالا یعنی اعتبار تاوان اور بطلان شفیع اور رضا اور زوماد احکام ثابت
 نہ ہونگے **ص** لیکن وکیل کے نیکے خبر میں دو معمولی الحال یا ایک دل شرط نہیں بلکہ ایک فاسق کی خبر سے بھی وکالت ثابت
 ہو جاوے گی اور وکیل جو بعد پوچھنے اس خبر کے تصدیق کرے گا صحیح ہو جاوے گا **ف** اسی طرح صغیر عمر یعنی وہ لڑکا جو تیز دماغ خبر
 دیگا ایک شخص کس بات کی کہ مکتوف لانے نے وکیل مقرر کیا ہے تو وکالت ثابت ہو جاوے گی دس ہجرت دار و صاحبین کے
 نزدیک سب جملہ ایک شخص کی خبر کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ یہ معاملات ہیں اور معاملات میں خبر واحد مقبول ہے

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

حدیث میں اسکا بیان

نے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں لیکن ماوس میں قصاص کا لفظ نہیں ہے میں لکھا ہوں اور میں نے دیکھا کہ اسکا
 موجود ہے اور مرد اور اس قصاص ہو سکتا ہے **ص** اور کنواری ہونے سے اور عورتوں کے اول میں ہونے کے پہلے
 مرد میں نہیں ہوتا ایک عورت کی گواہی کافی ہے اسی طرح ایک کے رہنے میں وسطے نماز کے اور بیوٹ اس کے اور دو عورتوں کا
 ہونا شرط ہے جسے بخاندان میں دیکھیں اس کی یکھی ہو کر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی عورتوں کی جائز ہے اور ان چیزوں
 بنکی طرف نہیں نظر کر سکتے مرد کی بھی نے تخمینہ میں لکھا غریب اور کماشخ ابن المہام نے فتح القدیر میں کہ روایت کیا اسکو امام
 محمد نے مسطور میں عن ابی سہیف عن غالب بن عبد اللہ عن جہاد وسعد بن السبیب وعطاء بن رباح وطائ
 قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادۃ النساء عاقلۃ قیما لا یستطیع الرجال للنظر لیسر
 اور یہ حدیث اصل واجب العمل ہے بہر حال نسائے جمع پر محلی بالغ ولام اور مرد اور اس سے جنس پر تو قلیل وکثیر کو شامل
 ہے تو ایک ہی عورت کی گواہی بھی ہوگی اور زیادہ عورتیں حسن میں اور عبد الرزاق نے زہری سے روایت کیا کہ سنت جاری ہے کہ سپر عورتوں
 کی گواہی اول میں جائز ہے سپر کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اذ فیصل وللموت نسائے عیوب نسائے انتھی اور اگر ان باتوں
 کی ایک ہو گواہی دو تواتر ہے تو اسے قبول ہوگی اسی طرح تنہا معلوم کی گواہی وقائع اطفال میں مقبول ہے اور صرف عورتوں کی
 گواہی حمام کے قتل میں نہ سہ شہادت دیکھ مقبول ہے یا فیل مفلت ضائع ہو کر اور قصاص واجب نہ ہوگا دس ہفتاد وحقو
ص اور جو عورت میں عیب ایسا ہو کہ وہ سپر مرد بھی مطلع ہو سکتے ہیں جیسے بالنگانی نہ ہو یا ناہو یا ان ایک عورت کی شہادت
 کافی نہ ہوگی **ف** اس واسطے کہ بیان کچھ ضرورت نہیں **ص** ان کے سوا اور مقتدیات میں ضرور کہ یاد و مرد ہوں یا ایک مرد
 اور دو عورتیں **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَاسْتَشْهِدُوا شَہِدَیْنِ مِّنْ رِّجَالِكُمْ** کوئی کوئی نہ ہو جائے کہ
فَوَجَلَا و **أَمَّا تِلْكَ الْأَمْثَلُ** **فَرَضُوا** **لِلشَّہَادَةِ** یعنی گواہ کر دو مردوں کو پہلے میں سے تو اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک
 مرد اور دو عورتیں اول گواہوں میں سے جن سے تم راضی ہو **ص** بلکہ یہ کہ وہ مقدمات مالی ہوں یا غیر مالی **ف**
 مالی جیسے بیع اور شراہ اور عارہ اور اجارہ اور کفالت اور اہل اور شرط خیار اور شفعہ اور قبل خطا اور غیر مالی **ص** جیسے نکاح
 رضاع طلاق وکالت وصیت اور امام شافعی کے نزدیک مقدمات غیر مالی میں بھی شہادت عورت کی مقبول نہ ہوگی اور جنہی
 قسمیں شہادت کی ہیں سب میں شرط ہے کہ شاہد عادل ہو **ف** یعنی پر مینہ رکھتا ہو یا بیاسیہ اور ضرر و منافع پر اور صلاح و
 صواب و سکا اکثر ہو اسکے فساد اور خطاست و ہفایہ و مخارین نہ ہو عادل و شخص جو سپر نہ ہو پٹ اور فرج سے
 تو کافب کی شہادت مقبول نہ ہوگی اس واسطے کہ کذب پٹ سے حکما ہے لیکن بہتر تفسیر عادل کی وہی ہے جو پہلے مذکور ہوئی عادل کے
 مقابل فاسق ہے تو **ص** فاسق کی شہادت واجب ہے قاضی پر کہ قبول نہ کرے لیکن اگر اسے قبول کیا اور حکم عوی یا تو معوج مانے
ف اور قاضی کہنگا ہوگا فتح و مختار میں کہ قنبیہ اور عقیبی میں جو مقبول ہے کہ فاسق اگر لوگوں میں صاحب عزت اور زیادہ
 نبویہ تو شہادت اسکی قبول کیا ویگی سوال ابوہریرہ کا قول ہے کہ لانی البہر اور اس قول کو ضعیف کیا ہے کمال الدین ابن المہام نے
 فتح القدیر میں اس طرح کہ تبیل ہے مقابلہ نفس کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **فَإِشْہَدُوا** و **أَذْہَبُوا** عَدْلًا و **تَشْہَدُوا** کوئی گواہ کر دو صاحبان
 عدل کو پہلے میں سے حقیقہ کیا اللہ تعالیٰ شہادت کو عدالت مترجم کرتا ہے کہ بنظر اس نے ان کے مناسب ہے کہ شہادت فاسق

کیونکہ یہ بیعت نہیں
 اور نہ نفسی اور مذکور
 ایک شہادت گواہی
 ایک کے شہادت
 وسطے شہادت ہونا
 کے لئے ضروری ہے
 جن کے شہادت
 کیونکہ یہ عیب نہیں
 کیونکہ جنہی شہادت
 میں عیب ہو تو شہادت
 منسوخ ہے

بیعت
 اور اگر مرد و عورت
 اور اگر مرد و عورت
 اور اگر مرد و عورت
 اور اگر مرد و عورت

کی قبول کیا جو اس واسطے کہ لوگوں میں ہنس نہ ہو اور شائع ہو گیا کہ فسق لوگوں میں بد بجا بیت حتی کہ عادل اگر اقل قلیل میں تو پھر
 بنے مقدمات کی بنا پر ہوگی اور لایعنی ان کا تفسیر حقوق الناس اور یہ مخدوم ہر شرفاً اور عفا اور فقہائے متقدمین سے بھی یہ منقول
 ہوتا ہے تا تا رخا میں یہ کہ قبول ہوگی شہادت فاسق کی اس واسطے کہ فسق اور طاری ہو اور اصل میں وہ مسعود ہے و فیما
 حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ صحت پر اور اسی پر اعتماد ہو انتہی مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فاسق صاحب مروت
 اور جاہ ہو کہ نہ بالکل غیور اور ذلیل تفسیر مگر یہ میں قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم لکھتے ہیں بل فی زمانہ اہل الفاسق
 اذ کان وجہاً ادا صریحاً علی الظن انہ لا یکذب فی الشہادۃ اولدلت القرائن علی صدقہ نقیض
 شہادت نہ یعنی ہمارے زمانہ میں فاسق اگر صاحب وجاہت ہو اور صاحب مروت اور غالب ہو تو قاضی پر ہے کہ وہ
 جمعوت نہ ہو لیکن شہادت میں یا قرینہ دال ہو اس کی راست گوئی پر توجہ قبول کیا و لیکن شہادت اس کی اور جامع الفتاوی
 میں ہے و اما شہادۃ الفاسق فان شجرہ القاضی الصدق فی شہادۃ نقیض والا فلا یعنی شہادت فاسق
 کی اگر قاضی کے گمان میں ہو کہ صدق اور اس کا توجہ قبول کیا و لیکن قرینہ نہیں قبول کیا و لیکن شامی نے نقل کیا ہے در سے و فی الفتاوی
 القاعدۃ یہذا اذا علی طعن صدقہ وہو حجتہ یحفظ وظاہر قیامہ وہو مما یحفظ اعتقادہ یعنی قبول شہادت
 فاسق جب ہے کہ قاضی کے گمان غالب میں اس کا صدق ہو اور یہ دون باتوں میں ہے کہ یا دیکھی جاوے گی اور ظاہر قبول اس کا
 یا دیکھا جاوے گی کہ سپر اعتماد ہے اور شیخ ابن الہمام جو لکھا کہ تعلیل برتقالہ نص ہے کہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نص فہات پر ولایت کرتی ہو
 کہ شہادت دو عادلوں کی قبول کیا و نہ اس بات پر کہ فاسق کی قبول نہ کیا جائے کیونکہ یہ مقوم مخالف ہے اور وہ ہمارے منہج کے
 نزدیک ہے نہیں ہے و افہم واستقم ص اور یہی شرط ہے کہ شاہد لفظ شہادت کہے یعنی اشد بعینہ
 مضاعف جس کے معنی ہیں گواہی دینا ہوں میں دس شخار و جہ اس شرط کی یہ کہ جتنے مقصود شہادت کے آئے ہیں سب میں
 لفظ شہادت نہ کہور فرمایا اللہ تعالیٰ نے و اشہد و اذنی عدل متکلم اور فرمایا و اشہد و اذنی عدل متکلم و اشہد و اذنی عدل متکلم
 تہت کائن من رجال الکوفہ استشهدوا علیہم و علیہم و اذنی عدل متکلم اور فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذ ایت مثل
 الشمس فاشہد و اذنی عدل متکلم اور یہ حدیث اس لفظ سے عربی زبان روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ فرمایا آپ ایک شخص کو تو بھیجتا ہے کہ قاتل کو بولا ہاں فرمایا اس کے مثل گواہی سے یا چھوڑ دے کہ خارج کیا اس کا ابن عدی
 ساتھ سنا و ضعیف اور تصحیح کی اس کی حاکم نے لیکن خطا کی بلوغ الدام ص و اگر شاہد نے لفظ شہادۃ نہ کہا بلکہ کہا
 اعلم یا اتین یعنی جانتا ہوں میں یا یقین رکھتا ہوں تو اس کی شہادت مقبول نہو لیکن امام غزالی نے نہ دیکھا کہ فی شہادۃ کی
 ظاہری عدالت پر لکھا کہ اس کی کیفیت دریافت کرے یہاں تک کہ شخص حاکم سے کہے کیونکہ روایت کیا ابن
 ابی شیبہ نے مصنف میں کتاب البیوع میں عرو بن شعبہ سے انھوں نے اپنے باپ انھوں نے اپنے دادا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان عادل ہیں بعض ایک اور بعض کے مگر جبکہ حد تک لگے ہو اور لکھی حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ جہاں لکھا ہو
 کے اور وہ میں لکھا کہ مسلمان عادل ہیں بعض ایک اور بعض کے مگر جبکہ حد تک لگے ہو اور لکھی حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ جہاں لکھا ہو
 دلائل یا قرینہ میں روایت کیا اس کو و از طنی نے لیک طریق سے کہ وہ میں عبداللہ بن حمید ہو اور وہ ضعیف ہو

اور اسکو یقین ہو کہ یہ لفظ ہے اور میری مہر تو اسکو گواہی دینا لایق نہیں اور اگر باوجود اسکے گواہی دیکھا تو وہ شاہد زور گز
کذا فی المسئله **ص** سو اسطے کہ شرط شاہد ہوتا ہی خط کے اندر دیکھتے ہیں کہ درست ہے یا نہیں اگرچہ اسکا یہ لفظ ہے
اسو اسطے کہ تبدیل اوسمین مادی ہو اور مضبوطی کہا کہ کہ ہمیں اختلاف نہیں اور یہ شہادت سب سے نزدیک ناجائز ہے بلکہ اختلاف
اوسمین ہے کہ قاضی نے شہادت مانی شاہد کی اپنے دفتر میں اور قاضی کو حادثہ یا دہن میں تو صحت اپنی تحریر پر اعتماد کر کے مدعی علیہ
پر حکم دیکھتا ہے صاحبین کے نزدیک کیونکہ وہ دفتر جب اسکے قبضے میں ہے تو اوسمین احتمال تغیر و تبدل کا نہیں ہو سکتا اور امام
صاحب کے نزدیک نہیں دیکھتا صرف اپنی تحریر پر اعتماد کر کے جب تک کہ حادثہ یا دہن و خلاف تمسک یا اور کوئی دستاویز کے
کہ وہ خصم کے پاس رہتا ہو **ف** تو اگر کسی نے اپنی شہادت تمسک میں لکھی پائی اور اپنا خط لکھنے سے بچا یا لیکن حادثہ یا دہن
نہیں ہے تو اگر وہ تمسک مدعی کے ہاتھ میں نہ گیا ہو بلکہ محفوظ ہو تو قاضی یا شاہد کے پاس تو اسکو شہادت دینا درست ہے
صاحبین کے نزدیک و نہ درست نہیں اور امام محمد کے نزدیک اگرچہ وہ تمسک مدعی کے پاس رہا ہو تو تب بھی شہادت
دینا درست ہے جب کہ اسکو یقین ہو کہ یہ لفظ ہے اگرچہ حادثہ یا دہن ہو لوگوں پر آسان کر دینے کے لئے **کذا فی المسئله** **ح**
ایسی چیز کی گواہی نہ ہے جو معانہ نہ کیا ہو **ف** یعنی نہ اپنے کانوں سے سنا ہو مشہور علیہ سے سماعی چیزوں میں اور
نہ انھوں نے دیکھا ہو دیکھنے کی چیزوں میں **ص** محض سماع سے مگر نسبت و موت و رجحان اور دخول **ف** یعنی وہی چیز
ساتھ زبہ کے **ص** اور ولایت قاضی **ف** یعنی جب تک کہ فلاں شخص قاضی ہو فلاں شہر کا تو اسکو اس کے قضا
کی شہادت درست ہے اگرچہ اس سے بادشاہ کو قاضی بنائے نہ دیکھا **ص** اور اصل وقف نہ شرائط وقف میں **ف** اصل
وقف مراد یہ ہے کہ فلاں مکان وقف ہے فلاں جماعت پر اور شروط اس سے زیادہ جو اور باتیں متعلق ہیں اوسے ایک منہ بناتا
میں ہے کہ بقول مختار شرائط وقف میں بھی شہادت سماعی جائز ہے ہی شرط میں بھی **ص** مگر شرط اسکی یہ ہے کہ شاہد کو ان باتوں
کی رو عا دل شخصوں یا ایک دل مرد اور دو عورتوں خبر دی ہو **ف** مگر یہ میں ہے کہ موت میں شاہد کو تائید گاہی ہے کہ ایک دل
مرد یا ایک دل عورت نہیں ہو **ص** اور ضرور ہے کہ شاہد ان صورتوں میں قاضی کے سامنے یہ نہ کہدے کہ میں شہادت دیتا ہوں
بسبب سماع کے تو اگر یہ نہ دیکھا تو باطل ہے تاویل شہادت اسکی **ف** اور مختار میں ہے کہ بطلان شہادت اسی صورت میں
ہے کہ شاہد بیان کرتے کہ میں نے گواہی دی سو اسطے کہ سنا سننے لوگوں اور اگر یوں کہیں کہ میں نے سنا سنا نہ میں نے کیا دیکھا
وہ ہمارے نزدیک مشہور ہے کہ جائز ہے سبب اوزن تو گواہوں کو چاہیے کہ شہادت مطلق دیوں ان مقدمات میں تو اگر
استفسار کی نوبت نہ پونچے تو بہتر ہے اور اگر قاضی یا خصم استفسار کرے کہ تم گواہی اسطرح دیتے ہو یا تم کو کما حقہ معلوم
ہو تو اسکا جواب بطور سے دیوں کہ ہمارے نزدیک یہ بات مشہور ہے اور سماع کا لفظ زبان پر نہ لایں تا مشہور
کا حق ضائع ہو **ص** ایک شخص نے نزدیک دیکھا دیکھے محض میں کہ اس کے پاس تھا محض میں آمد و رفت کیا کرتے ہیں
تو اسکو گواہی دینا درست ہے نزدیک کے قاضی ہو چکی یا ایک شخص نے دیکھا ایک مرد اور ایک عورت کو کہ ایک کھڑے
بستے میں اور پسین سطح کھل کھلا رہتے ہیں جیسے جو روانہ تو اس شخص کو اس بات کی گواہی دینا درست ہے کہ عورت
زور دے اس مرد کی یا ایک شخص نے کوئی چیز سنا غلام لونڈی کے نزدیک کے قبضے میں اسطرح دیکھی جیسے مالکوں کے تصرف میں

ایک شہاد

۷

شہادت میں اگر قاضی
قائم العین ہو کر
معاذت اللہ سے
بزرگ اور معتبر
یوں کہ جس سے
خدا علیہ السلام
یوں اور معتبر
شہادت میں ان باتوں
کو کہنے سے بچنا چاہیے

ہوتی ہے تو اسکو شہادت دینا اس بات کی درست ہے کہ یہ چیز زبرد کی ملکیت ہر طرف اگرچہ اسے سبب ملک کا شاہد کیا گیا ہو
 بشرطیکہ شاہد کے دل میں علم و یقین ہو جو کہ اس بات کا کہ یہ چیز زبرد کی ہے تو اگر ایک چیز بیش بہا کسی غلبہ کے پاس دیکھی تو غصہ
 بالملک درست نہ ہوگی طحاوی اور علامہ لونی سے مراد وہ علامہ لونی ہے جو باطل میں رہتا ہے نہ اس کے دل میں بات کو بیان
 کر سکتے ہوں برابر ہرگز بالغ ہوں یا غیر بالغ تو ان میں صرف قبضہ سے شہادت ملے گی نہ یقین البتہ اگر نیکو مرد لونی ہی تھا
 بغیر ہون کہ اپنے دل کی بات کو بیان نہ کر سکتے ہوں تو انہیں قبضہ سے شہادت بالملک ملے سکتے ہیں مگر ہرگز انشاء
 صحت شخص نے گواہی دی کہ تین زبرد کے دفن کی وقت حاضر تھا یا سینے اوپر ناخن مار ڈھکی تھی تو ایسی شہادت موت کے
 لیے مقبول ہوگی اس واسطے کہ مرتے وقت نہیں دیکھتے ہیں مگر ایک یاد و آدمی تو حاضر ہوا دفن میں یا ناخن مار ڈھکا مثل
 معائنہ موت اور عاقل و عاقلین التماس میں ہوتا مسائل الحاقیہ جو شخص پر وہ میں بیٹھا ہو اور اس پر یہی کہ تین
 شاہد نہ ایک کلام مسالو اوپر شاہد کو شہادت دینا درست نہیں مگر وہ صورتوں میں پہلی صورت یہ کہ شاہد کو علم ہو جو کہ
 یہ بات کہ اس کو ٹھہری میں سوا مقدم کے اور کوئی نہیں ہے کہ صورت اس کی یہ ہے کہ شاہد کو ٹھہری کے اندر گیا اور وہاں صرف قہر دیکھا گیا
 باہر نکلا وہ اس پر کو ٹھہری کے پیچھے گیا اور اس کو ٹھہری کی راہ سے دروازے کے اور کسی طرف نہیں جہاں مقبرے کو ٹھہری
 کے اندر کسی بات کا اقرار کیا تو شاہد کو اس کی شہادت دینا درست ہے مگر اگر قاضی کے سامنے یہ کیفیت بیان کر دیکھا تو شہادت اس کی
 مقبول ہوگی دوسری صورت یہ ہے کہ مقدم عورت ہے شاہد نے اس کا جھٹکا دیکھا اور اس کی آواز سننے بعد اس کے دو مردوں نے شاہد
 سے یہ کہا کہ یہ فلاں عورت بی بی فلاں بن فلاں کی ہے تو بھی اسکو شہادت اس کے بیان پر درست ہے اور اگر شاہد نے اقرار کر کے
 اس عورت کا جھٹکا دیکھا تو اسکو گواہی دینا اس کے اقرار پر درست نہیں اگرچہ دو گواہوں سے کہہ دین کہ مقدم فلاں بن فلاں
 کی بی بی ہے اور جھٹکا قیدیت یہ صورت عمل گئی کہ اگر ایک عورت اپنے نام نہ کھول دیا گواہوں کے سامنے اور یہ کہ تین فلاں فلاں
 بن فلاں کی بی بی ہوں میں نے اپنے خانہ کو مرعاف کر دیا تو اب گواہوں کو بغیر دو مردوں کے بیان کیے کہ یہ فلاں فلاں بن فلاں
 کی بی بی ہے اس کے اقرار پر شہادت دینا درست ہے جب تک وہ عورت زندہ ہو کہ چونکہ مکمل ہے شاہد وہاں کو اس کی طرف اشارہ کر دیوں اور
 جب مگر توبہ اون گواہوں کو اختیار ہے جو دو گواہوں کے گواہی کی اس بات کہ مقدم فلاں فلاں بن فلاں کی بی بی ہے تو شہادت اس کے
 مدعی نے اپنے وجہ موت دعویٰ میں خط اقرار مدعی علی کا پیش کیا مدعی علی نے اس سے انکار کیا اور قاضی نے اس سے لکھوایا اور دونوں
 خط ماہرین کی نگاہ میں کیا میں کیسا ان ایک ہی شخص کے لکھے معلوم ہو تو قاری العمدی کے قوی کے موافق مدعی علی پر حکم الی مدعی کا کہ اگر
 اگرچہ قاضی نے ان کے خلاف کو صحیح کہا ہے اور بہت قہمانے اسکو رد کیا ہے اور درمیان میں قاضی کی فیصلہ پر اعتماد کیا ہے
 لیکن ہر صورت میں اتفاق ہے کہ اگر وہ خط مقدم مرصوم عرف کے موافق ہو تو مدعی علی کے انکار کی تصدیق نہ ہوگی اور ال و سپر
 لادم لیا جاوے گا اور اگر مدعی علی نے اعتراض کیا ہے اس بات کا کہ یہ میرا لکھا ہوا ہے اور ال سے انکار کیا یا شہادت اس امر پر گزری ہے
 کہ شاہدوں نے معائنہ کیا ہوا اسکو لکھتے ہوئے مدعی علی کو یا مدعی علی نے لکھ کر شہود کو سنایا ہو دے اور وہ مخبر میٹھدر
 وہ معین ہوں جو تو حکم اس مال کا مدعی علی پر کر دیا جاوے گا اور اس کے انکار کی طرف التفات نہ ہوگا چنانچہ لادم
 تحقیق قہمانے متناہون مثل قاری العمدی اور جمعی اور ابن عابدین شامی اور طحاوی کا قاضی و مستقیم

شاہد کو شہادت دینا درست نہیں

مدعی علی

بیان میں اون لوگوں کے بیان کی گواہی مقبول نہ ہونے کی وجہ

ان میں سے کسی کا ذکر نہ اس بات کا کہ ان لوگوں کی گواہی مقبول نہ ہو کی وجہ سے اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی اور قاضی اگر حکم کرے اس کی شہادت سے تو صحیح ہو جائے گا بخلاف غلام اور لڑکے اور زہاد اور لاد اور اصول کے کہ ان کی شہادت صحیح نہیں ہے لیکن خزانہ الشیخین میں ہے کہ جس وقت قاضی نے حکم کر دیا یا شہادت لیا تو وہی قاضی کے حسب توہم کہ چکا ہو یا ساتھ شہادت اعدا زمین کے واسطے دوسرے کے ساتھ شہادت لے کر دیا جائے یا لکھ لیا تو وہی قاضی کا اور قاضی نے ان کو اس کا ابطال نہیں پہنچایا اگر قاضی نے ان کو اس کے ابطال کا قائل ہو کر شہادت قبول کیا ہو تو ان کی اس شہادت کو قبول کرنا چاہئے کہ اہل جہاد اہل قبلہ میں کہ چکا تھا اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے موافق نہیں اور اصول ان کے چھتے فرستے ہیں جبریت قہریہ روایات پنج مختلفہ معطلہ اور ہر ایک میں بار بار فرستے ہیں تو سب ملا کر بتر فرستے ہوں جیسا روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ ان کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرستے فرستے ہو گی میری ہمت تیرے فرستے سب جاویں گے جہنم میں مگر ایک فرقہ پوچھا صحابہ کہ وہ کون سا فرقہ ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جس پر ہیں اور کون سا ہے میں روایت کیا اسکو ترمذی نے اور احمد اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ بتر فرستے جہنم میں جاویں گے اور ایک فرقہ نبوت میں اور وہ فرقہ سنت و جماعت کا ہے جس پر کہتے ہیں کہ بن جمہور محض ہے اور اسکو کسی طرح اختیار نہیں دینا یہی ہے جو حق پرست کہتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال میں بالکل ممتاز و روایت ہے ان کا چلنا کہ روایتی کرتے ہیں قضا و قدر کی روافض ان کے خاصہ اور شخصین کی تفسیر کرتے ہیں اور مبالغہ کرتے ہیں من میں حضرت علی اور حسن بن علی اور دیگر اہل بیت کے ان کی حد سے زیادہ خواجہ کافر کرتے ہیں نہ عثمان اور علی بن ابی اور دشمن ہیں اہل بیت کے اور بھی تائید کرتے ہیں طلحہ اور زبیر اور معاویہ کی مبالغہ تشبیہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ساتھ مخلوقات اور خالق میں صفات ملوانے کا یہ کہتے ہیں کہ ان میں نے بعض مشہور روایات ذکر کیا ہیں جو فرقہ ہے جو کہ ان کے ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نہ نہیں کرتا معطلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیکار محض ہے یعنی صفات سے اس کو خالی سمجھتے ہیں معاذ اللہ اور بعض فقہاء فرقہ کرتے ہیں ان اہل جہاد کا اعتقاد کہ کفار کفار ہیں کیا ہوں ان کا اعتقاد کہ کفر تک نہیں پونچھا تو شہادت نہیں قبول کرتے فرقہ اولیٰ کی او قبول کرتے ہیں فرقہ ثانیہ کی صراحت امام شافعی کے نزدیک ان میں سے کسی کی شہادت قبول نہیں اس لیے فقہی فتنے کے ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ اس اعتقاد کے حامل ہیں کہ زمین آری سمجھتے ہیں دوسرے کی شہادت کے منافی کذب ہوا کذب باتفاق ان سب فرقوں کے حرام ہوا اور خطابیہ ایک فرقہ ہے کہ انھیں ان میں سے ایک کا اعتقاد ہے کہ جو شخص اپنے دعویٰ پر قسم کھا لیوے تو اس کے واسطے شہادت درست ہوا و بعض کہتے ہیں کہ پے گروہ کے لیے شہادت کو واجب سمجھتے ہیں اگرچہ مجموعی ہو چلی جائے شرح وقایہ میں ہے کہ خطابیہ بفتح خای جمہور کا مشہور ایک فرقہ ہے کہ انھیں میں سے منسوب طرہ ابو الخطاب اور وہ ایک شخص تھا کہ وہ قتل کیا اسکو عیسیٰ بن موسیٰ نے اور سولی دی اسکو کہنا میں اس واسطے کہ اسکا گمان یہ تھا کہ علی خدا ہے اگر میں اور بعض صادق خدا ہے اصغر نقوذ باللہ منہ ص

اس کی شہادت صحیح نہیں ہے لیکن خزانہ الشیخین میں ہے کہ جس وقت قاضی نے حکم کر دیا یا شہادت لیا تو وہی قاضی کے حسب توہم کہ چکا ہو یا ساتھ شہادت اعدا زمین کے واسطے دوسرے کے ساتھ شہادت لے کر دیا جائے یا لکھ لیا تو وہی قاضی کا اور قاضی نے ان کو اس کا ابطال نہیں پہنچایا اگر قاضی نے ان کو اس کے ابطال کا قائل ہو کر شہادت قبول کیا ہو تو ان کی اس شہادت کو قبول کرنا چاہئے کہ اہل جہاد اہل قبلہ میں کہ چکا تھا اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے موافق نہیں اور اصول ان کے چھتے فرستے ہیں جبریت قہریہ روایات پنج مختلفہ معطلہ اور ہر ایک میں بار بار فرستے ہیں تو سب ملا کر بتر فرستے ہوں جیسا روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ ان کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرستے فرستے ہو گی میری ہمت تیرے فرستے سب جاویں گے جہنم میں مگر ایک فرقہ پوچھا صحابہ کہ وہ کون سا فرقہ ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جس پر ہیں اور کون سا ہے میں روایت کیا اسکو ترمذی نے اور احمد اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ بتر فرستے جہنم میں جاویں گے اور ایک فرقہ نبوت میں اور وہ فرقہ سنت و جماعت کا ہے جس پر کہتے ہیں کہ بن جمہور محض ہے اور اسکو کسی طرح اختیار نہیں دینا یہی ہے جو حق پرست کہتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال میں بالکل ممتاز و روایت ہے ان کا چلنا کہ روایتی کرتے ہیں قضا و قدر کی روافض ان کے خاصہ اور شخصین کی تفسیر کرتے ہیں اور مبالغہ کرتے ہیں من میں حضرت علی اور حسن بن علی اور دیگر اہل بیت کے ان کی حد سے زیادہ خواجہ کافر کرتے ہیں نہ عثمان اور علی بن ابی اور دشمن ہیں اہل بیت کے اور بھی تائید کرتے ہیں طلحہ اور زبیر اور معاویہ کی مبالغہ تشبیہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ساتھ مخلوقات اور خالق میں صفات ملوانے کا یہ کہتے ہیں کہ ان میں نے بعض مشہور روایات ذکر کیا ہیں جو فرقہ ہے جو کہ ان کے ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نہ نہیں کرتا معطلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیکار محض ہے یعنی صفات سے اس کو خالی سمجھتے ہیں معاذ اللہ اور بعض فقہاء فرقہ کرتے ہیں ان اہل جہاد کا اعتقاد کہ کفار کفار ہیں کیا ہوں ان کا اعتقاد کہ کفر تک نہیں پونچھا تو شہادت نہیں قبول کرتے فرقہ اولیٰ کی او قبول کرتے ہیں فرقہ ثانیہ کی صراحت امام شافعی کے نزدیک ان میں سے کسی کی شہادت قبول نہیں اس لیے فقہی فتنے کے ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ اس اعتقاد کے حامل ہیں کہ زمین آری سمجھتے ہیں دوسرے کی شہادت کے منافی کذب ہوا کذب باتفاق ان سب فرقوں کے حرام ہوا اور خطابیہ ایک فرقہ ہے کہ انھیں ان میں سے ایک کا اعتقاد ہے کہ جو شخص اپنے دعویٰ پر قسم کھا لیوے تو اس کے واسطے شہادت درست ہوا و بعض کہتے ہیں کہ پے گروہ کے لیے شہادت کو واجب سمجھتے ہیں اگرچہ مجموعی ہو چلی جائے شرح وقایہ میں ہے کہ خطابیہ بفتح خای جمہور کا مشہور ایک فرقہ ہے کہ انھیں میں سے منسوب طرہ ابو الخطاب اور وہ ایک شخص تھا کہ وہ قتل کیا اسکو عیسیٰ بن موسیٰ نے اور سولی دی اسکو کہنا میں اس واسطے کہ اسکا گمان یہ تھا کہ علی خدا ہے اگر میں اور بعض صادق خدا ہے اصغر نقوذ باللہ منہ ص

اسی طرح قبول کیا جاتی شہادت ذی کی ذی پر اور ستان بر لڑو دین و نوگی ملت مخالف ہوا ایک دوسرے کے اور ستان کی مستان ہوا
 اگر ایک ہی ولایت کے ہوں **ف** شہادت ذی کی مقبول ہو تا نزد یک اور نزدیک امام مالک اور شافعی نے نہیں قرار
 اس واسطے کہ وہ فاسق ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَالْكَافِرُونَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** اسی واسطے شہادت کی گئی کہ مسلمان پر مقبول نہیں
 ہوا اتفاق تو ہو گیا مثل یہ کہ شہادت کوئی دوسرے مرتبہ مقبول ہو نہ مسلمان پر بلکہ اعلیٰ ہر اسی پر ذکر سوال اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے جانے کچھ شہادت نصاریٰ کی بعض کی اور میں بعض پر خارج کیا اسکا صاحب بذیلہ مگر یہ حدیث اس لفظ سے
 نہیں ملی ہاں روایت کیا اتنا ہے سن میں آنحضرت علیہ السلام کیا باہر بھی آپ شہادت زمیون کی اور زمیون کا فسوق
 اسکا من حدیث الاعتقاد وغیرہ مانع ہو قبول شہادت سے اس واسطے کہ کذب اسکا نزدیک بھی حرام ہو لہذا وہ ممنوع ہے بہت بیشین
 اتنی مافی الدیلتنا اور ستان اگر جدا جدا ولایت کے ہوتے ہوں جیسے ترک اور یو تو یہ ایک شہادت ایک دوسرے سے
 مقبول ہوگی اسی طرح مستان کی شہادت مسلمان پر اور ذمی پر بھی قبول کیا جائیگی اور لغزین اختلاف دین کا سبب ہے
 اعتبار نہ ہو اگر کفر نسب کے ایک ہی ملت میں داخل تین صراحت قبول کی جائیگی شہادت اور دشمن کی جو سبب ہیں
 عداوت رکھتا ہو **ف** یعنی اگر وہ مسلمان میں عداوت دینی ہو تو شہادت ایک کی دوسرے مقبول ہوگی اسکا اختلاف
 دینی میں اختلاف کذب کیا نہیں ہو نہ خلاف عداوت دنیاوی کے جسکا بیان لگے آویگا **ص** اور اوس مسلمان کی جو میزہر
 رکھتا ہو کبیرہ لگنا ہو اور نہ اندر کرتا ہو صغیرہ لگنا ہو نیز اور غائب ہو صواب اسکا اوسکی حفاظت یہی معنی عدت
 کے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر **ص** جاننا چاہیے کہ عدائے کبار کی تفسیر میں اختلاف کیا ہو بعض کہتے ہیں کبار بڑا ہے
 ایک شرک کرنا یا اتحاد کے **ف** یعنی جو باہرین نقص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ غیر کے لیے ثابت کرنا مثلاً سوا اللہ کے
 کسی کو قابل عبادت اور پرستش سمجھنا یا خدا کا سا علم غریب اور قدرت عام غیر کے لیے ثابت کرنا **ص** دوسرے جگہ انکار کے
 مقابلہ سے جو آدمی میں تیسرے نافرمانی کرنا والدین کی چوڑے خون ناحق کرنا یا بچوں طوفان جوڑنا مسلمان پر چھٹ کرنا شاپو
 شراب پینا اور بعضوں نے تیسرے کا مانع کرنا اور سو دکھانا بھی بڑھایا ہے اور شیک وارد ہوا حدیث میں جو ترمذی نے لکھا ہے
 سے جو مالک کرنے والے ہیں اگر کرنا ساتھ اللہ کے سحر یا قتل کرنا اوس نفس کا جسکو ہم کہیں اللہ مگر حق سے کھانا یا کھانا
 یتیم کے مال کا ناحق پیٹھ موڑنا دن مقابلہ کے کفایت سے نعمت نہ کرنا مسلمان جو تو ان پاک دہنوں کو **ف** روایت کیا اوسکو
 بخاری مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور فرمایا علیہ السلام نے کبار شرک کرنا یا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا والدین کی اور خون
 ناحق کرنا اور جمعہ ٹی ٹی لکھا **ف** روایت کیا اوسکو بخاری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور انس کی روایت میں
 جھوٹی گواہی پر کچھ میں جھوٹی قسم کے متفق علیہ **ص** توضیح یہ ہے کہ یہ حدیثیں نہیں ہیں واسطے بیان جس کے تکریر ہر وہ گنا
 ہو جسکو فاحشہ کہیں تیسے لواطت یا باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا اوس باب میں کوئی نقص قلع وار دہرہ عذاب کا دنیا
 یا آخرت میں اور کہا امام طحاوی نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہو جو شیعہ ہو مسلمانوں میں اور اوس میں جہنم حدیث آئی ہو ہو یا جہنم
 حرمت دین ہو تو بہت حالت میں جیسے پرہیز کرنا کبار سے ضرور ہو اسی طرح یہ بھی چاہیے کہ صغیرہ پر اہل زکات ہو اسکا کہ صواب
 کرنا یعنی بار بار کرنا صغیرہ کبیرہ پر اور یہ جو کہا کہ غالب ہو صواب اسکا غلط یعنی نیکیاں اوسکی برائیوں پر زیادہ ہونے سے

کہ صرف صغیرہ سے الودہ ہونا عدالت کو ساقط نہیں کرتا مگر اس کے سوا اور ایک قید ضرور ہے کہ یہ گواہ کبھی
 اور ان افعال سے جو دلالت کرتے ہیں خشیت اور ذلت یعنی پیروی اور بد اطاعتی پر جیسے سہ تین کھانا کھانا یا راقم
 پیشاب کرنا **ص** اور مقبول ہر شہادت اقلق کی یعنی جس کا ختنہ نہ ہو اور اس صورت میں جب اس نے دین کو بالکامیاب
 ختنہ کیا ہو **ف** یعنی جب ختنہ نہ کیا ہو تو اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی درمختار **ص** خصوصی کی
 یعنی جس کے ختنہ نہ کیا ہو اس کے سوا سب کے اوتھیں اوتھیں ہوتے ہیں کہ وہ نہیں دیکھا خبر اس کا ایک عضو کاٹا گیا تو ایسا ہوا کہ
 کسی کا خبر یا تھا یا تھا اور ویت کیا بنائی شیعہ نہ صنف میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت علیہ رضی اللہ عنہ کی ایسا
 ذکر کیا صاحب ہر **ص** اور ولد الزنا کی **ف** اس واسطے کہ یہ اسکے مان باپ کا فسق ہو اس کا امین اختیار نہیں
 اور امام مالک کے نزدیک لڑکا کی گواہی زانیہ مقبول نہیں **ص** اور مال سلطان کی **ف** عمل جمع مال و دولت کی
 جو بادشاہوں کی طرف سے یہ حقوق واجبہ کے عین ہیں جیسے ہزیہ و خراج اور عشرہ اور کوفہ وصول کر نیکی **یصل**
 بشرطیکہ عین نمونہ یا اس واسطے کہ انفس عمل فسق نہیں اور انہوں نے کے نزدیک جب عامل سلطانی و جید صاحب مروت
 ہو کہ ہیرو و شبکیہ اپنے کلام میں تو شہادت اس کی مقبول ہے اگرچہ فاسق ہو اس واسطے کہ وہ بڑی بڑی یوسف کے فاسق تب
 و جید ہو کہ جرات نہیں کرتا ہو کہ بے تو شہادت اس کی مقبول ہے **ف** اور اوپر اس کی تحقیق گندہ چکی **ص** اور ایک
 بھائی کی دوسرے بھائی کے لیے اور اپنے بچا کے لیے اور اپنے محرم رضاعی **ف** جیسے رضاعی مان بہن باپ بھائی **ص**
 اور سسرالی کے لیے **ف** مثلاً شہادت داماد کی اس واسطے کہ اس نے خود شہادت کے اور بالعکس درست ہے **ص**
 اور نہیں مقبول ہے گواہی اندھ کی اور ایک روایت میں امام صاحب سے کہ گواہی اندھ کے کی اور چیزوں میں بہن میں
 شہادت مسمیٰ جائز ہے مقبول ہے اور یہی قول زفر کا ہے **ف** لیکن اس روایت پر فتویٰ نہیں بلکہ صحیح ہے کہ اندھ
 کی گواہی مطلقاً درست نہیں درمختار **ص** اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک قبول کی جاوے گی شہادت
 اندھ کے کی اور صورت میں جب انکھیاں ہو و وقت اوٹھا نے شہادت **ف** یعنی جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا تو شہاد
 دو کنا سے بہن ایک شروع کا کنا رہے یعنی جس وقت سے آدمی گواہ ہوا یا اس کو وقت تحمل شہادت کہتے ہیں اور ایک
 اخیر کا کنا یعنی جب بابت بیان رویتا تو فاسق سے اس کو وقت شہادت کہتے ہیں **ص** اور اگر کسی شخص نے تحمل شہادت لکھ لیا اور طبع وقت
 شہادت ملے تو اس کے کنا ہی تھا کہ انہا ہو گیا تو فاسق کو بے اسکے شہادت کے ساتھ تصدیق نہیں ہوگی نیز اگر بھروسہ کے نزدیک
 اور تہاویسی قول تہاویسی **ف** خاشی نے کہا کہ اگر کتابوں سے اس کی عدم اظہار ثابت ہوئی تو فتویٰ قول طرفین برہی ہوگا
ص اور نہیں مقبول ہے شہادت غلام کی اور اس شخص کی جس کو صدقہ نہ ہو اگرچہ تو بکر لیوس
ف اور شافعی کے نزدیک بے قیوب کے مقبول ہو دلیل ناری قول ہے اسد تعالیٰ کا و لا تقبلوا الھم شہادۃ
 ابدل یعنی نہ قبول کرو اور ان لوگوں کی جنہوں نے تمہارے لگائی اور مدھائی گواہی کبھی **ص** مگر اس شخص کی
 بسا و صدقہ نہ ہو کفر میں پڑی ہو پھر وہ مسلمان ہو جاوے تو اب اس کی گواہی مقبول ہے اور نہیں ہے مقبول شہادت
 اس شخص کی جو زمین جو سببے نیل کے **ف** نہ اپنے زمین پادار نہ غیر پاسو کہ عدالت دینا وہی رکھنا فسق ہے اور فاسق

کی گواہی کسی مقبول نہیں یہی غمناک سمجھا جاتا ہے محیط اور واقعات اور ہر اور دست سی کتابوں سے لیکن محققین فقہانے تصحیح کر دی ہے کہ مراد عدوت دنیاوی سے نہیں کہ جو کوئی کسی سے جھگڑا دے اور سکا دشمن ہو گیا بلکہ عدوت دنیوی ایسی چاہیے جیسے ولی مقتول کی گواہی قاتل پر اور مجروح کی حاجت پر اور مقتول کی گواہی قاتل پر اور قافلے والوں کی جھکا اسباب شاربہن غارت گر پر کذا فی البحر اور زراہدی لکھا ہے کہ روایت مقبوضہ یہ ہے کہ قبول کیا و گئی تمام عدوت دنیا کی اگر وہ عدل ہو یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد ہے چلیے لیکن یہ عبارت زراہدی کی عجیب ہے کہ چونکہ بھی ثابت ہو چکا کہ عدوت کھانا سبب دنیا کے فسق ہے اور جب وہ موجب فسق ہوئی تو مگر اس کا عدل کھانے سے بچا اس لحاظ سے صحیح وہی ہے جو منقول ہو اور بحر سے صراحت میں مقبول ہے شہادت مرد کی اپنی اصل اور دفع اور زوجہ کے لیے البتہ اوپر درست ہے اور شہادت عدوی بالعکس یعنی اپنے عدو پر درست نہیں اور عدو کے لیے درست ہے اگر جیسے باپ و اماں نانی نانا فرج جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی اور جیسے زوج کی شہادت زوجہ کے لیے ناجائز ہے جیسے ہی شہادت زوجہ کی زوج کے لیے اور اصل اسباب میں وہ حدیث جو مسکو بیان کیا صاحب پہنچے کہ قبول کیا جی شہادت والد کی واسطے ولد کے اور والد کی واسطے والد کے اور نہ عورت کی واسطے خاوند اپنے کے اور نہ خاوند کی واسطے عورت اپنی کے اور نہ غلام کی واسطے مولیٰ اپنے کے اور نہ مولیٰ کی واسطے غلام اپنے کے اور نہ شریک اپنے کے اور نہ شریک کی واسطے شریک اپنے کے اور نوکر کی واسطے آقا اپنے کے زلیخا نے تخریج میں کہا کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن ذکر کیا ابن امامہ نے فتح القدیر میں کہ روایت کیا اسکو حتماً ہے یعنی ابوبکر رازی نے اپنی سند طویل سے حضرت عائشہ سے روایت کیا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ قول شریح قاضی کا مثل اسکے ہشامہ و النظارین ہے کہ وہ جگہ شہادت زوج کی زوجہ کی نصرت پر درست نہیں ایک یہ کہ زنا نے عیب زنا کا لگایا زوجہ سے بہترین شاہد ہون کے ساتھ گواہی دی و سرتی کفر و فحش نے مع ایک شخص کے گواہی دی زوجہ کے اور زکریا بن غلام نے شخص کی لوندی ہون اور و شہادتی ہر صراحت میں مقبول ہے کہ وہی مولیٰ کی واسطے غلام اپنے کے اور نکاح اپنے کے شریک کی واسطے شریک اپنے کے مال شرکت میں و بی بی جس میں شریک بنی بیل بن ہون کی وہی حدیث حضرت عائشہ و شیخ کا ترجمہ میں یہ غمناک ہے کہ نہیں جائز ہے شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک اس چیز میں میں شرکت ہے تو اس معلوم ہے کہ اگر مال شرکت میں شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے درست ہے صراحت میں واسطے ہوا اپنے کے و اس کی دلیل بھی اوپر گذری مراد اجیر سے یہاں وہ حلیہ خاص ہے جو اپنے استاد کا حاضر اپنا سر سمجھتا ہے اور اس کا نفع اپنا نفع سمجھتا ہے اسباب میں وہ بھی حدیث آئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت کے مرد اور خیانت والی عورت کی اور عدوت دنیوی کے لیے بھائی پر اور شہادت قانع کی واسطے اہل بیت کے اور غیر اہل بیت کی واسطے جائز رکھی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ سے اور قانع سے اسی قسم کا چلیے اور شاگرد خاص مراد ہے اور بعضوں کے نزدیک اجیر سے مراد اجیر خاص ہے یعنی نوکر جسکی خواہ ماہانہ یا سالانہ مقرر ہو و اس احتراز ہو گیا اجیر مشرک جیسے دھوبی خیاطا تو بار بار بھی نانی کی گواہی مستاجر کے لیے درست ہے اور شہادت اوستا کی اور مستاجر کی واسطے اجیر خاص شمار کی بھی درست ہے دوسرے بھٹا صراحت میں مقبول ہے شہادت اوس شخص کی

جہاں لائق فعال کرتا ہو **ف** یعنی عورتوں کا سامنا کرنا اور لوہٹ کرنا جو جیسے زمانے اس ملک کے سن کر پوچھو
 میں کہ ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کرے اللہ مردوں میں سے منصف پر اور عورتوں میں
 اون عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں **ص** لیکن وہ منصف کہ جو خلقی قادر نہیں جماع پر اور زری اور
 لیلچاپن ہو اس کے اعضاء میں تو اس کی گواہی مقبول ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مرد غرضتیاں ہی ہر دو مختارین ہر کہ منصف یعنی اہل
 بفتح نون ہر اور یعنی ثانی کسرتوں **ص** اور نہیں مقبول ہر شہادت گانے بجانے والی عورت کی اور نہ تمام اور نو حکم زیدی
 کی **ف** اس واسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا حرام ہے تو اگر اس کا نافرمانی دفع و شتم کیے ہو تب بھی حرام ہے دس ہفتاد سن
 کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو اجماع آوازوں سے یعنی گانے والی اور نوہ کرنے والی کی آواز سے روایت کیا اس کو تہذیبی نے
 نوہ کرنے والی سے مراد وہ عورت ہے جو اجرت لیکر جان موت ہوتی ہے جا کر نوہ کرتی ہے اور جو اپنے کسی عزیز کے مرغان پر نوہ کرے
 تو گواہی مقبول ہے دس ہفتاد **ص** اور جسے **ف** منصف خمر میں بھی قید و مروت کی لگائی لیکن درختا میں
 خلاف اسکے مگر ہر کہ نہ کرے ایک قطعہ کے پینے سے بھی بطریق اہل کے مرد و النساء دو ہو جاوے گا او میں مروت شرط نہیں کیونکہ اگر
 خمر کی تھپی ہے دس ہفتاد بیان شد کتاب الاشرار میں انشاء اللہ تعالیٰ او کا **ص** اور شہادت کے ہر طریق اہل کے مرد و مروت کی
 اس واسطے کہ جو اشرار کو نہیں ہر اس کی مروت عدالت کو ساقط نہیں کرتی بلکہ ادا ان سکر موجب ہر سقوط عدالت کا اور ذکر کیا ہے فقہاء
 کہ ادا ان سے مراد وہ ایمان ہے جو حقیقت سے ہوتا ہے یعنی ایک دفعہ پیکر بھجرت یہ کہ کئے کہ حب اس کو پادیا پنی لیبو کا کہا امام شری
 نے کہ شرط ہو اسکے ساتھ بات کفار ہو جاوے کہ لوگوں پر یا حالت نشہ میں سکے اور اس کے اس سے مسخرہ پن کرین میان ملک اگر
 خمر پیاوشت پوشیدہ تو عدالت اس کی ساقط نہ ہوگی اور نہ کور جو خوشی میں کہ تہذیبیہ وغیرہ کے ہر اور خمر میں کچھ س قید کی حالت
 نہیں میں کہتا ہوں خمر میں بھی قید ہوگی ضرور اس واسطے کہ پینا اس واسطے دو کہ جب اطباء و عاقلین یہ کہدیں کہ اس مرض کا علاج
 سودا خمر کے اور نہیں ہے نہ تکلف نہ ہے نہ بعضوں کے نزدیک حرام ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں تو وہ سقوط عدالت ہو گا اسی طرح
 ساقط ہو جاوے گی عدالت اس شخص کی جو بیٹھے ٹٹوٹاؤن میں پینے والوں کے ساتھ اور مقبول ہوگی شہادت اس کی اگرچہ خود
 پینے لگا اگرچہ فائدہ اگرچہ چاہے نہ خمر میں باقاعدہ صاحب بکرا لیت ادا ان کو شرط نہیں رکھا لیکن مجمع یہی ہے کہ خمر میں
 بھی ادا ان شرط برافصل اس کا طاهر ہو و ایسا ہی طاهر ہو کافی اور قاضی خان اور ذریعہ اور زلیعی اور عینی اور نہایہ سے
ص اور شخص کھلتا ہے ہر پوٹ **ف** جیسے کہ پوٹ یا زنی مغازی وغیرہ اور اگر کہ پوٹ و ن کو پوٹ ہی ہائے واسطے دفع
 و شتم کی تو درست ہے مگر جب کہ پوٹ کیچھ لیتا یا لیکر رکھتا ہو تو مباح نہیں بسبب حرام خوری کے دس ہفتاد **ص** یا
 طہنور **ف** داخل میں امین اولیات ہو جیسے ڈھول ساز نئی برید وغیرہ **ص** یا گانا ہر لوگوں کو جمع کرے کہ
 لیا اور جو پنے لیے آپ گاؤں واسطے دفع و شتم کے تو وہ ساقط نہیں کرتا عدالت کو **ف** خصوصاً اس صورت میں
 جب وہ کلام و دعا ہر دفعہ ہو تو وہ اتنا قاجانز ہے دس ہفتاد **ص** یا رکنا کہ کسی گناہ کیہ کہ جو موجب ہے دفع و شتم کے ناظر قطع میں
ص یا داخل قبا ہر جام میں بغیر تہ بند کے **ف** اس واسطے کہ شتم عورت حرام ہے ہر ہدایہ **ص** یا سود کھانا ہر
ف لیکن شرط کی ہر مسعودین کہ مشہور ہو سو د خوار میں اس واسطے کہ آدمی بہت کم خلاص پاتا ہے بیوع فاسدہ سے

حالِ مذکورہ سب سو میں داخل ہیں کہ انسانی الاصل صراحتاً چاروں شرطیں شرط برکھلیا ہوتی ہیں کہ چاروں شرطیں بھی کھلیا
ساتھ کرنا ہی عدالت کو لیکن شرطیں میں نہ ہو کہ اختلاف کی اسلئے چاروں میں سے ایک چیز بھی اگر اس کے ساتھ ہائی جاوے گی تو نقطہ
عدالت ہوگی قوتِ صلوة کثرتِ صلتِ تعب درویشی و تقویٰ شرط ص یا اون کا نماز قوت ہو جائے
میں نہ کہ یا شرط برکھلیا چاروں شرطیں کو چھوڑ کر صاحبِ ہدایہ نے لیکن بغیر شرط علی کھلیا شرط عدالت کو ساتھ نہیں کرنا
اس واسطے کہ معاذ کو امین انجام دے کر اس کا کھلیا کہ چاروں میں شرط کا ہونا نماز کا قضا ہو جائے معطل عدالت میں نہ ہو نہیں
توقیع شرط کی اور نماز کی قوت کی چاروں میں جو مصنف سے واقع ہوئی اتفاق ہو تو ذریعہ تین نہ کہ کھلیا چاروں شرطیں کرنا ہوتا
کو اور ہر حال کے خواہ شرط ہو یا نہ ہو یا نماز قوت ہو یا نہ ہو کذا فی الاصل ص یا پیشاب کرنا چاروں میں کھلیا ہوا ہے
داخل ہیں کہ ان میں وہ افعال سب جو خلافِ مروت اور یا اور تہذیب ہیں جیسے راقین نقطہ پاجامہ پہنے ہوئے چلنا یا
لوگوں کے رویہ و بانوں پھیلا کر اور وہاں سر کھولنا جہاں پہلے اہل میں داخل ہوا اور ایک لقمہ کی چوری کرنا اور حد سے زیادہ
دل لگی اور زہن کرنا کہ موجبِ تخلف ہو اور کمینوں ردیوں کی صحبت میں بیٹھنا اور بازو میں لگی اور شور و غل کرنا
فتح و طحا و ص یا علانیہ کرنا یا لگے سینہ درون کو بیانی صحابہ کرام یا علماء مجتہدین رحمہم اللہ کو فتنہ
میں نہ کہ سلف سے مراد تابعین ہیں جیسے امام ابو حنیفہ اور قیدی سلف کی اتفاق ہے اس واسطے کہ صرف مسلمان کو چھو کر کھانا
موجبِ فسق نہ ہو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہہ کر کھانا مسلمان کو کھانا دیا تو قتل کرنا اور کفار پر روایت کیا اور کفار پر روایت
اور مسلمہ نے عبداللہ بن مسعود سے مسائل الحاقیہ شہادت ایسے دوست کی دوستی کے دوست کی دوستی کے لیے
جہنم انتہا درجہ کی دوتی ہو تو اس طرح کی کہ برکات و برکتیں میں بالمثل تصرف کرے جائز نہیں گوارہ دہش کے اگر بیانی
سے نہایت جھگڑتے چہرے میں اور مصروف کرین تو ان کی شہادت مقبول نہ ہوگی اسلئے کہ وہ مدعی علیہ کے مخالف ہو گئے اگرچہ
مقبول نہیں شہادت جہاں کی کی اور قبائل نو بیوں کی اور کامیابین دستاویزات کی اور دالوں کی اور کسان کی
واسطے زمیندار کے اور غنایا اور توبہ کی واسطے امیر کے اور گونے کی اور لڑکوں کی آپس کھیل کود میں اور بہت باوہ گو
اور بیوہ بکنے والے کی یا بہت کثرت سے قسم کھانیوں کی اور تارک زکوٰۃ اور تارک حج یا تارک جمعہ یا جماعت یا بھوک سے
زیادہ کھا جانے والے کی اور تماشائیوں کی اور ناچنے والوں کی اور گھنٹے بچنے والے کی صرغینا نہ مقتضی اور تحقیق کے چہے
شہادت فاسق میں ذکر کی جو لوگ ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی شہادت برب فسق کے رد کی جاتی ہے در صورتِ جو
شرائط مذکورہ سابق کے شہادت قبول کیجاوے گی ایسے مواقع اور محال میں قاضی کو اختیار ہے کہ یا یا یا عین اور موقع اور وضع
وروش شہاد کے عمل کے ص دو بیوں نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارے باپ زید کو وصی بنایا تھا تو اگر زید
مدعی ہو وصایت کا تو یہ شہادت مقبول ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول نہ ہوگی جیسے سب سے دو بیوں نے گواہی دی کہ یا یا عین کے دو بیوں نے
یعنی دو بیوں نے یا اون نے بیٹے کے لیے بیٹے کی بیوی کی وصیت کی دو بیوں نے زید کی وصایت کی گواہی دی تو اگر زید اپنے بیوی
مدعی ہو تو شہادت جائز ہو ورنہ جائز نہیں اگر دو بیوں نے گواہی دی کہ یا یا عین کی کہ ہمارے باپ نے جو غائب ہے زید کو بیٹا یا تھا پھر قرضہ وصول
کرنے کا اور زید سے دعویٰ کیا وکالت کا یا انکار کیا کسی صورت میں نہ گواہی مقبول نہ ہوگی

ایمان میں جو درجہ ہو

وہ فرق کی اس کتاب اور ہر پانچین سطور پر حص اور قبول ہوگی شہادت جہ مجبور اور جرح مجبورہ جہ میں مٹھا رہو کہ
 نسق شہاد کا لیکن خالی ہو انبات حق السد و حق العبد سے **ف** یعنی ایسے نسق سے جرح ہو جو موجب نہ ہو کسی حق کا
 مثلاً حق العبد تاوان مال غیر اور حق العبد جیسے حد کا **ص** جیسے معن کرنا شہود پر اس طرح سے کہ وہ فاسق ہیں یا
 خوارین یا مدعی نے انکو اجرت دیکر شہادت کے لیے مقرر کیا ہے صورت اس مسئلہ کی یوں کہ بعد تعدیل شہود مدعی کے
 مدعی علیہ شہود قائم کیے انکے جرح پر تو اگر وہ جرح مجبور ہوگا مقبول ہوگا اور طرح سے صورت ہم نے اس واسطے قرار دی کہ اگر
 تعدیل شہود مدعی نہ ہو تو قبل اسکے کوئی شخص قاضی کو خبر کر دیوے کہ شہود فاسق ہیں یا سو خوارین یا مدعی اجرت
 دیکر ان کو لایا ہے تو قبول ہوگا خاص کر اس صورت میں جب وہ شخص قاضی کو خبر دیوین کہ شہود مدعی فاسق ہیں **ف** یعنی
 سمیع نہ ہونا جرح مجبور کا اور صورت میں کہ عدالت شہود مدعی گواہوں سے ثابت ہو چکی ہو اور جو عدالت اون شہود
 کی ثابت نہ ہوئی ہو تو جرح مجبور ایک شخص کا بھی اون شہود پر مقبول ہو علی الخصوص وہ شخص کا درمیان میں ہر گاہی پہلے مٹھا دیا
 مصنف اور ثابت کیا اوسکو مارا خسرو نے لیکن ابن الکمال نے سمیع نہ ہونا جرح مجبور کا عام کھا ہے خود قبل ثبوت عدالت
 شہود مدعی ہو گیا بعد ثبوت اسکے اور بہت سے علما اس طرف مائل ہوتے ہیں اور دفع کیا ہے اس تناقض کو مٹھا دینی
 اپنے حاشیہ میں اور بیان ہنسنے بوجہ خوف تطویل ترک کیا **ص** ہاں مقبول ہونے کے گواہ جرح مدعی علیہ اگر وہ گواہی
 دینا سن بات کی کہ مدعی نے اپنے شہود کے فاسق ہونے کا آپ قرار کیا ہے یا گواہ مدعی کے غلام ہیں یا مدعی و فی القربین
 یا اہل شراب پکارتے ہیں یا اہمیت لگانے والے ہیں زنا کی ایک شخص کو اور شہدائے مدعی ہر مدعی کے شریک ہیں یا اس اقرار
 پر مدعی کے کہ میں ان گواہوں کو اجرت دیکر لایا ہوں اسطے گواہی کے یا مدعی ان گواہوں کو اجرت دیکر لایا ہے
 میرے مال میں سے جو زر دیک ہر مدعی کے یا مینے مدعی کے گواہوں کے تخریبہ پر صلح کی تھی کہ گواہی نہ دیتا میرا پر وہ درمیان میں
 گواہوں کو بچکا ہوں اور باوجود اسکے ان کے شہادت دروغ دی قطع گواہ مدعی کا بیایا یا بیان گواہوں کی عدم ماہر الاخر **ص** تو ان
 سب صورتوں میں شہادت شہود مدعی علیہ کی جرح مقبول ہوگی اسطے کہ انکو نہ وہ موجب میں یا ہی شرع کی یا کو کب کو نہ مل ہوگا جرح
 حکم کا معنی کہ قبول کیا جاوے گا اگر اکیسا بدل تھا اور نہ خلا میں بعد از شہادت کے کہ انکے بعض جگہ میں قبول گیا تھا اور وہ بیان کیا تو
 شہادت کی قبل کیا دیکر حسیہ کی دیکر کیا دیکر گواہ عادل نے شہادت دی یا چور بیک یا چور ہی مجلس میں کہا کہ میں نے قبول کیا تھا کہ
 دس روپیہ مدعی کے پاس ہیں یا مدعی خطا کا ہوا زبوت پر بیا کہ مدعی نے دعویٰ کیا یا چور و سپہ کا اور گواہ نے گواہی دی
 دس روپیہ پر پکڑا اسی مجلس میں کہ خطا کی مینے اور کہ ماسینے دس عیون میں یا پنجے کے تو قبول ہوگی شہادت اوسکی
 اور یہ قول قبول کیا جاوے گا یا شخص عادل سے بغیر طیار اوسی مجلس میں ہو و اگر یہ مقام شہد کا ہو اس واسطے کہ مدعی نے جہسوت
 دعویٰ کیا یا پنج روپیہ کا تو نہیں قبول کی جاتی شہادت دس پر کیو کہ مدعی خود مجھٹا تا کہ گواہ کو اور بعد مجلس میں مل جانے کے
 اگر مقام مقام شہد کا ہو جیسے صورت زیادتی شہادت میں تو نہیں قبول کی جاوے گی شہادت شہاد کی اس واسطے
 کہ اتمال ہر مدعی کے ہکائینے کا اور اگر مقام مقام شہد کا نہ ہو کہ صبا کہ شہاد نے لفظ شہادت کا ذکر نہیں کیا تو وہ دروغ
 مجلس میں اوسکو بیان کر سکتا ہے **مسائل الحاقیہ** گواہی اسکی کہ زخمی زخم سے مد گیا اولیٰ با قبول

مجلس میں اوسکو بیان کر سکتا ہے

اس گواہی سے کہ وہ زخم سے اچھا ہو کر مقبول کے ورثہ نے گواہ قائم کیے زید پر کاؤ سے مقبول کو ختم کیا اور مار ڈالا اور زید نے مقبول کے اقرار پر کہ مجھ کو زید نے نہیں مارا تو گواہ زید کے مقبول ہو گئے گواہ اگر وہ کے معتبر ہیں گواہوں کے خصائص کے اگر دونوں کی تائید میں متحد ہوں اور اگر تاریخیں مختلف ہوں یا تاریخ بیان نہ کریں تو گواہ ضامنہ دی کے بغیر بھی جاوینگے گواہی فساد عقد کی اولیٰ کو گواہی سے صحت عقد کی اور قبول مدعی صحت، مقدمہ کا اولیٰ پر قبول سے مدعی فساد کے قبول سے مقدمہ پر قبول نہیں بقول یہ فساد مقدمہ پر قبول سے بات شہادت ناقصہ کو دوسرے شہود کامل کر سکتے ہیں جیسے دو شاہدوں نے شہادت دہلی سالی کی کہ یہ مکان زید مدعی کا ہے اور دو اور شاہدوں نے یہ پورا کر دیا کہ وہ قبضہ میں مدعی علیہ کے ہے یا دو شاہدوں نے ملک کی گواہی دی تو محدو زمین اور دو اور نے فساد و دوسلے بیان کر دیے یا دو نے شہادت دی اس میں مناسب ہے اور دو نے اسکی تائید کر دی اگر ایک شاہد نے انہما دیا اور اور شاہدوں نے کہا کہ ہمارا انہما روئے ہوا ہے تو نہیں مقبول کیا جائے یہاں تک کہ ہر شاہد اپنا جدا جدا انہما دیوے شہادت جب باطل ہو جاتی ہے بعض میں باطل ہو جاتی ہے کل میں مثال دیکھی یہ کہ بھائی بہن نے ایک زمین کا دعویٰ کیا تو بہن کے زوج اور دوسرے شخص نے گواہی دی تو بہن اور بھائی دونوں کے حق میں ٹل نہوگی اور یہ قبول شدہ محکمہ کا ہے اور ابوسفیک نزدیک جائز ہے کہ شہادت بعض میں باقی رہے اور بعض میں باطل ہووے اگرچہ یہ کہ دو کافروں نے مسلم اور کافر کی بیڑے کی چوری کی گواہی دی تو درحق قطع مقبول نہیں اور کافر اپنے بیڑے کا حکم ہوگا باقی صورتیں اس کی مذکور ہیں اشباہ میں دوسرے سختار و طحطا جیسے

باب گواہی میں اختلاف ہونے کے بیان میں

ص شرط موانعت شہادت اور دعویٰ میں اس طرح درمیان میں دونوں شاہدوں کے لفظاً اور معنی نزدیک امام صاحب کے **ف** (مطابق لفظی سے مراد یہ کہ دونوں شاہدوں کے لفظ افادۂ ثبوت میں برابر ہوں خواہ وہی لفظ ہو بعینہ یا اس لفظ کا مراد ہو تو اگر ایک شاہد بہن کی گواہی دے اور دوسرا عطیہ کی گواہی تو مقبول ہے **ح** اور صاحب کے نزدیک صرف مطابق معنوی کافی ہے تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی یا ایک سو کی اور دوسرے نے دو سو کی یا ایک ٹیک طلاق کی گواہی دی اور دوسرے نے دو طلاق کی یا تین طلاق کی تو امام صاحب کے نزدیک یہ شہادت بالکل مردود ہوگی **ف** اور قتل اکثر کسی حکم ہوگا **ص** اور صاحبین کے نزدیک قتل پر قبول کیا جائے **ف** یعنی صورت اولیٰ میں ہزار کی اور صورت ثانی میں سو کی اور صورت ثالث میں ایک طلاق کے ثبوت کا حکم دیا جاوگا **ص** جب مدعی اکثر کا دعویٰ کرتا ہو اور جو مدعی قتل کا مدعی ہو تو شہادت ہا اتفاق مردود ہوگی اس واسطے کہ مدعی خود کذیب کرتا ہے دوسرے شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہے دعویٰ سے **ص** اگر ایک گواہ نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ہزار اور ایک سو کی تو شہادت ہزار پر مقبول ہوگی اگر مدعی ہزار اور ایک سو کا دعویٰ کرتا ہو اور جو مدعی ہزار کا دعویٰ کرتا ہو اس پر تہیہ کہ کہے کہ میرے مدعی علیہ پر نہیں ہے مگر ہزار روپیہ یا سکوت کرے اور سو روپیہ رائے سے تو نہ قبول کیا جائے شہادت اس کا کی جو رائے بیان کرتا ہے علیہ ہر صورت میں اگر مدعی بون توجیہ کر دیوے کہ اصل حق میرا ہزار روپیہ تھا لیکن میں سو روپیہ وصول پاچکا ہوں یا میں نے ہزار روپیہ روپیہ **ف** یعنی معاف کر دیے **ص** تو شہادت اسکی مقبول ہو جائیگی

بِسبب موافقت کے **ف** درختار میں ہر کہ یہ مکرمین میں ہر اور دعویٰ میں میں جس قدر پر دونوں شاہدوں کا اتفاق ہوگا
 دلایا جاوے گا اور عقو یعنی بیع اور شریعت میں۔ طلقاً اختلاف شہادت مانع ہو قبول سے خواہ دعویٰ اقل کل ہو یا اکثر کا ہو **ص**
 اسی طرح اگر ایک شاہد نے گواہی دی ایک عداوت پر اور دوسرے نے ایک عداوت اور نصف عداوت پر یا ایک نے سوچا اور دوسرے نے
 سو اور دوسرے نے تو شہادت ایک عداوت پر اور سوچے قبول ہوگی **ف** اس واسطے کہ ان مسائل میں دونوں شاہدین میں ہزار
 اور ایک عداوت اور سوچے لفظاً و معنی **ص** اگر دونوں شاہدین نے ہزار روپیہ کی گواہی دی اور دونوں میں سے ایک نے کہا
 کہ پانچ سو روپیہ مدعی علیہ مدعی کو اور دوسرے نے قبول کیا تو یہی شہادت دونوں کی ہزار روپیہ پر اور لازم کے جاوے گا ہزار روپیہ علیہ
 پر اور نہ اتفاق ہوگا اور شاہد کے قول کی طرقت پانچ سو روپیہ کا اور کیا بیان کرنا یا اس واسطے کہ وہ متغیر ہر اس شہادت میں مگر جب
 اس کے ساتھ دوسرے شخص بھی شہادت دے تو دوسرے گواہ کو یہ عداوت ہوگی مدعی اپنے میں سے کچھ وصول کیا جائے تو
 نہ شہادت دیو میان مک مدعی اس کا اقرار نہ کرے تاکہ مدعی علیہ ضرر ہو کہ جبکہ وہ شاہدوں کی گواہی علیہ مدعی کے ہونے پر کوئی مدعی
 نہ پہنچے عداوت میں تین گواہوں کو گواہی دیو وہ شاہدوں کے ان سے نہ کوئی بھی مانع نہ ہو کہ ان کے دونوں میں تین تین کے ہونے پر کوئی مدعی
 مردود ہو جائے اس لیے کہ ایک گواہی جو تین گواہوں کی ہوتی ہے اور دوسرے سے ان میں سے ایک کا اعتبار کیا جاوے گا قاضی ایک شہادت سے حاکم پر چاہے جس کے
 دوسری شہادت خلاف اس کے گزری تو دوسری مقبول نہوگی کیونکہ شہادت اولیٰ کو ترجیح دے گی شہادت ثانیہ قاضی کے لئے
 نہ تو جی جاوے گی شہادت ثانیہ سے اگر دو گواہوں نے زید پر شہادت دی کہ اس نے ایک بل چور یا ایک بل اس کے رنگ میں
 اختلاف کیا تو شہادت مقبول ہوگی اور زید کا ہاتھ کاٹا جاوے گا اور اگر ایک گواہ نے شمس روقہ کو بتایا اور دوسرے نے مادہ تو شہاد
 مقبول نہوگی نیز زید نام صاحب کا ہر اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں قطع یہ حاکم نہوگا اور بعضوں نے
 کہا کہ اختلاف امام اور صاحبین کا اور دونوں میں ہر جو قریب قریب۔ شاہد ایک دوسرے کے میں جیسے سیاہی اور
 سرخی نہ چھ سیاہی اور سپیدی کی اور کہا گیا ہے کہ اختلاف سبب نگوں میں **ف** اور یہی صحیح ہے عداوت **ص**
 امام صاحب کی پہلی ہے کہ سرقہ اکثر واقع ہوتا ہے شب میں اور گواہ اس کو دور سے دیکھتے ہیں تو اختلاف رنگ کا مانع نہو
ف اور کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بل کا یا جو جانور ہووے ایک طرف کا دھڑ سیاہ ہوتا ہو اور دوسری طرف کا سپید تو جانور
 ہر کہ ایک شاہد نے ایک طرف کا دھڑ دیکھا ہو اور دوسرے نے دوسری طرف کا دھڑ دیکھا ہو **ص** اور ہر قول صاحبین
 کا ہر **ف** جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہر کہ مدعی دعویٰ سرقہ ایک بل کا کرے اور اس کا رنگ سیاہ
 کرے اور جو اس سے رنگ بیان کر دیا تو شہادت بالاجماع مقبول نہوگی اس واسطے کہ مدعی تکذیب کرتا ہے ایک شاہد کی
 چلیے **ص** اگر ایک شاہد نے گواہی دی کہ یہ غلام خریدی ہر کہ گواہ اس کا تب ہر ہزار روپیہ پر اور دوسرے نے ہزار رو
 سو بیان کیے تو شہادت دونوں کی مردود ہوگی **ف** برابر ہر کہ مدعی اقل کل کا ہو یا اکثر کا ہو یا اقل کل دس ہزار **ص** اگر
 ایک شاہد نے گواہی دی کہ یہ بی بی نے اس غلام کو یا صلح کی قصاص یا اگر ورکھا اس چیز کو یا صلح کیا عین
 میں ہزار روپیہ اور دوسرے نے ہزار روپیہ بیان کیے اور مدعی غلام ہر **ف** عتق کے دعویٰ میں **ص**
 اور قائل ہر **ف** صلح کے دعویٰ میں **ص** اور رہن ہر **ف** رہن کے دعویٰ میں **ص** اور عورت ہر

ف خلع کے دعویٰ میں ص تو شہادت مطلقاً باطل ہوگی **ف** خواہ مدعی اکثر یا دعویٰ کرتا ہو مگر اقل کا صل
اور اگر مدعی مولیٰ یا بانی تقویٰ ہو یا متزلزل یا شہید ہو تو ہر دو کا صل سکا مثل دعویٰ میں کے ہوگا **ف** یعنی اگر شاہدین مختلف ہوں گے
لفظاً تو نہ قبول کیا جائیگا شہادت نزدیک نام ہو حلیفہ کے اور اگر متفق ہوں گے تو اگر مدعی دعویٰ کرے ہر ایک کا تولیہ قبول ہوگی شہادت
اوشا علی جو یا وہ ایک ہوگا اگر دعویٰ کرنا ہو تو شہادت اقل پر قبول ہو جائیگی کذا فی الاصل **ص** اور جاردین اگر متزلزل
ہوں گے اس قسم کا شاہدین میں اختلاف نہ ہوگا **ف** یعنی ایک شاہد نے مثلاً اجرت مکان کی سو روپیہ بیان کیے اور دوسرے نے
سوا روپچاس روپہ **ص** تو حکم اوسکا مثل بیع کے ہوگا **ف** یعنی شہادت ہر طرح سے باطل ہوگی خواہ مدعی اثبات
دعویٰ کرتا ہو یا اقل کا صل اور اگر بعد از موت گذرنے کے یہ اختلاف ہو تو حکم اوسکا مثل دعویٰ دین کے ہوگا **ف** حلیفہ
ابھی گذرا **ص** اور اگر نکاح میں اس قسم کا اختلاف ہو یعنی ایک گواہ نے نکاح ہر روز روپیہ پر بیان کیا اور دوسرے نے ہزار
اور پانچ سو تو اقل پر نکاح صحیح ہو جائیگا نزدیک امام صاحب کے **ف** مطلقاً خواہ مدعی بیع ہو یا زویہ قلع دعویٰ ہو یا نکاح
کا دوسرے بخلاف **ص** اور صاحبین کے نزدیک شہادت رو کیا ہوگی اور قول ضعیف یہ ہے کہ اختلاف اوس صورت میں ہو
جب مدعی زویہ ہو اور اگر زون مدعی ہو تو شہادت اتفاقاً مقبول ہوگی **ف** لیکن بیع و بی قول ہر صورت میں
اختلاف ہر دوسرے بخلاف **ص** اور اگر زمرہ میراث کی گواہی میں شاہد ہو تو میراث کی شرط مدعی کی ہے یہ کہ ایک مورث ہو گیا
اور مرنے والا کو اس سے مدعی کے استیصال میراث چھوڑ دیا ہو یا کون کس کا مورث مدعی کا مر گیا اور تا دم موت چیزیں سیکے قبضے میں تھیں ایک
میں تھی اور امام ابو یوسف کے نزدیک میراث ضروری نہیں **ف** اور فتویٰ قول طرفین پر زور میراث کے ساتھ دیا
اور ضروری نہیں ایک یہ کہ سبب وراثت مدعی بیان کرنا کہ مدعی میت کا بھائی سکا یا سوتیلایا چچا ہو دوسری اس کو اس کے
اور سی کو میں وراثت میت کا نہیں جانتا اور میت کا نام بیان کرنا شرط نہیں دوسرے بخلاف **ص** تو اگر شاہد نے یہ کہہ دیا کہ چیز
مدعی کے باپ کی تھی اوشکی عاریت یا امانت یا اجارہ میں دی تھی اوشنیں کو جو باقیض ہو تو جواز ہے جو یا جگہ یا زکوٰۃ میراث کے اگر
دو شاہدوں نے گواہی اس بات کی کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی اتنی مدت اور وقت دعویٰ کے وہ چیز اس کے قبضے میں
نہیں ہو تو اس شہادت ملک مدعی کی ثابت ہوگی **ف** اوسو سطر کہ شہادت قبول ہو کر نہ گواہوں میں بیان کیا کہ میں
کے قبضے میں بطور ملک تھی اور قبضہ حقیقہ کا ہوتا ہے بطریق ملک اور رویت اور ضمان تو مستعذر ہوئی قضا اور مزوکیل ہو چکا
شہادت مقبول ہوگی **ص** ہاں اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی یا گواہوں نے مدعی علیہ کے اقرار پر گواہی دی
تو شہادت صحیح ہو جائیگی اور ملک مدعی کی ثابت ہو جائیگی **ف** سطر اگر گواہوں نے یہ کہا کہ میراث مدعی کے قبضے میں بطور ملک تھی تب بھی جو جائیداد میراث
ہو تو شہادت صحیح ہو جائیگی

باب شہادۃ علی الشہادۃ کے بیان میں

شہادت علی الشہادۃ سبب مقدمات میں سوا حدود اور قصاص کے مقبول ہے لیکن شرط اوس کے قبول ہونے کی یہ ہے کہ اگر
شہود کا حاضر ہونا مستعذر ہو بسبب ایسے معاملے کے یا بیماری کے یا مدت سفر پر ہو شہادۃ **ف** یعنی اصلی گواہ اتنے فاصلے پر
ہو وین قاضی سے کہ وہ بین دن میں رات کی راہ ہو جو وسط حکم کتاب الصلاۃ میں گذرا **ص** اور امام ابو یوسف کے نزدیک
صرف اتنا دور ہونا کافی ہے کہ اگر صبح کو شاہد اپنے گھر سے واسطہ شہادت کے نکلے تو پھر رات کو گھر میں نہ سکے **ف** بخلاف

میں ہے کہ انہی سب پر فتویٰ ہوا کہ ہر ایک اس قول کو بہت سے علمائے ائمہ نے بھی رد نہیں کیا ہے۔
 ہووے یا سو احکام کے کسی دور کی قید میں ہووے **ص** اور یہ بھی شرط ہے کہ ہر گواہ اصل کے گواہی پر دو آدمی گواہ ہوں لیکن خیر
 نہیں کہ ہر گواہ اصل کے دو دفعہ الگ الگ ہوں **ف** مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ پہلی دو گواہوں میں ہر ایک کی شہادت
 پر دو گواہ ہوں تو اس کی ہمارے نزدیک دو صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً زید اور عمر گواہ اصلی ہیں اور خالد اور بکر گواہ فرعی
 تو پہلی صورت یہ ہے کہ خالد اور بکر دونوں زید کی شہادت پر بھی گواہ ہوں اور عمر کی شہادت پر بھی گواہ ہوں اور دوسری
 صورت یہ ہے کہ زید کی گواہی کے خالد اور بکر گواہ ہوں اور عمر کی گواہی کا عمر اور سالم گواہ ہوں **ص** اور امام شافعی کے
 نزدیک صورت ثانی **ف** یعنی ہر گواہ کی شہادت پر جدا جدا دو گواہ ہوں **ص** اور یہ صورت درست نہیں ہے
 کہ اصلی شاہدوں میں سے ایک ایک کی شہادت پر ایک ایک گواہ ہووے گواہ فرعی بنایا گیا طریقہ ہے کہ اصلی گواہ فرعی گواہوں
 کے سامنے یہ کہے کہ تم گواہ ہو میری گواہی پر اس بات کی کہ فلا نے اس امر کا اقرار کیا تھا اور فرعی گواہ وقت اور اس
 شہادت کے ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں فلا نے کی گواہی پر ساتھ اس بات کے **ف** یہ قول ابو جعفر کا ہے اور اس کا
 فتویٰ دیا ہے امام شافعی نے اور اصل میں دو عباتین اور مذکورین گواہوں میں اصل ہیں **ص** اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں
 کی عدالت بیان کر دیوں تو صحیح ہو جاوے گا جیسے ایک مقدمہ کے دو گواہوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی تعدیل کی
 تو صحیح ہے اور اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں کی عدالت بیان نہ کریں تو قاضی انکی عدالت تحقیق کر لے **ف** یعنی قاضی
 اصلی گواہوں کا حال دریافت کرے تو اگر انکی عدالت ثابت ہووے تب فرعی گواہوں کی شہادت قبول کرے ورنہ نہیں
 یہ مذہب امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا اس میں خلاف ہے نہ کہ فرعی میں اور ابو یوسف کا مذہب صحیح ہے **ص** باطل
 ہوجاتی ہے شہادت فرعی گواہوں کی اگر اصلی گواہوں نے شہادت انکار کیا **ف** چنانچہ اصول نے یوں کہا کہ ہم
 گواہ نہیں اس مقدمہ کے یا یعنی اول گواہ نہیں کیا یا یعنی گواہ کیا لیکن غلط کہا جسے اصلی گواہ بخون یا گونگے اندھے
 ہو گئے یا انھوں نے منع کر دیا فرعی گواہوں کو گواہی سے اول گواہ اصلی گواہ وقت ہتھلکے چپ ہوئے یعنی نہ انکار
 کیا نہ اقرار تو شہادت فرعی کی قبول ہو جاوے گی دوسرے **ص** زید اور عمر نے گواہی دی کہ ہمارا بکر اور خالد نے گواہ
 کیا تھا اس پر کہ ماہِ غرہ ہجرت کے قبیلہ نصر کی نے اقرار کیا تھا ہمارے وہ یہ کا واسطے فلاں کے اور بکر اور خالد نے کہا تھا
 کہ ہمارے عورت کو پہچانتے ہیں بعد اسکے مدعی ایک عورت کو لایا اور اسنے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس پر گواہی دی تھی
 اور عمر نے اس پر زید اور عمر نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے ہنات کو کہ یہ وہی عورت ہے یا اور کوئی تو مدعی کو حکم ہوگا کہ تو اس بات
 کے دو گواہ لاکہ یہ عورت وہی قالانی عورت تھی جس کا نام و نسب زید اور عمر نے بیان کیا **ف** اور اصل کتاب میں
 اس مسئلہ تفصیل کی ہے **ص** ایسے ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کے پاس آجاوے اور خط لیجانے والے گواہ مدعی علی کو
 پہچانتے نہ ہوں تو قاضی مکتوب الیہ مدعی سے کہے کہ لا۔ دو گواہ اس امر پر شخص جسکو تو لایا ہے وہی مدعی علیہ ہے جسکو تو
 کا تب لکھا ہے اگر ان دونوں صورتوں میں گواہوں نے مدعی علیہ کی نسبت طرف متصہ کر دی تو یہ جائز نہ ہوگا جب تک کہ

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

کو اسکی نسبت خاص چھوٹے داد کی طرف بیان نہ کرے یہ عرب میں ہزاروں لیکن عجم میں تو اون کو گواہی کے لئے اپنے نسب
صانع کرنے کی توقع نہ کرے شہادہ کا مقام پر ہونے والے کے ذکر کرنے کے **ف** عجم کہتے ہیں ماسو عرب اور لوگوں کو
ص جس شاہد نے اقرار کیا کہ میں نے شہادت دروغ دی تو اسکی شہادت کو بجا نہیں اور نہیں تعزیر یا جادہ کا ساتھ ضرب
جس کے اس واسطے کہ **ف** قاضی کو فہم تھے مقرر کیا تھا اور کو عمر بن خطاب نے **ص** جھوٹے گواہ کو شہادہ
کرتے تھے اور تعزیر نہیں دیتے تھے **ف** روایت کیا اسکو محمد بن حسن نے کتاب الامین **ص** تہ اگر وہ گواہ
باندی ہو یا تھا تو اسکو اسکے بار میں روانہ کرتے تھے ورنہ اسکی قوم کی طرف جس وقت وہ لوگ جمع ہوتے تھے اور کہا کہ
کہ شہادہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور کہا کہ اس گواہ کو جتنے شاہد روپا یا تو پہنچا اور اس کے اور گواہ کو دیکھو کہ ان کو اس کے حال سے اور
مصابین کے نزدیک اسکو سزا ضرب اور سب سے **ف** اور تقدیر اسکی کہ قاضی کی طرف مقرر نہیں ہوا یہ **ص** اور
یہ قول شافعی کا ہے بلکہ اس بات کے کہ حضرت عمر نے مارے شاہد روپا یا اس کو رے اور سیاہ کیا منہ اسکا
ف روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن الہمام نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور کہا کہ یہ صحیح ہے
ص بعضوں نے کہا کہ مصنف نے مسائل شہادت زور کو خاص کیا ساتھ اقرار شاہد کے اس واسطے کہ شہادت زور کو
سے نہیں ثابت ہو سکتی ہے ورنہ اقرار کے **ف** کیونکہ گواہوں اگر ثابت ہو تو لازم آئے قبول شہادت نفی پر اور وہ
معتبر نہیں **ص** میں کہتا ہوں کبھی جھوٹا ہونا گواہ کا معلوم ہو جائے یا غیر اقرار کے جیسا کہ ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ کہوت
کی یا اس امر کی کفرانے قتل کیا اسکو پھر زبردندانہ بخلا یا کسی شخص نے گواہی دی چاند چھیننے کی پھر تیس دن کیور گزرے
اور آسمان میں کوئی آفت نہ ہو وغیرہ کی تھی اور چاند نظر نہ آیا اور مثل اس کے بہت سی صورتیں ہیں۔

فصل گواہی سے جو عکس کی گواہی نہیں

گواہ اگر پھر جادہ ای گواہی سے قاضی کے رویہ و توبیہ اسکا اعتبار ہو گا **ف** اگر یہ وہ قاضی دوسرے ہو یعنی وہ قاضی نہ ہو
جس کے پاس پہلے گواہی دی تھی سو اگر جو عکس کا غیر قاضی کے سامنے گواہ اسکا اعتبار نہیں اس واسطے کہ شہادہ علیہ دعویٰ کیا
رجوع شاہد کا غیر قاضی میں تو یہ دعویٰ سمع ہو گا جو بے قاضی سے دعویٰ کے البتہ اگر شہادہ علیہ گواہ کا حکم اس بات پر کہ شاہد نے
نے اقرار رجوع کا کیا تھا نزدیک غیر قاضی کے تو قبول ہو گا دوسرے شاہد **ص** تو اگر قبل حکم کے پھر **ف** یعنی پھر ایک
قاضی نے اسکی شہادت سے حکم نہیں کیا تھا کہ وہ اپنی گواہی سے پھر گیا **ص** تو یہ سیا قطبہ جادہ کی شہادت اور رکتیہ اوان
نہو کا اس پر **ف** اس واسطے کہ وہ قبل حکم کے پھر گیا تو اسکی شہادت سے کوئی چیز تلف نہیں ہو گی نہ مدعی کی نہ مدعی علیہ
کی ہدایہ **ص** اور اگر بعد حکم قاضی کے پھر اسکو حکم نہ کیا جاوے گا بلکہ اس شاہد کو اوان دینا پڑے گا اور اس پر جادہ جادہ کی
گواہی سے تلف ہو گی اگر مدعی وہ شخص مدعی علیہ سے لچکا ہو اور جو بھی تک وہ شخص مدعی نے مدعی علیہ سے نہیں لیا تو اوان
واجب نہ ہو گا بلکہ مدعی رجب کا اوان قبض مدعی پر پڑے گا کہ وہ شخص مدعی دین ہو یا عین اور امام شافعی کے نزدیک امان ہو گا
شاہدوں پر **ف** اور دلیل ہماری اور روئے اصل میں نہ کوئی در مختار میں ہو کہ مذہب فقہی یہ ہے کہ بعد حکم کا شاہد
رجوع کرے گا تو مطلقاً اوان اس کا لیا جاوے گا خواہ مدعی نے وہ شخص مدعی سے لیا ہو یا نہ لیا ہو اس واسطے کہ جب حکم

فتح نہیں ہو سکتا تو خواہ مخواہ مدعی اوس حکم کی تعمیل کر لو گیا اور مدعی علی کو وہ حکم اور کرنی ٹھیک تو مدعی علی نے اپنا نقصان جان بون
 سے چھ لگا **ص** اگر نیک گواہ پھر گیا اور ایک باقی رہا تو نصف مال کا ضامن ہو گا اور قاعدہ ہسکایہ پر کہ باقی گواہوں کا شمار
 ہوتا ہے نہ پھرنے والوں کا مثلاً تین گواہوں نے گواہی دی اب ایک پھر گیا تو وہ ضامن ہو گا اس واسطے کہ بقدر رضائیت
 ابھی باقی ہیں اب البتہ اگر ایک اور پھر جاوے گا تو دونوں پر نصف مال کا تاوان لازم ہو گا اس واسطے کہ نصف انصاف باقی ہو اور اگر
 ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی بعد اسکے ایک عورت پھر گئی تو چوتھائی مال کا ضامن اوس پر لازم ہو گا اور اگر دونوں
 عورتیں پھر گئیں تو نصف مال کا ضامن دیگی اور اگر ایک مرد اور دس عورتوں نے گواہی دی بعد اسکے آٹھ عورتیں پھر گئیں تو انہیں
 ابھی ضمان کچھ نہاویگا اس واسطے کہ بقدر انصاف باقی ہیں البتہ اگر ایک اور پھر جاوے گی تو اون نو عورتوں پر چوتھائی مال کا ضمان
 آویگا اس واسطے کہ تین ربع انصاف کے باقی ہیں کیونکہ ایک عورت کا پانچواں حصہ اور مرد کا آدھا باقی ہے تو سب مال تین ربع ہوئے اور اگر صورت
 مذکور دین سب پھر جاویں یعنی ایک مرد بھی اور دسوں عورتیں تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک چھٹا حصہ مال مرد پر ہے اور باقی دس
 عورتوں پر تو صاحبین کے نزدیک نصف مرد پر اور نصف دسوں عورتوں پر **ف** صاحبین کے قول کی مجاہدہ
 کہ ایک مرد نصف انصاف شہادت پر اور عورتیں اگر کچھ ہیں بلکہ سب ملا کر قائم مقام ایک مرد کے ہونگی اور امام صاحب کے کہ
 کہ دس عورتیں قائم مقام پانچ مردوں کے ہیں اور ایک مرد لا کر گویا چھ مردوں کی گواہی ہونی اور دسویں ہی حکم ہو گا کہ ایک مرد
 پر چھٹا حصہ مال لازم آویگا ایسا ہی اس صورت میں **ص** ہلا یہ اور اگر صورت مذکورہ میں دسوں عورتیں پھر جاویں تو مٹنا
 موباقی نہ جاوے تو نصف مال کی ضمان ہوگی اس واسطے کہ نصف انصاف باقی ہو یا الی جماع یعنی باقی امام و صاحبین کے
 اور اگر مردوں اور ایک عورت گواہی دی ایک مقدمہ میں بعد اسکے دونوں پھر گئے اور عورت نہ پھری تو کل مال کا تاوان
 اوان دونوں مردوں پر لازم آویگا اس واسطے کہ ایک عورت باقی رہی اور اوس کے کچھ ثابت نہیں ہوتا **ف** اس واسطے
 کہ ایک عورت پر گواہ نہیں ہوسکتی بلکہ ایک ٹکڑا ہوتا ہے کا تو نہ حکم مضام ہو گا اور اس کی طرف **ص** اگر دو شہادتیں
 گواہی ملی پر عورتیں اتنے مرد کے کہ وہ مثل سے اس عورت کا مقدار میں کم یا برابر بعد اسکے رجوع کیا تو مٹا من نہ ہوگا
 برابر کہ مدعی عورت ہو یا شوہر البتہ اگر گواہی دی نکاح کی اوس مقدار پر جو مثل سے اس عورت کے زیادہ ہے یا جس کے رجوع
 کیا تو اگر مدعی عورت ہو گا گواہوں نے زوجہ کی طرف سے گواہی دی تھی تو شہود پر کچھ ضمان نہیں **ف** حالت پر کہ یہاں چھ صورتیں ہیں بطریق
 کہ شہرتی یا مثل سے کم ہو گا یا برابر یا زیادہ اور ہر صورت میں یا شہادت زوجہ کی طرف ہوگی یا زوجہ کی طرف تو ضمان زیادتی
 صرف ایک صورت میں ہے کہ یہ زوجہ مدعی ہو اور شہرتی یعنی جسکو شہود نے بیان کیا ہے مثل سے زیادہ ہو تو بقدر زیاد
 شہود سے ضمان لیکر زوجہ کو دلایا جاوے گا اور باقی پانچ صورتوں میں گواہوں پر کچھ تاوان نہیں **ص**
 اور اگر دو گواہوں شہادت دی پہنچ کی اور مدعی شہرتی ہو بعد اسکے رجوع کیا تو مٹا من سنی یا قیمت سے زیادہ ہے یا برابر
 یا کم ہے تو اول دونوں صورتوں میں تاوان نہیں اور تیسری صورت میں جس قدر باقی کا نقصان ہو اور قیمت کے اتنا
 گواہوں سے تاوان دلایا جاوے گا اور اگر باقی مدعی ہو تو اول صورت میں شہرتی کو جتنا قیمت سے زیادہ دینا پڑا اور

تاوان گواہوں سے لے لیا گیا اور دوسری دوسری صورت میں کچھ ضمان لازم آئیگا اگر وہ شہادت گواہی کی کہ
 شخص اپنی عورت کو طلاق دیا یا قبل دخول کے اور خاوند پر دوا نصف مہر کا یا بوجہ اربعہ اسکے اون دو گواہوں کی گواہی
 سے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان اون سے لیا جائیگا اور اگر بغفل کے گواہوں کی گواہی دی طلاق کی بعد اسکے جو ع
 کیا تو اون پر ضمان مہر لازم آئیگا اس واسطے کہ مہر بیان واجب ہو چکا ہو شوہر کے ذمہ پر دخول سے اور گواہوں نے زوج کا
 کہ تخلف نہیں کیا مگر منافع وطی اور وہ غیر متقوم ہیں شرع میں اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنے غلام کو لڑ
 کر دیا ہے اور اسکے جمع کیا تو ضمان میں متنا گواہ اوس غلام کی قیمت کے **ف** اور وہ اوس غلام کی موبلی ہی کو موبلی شہاد
ک اگر گواہوں کو اپنی کسی نہایت عمر کو قتل کر ڈالا اور زید سے قصاص لیا گیا بعد اسکے جمع کیا گواہوں نے
 تو دیت زید کی لازم آئیگا گواہوں پر اور لام شافعی کے نزدیک وہ گواہ قتل کے جاوینگے زید کے قصاص میں **ف**
 دلیل ہماری اور شافعی کی بدلیہ میں مسطور **ب** اگر بعد حکم کے فرعی گواہوں جمع کیا تو اون پر ضمان لازم آئیگا اور اگر
 اصلی گواہوں جمع کیا اور کما حقہ فرعی گواہوں کو گواہ نہیں بنایا تھا یا گواہ بنایا تھا لیکن غلطی کی تھی تو اون پر ضمان
 نہ ہوگا نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور محمد کے نزدیک ضمان ہوگا اور اگر فرعی اور اصلی گواہوں سے فرعی
 کیا بلکہ تو ضمان نہ ہو فرعی گواہوں پر ہوگا اور محمد کے نزدیک شہود علیہ کو اختیار خواہ تاوان اپنے نقصان کا یا نہیں
 لیتے یا فرعی گواہوں اور اگر فرعی گواہوں بعد حکم کے کما کہ اصلی گواہ جو تھے یا انھوں نے غلطی کی تھی اس شہاد
 میں تراس قول کی طرف التفات نہ ہوگا مگر کی یعنی جو قاضی کو عدالت گواہوں کی بتانا اگر اس نے بعد حکم کے جمع کیا تو کہ
 تو ضمان نہ ہوگا نزدیک امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک ضمان نہ ہوگا **ف** لیکن اگر اس نے کما کہ میں ترک خط سے
 کیا تھا تو امام صاحب کے نزدیک بھی ضمان نہ ہوگا اگر چاہے گواہوں شہادت دی ایک شخص پر نہ ان کی اور دوا دیہوں نے
 اوسکے محسن ہونے پر پھر وہ رحم کیا گیا بعد اوسکے احسان کے گواہوں نے رجوع کیا تو وہ ضمان نہ دین گے
ف البتہ اگر ان کے گواہ رجوع کرینگے تو ضمان ہوگے دیت کے **ص** اگر دو گواہوں کو اپنی ہی اس بات کی کہ
 زید نے اپنے غلام کی آزادی کو فالان امر میں ملوث کیا تھا اور دو اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ فالان امر میں ملوث تھا
 نے حکم کر دیا اوس غلام کی آزادی کا بعد اوسکے سب گواہوں جمع کیا تو تاوان اون دونوں گواہوں پر لازم آئیگا
 جنھوں نے یہ بیان کیا تھا کہ زید اپنے غلام کی آزادی کو فالان امر میں ملوث کیا تھا اور جو غلطی گواہوں جمع کیا تو اس میں مشاک کا جملہ

کتاب الوکالہ

جائزہ وکیل کے دینا **ف** جو وکالت کا ثابت ہوگا امام احمد و حدیث سے لیکن کلام اللہ سے جو علیہ اللہ تعالیٰ نے قابض
 احکام کو قبول کر لیا **ف** الی الحدیث یعنی بھیجے ایک کو تم میں سے یہ چاندی کی طرف شہر کے ان کو انھیں کیا اس قصہ
 اللہ تعالیٰ نے اصحاب کو مفت بلکہ انھار کے اور نہیں ظاہر ہوا منع اوسکا تو حجت ہوگا اولیٰ لیکن احادیث تو متعدد ہیں از بخلہ
 یہ کہ روایت کیا تھی اور ابو داؤد نے حکیم بن حزام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ان کو ایک دینار کہ خرید لاؤ میں
 واسطے حضرت کے قربانی تو حکیم نے اوس دینار کے بیچ میں ایک بھر خریدی اور بچا اوسکو بیچ میں دو دینار کے بچے ایک دینار کے

ماہ میں مسئلہ کا یہ
 کہ جب دو شہادین
 ہیں ایک میں ملی
 اور دوسرا بدو
 شہاد کی حد اسکا
 سب سے کمین تو ضمان
 نہ دینا ہے بلکہ
 ہر ایک

اور قبل اس کی تک نہ یہ کہ وہ غلام علی کے کسے عمر کے پاس ہلاک ہو گیا تو وہ عمروی کے مال سے ہلاک ہو گا البتہ اگر وہ غلام
نہ ہو تو اس کو باغی کر تو یہ کہ ہو جاوے گا **ف** یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کا تہمین اختلاف ہے مذکور ہے اصل میں
اور ہدایت میں **ف** اگر ایک شخص نے ایک غلام سے کہا کہ تو اپنے تئیں خرید کر لے میرے لیے اپنے مولیٰ سے اور غلام نے
مالک کے کما حقہ تجو کو بیع کا ہتھ فلانے کے لیے اور مولیٰ نے بچا تو وہ غلام اس شخص کا ہو جاوے گا جسے حکم کیا تھا **ف**
اس واسطے کہ غلام غیر کا وکیل اپنی ذات کے خریدنے کے لیے ہو سکتا ہے **ر** ص اور جو غلام نے مالک کے آٹا ہی کا کما حقہ بیع تو
مجبور ہو کر ہتھ اور فلانے کے لیے نہ کہا تو آزاد ہو جاوے گا **ف** اور میں اس غلام پر لازم آوے گی **ص** اور جو ایک
غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو مجھ کو خرید لے میرے مولیٰ سے جسے میں ہزار کے اور ہزار روپیہ غلام نے اس شخص
کو دیتے تو اگر وہ شخص مولیٰ سے کہے گا کہ میں اس غلام کو اوس کے لیے خرید کر تا ہوں اور مولیٰ نے بیع کی آزاد ہو
وہ غلام اور اگر یہ نہ کہے گا کہ میں اس کو اوس کے لیے خرید کر تا ہوں تو وہ مشتری کا غلام ہو جاوے گا اور میں کے روپوں میں
پر لازم آوے گی اور وہ جو ہزار غلام نے اس کو دے تھے وہ مولیٰ کے ہونگے **ف** اس واسطے کہ وہ کمائی اس کے غلام
کی ہے تو اوس کی ملک ہو گی اور مشتری سوا اس کے اور ہزار روپوں اپنے پاس سے بابت نہیں کے دیگا **ص** اگر زینت عروکہ
حکم کیا کہ میرے بیٹے ایک غلام خریدے بعد اسکے عمر نہ لکھا کہ میں نے غلام میرے لیے خرید لیا تھا وہ میرے پاس آکر رہے گا
اور زید یہ کہتا ہے کہ وہ غلام تو نے اپنے لیے خرید لیا تھا تو ہر صورت میں اگر زید عروکہ کو دام دی چکا تھا تو قول عروکہ کا قسم سے
مقبول ہو گا ورنہ قول زید کا وکیل نے جب موکل کے لیے ایک شی خریدی تو وہ اپنے موکل سے دام اس کے
لے سکتا ہے گو بھی تک وکیل نے بائع کو نہیں نہ دی ہو گا وکیل کو ہونچتا ہے کہ وہ کو موکل کو نہ دے جب تک اس کے
دام وصول نہ کرے اگرچہ اس نے دام بان کو ابھی نہ دے ہوں تو اگر وہ شکر ہلاک ہو گئی وکیل اس قبل اسکے روک
رکھنے کے واسطے وصول نہیں کے تو موکل کے مال میں سے ہلاک ہو گئی **ف** یعنی موکل پر اوس کی نہیں لازم آوے گی
ص اور میں اوس کی ساقط نہ ہو گی او اگر وکیل نے اس کو روک رکھا تھا موکل سے واسطے وصول کرنے نہیں کے اور نہ
شکر ہلاک ہوئی تو میں ساقط ہو جاوے گی موکل کے ذمی سے **ف** یعنی موکل کو وہ نہیں جو وکیل نے اپنے بائع سے
ٹھہرائی تھی نہ دنیا پر لگی اور میں زعفران ابو یوسف کا خلاف ہے کہ وہ کہتا ہے کہ کتاب میں ہے بایہ میں وصول کو یہ نہیں ہونچتا
کہ موکل نے جس چیز میں نے خریدنے کے لیے کہا ہو اس کو اپنے لیے خریدے **ف** تو وہ شکر موکل ہی کی سمجھی جاوے گی
گو وہ عقد کو اپنے طرف منسوب کرے مگر حکم کے تخصیص کرے اپنے نفس کی مثلاً امددے گو وہ رہو بلاس چیز کو میں
اپنے لیے خریدتا ہوں یا نیت کرے اپنے لیے کفایہ **ص** تو جب کہ میں نے وکیل کیا دوسرے کو واسطے خریدنے کے ایک شی خریدنے
کے تو اگر وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف نہیں کیا تو وہ چیز موکل ہی کی ہو جاوے گی اور اگر خلاف کیا تو وکیل کی ہو جاوے گی **ف**
اے نیکے بیو تین میں کہ موکل نے نہیں کو خاص کر دیا تھا ایک نسر سے مثلاً گنا تھا کہ روپیوں کے یا شرفیہ کے عوض میں
خرید کرنا اور وکیل نے دوسری نسر کے عوض میں خرید لیا موکل نے نہیں مطلق کہا تھا اور وکیل نے سوار ہم دانیہ کر لے
کسی شی کے بدلے میں خرید لیا تو یہ بھی مخالفت ہو گی اس وجہ کہ مطلق نہیں سے صرف میں مراد نقد یعنی درہم دانیہ روپیہ

اشرافی ہوئے ہیں یا سوکیل کے اور فیضی کے خرید وکیل کے حکم سے اسکی غیبت میں تو اگر اسکی موجودگی میں خرید کیا تو مخالفت نہوگی کیونکہ اسے اسکی خرید میں شامل ہوگئی اور قصود و موکل کا یہی تھا اور اگر وکیل کیا واسطے خریدے ایک غیر معین کے اور وکیل نے اسکو خرید کر تو وہ وکیل ہی کی بجائی جاوے گی الا جب وکیل عقد کو مضاف کرے اپنے موکل کے مال کی طرح مثلاً اپنا کام سے خریدے یا اپنے اس چیز کو جسے میں اس ہزار روپیہ کے اور دہرو پڑھ لوں میں موکل کے یا عقد کو مضاف نہ کرے اسکا مال بشرط لیکن نیت کرے موکل کے یہ خرید نیکی اگر ایک شخص نے وکیل کیا دوسرے کو اگر ایک کی بیوی ان کا خریدے بطور عقد سلم کے خریدے کی قید اس واسطے لگائی کہ بیعت میں بطریق سلم کے تو وکیل درست نہیں اور دوسری کتاب میں مذکور ہر حال یا بیع صرف کیے تو اگر وکیل جدا ہو جاوے یا قبض قبضہ کے تو وہ عقد باطل ہو جاوے گا اور موکل کی جلدی کا اعتبار نہیں اگر مشتری نے خریدے وقت یا بعد سے یہ کہ کمالیج تو یہ چیز میرے ہاتھ اسطے خریدے کے اور اسے بیچی بعد اس کے مشتری نے اسکا کیا ہاں تا کہ خریدے میں اس چیز کے خریدے کا حکم کیا تھا تو یہ کھار اسکا مجموعہ ہوگا کیونکہ خریدے وقت اقرار کر چکا ہے کہ یہ خریدے کا اگر خریدے میں کسی مشتری کی بیعت ہو کہ کم نہیں کیا تھا خرید کا ہر صورت میں زیادہ چیز اور اس چیز کو نہیں لے سکتا ہاں اگر مشتری خود دیکھ کر خریدے تو بیع باقاعطی ہو جاوے گی خریدے کو جو کو ملے گا اگر وہ خریدے کا ایک روپیہ کا لادے عمر نے روپیہ سیر والا گوشت ایک روپیہ کا دوسیر خرید لے تو امام صاحب کے نزدیک زیادہ آٹھ لے گا سیر بھر لینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک زیادہ کھل کر گوشت لینا پڑے گا اور فتویٰ امام کے قول پر ہر حال اگر وکیل سے کہ نہ لے دو غلام میرے واسطے خرید و قیمت نہ بیان پس وکیل ایک غلام اور دو نوں میں سے اسکی خریدے تو صحیح ہوگا اور دو نوں کو ہزار روپیہ میں خریدے کوے اور دو نوں کی قیمت برابر ہو کہ پھر ایک کو وکیل پان سو یا کم کو خرید کرے تو بھی صحیح ہوگا اگر بانسو سے زیادہ خریدے تو نہیں صحیح ہوگا اگر موکل کے حکم کرنے کے بعد دوسرے غلام کو بانسو سے اقلے کو خریدے جتنے پہلے میں زیادہ دے میں تو صحیح ہوگا اگر کو مقصود دو نوں غلاموں کا ہزار روپیہ میں آنا تھا اور وہ حاصل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک اگر بانسو سے اتنے دام نہ ملوئے ہیں جتنے کی کو بیعتی معاملوں میں ہو کر تری ہو رہا باقی اتنے روپیہ میں کہ اس سے دوسرے غلام خرید کر سکتا ہے تو موکل کی طرف سے صحیح ہوگا اگر موکل نے وکیل کو ہزار روپیہ لے کر کہا کہ اسکی ایک لونڈی خریدے اسے جب خریدی تو کہا کہ بیعت ہزار روپیہ کو خریدی اور وکیل کہتا ہے کہ تو نے پان سو کو خریدی تو قول وکیل کا معتبر ہوگا اگر وہ لونڈی بازار میں ہزار کی ہوگی اگر ہزار کی ہوگی تو قول موکل کا معتبر ہوگا اور دو لونڈی وکیل کو لینا پڑے گی اور جو موکل نے ہزار روپیہ لے لیے نہیں تھے تو اگر اس لونڈی کی قیمت بازاری بانسویا نہ دیکھیں ہزار سے کم ہو تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہزار کی ہو تو دو نوں طاعت ہے جب دو نوں نے طاعت کر لیا تو بیعت صحیح ہے کہ لونڈی کی بیعت ہی کے اور پڑا لینگے اور ان صاحبین تو غیر محفل ہاں معتبر ہوگا تا بقایا کہ معتبر ہوگا یعنی اور ہر جہاں بیان کیا کہ کہ قول اسکا معتبر ہوگا مرد اس سے یہ کہ کہ با حلف معتبر ہوگا اور غنا میں ہر ایسا ہی کہا ان کے اور لاخر سونے دارین تبعاً لحد الشریعة یعنی مصنف شرح وقایع کے اقبال سے لیکن جو کم کیا دانی کے یہ تحریر ہے اور مخالف ہر شخص نقل کے اور جواب ہی کہ حلف معتبر ہوگا شامی صاحب اگر خریدے ملک کیا ہوگا ایک غلام معین خریدے گا یعنی یہ کہ کہ غلام خرید کر لوٹن اسکی بیان کی تب عمر نے اسکو خرید لیا اور کہہ سنے اسکو ہزار روپیہ میں خرید لیا اور خریدے لے کہا

۴
یعنی اگر کو مقصود دو نوں غلاموں کا ہزار روپیہ میں آنا تھا اور وہ حاصل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک اگر بانسو سے اتنے دام نہ ملوئے ہیں جتنے کی کو بیعتی معاملوں میں ہو کر تری ہو رہا باقی اتنے روپیہ میں کہ اس سے دوسرے غلام خرید کر سکتا ہے تو موکل کی طرف سے صحیح ہوگا اگر موکل نے وکیل کو ہزار روپیہ لے کر کہا کہ اسکی ایک لونڈی خریدے اسے جب خریدی تو کہا کہ بیعت ہزار روپیہ کو خریدی اور وکیل کہتا ہے کہ تو نے پان سو کو خریدی تو قول وکیل کا معتبر ہوگا اگر وہ لونڈی بازار میں ہزار کی ہوگی اگر ہزار کی ہوگی تو قول موکل کا معتبر ہوگا اور دو لونڈی وکیل کو لینا پڑے گی اور جو موکل نے ہزار روپیہ لے لیے نہیں تھے تو اگر اس لونڈی کی قیمت بازاری بانسویا نہ دیکھیں ہزار سے کم ہو تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہزار کی ہو تو دو نوں طاعت ہے جب دو نوں نے طاعت کر لیا تو بیعت صحیح ہے کہ لونڈی کی بیعت ہی کے اور پڑا لینگے اور ان صاحبین تو غیر محفل ہاں معتبر ہوگا تا بقایا کہ معتبر ہوگا یعنی اور ہر جہاں بیان کیا کہ کہ قول اسکا معتبر ہوگا مرد اس سے یہ کہ کہ با حلف معتبر ہوگا اور غنا میں ہر ایسا ہی کہا ان کے اور لاخر سونے دارین تبعاً لحد الشریعة یعنی مصنف شرح وقایع کے اقبال سے لیکن جو کم کیا دانی کے یہ تحریر ہے اور مخالف ہر شخص نقل کے اور جواب ہی کہ حلف معتبر ہوگا شامی صاحب اگر خریدے ملک کیا ہوگا ایک غلام معین خریدے گا یعنی یہ کہ کہ غلام خرید کر لوٹن اسکی بیان کی تب عمر نے اسکو خرید لیا اور کہہ سنے اسکو ہزار روپیہ میں خرید لیا اور خریدے لے کہا

کہ نہیں یعنی پانسم کو خرید کر تو دونوں سے حلف لیا جاوے گا اگر چہ پانسم کو کھلی ہی کی تصدیق کرے پھر اگر دونوں حلف کر لیں گے تو کوئی کیل ہی پر پکی اور منصف فقہائے بین الاقربانے تصدیق کی کیل کی تو اس صورت میں دونوں سے حلف نہ لیا جاوے گا کیل کی قسم سے معتبر ہو جاوے گا لیکن ہر تریہ کر کے دونوں سے حلف لیا جاوے گا اور یہی قول ہر امامی سنت و تریہ کی کا
ف طوطی میں ہر نہ مر حلف کو صحیح کہنا ہے قاضی خان نے تبعاً للفقہاء الی جمعہ یعنی فقیہ ابو جعفر کی متابعت سے
 تو تصحیح میں خلاف ہر انتہی اس حد تک کہ کسی بیعت کا کوئی عذر نہ ہو اور اگر عذر کا تو کوئی کیل کی تو بھی بہت ہے واللہ اعلم

فصل بیان میں کو کھن کے جسے کیل خرید و فروخت کا معاملہ کرے

کیل بیع و شرا سے شخص سے معاملہ کرے کہ جس کے واسطے کو ہی واسطی مقبول نہیں ہوتی ہر امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہر اکثریت بازاری سے بیع و شرا کرے گنپے غلام اور کھاتے درست نہیں اور صحیح ہر کیل کی بیع کہ اگر بیش قیمت سے اور جس میں سہا بے اور دو عمارتوں کے سہا بے میں سے آدھے کی بیع اور ان سب سائل میں صاحبین کا امتیاز نہ ہو اگر کوئی بیع نہ شری کی کوئی چیز عین میں شے کے کو کر لی یا اس سے ضمانت لی بدلہ کے وہ ضرور منصف ہوگی کیل پاس یا ضمانت سے مال وصول نہوا اس طرح کہ ضمانت غلام کو کر لیا اور کفول عین بھی غلام لیا یا غائب ہوگا اور اس کا پتہ معلوم نہیں اور یہی صورت ہے کہ معاملہ سے قاضی کے پاس گیا جو قائل ہے اس بات کا کہ اہل بری ہو جائے کہ کفالت کیل سے ان کیل منفس ہو کر گیا جیسا کہ یہی مرتبہ لگا کر سنا کہ کیل یا شرا کو ضرور کر کے بر قیمت اور ولایت پر چیز قبول ہوئے خواہ وہ دام ہر مکر جو خرچ کرنے والوں کی قیمت میں آئے ہیں **ف** یعنی کوئی نہ کرے والوں کو جو کی قیمت پوچھی جاوے تو کیل کی شے اور ان سے کسی قول کے برابر ہو جائے نہ کہ سب کے اقوال سے زیادہ ہے **ص** اگر ایک خرچ نے کا کیل کیا اور اسے وہ چیز اور ہی خریدی تو یہ خرچہ موقوف ہوگی باقی کے خریدے پر اگر باقی بھی خرید لیا تو کوئی پر پکی ورنہ نہیں اگر کوئی نے ایک شے کو بچا پھر مشتری نے سبب عیب کے وہ کوئی پر پھر دی اور وہ عیب ایسا ہو کہ تاراج بیع سے اوپر پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ قہری معلوم ہو جائے جیسے ایک اونگلی زائد نکلی تو کیل کو اپنے موکل پر رد کر دے یا ہر کہ رد مشتری کیل پر کرے ہوگا ہو یا اقرار یا کیل سے اور اگر وہ عیب ایسا ہو کہ شرا سے اس مدت میں پیدا ہو سکتا ہے تو اگر کوئی پر مشتری نے کہہ ہوں سے یا کیل سے ثابت کر کے رو کیا تو وہ موکل پر پھر دیوے اور اگر اقرار سے کیل کے رو کیا تو کوئی موکل پر پھر کرے گا اگر کیل نے اودھا بچا اور موکل نے کہا کہ میں نے تجھ کو نقد بیچنے کا حکم کیا تھا تو قول موکل کا مقبول ہوگا **ف** قسم سے **ص** اور اگر مضارب اور رب المال میں یہ اختلاف ہو تو قول مضارب کا مقبول ہوگا **ف** قسم سے ذکر مضارب کا کہ اگر کوئی انشاء اللہ تعالیٰ **ص** اگر کوئی دو شخصوں کو کیل کرے تو ضرور ہر کہ اس طرف جسمین کیل ہے میں دونوں ملکہ ایسا عقد کوں ہو جو کیل یا خصوصیت **ف** یعنی حاکم کے نزدیک مقدم ہونے کے کیل **ص** بیون یا امانت کے پھر دینے میں یا قرض اوکے نے میں یا بغیر عوض طلاق دینے میں اور اگر دینے میں کیل میں تو ہر ایک بغیر دوسرے کے وکالت کر سکتا ہے اگر غلام یا مکاتب اپنے لڑکے صغیر کے مال کی یا کافر ذمی اپنے مسلمان صغیر لڑکے کے مال کی بیع و شرا کرے تو صحیح نہیں تو حاصل ہے کہ غلام اور مکاتب کو ولایت نہیں اپنے

۲
 بیع و شرا کیل سے
 بیع و شرا کیل سے
 بیع و شرا کیل سے
 بیع و شرا کیل سے

بیع و شرا کیل سے

مذکورہ مال میں اور کافر کو اپنے مسلمان اہل کے مال میں جو غنیمت ہو ولایت نہیں واللہ اعلم فوکیل کی کبیل نہیں کہہ سکتا اس مرتبہ میں علی بن ابی طالب اور تین کے کو بیچ دیا ہو ویسا کہ یہاں ہے کہ اپنی اس کے موافق عمل نہ ہوا

باب کبیل بالخصوصہ اور وکیل بالقبض کے بیان میں

وکیل بالخصوصہ کو یہ پوچھا کہ یہ علی علیہ السلام کے وصی تھے کہ یہ وصی کے نزدیک تھے یا نہ تھے؟
یعنی امام عظیم اور محمد اور ابوہریرہ کے برخلاف زمر کے جیسے جو وکیل تھا نہ کرنے کے لیے جو اس کو پوچھا کہ کبیل
لے لیوے تھا ہر روایت میں اور ہفتوی اس زمانہ میں اس پر کہ یہ دونوں وکیل قبضہ مال کے مالک تھے میں ہن بسبب ظن
جو بٹنے کے لیے ان کے اور جو وکیل قرض کے وصول کے لیے کیا کہ اس کو خصوصیت کا اختیار ہوا صاحب کے نزدیک اور صاحب کے
نزدیک نہیں تو ہفتوی امام سے قول ہے کہ وکیل صلہ ایسا کہ مالک خصوصیت کا تھا نہیں **صلہ** نہیں کہ وکیل کے لیے کبیل ہونے کا
بالذات تھا خصوصیت نہیں ہر صورت اگر کسی نے وکیل کا ایک شخص کو واسطے لینے ایک غلام کو جس نے توبہ وکیل نے طلب کیا اور اس کو توبہ نہ کرنے
یہ جواب دیا کہ وکیل تیرا اس غلام کو بیچ چکا ہے میرے ہاتھ تو یہ مقدمہ ملے تو بیچ چکا جب تک کہ وکیل حاضر ہو وکیل اور جب
وہ غلام زید کے پاس پہنچا **صلہ** اور ان کو ہون کی گواہی سے بیعت ثابت نہ ہوگی توجہ منوکل حاضر ہو وکیل اس کے سامنے پھر
گواہوں سے دوبارہ گواہی لیجاوگی بیعت کی اسی طرح یہ مسائل میں کہ ایک شخص آیا اور ہون سے کہا کہ میں زید کا وکیل ہوں واسطے
یہ جاننے اس کی زوجہ کے یا اس کے غلام کے تو زید نے گواہ قائم کیے زید کے طلاق پر اور غلام نے اس کے آزاد کر دینے پر تو ان
گواہوں کی گواہی سے بھی حکم طلاق یا آزادی کا نہ دیا جاوے گا بلکہ مقدمہ ملے تو رکھا جاوے گا یہاں تک کہ زید حاضر ہو کہ توجہ
زید وکیل پھر گواہی دوبارہ لیجاوگی **مسئلہ** اگر وکیل بالخصوصہ اپنے منوکل کی طرف سے کسی بات کا اقرار کرے قاضی
کے سامنے تو یہ قاضی منوکل پر نافذ ہوگا اور اگر قاضی کے سامنے اور کسی کے سامنے اقرار کرے تو یہ قاضی نہ ہوگا اگر کفول
وکیل کرے کفیل کو واسطے لینے کفول کے کفول غنہ سے تو یہ کفالت جائز نہ ہوگی اگر ایک شخص نے ان کو کہا کہ میں وکیل
ہوں زید کا جو غائب ہے اس کا قرض وصول کر نیکی لیے اور زید کے قرض دار نے اس کی تصدیق کی تو قرضہ کو وصول کرے
کہ وہ قرض حلال کرے اس شخص کے پھر اگر زید آیا اور اس نے اس شخص کی جس نے اپنے تئیں وکیل کہا تھا زید کی تو قرضہ کو
پھر قرض زید کو اور کرنا ہوگا اور قرضہ اپنے مال کو اگر وکیل کے پاس باقی ہے پھر لے لے گا اور اگر باقی نہ ہوگا **مسئلہ** اگر وکیل
جب وکیل مال لینے وقت ضمان ہو گیا ہو ہر بات کا اگر زید انکر میری وکالت کا انکار کرے گا تو میں ضمان ہوں نہ مال کا
یا قرضہ دار نے مال و اس کو صرف اس کے کہنے سے دیدیا ہو تو وکیل وکالت کی تصدیق نہ ہوگا اور اگر ایک شخص نے انکر لے لے لے
کی طرف سے اس کی امانت پر قرضہ کر لیا وکیل ہوں اور موقع یعنی جس کے پاس وادیت ہے اس نے اس شخص کی وکالت کی تصدیق
کی تو موقع کو امانت حوالے کرنے کا حکم نہ ہوگا اور اگر کوئی ہون کے کو مالک امانت ہو گیا اور اس کا وارث میں ہوں اور وہاں
میرے لیے میراث چھوڑ کر مر گیا اور تصدیق کرے اس کی وہ شخص جس کے پاس امانت ہے تو اس کو حکم ہوگا کہ امانت اس شخص کے
سہر کرے اور اگر کسی نے کہا موقع سے کہ میں نے امانت کو خرید لیا ہے مالک امانت سے اور موقع نے اس کی تصدیق کی
تو اس کو حکم دینے کا نہ ہوگا زید نے عہد کو وکیل کیا اپنے دین وصول کر نیکی لیے بکر سے جب عمر و نے دین زید کا طلب کیا بکر

تو کہنے لگے جواب میں یہ کہ اگر یہ زمین وصول پاچکا ہو اور کوہ نہیں ہیں دیون پاس تو مکیل کو علم ہو گا کہ وہ زمین عمر کو اور اس کو بے بہرہ جافہ ہو گا اور انکا کرے زمین وصول پاچکے گا تو اس سے بیکتر قسم لے لیتا ہے اور وکیل کو قسم نہ لانی جاوگی اس بات پر کہ میں زمین بانٹا کر وکیل یہ اس زمین کو وصول پاچکا ہو اگر مشتری نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ بائیس سے سو ست کرے اس عید کے بابت جو بیع میں نکلا ہو اور بیع واپس کر دے بعد اس کے مشتری غائب ہو گیا اب وکیل نے چاہا کہ بیع کو بائیس پر رد کرے تو بائیس نے یہ کہا کہ مشتری خریدتے وقت اس عیب پر رضامند ہو گیا تھا تو وکیل بیع کو نہیں پھیر سکتا یہاں تک کہ مشتری قسم کھائے زمین راضی نہیں ہوا تھا اس عیب پر اور صاحبین کے نزدیک وکیل بیع کو پھر سکتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ بیع نزدیک ابو یوسف کے یہ ہو کہ دونوں مسلمان ہیں یعنی مسلمان جو بیع کنندہ اور اس مسلمان میں تاخیر چاہیے یا شک کہ علف کر لیتے دامن یا مشتری اگر زمین سے عمر کو دس روپیہ دے لے کہ اس کے بیع راج عیال پر نہ کرنا اور عمر دس روپیہ اپنے پاس لیکر اور پھر خرچ کیے تو وہ دس روپیہ خریدنے دے لے تحہ عمر کے ہو جائیگا اور بیع وکیل کے پاس کیسہ تھان ہر اور قیاس اس کو چاہتا ہے کہ عمر وہ بیع پر بیع اپنے پاس نہ کرے کہ میں وہ تبرعاً ہو جاوین وہ تبرعاً تھان کی بیع کو وکیل پر لے لے یہ مثل وکیل یا بیع کر کے ہر اور بیع یا بیع اس کے کہ اس نے اپنے پاس دیوے موکل سے لے سکتا ہے بیع میں بھی حکم ہو گا کہ اسے

باب وکیل کے معزول کرنے کے بیان میں

موکل کو بیع چاہا کہ جب چاہے وکیل کو معزول کر دیوے وکالت سے لیکن شرط معزولی کا ہے کہ وکیل کو اس کا علم ہو جاوے تو بے تک وکیل کو علم اپنے عزل کا حاصل ہووے یعنی اس کو وکیل شخص عادل یا دوست اور احوال خبر عزل کی نہ سنائیں تو جتنے تصرفات قبل اس کے کیا موکل پر لازم ہونگے ہلا لیا یہ صواب اور باطل ہو جاتی ہے وکالت کو وکیل کو وکیل کے مرنے سے یا سال بھر جنون سے ہے و ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک مہینے بھر اگر جنون رہا وکیل اس کو وکالت اس کی باطل ہو جاوگی اور ایک روایت میں ایک دن رات منقول ہو اور وہ جو متین میں ذکر کیا قول محمد کا ہے اور ہی میں احتیاطاً ہے لیکن درختا زمین کی فتویٰ ایک مہینے کی مقدار پر ہو اور کسی صحیح کہاوتی یا اور باطلانی جس یا تبرعاً ہو کہ دارا سحر میں چلے جانے سے اور اگر موکل مکان تب تھا اور وہ ادانہ کتابت عاجز ہو گیا یا در و شریکوں نے لیا ایک شخص کو وکیل کیا تھا اور وہ دونوں شریک صلہ ہو گئے یا عبد ذون وکیل کیا تھا پھر وکیل اس کو منع کر دیا تصرفات سے تو ان سے تین میں بھی وکالت وکیل کی باطل ہو جاوگی اگر وہ وکیل کو ان مالوں کی خبر نہ ہو اگر وکیل نے جس کام کے لیے وکیل کو وکیل کیا تھا وہ کام آپ کر لیا تب بھی وکالت باطل ہوگی جیسے وکیل کیا اپنے غلام اندکھنے کے لیے پھر موکل نے اس کو خود نواد کر دیا یا وکیل کیا اس کو ایک عورت سے نکاح کر دینے کا پھر موکل نے خود اس سے نکاح کر لیا اور جدا بھی کر دیا اس کو تو بھی وکیل کو یہ نہیں پہونچتا کہ بچہ اس کا نکاح موکل سے کر دیوے و ف اس واسطے کہ حاجت موکل کی پوری ہو چکی البتہ اگر وکیل نے اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کر کے اسے جدا بھی کر دیا تو اب اس کو بیع چاہا کہ موکل سے نکاح اس کا کر دیوے ہلا لیا یہ

کے بیان الدعوی

دعویٰ کہتے ہیں خبر دینے کو ساتھ ایک حق کے پتے لیے غیر ہر و ف اس تعریف پر بہت سے اعتراضات ہو ہیں بلکہ تعریف

فہرست و کتاب

جانب دیکھو کہ یہ صاحب در مختار نے بیان کیا ہے کہ دعویٰ ایک نول بمول پر نزدیک قاضی کے تصدیق کیا جاتا ہے اور اس سے
 طلب ایک حق کا غیر سے یا دفع کرنا محکم کا رہی ذات سے تو اس میں دفع دعویٰ قسم غرض و تسلسل ہو گیا
 صورت اس کی یوں ہو کہ دعویٰ قاضی سے یہ کہہ کر لانا تعرض ہوا کرتا ہے مجھ سے ناحق اور میں چاہتا ہوں کہ وہ دفع کرے
 تعرض کو تو قاضی اس دعویٰ کو سن سکتا ہے اور منع کر چکا قاضی مدعی علیہ کو اس تعرض میں سے ناحق تو جب تک مدعی علیہ کے
 پاس کوئی بھت نہ ہو کہ باز رہ چکا تعرض سے پھر جب پاؤں کا کوئی بھت تعرض کر چکا بھت دعویٰ قطع غرض کے کہ وہ منع
 نہیں صورت اس کی یوں ہو کہ ایک شخص آئے قاضی پاس اور کہے کہ حکم تو قاضی نے کہہ دیا کہ اگر کوئی دعویٰ لکھتا ہے یہ
 اور نہ لو کرے اس کو ورنہ جبر و گواہوں کے بری کرے مجھے سب دعاوی سے تو قاضی مدعی کو جبر کر چکا ہے اس سے مدعی
 کر کے کہ یہ نہ دعویٰ حق اس کا ہر طرح طاقی خصوص مدعی وہ ہو کہ اگر خصوصیت کو ترک کرے تو اس پر جبر نہ کریں اور مدعی علیہ کے جبر
 جبر کیا جاتا خصوصیت پر اور موافق تفسیر دعویٰ کے مدعی کی تفسیر یوں چلیے کہ مدعی وہ ہو جو ضرورتاً اپنے حق کی غیر پر قویہ
 تفسیر دوسری تفسیر ہو کر لیا ہے اس کو بعض مشائخ نے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مدعی وہ ہو جو تمسک کرتا ہے سنا ہے اس اور
 جو غیر ظاہر ہے یعنی وہ دعویٰ کرتا ہے ملک کی ایک شے کا حال اگر وہ شے اس کے قبضہ میں نہیں ہے تو یہ کہ قبضہ میں مدعی علیہ کے
 اور یہ خلاف ظاہر ہے کہ شے مال کے قبضہ میں نہ ہو کہ صراحت مدعی علیہ کے ہو تمسک کرتا ہے سنا ہے اس اور کہ وہ ظاہر ہے
ف یعنی ظاہر ہی ہو کہ شے کی ہر جگہ قبضہ میں ہے اور مدعی علیہ ہی کہتا ہے کہ لیکن اعتبار نہایت مدعی اور مدعی
 میں معنی کا ہر نہ ظاہر کا یہاں تک کہ اگر متوقع نے دعویٰ کیا رد و دیعت کا طرف متوقع کے یہ وہ ظاہر میں مدعی پر لیکن
 حقیقت میں مدعی علیہ کے ہو کہ شے کا ہر جگہ اٹھ کر تا ہر زمانہ کا **ف** یعنی غرض متوقع کی جسکے پاس امانت تھی رد و دیعت کے دعویٰ
 سے یہ کہ اس پر ہوا ان مال امانت کا لازم نہ کہے تو ظاہر میں اگر چہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ رد و دیعت کا مدعی متوقع ہے تو مدعی
 مدعی علیہ پر لیکن یہاں چونکہ حقیقت اور معنی کا اعتبار ہے اور حقیقت میں منکر ضمان کا متوقع ہے تو وہی کو مدعی علیہ قرار دیا گیا
 اس واسطے کہ منکر مدعی علیہ کو کہتے ہیں تو قول اسی کا قسم سے معتبر ہو گا ہادیہ **ص** اور دعویٰ کی صحت کے کئی شرط ہیں
ف رکن دعویٰ یہ کہ نسبت کرنا حق کی طرف اپنے اگر اصالتاً دعویٰ ہو تو یا اپنے مومل کی طرف اگر وکالتاً ہو اور اصل دعویٰ
 وہ شخص ہے جو عاقل متعزیر ہو اگر چہ بی ما ذون ہو ورنہ جائز نہ ہو گا اور شرط دعویٰ یہ ہیں مجلس قضا ہو اور مدعی علیہ حاضر ہو
 اس واسطے کہ قضا علی الغائب نہیں ہو سکتی اور کیا مدعی علیہ کو حاضر کرنا اسی وقت چاہیے جب مدعی دعویٰ کرے تو جواب
 اس کا یہ ہے کہ اگر مدعی علیہ مرنے ہو گیا اتنی دور کہ اپنے مکان سے مجلس قضا میں اگر پھر اس کو اپنے مکان میں رہ سکتا ہے
 تو بخیر دعویٰ طلب مدعی علیہ کو اور اگر اس سے نہ پایہ دور ہو تو جب تک مدعی سے وجہ جوت نہ لیا جائے مدعی علیہ کو طلب
 کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حلف لے کی جاوے مدعی سے اپنے دعویٰ کے حق ہو نہ اگر وہ حلف کرے تو طلب کرے
 مدعی علیہ کو ورنہ نہیں طحا کا کما شلی نے اور ہا سے زبانی میں قاضیوں کا پٹال ہے کہ جب ان کے پاس کوئی
 شخص آنکر دعویٰ کرتا ہے تو وہ طلب کر لیتے ہیں مدعی علیہ کو بغیر اس بات کے کہ تفسیر کیوں مدعی سے کیفیت اس کے
 دعویٰ کی اور تمیز کر لیوں صحت دعویٰ کو اس کے حناد سے اور غفلت ہوا ان قاضیوں کی یا جملہ ان مسائل سے

فہرست و کتاب

دعا میں جو چیزیں
موجود ہیں انہیں
مطلب دعا کہہ سکتے ہیں
جو چیزیں نہیں
موجود ہیں انہیں
مطلب دعا کہہ نہیں سکتے ہیں
جو چیزیں نہیں
موجود ہیں انہیں
مطلب دعا کہہ نہیں سکتے ہیں
جو چیزیں نہیں
موجود ہیں انہیں
مطلب دعا کہہ نہیں سکتے ہیں

اتنے صریح کہ صحیح کا دعویٰ ہوا ہو اسکی مجلس اور قدر بیان کرے **ف** جنس یعنی اسکی قسم کچھ نہ ملے اور ہم میں یا ہمارے
یا گیموں میں یا چاول اور قدر مقدار لو سکا کہ سود بہر میں یا سود دینا ز یا سون گیموں یا چاول میں اور اسکا بیان
صفت بھی ضرور ہر کہ وہ درجہ کیسے ہیں پیدا روی کا ملططادی نے بصوت اس شہر میں کئی طرح کے درجہ پادنا میر
چلتے ہوں تو بیان و صفت یعنی فنان قسم کے درجہ کا میں دعویٰ کرتا ہوں ضرور ہر اگر شہر میں ایک ہی طرح کے درجہ
چلتے ہوں تو بیان جنس و قدر کافی ہے بیان و صفت کی کچھ حاجت نہیں **ص** اور یہ شرط دعویٰ دین میں ہر اور جو دعویٰ
کسی شخص میں کا ہو تو اگر وہ شہر حاضر ہو اسکی طرف اشارہ کرے اور کہے کہ میری ملک ہر اگر غائب ہو تو اسکا
وصف بیان کرنا اور اسکی قیمت ذکر کرنا ضرور ہو دوسری کہ اگر دعویٰ کسی زمین کا ہو تو اسکی کوئی بھی ملکنا ضرور ہر کہ وہ
مدعی علیہ کے قبضہ میں ہو یا حق **ف** ناحق کی قید سوا سطل لکائی کہ کبھی شہوتی ہر غیر ہلاک کے پاس سبب حق کے
جیسے شہوتی مرن میں پاس یا بیع بائع پاس بوجہ مدعیہ ثمن کے لگائی اصل **ص** اور دعویٰ عتقائیں **ف**
عتق بالفتح غیر مقول کو کہتے ہیں سطلین فقہا میں جیسے باغ زمین مکان وغیرہ **ص** قابض ہونا مدعی علیہ کا ہونا
نہ ہوگا مگر گواہی سے یا قاضی کے علم سے **ف** یعنی اگر مدعی اور مدعی علیہ باہم متفق ہو جائیں اس بات پر کہ اس مکان
یا زمین کا قابض مدعی علیہ ہو تو قبضہ لو سکا ثابت ہوگا کیونکہ احتمال ہر کہ مدعی اور مدعی علیہ عاید ہوں جیسا کہ پہلے بیان کیا
اس طرح کہ دو تصدیق کرین قبضہ مدعی علیہ کی حال اندازہ شہر شالٹ کے پیش میں ہر تو قاضی حکم کرے ملک مدعی کا
بر خلاف شہر مقول کے کہ اس میں قبضہ ہر شاید اور معائنہ ہو جائے ہر تو صرف تصدیق متناہین کافی ہر ثبوت قبضہ
مدعی علیہ کیے کہ کافی الاصل باختیار و تہا میں ہر کہ دعویٰ قبضہ عتقا اور دعویٰ شہر عتقا میں کچھ حاجت قائم
کرے شہر کی نہیں اس بات پر کہ وہ عتقا قبضہ میں مدعی علیہ سے ہر کیونکہ دعویٰ قبضہ اور شہر قبضہ سے ہر قابض پر ہے
ہر غیر قابض پر خلاف دعویٰ ملک مطلق کے **ص** تیسری شرط یہ ہر کہ مدعی یہ کہے کہ میں اسکو ملک ہوں مدعی علیہ
سے تو اگر وہ شہر مدعی علیہ سے پاس وجود ہوئی تو اسکو تسلیم ہوگا حاضر ہر کا اس شہر کو قبضہ میں نامدی اپنے
دعویٰ میں اسکی طرف اشارہ کرے یہی حال ہر گواہوں کی گواہی دیتے اور مدعی علیہ کے قسم دالے میں یہی چیز کا حاضر
کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی میں اور مدعی علیہ اپنی قسم میں اسکی طرف اشارہ کرین اور اگر چیز کا حاضر نہ ہو قبضہ میں
متعذر ہو **ف** بسبب اسے ہلاک ہو جانے یا غائب ہو جانے کے **ص** تو مدعی اسکی قیمت ذکر کرے کہ
ف اور اگر باوجود باقی ہونے اسے کے حاضر کرنا اسکا خلیفہ میں متعذر ہو جیسے حال یا بوزہ غلہ کا یا گوبر کا
تو قاضی اپنا امین مدعی کے ساتھ کر دے کہ اس کے ساتھ جا کر مدعی اس شہر طرف اشارہ کر دے اور جس صورت
میں وہ شہر ہلاک ہو گئی ہو تو صرف ذکر قیمت کافی ہو تو بیان کرنا ناگ جانور کا اور اس کے سن اور کورت اور قوت
کا ضرور نہیں اگر وہ جانور ہلاک ہو گیا ہو مدعی علیہ پاس اور دعویٰ غصب اموال میں اور اسی طرح دعویٰ شہر
میں بیان کرنا قیمت کا کچھ نہیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہر کہ آدمی اپنے مال کی قیمت کو نہیں جانتا بلکہ قول غاصب
اور مرتہن کا اس کی قیمت میں تلفت سے تہہ ہوگا البتہ دعویٰ سر قہ میں اگرچہ وہ شہر حاضر ہو بیان قیمت ضرور ہر

اتمام دعوی مدعی مدعی علیہ کے بیان میں

تالفاً بکی کیفیت معلوم ہو کہ قاضی مدعی شریک قبول القیمت پر حلف نہیں لیجائی مگر چھ جگہ دعویٰ شریک منصوص ہو گیا
 مہربوں دعویٰ شریک مات قاضی جہت می تیر کو مستقیم کیا کہ قاضی جب متولی وقت کو مستقیم کیا کہ دعویٰ شریک منصوص ہو گیا
 مسئلہ اگر مدعی نہایت سی چیزوں کا جبکہ جنس اور نوع مختلف ہو دعویٰ کیا تو کل کی قیمت ذکر کر دینا کافی ہو اگرچہ ہر چیز کی
 قیمت علیحدہ علیحدہ بیان نہ کرے اور گواہ بھی اسکے مقبول ہونے کی قیمت پر حلف دیا جاوے گا اسکے مدعی علیہ کو کمال پر کیا ہی
 بار اگر انکار کرے گا اور اگر انکار کرے گا یا نکل کرے گا تو اسکے بیان پر چہ کیا جاوے گا شامی و طحاوی ص ۵۴۷ کے دعویٰ میں یہ
 بھی شرط ہے کہ مدعی اسکے حدود بیان کرے یعنی چاروں حدین یا تین حدین اور ان حدوں کے مالکوں کا نام اور ان کے
 باپ اور دادا کا نام بھی بیان کرے **ف** حدود کا بیان کرنا شرط ہے دعویٰ عتق میں نیز کیا ابو یوسف نے اگرچہ وہ عتقار
 مشہور ہو گیا اور صحابین کے نزدیک اگر مشہور ہو تو حدود کا ذکر شرط نہیں ہے پر بیان کر دینا تین حدود کا کافی ہے نیز ایک ہمار
 کیونکہ حبس میں حدین غائب ہو گئیں تو چھٹی حد ایک خط مستقیم ہوگی چنانچہ مکمل مندرجہ شیعہ سے ظاہر ہے اور فریقہ کے نزدیک عتق
 حدوں کا بیان ضروری ہے قول ہے اگر ثلثہ کا اور اسی پر فتویٰ ہے اور صحاب و مالکین حدود کی نسبت داد ایک شرط ہے امام غزالی
 کے قول میں لیکن اگر مالک خود شخص مشہور ہو تو فقط اوس کا نام ذکر کر دینا کافی ہو اور پھر کے دعویٰ میں یہ بھی شرط ہے کہ مدعی اوس شہر
 کا نام اور اوس خطہ کا نام اور اوس قلعی کا نام جہاں پر وہ گھر ہے بیان کرے یہ شرط اسی دعویٰ عین کے میں لیکن دعویٰ دین میں
 تو ذکر جنس قدر کا ضروری ہے اور ذکر دین مذکور ہے اگرچہ چیز دینی ہو وہ جسے سونا یا ناری تو اس کی قیمت بھی ذکر کرنی ہو یا کھانا
 بیان کرنا ضروری ہو اور اسکی نوع کا بھی ذکر ضروری کہ مثلاً سکہ یا کپڑا یا مینا یا پور کا **ص** جب دعویٰ مدعی کا منہج ہو کہ **ف**
 یعنی قسم کے دعویٰ میں جو اسکی شرط ان میں سب بانی جاوے تو اگر مدعی ذبح است کہ **ص** تو قاضی مدعی عین سے سوال کرے اوسکی قسم **ف**
 کہ کفار کا منہج سے کہے ہو یا نہ ہو یا نہ ہو تو تو لیا یا نہ لیا یا نہ لیا اور اگر مدعی کی سمت نہ ہو تو طلب مدعی علیہ کی اوسوال کرنا اوس سے
 کہیں نہ رو نہیں بلکہ دعویٰ کو خارج کر دے **ص** درختدار **ص** تو اگر مدعی علیہ نہ کرے دعویٰ مدعی کا یا انکار کرے اور مدعی وجہ ثبوت
 پیش کرے تو قاضی حاکم علیہ مدعی علیہ پر **ف** بغیر طلب مدعی کے اور اگر مدعی علیہ یہ کہے کہ میں مدعی کے دعوے کو دفع کر سکتا ہوں
 تو قاضی اوسکو تین دن کی مہلت دیوے اگرچہ یہ دن کچھری ہوئی ہو اور جو روز ہوتی ہو تو ایک دن کی دینا چاہیے اور اگر
 تین دن کی دیکھتا بھی جائز ہے پھر اگر اوس مدت میں مدعی علیہ دفع کرے تو بہتر روز قاضی اوس پر حاکم دیوے درختدار و شجر
 لاطحاوی **ص** اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں وجہ ثبوت کے تو در صورت درخواست مدعی قاضی مدعی علیہ سے تسلیم کرے
ف اسوئلہ کہ روایت کیا بخاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر لوگ دیے جاتے
 صرف اپنے دعویٰ سے الیہ کچھ لوگ دوسرے دن کے کھونو کا اور مالوں کا دعویٰ کرتے لیکن قسم نہ دے مدعی علیہ پر روایت کیا بخاری
 نے سند صحیح سے اس حدیث کو اور اوس میں یہ لفظ ہے **الکبت علی المداعی والیہین علی من انکدر یعنی گواہی**
 پر میں اور مسلم نے روایت کی بخاری مسلم نے دال بن حجر سے کہ ایک شخص کندی اور ایک حضری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پاس تو حضری نے یہ دعویٰ کیا کہ یا رسول اللہ اسنے میری زمین لے لی تو کونسا کندی نے کہ وہ زمین میری ہی مدعی کا اوسینچ
 حق نہیں تو فرمایا حضری نے حضری سے کیا تیرے پاس گواہ ہیں کہا اوستے کہ نہیں فرمایا آپ نے پس تیرے لیے قسم اوسکی ہو

دعویٰ شریک منصوص ہو گیا
 دعویٰ شریک مات قاضی جہت می تیر کو مستقیم کیا کہ قاضی جب متولی وقت کو مستقیم کیا کہ دعویٰ شریک منصوص ہو گیا
 مسئلہ اگر مدعی نہایت سی چیزوں کا جبکہ جنس اور نوع مختلف ہو دعویٰ کیا تو کل کی قیمت ذکر کر دینا کافی ہو اگرچہ ہر چیز کی
 قیمت علیحدہ علیحدہ بیان نہ کرے اور گواہ بھی اسکے مقبول ہونے کی قیمت پر حلف دیا جاوے گا اسکے مدعی علیہ کو کمال پر کیا ہی
 بار اگر انکار کرے گا اور اگر انکار کرے گا یا نکل کرے گا تو اسکے بیان پر چہ کیا جاوے گا شامی و طحاوی ص ۵۴۷ کے دعویٰ میں یہ
 بھی شرط ہے کہ مدعی اسکے حدود بیان کرے یعنی چاروں حدین یا تین حدین اور ان حدوں کے مالکوں کا نام اور ان کے
 باپ اور دادا کا نام بھی بیان کرے **ف** حدود کا بیان کرنا شرط ہے دعویٰ عتق میں نیز کیا ابو یوسف نے اگرچہ وہ عتقار
 مشہور ہو گیا اور صحابین کے نزدیک اگر مشہور ہو تو حدود کا ذکر شرط نہیں ہے پر بیان کر دینا تین حدود کا کافی ہے نیز ایک ہمار
 کیونکہ حبس میں حدین غائب ہو گئیں تو چھٹی حد ایک خط مستقیم ہوگی چنانچہ مکمل مندرجہ شیعہ سے ظاہر ہے اور فریقہ کے نزدیک عتق
 حدوں کا بیان ضروری ہے قول ہے اگر ثلثہ کا اور اسی پر فتویٰ ہے اور صحاب و مالکین حدود کی نسبت داد ایک شرط ہے امام غزالی
 کے قول میں لیکن اگر مالک خود شخص مشہور ہو تو فقط اوس کا نام ذکر کر دینا کافی ہو اور پھر کے دعویٰ میں یہ بھی شرط ہے کہ مدعی اوس شہر
 کا نام اور اوس خطہ کا نام اور اوس قلعی کا نام جہاں پر وہ گھر ہے بیان کرے یہ شرط اسی دعویٰ عین کے میں لیکن دعویٰ دین میں
 تو ذکر جنس قدر کا ضروری ہے اور ذکر دین مذکور ہے اگرچہ چیز دینی ہو وہ جسے سونا یا ناری تو اس کی قیمت بھی ذکر کرنی ہو یا کھانا
 بیان کرنا ضروری ہو اور اسکی نوع کا بھی ذکر ضروری کہ مثلاً سکہ یا کپڑا یا مینا یا پور کا **ص** جب دعویٰ مدعی کا منہج ہو کہ **ف**
 یعنی قسم کے دعویٰ میں جو اسکی شرط ان میں سب بانی جاوے تو اگر مدعی ذبح است کہ **ص** تو قاضی مدعی عین سے سوال کرے اوسکی قسم **ف**
 کہ کفار کا منہج سے کہے ہو یا نہ ہو یا نہ ہو تو تو لیا یا نہ لیا یا نہ لیا اور اگر مدعی کی سمت نہ ہو تو طلب مدعی علیہ کی اوسوال کرنا اوس سے
 کہیں نہ رو نہیں بلکہ دعویٰ کو خارج کر دے **ص** درختدار **ص** تو اگر مدعی علیہ نہ کرے دعویٰ مدعی کا یا انکار کرے اور مدعی وجہ ثبوت
 پیش کرے تو قاضی حاکم علیہ مدعی علیہ پر **ف** بغیر طلب مدعی کے اور اگر مدعی علیہ یہ کہے کہ میں مدعی کے دعوے کو دفع کر سکتا ہوں
 تو قاضی اوسکو تین دن کی مہلت دیوے اگرچہ یہ دن کچھری ہوئی ہو اور جو روز ہوتی ہو تو ایک دن کی دینا چاہیے اور اگر
 تین دن کی دیکھتا بھی جائز ہے پھر اگر اوس مدت میں مدعی علیہ دفع کرے تو بہتر روز قاضی اوس پر حاکم دیوے درختدار و شجر
 لاطحاوی **ص** اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں وجہ ثبوت کے تو در صورت درخواست مدعی قاضی مدعی علیہ سے تسلیم کرے
ف اسوئلہ کہ روایت کیا بخاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر لوگ دیے جاتے
 صرف اپنے دعویٰ سے الیہ کچھ لوگ دوسرے دن کے کھونو کا اور مالوں کا دعویٰ کرتے لیکن قسم نہ دے مدعی علیہ پر روایت کیا بخاری
 نے سند صحیح سے اس حدیث کو اور اوس میں یہ لفظ ہے **الکبت علی المداعی والیہین علی من انکدر یعنی گواہی**
 پر میں اور مسلم نے روایت کی بخاری مسلم نے دال بن حجر سے کہ ایک شخص کندی اور ایک حضری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پاس تو حضری نے یہ دعویٰ کیا کہ یا رسول اللہ اسنے میری زمین لے لی تو کونسا کندی نے کہ وہ زمین میری ہی مدعی کا اوسینچ
 حق نہیں تو فرمایا حضری نے حضری سے کیا تیرے پاس گواہ ہیں کہا اوستے کہ نہیں فرمایا آپ نے پس تیرے لیے قسم اوسکی ہو

کہا اور اسے بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ نے نہیں ہی تیرے لیے جو سوائے حق کے کوئی اور ذریعہ نہیں
 قسم کھانے سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر طلع کر لیا مدعی کے مال پر تاکہ کھائے اور سکون ظلم سے اللہ علیہ السلام تعالیٰ
 سے اور اللہ اور اس کے منہ بھر لیا اور اس حدیث کے معنی بہت سی حدیثوں میں مروی ہیں بلکہ بعضوں نے اسکو منواتر کہا ہے اور روایت
 کیا رسول نے نبی کا یہ حق ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے کائنات میں مرد مسلمان کا اپنی قسم سے تو بیشک واجب کیا اللہ تعالیٰ
 اس کے لیے جہنم کو اور جہنم کیا اور پھر اس کے جنت کو تو کہا آپ ایک شخص سے یا رسول اللہ اگر وہ تھوڑی چیز ہو تو فرمایا آپ اگر طلع
 لکڑی ہو پیلو کی **فائدہ** اگر مدعی علیہ نے کہا کہ میں نہ قرار کرتا ہوں نہ انکار تو اس حلف لیا جائیگی بلکہ قسم کیا جاوے گی تاکہ
 قرار کرے یا انکار کرے اس طرح اگر چہ ہو رہے بغیر کسی آفت کے اسکی زبان میں نہ ہو بخلاف مسئلہ ۵۰ جماع کیا گیا
 فقہانے بلا طلب ہم دلائے پڑاوش شخص کو جو یہیت پر مدعی میں کہ بصورت اس کے قسم لانے کی یہ کہ قاضی اسکو یوں قسم
 کہ قسم اسکی میں نے اپنا حق مدعیوں میت سے نہیں پایا اور پسینے اسکی طرف سے مجھ کو ادا کیا اور نہ میری طرف کسی اور نے اور نہ
 قبضہ کیا میرے حکم سے اور نہ میں نے اسکو معاف کیا نہ کل نہ بعض اور نہ میں نے اسکا حق قبول کیا اور نہ میں نے اسکی کوئی
 چیز چھین کر لیا **فائدہ** اگرچہ تو اگر مدعی علیہ نے ایک دفعہ بھی قسم کھائے سے انکار کیا مثلاً کما میں قسم نہیں کھاؤنگا
 یا چپ ہو رہا بغیر کسی آفت کے **ف** یعنی اگر کوئی گناہ یا برہنہ کا تو سکوت اسکا نکول نہ ہوگا صراحت اور قاضی نے فیصلہ کر دیا
 اس کے نکول پر تو صحیح ہو اور احتیاط اس میں کہ قاضی قسم کے واسطے تین بار مدعی علیہ سے کہے پھر اگر تیسری بار میں بھی مدعی علیہ
 قسم سے انکار کرے تو قاضی اس کے نکول پر حکم کر دیوے **ف** نکول کہتے ہیں قسم سے انکار کرے تو قاضی اس کے نکول پر
 حکم کر دیوے کیا معنی مدعی کا مقدمہ جیتا دیوے اور مال مدعی علیہ پر لازم کر دے صراحت اور قاضی کے نزدیک صرف نکول
 سے مدعی علیہ کا پر مال لازم نہ کیا جاوے گا بلکہ پھر مدعی سے قسم لیا جائیگی کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے جب مدعی حلف کر لیا تو حکم
 کر دیا جاوے گا مال کا مدعی علیہ پر اور ہمارے نزدیک یہ دعوت ہے اور سب سے پہلے اس طرح کیا معاویہ رضی اللہ عنہ اور نہ مخالف حدیث مشہور
 کے **ف** اور یہی قول ہے احمد و مالک کا اور یہی کہتے ہیں ابو ثناء اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو مدعی سے قسم لیا کہ حکم
 کر دینگے صل کا مدعی علیہ پر اور قسم اسکی قائم مقام دو ستر گواہ کے ہوگی اولاً غرض قسم نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا
 اثبات سے کہ مدعی سے کسی حال میں حلف نہ لیا جائیگی بلکہ حلف خاص مدعی علیہ کے ساتھ اتباع حدیث مشہور بلکہ
 متعاجر جاوے گا کہ فرمایا حضرت علیؓ **أَلَيْسَتْ عَلَى الْكَذَّابِ وَالْبَاطِلِ عَلَى مَنْ أَكْذَبَ مِنْكُمْ** یعنی جو قسم نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس سے
 جنس کی یعنی تمام میں مدعی علیہ پر یہی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ قسم مختص مدعی علیہ سے اثبات دہیل لگاتے ہیں اس
 حدیث سے جسکو روایت کیا احمد و ترمذی اور ابن ماجہ و بیہقی اور طحاوی نے عبد الوہاب بن عبد الحمید نقلی سے انھوں نے
 امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے باپ محمد باقر سے انھوں نے جابر سے کہ فیصلہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ
 قسم کے اور یکساں ہے کہ نہ ترمذی نے اور روایت کیا اسکو توری اور مالک وغیرہ نے امام محمد باقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اور روایت کیا اسکو و توفیقی نے محمد باقر سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ ایک
 شاہد کے اور قسم میں مدعی سے اور نہ قطع کر کہا و توفیقی نے علل میں کہ جعفر صادق نے بھی صل کیا اس حدیث کو اور کبھی رسول

سوائے حوائج اور ان کے

اور کہا شافعی نے اور بیہقی نے کہ عبد الوہاب نے وصل کیا اور سکوا اور وہ ثقہ ہیں کہتا ہوں کہ ذہبی نے اسکو ضعیف کیا اور کہا کہ مخطوط ہو گیا تھا آخر عمر میں اور مالک اور ثوری کی روایت مرل لکھ صحیح ہے لیکن حدیث مرل شافعی کے نزدیک قابل احتجاج کے نہیں ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور طحاوی نے ابن عباس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ شاہد اور قسم کے اور حسن کہا اور سکوترندی نے اور منکر کہا اسکو طحاوی نے اسواسطے کہ روایت کیا اور سکوقس بن سعد عمرو بن ہنیار اور اسکی حدیث کو عمرو بن دینار سے ہم کچھ نہیں جانتے اور روایت کیا شافعی اور اصحاب سنن ابن حبان نے ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا شاہد اور حسن سے نقل کیا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہ حدیث صحیح ہے لیکن روایت کیا اس حدیث کو سیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے اور حسن اور سے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے پھر کہو گیا حفظ ابی ہشیل کا اور کہتے تھے ابو ہشیل کہ ربیعہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث بیان کی ابو ہریرہ کی کہ اسطحاوی نے نقل اعن العینی کہ سیل راوی اس حدیث کا سنکر ہوا اسکی روایت کا تو حدیث مذکور تحت باقی نہ رہی بعد ہند جو نے اسکو راوی کے اور باقی اسانید بھی اس حدیث کی ضعیف ہیں جواب امام صاحب کا اس حدیث سے چند وجوہ ہیں اول اسطرح کہ یہ حدیث طرق اسکے سب ضعیف ہیں روایت کیا اسکو نقاد فن حدیث بھی معین نے ثانیاً یہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہر نص صحیح کلام اس کے واسطے شہید شہیدین میں رجال الکوفہ فان کو یکنونہ جلیلین و جعل قاضیان الاذیہ یعنی گواہ کرو تم و مردوں کو اپنے میں سے تو اگر و مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ثالثاً مخالف ہر حدیث اس حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم منکر چکر کر دیا ہے تو میں جس شہود کو مدعی پر اور جن میں کو مدعی علیہ پر ابجاء اس حدیث میں ذکر ایک واقعہ کا ہے اور نص قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں احتمال ہے کہ شاید یہ حکم مخصوص ہو اور میں واقعہ سے یا اس مدعی سے کیا حضرت نے کہو یا شہادت خنزیرہ کو قائم مقام و شہادتوں کے اور خاص ہے ہر خنزیرہ سے باتفاق علما اور احادیث اور آثار ہمارے قولی ہیں عام تو واجب ہوگی ترجیح کو اس حدیث پر خاصاً بصورت تسلیم معنی اس حدیث کے یہ ہو سکتے ہیں کہ حضرت نے حکم کیا شاہد اور میں سے یعنی باوجود اسکے کہ مدعی نے ایک شاہد پیش کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بوجہ عدم کمال نصاب شہادت لحاظ نہ فرمایا اور مدعی علیہ سے میں لی تو مرد اور میں مدعی علیہ نے میں مدعی شہاد دیا یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شاہد سے خنزیرہ ہو کیونکہ دوسری حدیث میں مروی ہے کہ حضرت نے اسکی شہادت کو نہ مانجھ لیا و شہادت رکھا اور یہ حکم اسکی خصوصیات میں سے ہے نہ شہاد بجا کیہ الف و لام مقضی بالیمن مع الشاہدین عہد کا ہو کہ اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاہد سے شہادت مہودہ یعنی دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی مرد ہی طرح سے لیکن میں مہودہ یعنی میں مدعی علیہ شہاد کیا کہ میں سے میں شاہد کی مراد ہو کہ یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظ شہد کہنے کیونکہ اشہد لفظ یمن میں سے ہے نہ شہاد کیا کہ عمل اس حدیث پر متعارف نہوا عدم سلف صامین یعنی صحابہ و تابعین میں اور یہ دلیل قاطع ہے اس حدیث کے متروک یا مہول معنی پر عاشر ایہ کہ استدلال امام شافعی اور زمرہ ثلثہ کا بابت اثبات یمنین کے جس تمام نہیں ہوتا کیونکہ مذہب ابو حنبلہ شہادت ہی مدعی پر بعد کمال مدعی علیہ لکھ کر مدعی نے ایک گواہی پیش نہ کیا ہوا وہ مخالف ہے اس حدیث کے بھی لکھ کوئی کہے کہ اس مسئلہ کے اثبات کی دلیل میں بلکہ روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر سے کہ نبی صلی

تو اوس سے حلف لیا جائے حال کے لیے تو اگر وہ نہ نکول کیا ضمان دیگا مال کا اور ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اس واسطے کہ نکول اگر کسی کی ضمانت میں ہو تو اوس کا لازم ہو گا نہ نہ یہ طریق فائدہ کو حلف دلائی جاوے گی اگر عورت نے دعویٰ کیا اوس کے طلاق دینے کا قبل دخول کے اس واسطے کہ طلاق میں بالاجماع حلف لیا جاتی ہے تو اگر نکول کر گیا ضمان دیگا صورت مذکور میں عورت کے نصف مہر کا بیع بخیل میں جب عورت نے دعویٰ کرے مہر کا یا نفقہ کا اور نکال کرے شوہر تو حلف لیا جاتی ہے اوس اور اگر نکول کر گیا تو مال اور بیع المزم ہو گا اور عورت اس پر طلاق نہ ہوگی نکول سے نزدیک امام ابوحنیفہ کے اسی طرح نسب میں جب مدعی بسبب نسب کسی کی حق کا دعویٰ کرے جیسے میراث یا نفقہ کا ف یا احضان کا یا عتق کا بسبب ملک کے یا مہر میں رجوع نہ ہو سکے کا شامی ص تو مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے گا اگر نکول کر گیا تو وہ حق ثابت ہو جاوے گا نہ نسب نزدیک امام صاحب کے اسی طرح جو منکر ہو نقصان کا تو اوس سے حلف لیا جاوے گا اگر نکول کر گیا قصاص بالنفس میں ف قصاص بالنفس یہ کہ مقتول کے برہن اس کا قتل واجب ہو تو قصاص بالاطراف یہ کہ مدعی علیہ نے کسی کے ہاتھ یا پائون کاٹ ڈالے اور مدعی اس کا عوض چاہتا ہو اگر مدعی علیہ سے کبھی ہاتھ یا پائون کاٹے جاوے تو قید کیا جاوے گا مدعی علیہ بیان تک کا اقرار کرے یا حلف کرے اور اگر نکول کر گیا قصاص بالاطراف میں تو صرف اوس کے نکول سے اوس سے قصاص لیا جاوے گا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک قصاص بالنفس میں بجز نکول دیت لازم ہوگی قاتل پر ف اور فتویٰ امام کے قول پر بجز مدعی نے کہا میرے گواہ مافہم میں یعنی شہر میں بیان تک کہ اگر مدعی کہے گا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں یا میرے شوہر غائب ہیں تو مدعی علیہ سے حلف لیا جاتی ہے اور ضمانت نہ لیا جاتی ہے اور بجز قسم طلب کی مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے قسم نہ لیا جاتی ہے بلکہ اوس سے حاضر ضمانت لیا جاتی ہے تین روز کی ف لیکن شرط ہے کہ حاضر ضمانت معتد اور معتبر ہو اور اس پر خوف بھاگ جانے کا نہ ہو اگر مدعی علیہ صاحب اعتبار ہو اور مال بچے ص تو اگر مدعی علیہ ضمانت داخل کرے تو خود مدعی علیہ اس کا مدعی علیہ کے ساتھ ہے مدت ضمانت تک یعنی تین روز تک تاکہ مدعی علیہ غائب نہ ہو جاوے صورت جب بجز مدعی علیہ قسم نہ دے اوس شہر کا اور اگر مسافر ہو تو اوس سے حاضر ضمانت وقت برفاست کبھی تک لیا جاتی ہے اور اگر ضمانت نہ لیا تو اسی مدت تک مدعی کو نکالنے کے ساتھ رہنے کا ہو گا پس اگر مدعی مدت مقررہ میں گواہ لایا تو بجز ور نہ قاضی اوس سے حلف لے لیکو یا اوس کو چھ پر دیو ف مسائل الحاقیہ اگر مدعی اور مدعی علیہ نے اتفاق کر لیا اس امر پر کہ مدعی علیہ حقیقی کے سوال اور کہ میں قسم کھاؤں اور بری الذمہ ہو جاوے تو یہ باطل ہے اس واسطے کہ قسم قاضی کا حق ہے نہ طلب مدعی تو اعتبار نہیں قسم اور اگر قسم کا غیر قاضی کے پاس مدعی علیہ نے اگر کہتے کہ مدعی سے حلف لی جائے اسپر کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا گواہ اور اسکے سچے ہیں تو قاضی اس کی درخواست پر ہی طاعت کرے ف لکھ طلاق قضا کے تین ہیں ایک اقرار مدعی علیہ دوسری یہ بیان مدعی قسمی نکول مدعی علیہ تو قاضی کو چاہیے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور وہ طلب کرے قسم کرے مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے کہ واسطے قسم کھائے اگر وہ قسم کھا لے تو بجز اگر نکول کرے تو اس پر مال کا حکم کرے نہ کہ قبل مدعی علیہ کے حلف یا نکول کرے کہ اس طرح فیصلہ کر دیوے کہ مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے اگر کہے تو بجز ورنہ اوس سے مال لایا جاوے گا جیسا کہ اس زمانے کے قاضی کرتے ہیں اور یہ میرا جہل ہے ورنہ اوس سے یا غفلت تو اس کو بیا رکھنا چاہیے قاضی کے سامنے مدعی علیہ نے انکار کیا قسم سے اور قاضی نے اس پر نکول سے حکم کر دیا مال کا بعد اوس کے مدعی علیہ مستعد ہو حاضر ہو تو اب کچھ

یعنی بیان ضمانت
ذاتی لکھی ہو
میں اور وہ بیان
دوسری صورت میں
نہ ہو کہ اس کو
نکول سے حلف لیا جاوے
بیان کو مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے
نکول سے حلف لیا جاوے
میں اور وہ بیان
دوسری صورت میں
نہ ہو کہ اس کو
نکول سے حلف لیا جاوے
بیان کو مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے
نکول سے حلف لیا جاوے

سماعت اور کسی نہوگی اور تصانیف حال پر باقی ہوگی اگر دعویٰ نے بعد قسم کے گواہ قائم کیے گو کہ پہلے کہ چکا ہو کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں یا بعد قضا بالانکول کے تو قبول کیے جاویں گے کیل اور وصی اور تنوی اور ضعیف کا باب مدعی علیہ سے حلف کے سکتے ہیں یا نہ اور حلف نہیں کر سکتے یا نہ اپنے فعل پر آدمی سے حلف لیا جاتی ہو بطور قطع اور یقین کے معنی جملہ مدعی کے تہا اور وسط میں نہیں اور غیر کے فعل پر بطور علم کے کہ میں نہیں جانتا اس بات کو جیسے کسی شخص نے دعویٰ کیا دین یا عین کا وارث پر بشرطیکہ قاضی کی میراث ہو نہ ہو جانتا ہو یا مدعی نے اس کے میراث ہو نہ ہو کیا اقرار کیا یا نہ مدعی علیہ اس کے میراث ہو نہ ہو گواہ لایا تو مدعی علیہ یعنی وارث سے علم پر قسم لیا جو کہ میں نہیں جانتا کہ یہ چہ تیری یا تیرا وارث آتا تھا مورث پر اگر مدعی نے دعویٰ کیا دین کا مدعی علیہ پر اور ثابت کیا اس کو سب برہان سے بعد اس کے مدعی ہونے جواب دیا کہ میں نہیں مدعی کو پہنچا چکا ہوں تو مدعی علیہ سے گواہ آدمی کے لیے جاویں گے اسی طرح اگر دعویٰ کرے مدعی کے غفور کرے گا اگر مدعی علیہ کے پاس گواہ ہوں ایصال میں یا اگر آدمی کے اوٹا قسم کا مدعی سے تو مدعی سے قسم لیا جاتی اگر مدعی قسم کرے تو مال لایا جاوے گا مدعی علیہ سے اور اگر کوئی کرے تو مدعی علیہ پر مال لازم ہوگا اگر لیک شاہدے شہادت دی ہو اور وہ دیکر مدعی علیہ پر پورے دوسرے اس کے اقرار پر تو گواہی مقبول ہوگی اگر دین ایصال دین کا دعویٰ کیا ایک بار کلین کا گواہوں نے اسے متفرق متفرق کی گواہی کی تو گواہی مقبول نہوگی اگر ورثے نے زوجیت زوجہ کا بالکل نکاح کیا یعنی یہ کہ ہمارے مورث کی یہ بھی زوجہ نہ تھی بعد اس کے زوجہ نے گواہ قائم کیے نکاح اور کسے اب ورثے نے لگے کہ ہمارے مورث اس کو طلاق دی تھی اسے برا کیا تھا مگر تو قبول ان کو نکاح سمیع نہوگا اس کو کسے نکاح قبول کیے

باب کیفیت حلف کے بیان میں

قسم ہوتی ہے اور حدیث کے نام ایک قسم کسی اور کے نام سے ف تو اگر قسم کھاوگا قرآن یا ماں باپ یا پیغمبر یا ولی یا شہید نام سے یا کعبہ کی تو وہ سب ایک قسم کے مرتب نہوئے بلکہ اگر حدیث کا سا کسی اور کو بزرگ سمجھ کر قسم کھاوے گا تو شرک ہو جاوے گا اگر قسم کھاوے اللہ کے نام سے یا اور کسی اور کے اسم سے اس کا متبرک کہ ہے بیسے رحمن رحیم فاروق ذوالجلال اور کسی ایسی صفت سے جس سے قسم کھائی جاتی ہے جیسے غوث اور طلال اور کبریا یا عظمت اور قدرت تو قسم معتبر ہوگی شاہجی روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ کو منع کرتا یا اس بات سے کہ قسم کھاوے تم اپنے باپوں کی سوچو جس قسم میں تم نے قسم کھا نیوالا ہو سو چاہے کہ قسم کھاوے خدا کی یا چاہے کہ کھارے تو حید پر ہے یعنی لا الہ الا اللہ کا شیعہ عبد الحق نے سے کہ جس نے اپنے حلف میں کہا قسم حلال اور عزیزی کی تو چاہے کہ کھارے تو حید پر ہے یعنی لا الہ الا اللہ کا شیعہ عبد الحق نے شرح مشکوٰۃ میں کہ اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم نہیں ہے تو اس کا فرنین ہوتا لیکن استغفار چاہے کیونکہ صورت کفر کی ہے اور اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم ہے یعنی اس چیز کی تعظیم مثل خدا کے جانتا ہو تو یہ کفر اور زنا و دہی واجب ہے کہ خود کرے اس کو اور تجدید اسلام کرے رقیبت کیا ابو داؤد ابو ہریرہ سے کہ اگر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قسم کھاوے تم اپنے باپ دوا اور اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور نہ قسم کھاوے تم خدا کی مگر جب سچے ہو اور روایت کیا بخاری ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی سو خدا کے کسی کی تو اس نے شرک کیا صراحت قسم نہوگی طلاق اور عنان سے ف یعنی اگر مدعی کہے کہ مدعی علیہ سے یوں قسم کھاوے کہ اگر

بیان حلف پر زور ہے

یعنی کا دعویٰ ہے اسکو تو میری جہ پر مطلقاً دیا یہ اعلام آراء اور تو اس درخواست مدعی کے کچھ بھلا نہ ہو گا کیونکہ مطلقاً یا عیناً سے دینا
 حرام ہے کیونکہ فی الحقیقت یہ صرف اور قبول منعیف ہے نہ کہ اگر یہ اسے ملنے میں مدعی اجماع اور زری کرے تو مدعی علیت سے عاریت
 اور عیناً پر قسم ہے **ف** یعنی فاضلی کو اسے لینا درست ہے اور یہ قبول موقوفہ پر ہے جو اول یہ کہ طاعت والا یا طاعت اور عیناً
 کی حرام ہے تو اگر مدعی اجماع اور زری کرے تو فاضلی کو اسکی تعمیل کیسے درست ہوگی اسی اختیار کیا جو صاحب دین تھا اور فقہائے
 معتبرین نے فرمایا کہ یہ تحقیقات اس میں غبار نہیں رہتا اسلئے اگر مدعی غایب ہے انکار کیا ایسی قسم درست یعنی طاعت اور عیناً
 کی قسم درست تو اس کے کمال سے اس پر مال لازم نہ کیا جائیگا تو یہ تحقیقات سے فائدہ بخیر ہی لیکن بعض فقہاء نے یہ کہا کہ اگرچہ شخص نے
 جائز رکھا اس حلیف کو تو وہ وہاں اس بات کا بھی کہ بصورت نمل مدعی عیال اور سپہ لازم کیا جائیگا حدیثاً اور قضائی سے
 نقل کیا اور عبارت کہ بھی فائدہ اس قسم کا نہیں ہے تو اگر مدعی غایب ہو جائے اس بات کا کہ کمال اس قسم سے معتبر نہیں تو وہ وقت
 طلب حلف قسم اس کا کر کے مال کا ذکر کر لیتا ہے تو قسم سے یہ کہ یہ قول منقول نہیں مجتہدین اربعہ سے اور نہ قیام فقہات
 بلکہ متون میں ملکی مانع لکھی ہے تو جو اس کا منفع انجام دے کیا بعد بعض فقہاء متاخرین کا جو حکم تعلیقہ و زمین علی مخصوص ہے کہ
 منافع احوال اور حرام ہے تو سکھ یاد کرنا چاہیے **ص** اور نہ اس کے اسکا اور فاضلی کو نہ خدا کی وصاف ذکر کرے نہ مثلاً کہ
 کما تو اس کی جو طالب ناب و بھٹے والا جو بادشاہ ہر زمانہ ہو کبھی و سکا و موت اور فنا میں و شمل اسکے **ف** بالبین
 اسکی مثال یوں لکھی ہے کہ فاضلی سے مدعی علیت سے کہ تو قسم خدا کی ایسا نہ کرے کہ اسے والا بر غائب اور حاضر باد زمین حرم ہو جائے اور
 بھی جو چیز کہ جیسے جاننا کہ کھلی چیز کہ مدعی کا تیب پر پان میں کرے اور زمین سے کچھ نہ ملے اور فاضلی کو پوچھتا ہے کہ کیا کرے تو اس نے
 زیادہ یا کم لیکن احتیاط کر اس بات کی کہ مدعی علیت پر قسم کرے کہ وہ جو اسلئے کہ استحقاق اور سپہ سرت ایک قسم کا اور بعضوں نے
 کہا ہے کہ جو شخص نہ بخت دینا اور نہ شہو ہو اور سپہ تالیہ قسم کی حاجت نہیں البتہ جو ایسا نہ ہو سپہ سرت کہ اور بعضوں نے کہا ہے
 کہ اگر مال قلیل ہو تو تعلیقہ قسم کی حاجت نہیں البتہ اگر مال خفیہ کا دعویٰ ہو تو قسم کر بخت کرے ہدایہ تو اگر فاضلی نے مدعی علیہ کا ہند
 کی قسم دی اور اسے تعلیقہ قسم اسکا کیا تو فاضلی اور سپہ کمال سے ملے کرے اسلئے کہ طلب تو اسکی قسم سے ہر اور وہ طالب کیا
 اور بخدا عن الان یلعی **ص** اور نہ مومن آید قسم کی مسلمان پر زمان اور مکان **ف** تعلیقہ زمان یہ کہ وہ زمان شریف یا جمعہ کے
 دن قسم اور تعلیقہ مکان یہ کہ مسجد یا بیت مدین قسم ہے اور نہ زمین پر کہ تعلیقہ سبب نہیں ہے فاضلی کو تو ظاہر ہے کہ اگر اس
 تو بیان ہر لیکن نقل کیا شامی نے محیط کے زمین جائز ہے تعلیقہ قسم کی ساتھ مکان کے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک تعلیقہ
 قسم کی چاہیے زمان سے جیسے بعد نماز عصر کے دن جمعہ کا اور مکان سے جیسے جامع مسجد میں نزدیک منبر کے اور یہودی کو یوں
 حلف دلاوینگے کہ قسم ہر اس خدا کی کہ جسے تو ماری تو لڑے موسیٰ علیہ السلام پر اور اسرائیل کو جسے کہ قسم ہر اس خدا کی جسے تو مارا
 کو عیسیٰ علیہ السلام پر اور عیسیٰ کو اس طرح کہ قسم خدا کی جسے پیدا کیا اگ کو اور رب پرست کو قسم خدا کی دلاوینگے **ف** کیونکہ اس قسم سے
 اقرار کرتے ہیں وجود خدا تعالیٰ کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَبَّأْنَا آلَهُمْ مَعْنِ خَلْقِ السَّمَكِ وَآلِهٖ وَآلِهٖ كَيْفَ هُمْ اَللّٰهُ
 یعنی اگر تو پوچھتے مشرکین سے کہ کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو اللہ نے کہینے کہ نہ ان پر دلیلا اور پاری سے اور بندہ سے اگ کی
 اور گناہ کی قسم نہ لے کیونکہ تحلیف بغیر جہاں زمین پر بلکہ یوں کہ کہ قسم اس میں خدا کی جسے پیدا کیا اگ کو اور گناہ کو اور مختار

یعنی چاہیے
 نہ کہ
 یہ

میں ہرگز قہر نہ ہو مگر نہیں خدے غول کا بلکہ انکار کرتے ہیں خدا سے تو اوستے کس چیز کی قسم لیا ہو گی لیکن معلوم نہیں ہر قسم کے قسم کا
 کر دینے سے ہر قسم کی قسم لیا ہو گی اس واسطے کہ ہر قسم کی قسم کا انہی پر حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ میں دہر ہوں اور آدمی برائے ہر قسم کا
 دہر کو اور اگر یہودی نصرانی پڑی ہندو سے صرف خدا کی قسم لے تو کافی ہو جاوے گا اور فقہاء میں ہے کہ اگر مدعی علیہ کو کچھ ہو تو اس کو حلف
 دینے کا یہ طریقہ ہے کہ قاضی اوستے کہے کہ تجھ پر خدا کا اور اس کا شوق اگر ایسا ہو تو ایسا ہو پھر تیرے اپنے سر کشاہ کے کہ مان تو وہاں
 ہو جاوے گا اور اگر یہودی ہو تو قسم کھائے تاکہ وہ اس کا جو کچھ اپنے غصے اور اگر وہ لکھنا نہ جانتا ہو تو اس کو شہادہ سے قسم دیکو اور اگر لکھا اور
 بہ اور اندھا بھی ہو تو اس کا تپاں قسم کھا دے اس کا دھنیا اگر باپ اور دھنیا ہو تو قاضی نے جس شخص کو اس کے قائم مقام کیا تو
 وہ حلف کرے طحاوی نے یہ لکھا کہ یہ قسم کیا علم پر ہو گی اس واسطے کہ متعلق بالغیر بڑا یقین قطع پر ہو پھر کرنا چاہیے پھر معلوم کرے کہ یہ
 قول مخالف تھا مگر اس کے کہ کیا بات اختلاف میں جاری ہوتی ہے نہ حلف میں انتہی ص اور نہ حلف نے جاوے گی یہ لوگ ف یعنی
 یہود اور نصرانی اہل رب پرست ص اپنے عبادت خانوں میں اس واسطے کہ قاضی کو اس کے عبادت خانوں میں جاننا کہ وہ
 ہرگز نہ ہو کہ وہ مجمع شیطاں میں اور ظاہر کر دیتے ہر قسم کی قسم اس واسطے کہ غدا لا یدعون کہ بہت تحریریں مراد ہوتی ہیں جو سینے فتویٰ دیکر
 اوستے سلمان کی تعزیر کا جواز کہ نہیں ہے ساتھ لکھا ہے فی اللہ اوستے اور قسم دلائی جاوے گی تاکہ وہ حاصل ہوگی پرف
 قاعدہ کلیہ اس کا یہ کہ اگر شائبہ ہو جو مرتفع نہیں ہو سکتا جیسے عتق مڑ سلمان کا تو تو یمن حلف سبب ہوگی اور اگر وہ سبب م غصب ہوگا
 جیسے عتق نہیں اور نکاح طلاق سے تو وہاں قسم حاصل ہوگی مگر جس صورت میں مدعی کا ضرر ہو تو اس کی مثالیں لگائی ہیں کہ
 جیسے بیع اور نکاح میں قاضی یوں قسم دے کہ قسم نہ لگی تو دونوں میں بیع قائم نہیں اور نکاح قائم نہیں اور طلاق میں اس طرح کہ وہ عتق
 تجھ سے اس وقت بائین میں نہ ہو اور غصب میں اس طرح کہ تجھ پر اس چیز کا پھر دینا واجب نہیں اور نہ دیوے قسم سبب پر جیسے قسم خدا کی مینے
 نہیں چاہا مینے طلاق نہیں دیا مینے غصب نہیں کیا مینے نکاح نہیں کیا ف اس واسطے کہ یہ سبب م غصب ہو جاوے گی اس طرح
 کہ ایک چیز کو بیچا پھر فاکر کیا تو اگر مدعی علیہ کو قسم دلاوے گا سبب پر تو اس کو نہ دیوے گا بلکہ جو کچھ بولنے کے یہ سبب طرفین کا اور اس کو
 کے نزدیک سبب صورتوں میں حلف سبب پر دلائی جاوے گی مگر جب مدعی علیہ قاضی سے کہتا ہے کہ اگر قاضی نہ حلف دلا تو مجھ کو سبب
 پر اس واسطے کہ مدعی کہیں بیچ یا بخر یا بچھڑا کر لیتا ہے تو طلاق دیتا ہے پھر نکاح کرتا ہے اور عینوں نے کہا ہے کہ مدعی علیہ کے انکار کو دیکھیں
 اگر وہ نہ نکلا ہو گا سبب کا تو اس پر حلف دیا جاوے گا اور اگر نہ نکلا ہو گا حکم کا تو حاصل پر حلف دیا جاوے گا اور یہاں پر کہنے والا یہ کہ اگر
 کہ الا یقین یہ ہرگز ہمیشہ حلف ہو سبب م اگر جب مدعی علیہ کہتا ہے قاضی سے کہ اس واسطے کہ انتہا وجہ کی یہ بات ہرگز پہلے بیچ ہوئی ہوگی
 پھر اقالہ ہو جاوے گا تو مدعی اقالہ میں مدعی علیہ کو مدعی ہونا چاہیے تب مدعی علیہ کو اہ لازم ہیں اقالہ کے اور اگر علیہ ہو تو مدعی
 پر قسم ہو کہ ان فی الاصل ص اگر اس صورت میں جہاں پر مدعی کا ضرر ہو تو وہاں حلف سبب پر ہوگی جیسے شفعہ کا مدعی
 بسبب ہمسائی کے اور نفقہ طلاق بائن کا جب مدعی علیہ ان چیزوں کا قائل نہ ہو ف مثلاً مدعی علیہ شافعی ہو اور مدعی
 نزدیک ہمسایہ کو شفعہ دینے طلاق بائن کو نفقہ تو یہاں گویا مدعی علیہ سے حلف لیا ہو گی حکم یعنی میرے اور شفعہ واجب نہیں
 یا نفقہ واجب نہیں تو مدعی علیہ چاہے ہو گا اور مدعی کا ضرر لازم آوے گا اس واسطے مدعی علیہ کو یوں قسم دینے کہ قسم لگی سینے پر گھڑو
 نہ دیا مینے اس کو طلاق بائن نہیں دیا لکھا فی الاصل ص اس طرح قسم لی جاوے گی اوستے سبب پر جو مرتفع نہیں ہو سکتا جیسے

ہوئے یا نہ ہوتے تو قاضی کو اختیار ہے کہ جس قسم سے چاہے شرف کرے اور نہ کرے اسی طور سے بیجا بیگی یا بائع لیون کی طرح کھانے
 کہ اللہ میں نے ہزار کو نہیں سچا اور شتری قسم کھا کے کہ اللہ میں نے بغوض و ہزار کے نہیں خرید لیا اور لانا اثبات کا اسکے ساتھ نہ نہیں
 یعنی بائع بھی کہے کہ ملک میں نے دو ہزار کو بیجا پر اور شتری یہ بھی کہے کہ ملک میں نے دو ہزار کو خرید کر بیوی صحیح ہے کہ اگر فی الاصل مع شتر
 من الہدایہ ص اور فسخ کو روئے قاضی نے جو بعد دو دنوں کی قسم کے اور جو نکول کر چکا دو دنوں میں سے اوپر لازم کیا جاوے
 دعویٰ دوسرے کا یعنی جب قاضی نے پیش کیا قسم کہ پہلے شتری پر تو اگر اس نے نکول کیا تو بائع کا دعویٰ اوپر لازم ہو گیا اور اگر
 حلف کیا تو اب شتر کو بیجا دیگی بائع پر تو اگر اس نے حلف کیا تو فسخ کیا دیگی بیع اور اگر نکول کیا تو شتری کا دعویٰ اوپر لازم ہو گا
جائے اختلاف جب یہ تھا کہ میں نے جو تو دو دنوں سے حلف لینا قبل قبض مبیع کے موافق ہے قبض مبیع کے
 اس واسطے کہ بائع دعویٰ کرتا ہے زیادتی میں کا اور شتری اس کا انکار کرتا ہے اور شتری دعویٰ کرتا ہے تسلیم میں کا بائع پر ساتھ میں
 قاضی کے اور بائع اس کا انکار کرتا ہے تو ہر ایک ان دونوں میں سے وہی بھی جو اوپر لکھا بھی تو دو دنوں پہ حلف لازم آوے گی لیکن
 بعد قبض مبیع کے دو دنوں سے حلف لینا خلاف قیاس ہے اس واسطے کہ شتری کسی بات کا دعویٰ نہیں کرتا بائع پہ قبضہ مبیع
 اس کے پاس الٹی ہے البتہ بائع دعویٰ کرتا ہے زیادتی میں کا اور شتری اس کا منکر ہے تو قسم شتری سے چاہیے تھی لیکن تریک کیا تھی
 کہ میں نے اثبات کیا ہے دو دنوں کے حلف کو قبول سے انصاف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جب اختلاف کریں بائع اور شتری اور مبیع قبضہ
 مبیع تو دو دنوں حلف کریں اور دو دنوں چیر دیں یعنی بائع میں کو دو شتری مبیع کو کذا فی الاصل یہ حدیث اس نفقت میں
 علی ہان روایت کیا ابن ماجہ و دارمی نے عبد اللہ بن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اختلاف کریں بائع
 اور شتری اور مبیع موجود ہے اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو قبول بائع کا معتبر ہے یا پھر لیون دونوں مبیع کو اور فقہ کا سینہ
 نے جامع وغیر میں روایت نہ رہی ہے ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البیان إذا اختلفوا و ہدایت
 البیع یعنی بائع اور شتری جب اختلاف کریں اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو مبیع لیون بیع کو صراحت اختلاف ہو
 مبیع و مین یا شتر یا مین یا قبض مین یا قبض میں کے تو حلف دلایا جاوے گا **مکاف** برائے ہر اختلاف اصل میں جو کہ
 بیع شتری کے کہ میں نے اور ہمارے حق مدت پر خریدی ہے اور بائع اس کا انکار کرے یا شتری کہے کہ میں نے قبول نہ فرمایا
 سال کے اور بائع کہ کہ میں نے ایک چھ مہینے کی معاہدہ تو جو منکر ہے زیادتی کا اس کو حلف دیا جاوے گی یا کہ بائع یا شتری کہ بیع
 بشرط خیار تھی اور وہ اس کا انکار کرے یا کہ ایک وغیرہ کا کہ جو اختیار تھا تین دن کا اور وہ اس کے کہ میں نے بلکہ وہ ان کا یا
 شتری کہے کہ میں نے قبض نہیں دیا یا مین اور بائع اس کا انکار کرے **ص** بیع حلف نہ ہو گا اگر بیع تمام ہو گئی ہو ورنہ
 اور پھر اختلاف ہو تو میں نے بائع حلف دیا جاوے گا شتری نزدیک امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے اور قول شتری کا
 قسم سے مقبول ہو گا بظاہر اختلاف نمبر کے اور جو بعض مبیع حلف ہوئی اور بعض باقی ہے تو بھی حلف نہ ہو گا اگر وہ مسطورت میں تھا
 ہو گا کہ بائع حلف ہوئی ہے اس کے چھوڑ دینے پر راضی ہو گیا **ف** اور بعض شائع یہ کہتے ہیں کہ یہ شتا ہے مین شتری
 تو شتری پر صورت میں مین نہ ہوگی تو غصیل اس کی اصل کتاب میں ہے **ص** اگر مین اور مین کے مین کتاب میں اختلاف
 کیا تو مخالف ہو گا **ف** بلکہ قول صحابہ کا قسم سے مقبول ہو گا **ص** بیع حلف نہ ہو گا اگر بیع سلم کے فسخ کے بعد اس سلم

دعا
موجہ کی تفسیر
والا اور مستاجر
کی تفسیر کے مطابق

میں اختلاف ہو تو قول مسلم ایک طاعت سے مقبول لگا کا جو قد مسلم عود کر گیا اور اگر مسیح کا اقالہ ہو اور بعد بیع کے اختلاف ہو بائع اور مشتری
میں متقدمین میں تو دونوں حلف کریں جب دونوں حلف کر لیں تو بیع لوٹا دیگا **ف** اس واسطے کہ مخالف اقالہ نسخ
ہو گیا اور جب اقالہ نسخ ہو تو بیع لوٹا دیگا **ی** ص اور اگر اختلاف کیا بل جابارہ یا منفعت میں ہو جو اور مستاجر نے قبضہ پوری لینے
کے تو دونوں حلف کریں اور ہر ایک دو مسکن کی شے کو بچھڑے کو اور پہلے مستاجر کو حلف دیا جائیگا اگر اختلاف اجرت میں ہو جو
اور مستاجر کو پہلے حلف دیا جائیگا اگر اختلاف منفعت میں ہو جو اور مستاجر کو بیع کا مکمل کر گیا تو دوسرے کا قول ثابت ہو جائیگا اور جو کوئی ہر
لاو گیا اور سکا بیان مقبول ہو گا اور اگر دونوں بریان لاوین تو قول مستاجر کا اجرت میں اور مستاجر کا منفعت میں مقبول ہو گا
اور جب اختلاف دونوں میں واقع ہو تو گواہ ہر ایک کے اولیٰ بیعت کے دعویٰ یا اجرت میں جسے مستاجر نے کہا کہ میں نے تجھ کو مکان لکھ
میں دیا ایک برس تک تو وہ دین میں اور مستاجر نے کہا کہ میں نے بلکہ دوسرے برس تک روپیہ میں اوقاف تم کیا دونوں گواہوں کو تو
حکم دیا جائیگا دوسرے برس تک و سور و پچھن **ف** تو مستاجر کے گواہوں کا اوقاف یا اجرت میں اور مستاجر کے گواہوں کا اوقاف یا اجرت میں
اعتیار ہوا **ص** اور اگر جو مستاجر نے بعد پوری لینے منفعت کے اختلاف کیا مقدار اجرت میں تو قول مستاجر کا حلف سے
مقبول ہو گا اور اگر بعض منفعت کی ہو بعض باقی ہو تو دونوں سے حلف لیا جائیگا باقی میں نسخ کر دینے اور قبضہ مدت گزری ہو
اوس میں قول مستاجر کا مقبول ہو گا اور اگر اختلاف کیا جو رواد اور خاوند نے اسباب ناگہی میں تو جو سب اسباب عورت کے لائق
ف جیسے اولیٰ بیعت کرتی چوٹی زینور وغیرہ **ص** تو وہ عورت کو دیا جائے گا قسم لیکر اور جو سب کفایہ مرد کے
لائق ہو **ف** جیسے پگڑی تاج قبائغ و **ص** یا مرد اور عورت دونوں کا ہو سکتا **ف** جیسے ظروف وغیرہ **ص**
تو وہ مرد کو دیا جائیگا قسم لیکر **ف** یہ صورت جب کہ مرد اور عورت کسی پاس گواہ نہ ہو وین اور دونوں زندہ ہو وین تو اگر
دونوں اپنی پیش کریں تو وہ گواہ مقبول بیعت **ص** اور جو کوئی مر گیا ہو تو قول زندہ کا اوس سبب حق میں جو دونوں کے
لائق ہے قسم سے مقبول ہو گا **ف** اور اس سبب میں مقبول میں مجتہدین کے مذکورین حواشی در مختار میں **ص** اور امام ابو یوسف
کے نزدیک عورت کو اسباب بہر حسب لیاقت اور سکڑ یا جاو گیا اور باقی خاوند کو اوس قسم لیکر دیا جائیگا اور زندگی اور موت
سب برابر ہے اور اگر نزدیک امام محمد کے نزدیک اگر جو رواد اور خاوند زندہ ہوں تو مثل قول ابو حنیفہ کے ہے اور بعد موت کے جو سبب
مشکل ہے وہ خاوند کے وارثوں کو لیکر گا اور اگر جو رواد و خاوندین کوئی مملوک ہو تو کوئی اسکا ہو گا جو اوقاف میں آزاد ہر حالت میں
اور بعد لیک کے چلنے کے زندہ کا ہو گا **ف** اور صاحبین کے نزدیک عبد و لون اور مکاتب مثل حرم کے ہے مسائل الحائض
زومین کا اختلاف اگر مقدار صومین واقع ہو تو اوسکی صورت میں کتاب الحائض باب المہر حلتانی میں گذر چکے ہیں اگر موجد اور
مستاجر نے متاع خالی میں اختلاف کیا تو کل خیرین مستاجر کی ہو گا قسم لیکر اگر کپڑے جو بدن پر ہو جو کہ ہیں وہ موجد کے
ہونگے اگر دو قسم کے پیشیہ و ایک جا رہے ہوں تو آلات میں اختلاف کریں تو ہر ایک کو اوسکے پیشیہ کے آلات حوالے کیے
جائیں گے بلکہ جتنی آلات ہیں دونوں میں مشترک ہو جائیں گے وہ شخص ایک مکان میں رہتے ہیں اور ایک کے پاس ایک شے گر گیا
مکملی جو اس کے لائق نہیں ہے جیسے بارہ بکاش پاس جا کر کتاب کی یا ٹیس پاس توڑے شرفیون کا اور دوسرے شخص کے
لائق ہو اگر دونوں اوسکے معیاریں اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو وہ شے اوسکی ہو گی جو اس کے لائق ہے کشتی میں دو شخص

اگر میری علیحدہ مصالح ہوگا تو اس سے ختم دست دفع ہو جائیگی اور اگر وہ مشہور ہوگا جیسے جوئی اور کرباسازی میں تو دفع نہ ہوگی اس وقت
کہ وہ یہ کر سکتا ہے کہ جتنا مال اس کے قبضے میں ہے ایک شخص غائب ہونے والے کو دے دے اور اس سے کہے کہ تو ویرانہ کو اہوں کے اس
مال کو میرے پاس لانا بکھڑا دے گا کوئی اس مال کا دعویٰ نہ کر سکتا اور نزدیک مجھ کے خصوصیت دفع نہ ہوگی جب کہ وہ ہونے
کیا کہ ہر ایک شخص کو نہیں پہچان سکتا اور نہ سب دیکھ سکتا ہیں جہاں وہ دیکھ لیا کہ وہ غائب نہ ہو گیا بلکہ میری ملکیت کا نام لے کر یہ بیان پر کھانا
کیا کہ ہر ایک شخص کو نہیں پہچان سکتا اور نہ سب دیکھ سکتا ہیں جہاں وہ دیکھ لیا کہ وہ غائب نہ ہو گیا بلکہ میری ملکیت کا نام لے کر یہ بیان پر کھانا

باب ایک چہیز پر دو مخصوص کے دعویٰ کی بیان

قاعدہ کلیہ کا یہ ہے کہ گواہ غیہ قاضی کے اول میں قابض کے گواہوں سے اگر چہ ایک گواہ وقت بیان کیون اور ایک گواہ
وقت نہ بیان کریں وہ جانا چاہیے کہ جب دعویٰ ایسے دو مخصوص کا ہوگا ایک چہیز پر ایک شخص قابض ہو اور دوسرا
خارج یعنی غیر قابض تو گواہ خارج کے حق ہو گئے ہوں گے نزدیک شافعی کے نزدیک وہ قابض کی اول میں پھر اگر ایک گواہ ہونے وقت بیان کیا تو نزدیک
امام اہل نظر اور محد کے خارج ہی کے گواہ معتبر ہوں گے اور ابو یوسف کے نزدیک اس کے گواہ معتبر ہوں گے جنھوں نے وقت بیان کیا ہو گا
فلاح حاصل اور اگر دونوں شخص خارج میں اور دونوں نے ایک شے کا دعویٰ کیا اور ہر ایک کے گواہ قائل ہوئے تو وہ قائل ہوں اور
دونوں کو دیا جائیگا یہ ہر ایک کے نزدیک اور شافعی کی نزدیک دونوں طرف کے گواہ مردود ہو جائیں گے یا قرض کیا جائے گا جو جس کے
نام پر قرض ہو گا وہ شے اس کے لئے کی جائیگی بلکہ شافعی کے یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایسا ہی واقعہ ہوا اس وقت
قرعہ ڈالا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ہی فیصلہ کرے فی الواقعہ دونوں میں روایت کیا اور مسکو طبرانی نے معجم اوسط میں اور ہماری دلیل
معجم الاسناد پر جسکو روایت کیا ابو داؤد نے سنن میں ابو موسیٰ شہری سے کہ دو مخصوص دعویٰ کیا ایک اونٹ کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور ہر ایک کے گواہ قائل ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفسیر کر دیا اوس اونٹ کو اودن دونوں
میں آدھا آدھا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تیرہ طرف سے کہ دو دونوں جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے
ایک اونٹ میں اور تمام کیے شہر نے گواہ تو فیصلہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس اونٹ کا دونوں میں نصف نصف
کہا طحاوی نے کہ قرض کا حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر نسخ ہو گیا اس معلوم ہو کہ مذہب ہمارا صحیح اور موافق احادیث ہوں
ص تو اگر دو مخصوص نے گواہ قائل کیے ایک عورت سے نکاح پر تو دونوں گواہوں کے سوا ہونا جائیگا اس وقت کہ جو
میں شرکت نہیں ہو سکتی بطلان ملک کے اور میں شرکت ہو سکتی ہو گا فلاحتی ص اور وہ عورت اسکو دیا جائیگی جسکی عورت
نقد یوں کرے یہ عورت جب کہ دونوں شخصوں کے گواہ ہوں تو وقت نکاح بیان نہ کیا ہو اور وجود دونوں نے تاریخ نکاح بیان کی تو
جسکی تاریخ پہلے ہو عورت اسی کی ہوگی اور اگر عورت قبل قائل ہوئے گواہوں کی ایک شخص کی منکوحہ ہو نیکیا اقرار کیا تو وہ عورت اسی
ہو جائیگی پھر اگر دوسرے شخص نے گواہ قائل کر دیے اپنی منکوحہ ہو پھر تو پہلے شخص سے چھین کر دے سر کو دلاوین گے اور اگر ایک شخص نے
گواہ قائل کیے اوس عورت اپنی منکوحہ ہو پھر اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اس کے گواہوں پر اس بات کا کہ یہ بڑا دوس شخص کی یہ بعد
اس کے دوسرے شخص نے گواہ قائل کیے یہ منکوحہ ہو پھر تو قضاے اول نسخ نہ کیا جائیگی ناچ کہ اس شخص ثانی کے گواہ نکاح کی تاریخ
پہلے گواہوں کی تاریخ سے مقدم بیان کو تو پھر زبردستی تو شخص اول سے چھین کر شخص ثانی کو دلاوین گے اور اگر عورت ایک شخص کے
قبضے میں ہے بطور نکاح کے اب ایک شخص خارج نے گواہ قائل کیے کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے تو وہ عورت خارج کو نہ لائی جائیگی

اذا اوس صورت میں جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اس شخص کا قبضہ اس شخص کا قبضہ سے مقدم ہوتی ہے حال اسکا زمین میں یوں مقدم ہوتا ہے کہ جب وہ اوس شخص سے متنازع کیا گیا ایک عورت میں اور دونوں کے گواہ پیش کیے تو اگر دونوں کے گواہوں کے تاریخیں بیان کی ہیں تو جسکی تاریخ مقدم ہوگی وہ اولیٰ ہر اور اگر دونوں کے گواہوں کے تاریخیں بیان نہیں کی یا تاریخیں متحد بیان کیں تو جو قابض ہر عورت پر مدعی سے یا اپنے مکان میں رکھنے سے وہ اولیٰ ہر اور اگر یہ کوئی امر ہو تو عورت سے پوچھا جائے جسکی وہ تصدیق کرے وہ اولیٰ ہر **و** اگر وہ شخصوں نے گواہ پیش کیے ایک چیز کے خریدنے پر ایک شخص قابض سے تو ہر شخص کے لیے اختیار ہوگا کہ نصف مبیع کیوے بعض نصف ثمن کے یا ترک کر دیوے اور جب قاضی نے دونوں کے لیے نصف نصف لینے کا یا ترک کر دینے کا فیصلہ کر دیا اب ایک شخص نے اپنا حصہ چھوڑ دیا تو دوسرے کو یہ نہیں پہنچتا کہ کل مبیع کیوے **و** کیونکہ نصف میں اسکی بیع نسخ ہو چکی ہے **و** اگر اس صورت میں دونوں شخصوں کے گواہوں کے تاریخ خرید بیان کی تو جسکی مقدم تاریخ ہوگی اوسکو وہ شریکی اور اگر ایک کے گواہوں نے تاریخ خرید بیان کی اور دوسرے کے گواہوں نے نہ بیان کی یا دونوں نے تاریخ بیان کی تو جو قابض ہر اوسکو بیگی اور جو کوئی قابض نہیں ہر تو صاحب وقت اولیٰ ہوگا اور جو کسی نے وقت نہیں بیان کیا تو ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ نصف ثمن کے بدلے میں نصف مبیع سے کیوے چھوڑ دے اور اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ چیز میں سے زیادہ سے خریدی ہے اور دوسرے نے کہا کہ چیز محکو زیر سے ہے ہر اور میں نے اوس پر قبضہ کر لیا تھا یا صدقہ دی ہے اور میں نے اوس پر قبضہ کیا تھا اور ہر ایک نے اپنے بیان پر گواہ پیش کیے لیکن کسی کے گواہوں نے تاریخ بیان نہ کی تو جو شخص دعویٰ خرید کا کرتا ہے اوسکے گواہ مقبول ہونگے **و** تو دعویٰ شرا مقدم ہر دعویٰ صدقہ اور ہر پر ادعویٰ صدقہ بالقبضہ اور ہر بالقبضہ برابر ہیں **و** اگر دعویٰ شرا اور دعویٰ ہر برابر ہوں **و** صورت اسکی یوں ہے کہ میرے دعویٰ کیا عمر و پر جو قابض ہر ایک غلام پر کہ یہ غلام میرا ہے اور بندہ نے دعویٰ کیا کہ عمر نے اس غلام کو میرا مقرر کر کے مجھے نکال کر لیا ہے اور دونوں کے گواہ پیش کیے تو دونوں کا بیان اور دعویٰ برابر ہونگے تو وہی حکم مسئلہ سابق کا ہوتا ہوگا **و** اگر دعویٰ زمین مع القبض اولیٰ ہر ہر مع القبض سے تو اگر دونوں مدعی خارج ہیں اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے اپنی ملک پر مع تاریخ یا اپنی خرید پر مع تاریخ ہر ایک شخص سے یا ایک خارج تھا اوسے گواہ قائم کیے ملک پر مع تاریخ اور ایک ذوالید تھا اوسے بھی گواہ قائم کیے مع تاریخ تو قول مقدم تاریخ والے کا اولیٰ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے خرید پر اور تاریخیں نہ کی کی ایک ہیں لیکن ہر ایک شخص کا جدا جدا ہر **و** مثلاً ایک کو تاجر کہ میں نے زیادہ سے خرید لیا اور دوسرے کو تاجر کہ میں نے عمر سے خریدا اور دونوں کی تاریخیں ایک میں لگا کر **و** اگر اصل **و** یا صرف ایک نے وقت بیان کیا تو دونوں برابر ہونگے **و** یہ بھی صورت اوی میں ہے کہ ہر ایک دعویٰ خرید کا الگ الگ شخص سے کرے اور جو ایک شخص سے دعویٰ خرید کا کرتے ہوں اور ایک وقت بیان کرے اور دوسرا وقت بیان نہ کرے تو صاحب وقت اولیٰ ہوگا جیسا کہ اوپر گذرنا **و** اگر ایک خارج ہر اور دوسرا قابض اور دونوں نے گواہ قائم کیے مطلق ملک پر **و** یعنی سبب ملک جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ بیان نہ کیا **و** اور ایک نے وقت بیان کیا تو گواہ خارج ہی کے مقبول ہونگے اور اگر خارج نے گواہ قائم کیے ملک پر اور قابض نے خرید پر تو کسی شخص خارج سے یا خارج اور قابض نے دونوں نے گواہ قائم کیے اسی سبب ملک پر جو ایک ہی بار ہوتا ہے نہ مکرر جیسے نتائج

یعنی سپیدیش بچہ جوان کی یاد دہندہ دو دو کا یا بنانا پیر کا اور عمدہ بنانے پر اور بالوں کے تراشنے پر تو قابض ہی کے گوہر تہی ان
اور وہی قابض کو دلائی جاوے گی **ف** اس واسطے کہ روایت کی مدارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دو مردوں نے جھگڑا کیا ایک کو تہی
سو کہا ہر ایک کو نین سے کہ جی بڑی بڑی سیر پاس اور قائم کیے ہر ایک کے گواہ اپنے دعوے پر تو فیصلہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اس آٹمی کا وہ شخص کے لیے جس کے قبضے میں تھی روایت کیا اسکو دارقطنی نے **ص** اور اگر گواہ لایا ہر ایک
خواہ دونوں خارج ہوں یا ذی الیہ یا ایک خارج ہو اور دوسرا ذی الیہ عینہ **ص** دوسرے پر کہ سینے اس خیر پر **ف**
یعنی دونوں مدعیوں میں سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہ کہ سینے تجھ سے خیر بڑا اور دوسرا یہ کہ کہ سینے تجھ سے خیر بڑا
ص اور بغیر ذکر وقت کے دونوں کو قیام کرین اپنے اپنے بیان پر تو دونوں گواہ کیے جائیں گے اور مال و شخص پاس ہر
جس کے پاس نہیں دعوی کے تھا اور امام محمد کے نزدیک خارج کو دلا یا جاوے گا اگر دونوں کے گواہوں وقت بیان کیا تو اسکی
تفصیل مذکور ہر مدعی میں تو تہی جی پاس ہے تو اسکا مطالبہ کیے **ف** ہر مدعی یہ لکھا کہ اگر دونوں کے گواہوں نے وقت بیان
کیا دعوی عقاربین اور کہتے قبضہ پائارت نکلیا اور وقت خارج کا مقدمہ تو قابض کو دلا یا جاوے گا نزدیک شخصین کے تو گواہ لایا
کہ خارج نے پہلے خرید بچہ چچا او سکوت قبض کے قابض کے ہاتھ اور یہ مر جائز کہ عقاربین نزدیک شخصین کے اور امام محمد کے نزدیک
خارج کو دلا یا جاوے گا اسلئے کہ نہیں صحیح ہے بیع خارج کی قبض قبض کے تو باقی رہا وہ عقاربین پر خارج کے اور جو کہ قبضہ ثابت
کیا تو بالانفاق قابض کو دلا یا جاوے گا کیونکہ بیان دونوں میں درست ہو سکتی ہیں شخصین کے اور محمد کے مذہب پر اور جب وقت
ذوالید کا مقدمہ ہو گا تو خارج کو دلا یا جاوے گا کیونکہ گواہوں نے قبضہ لگایا بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو تو گواہوں کا گواہی دینا اور نہ
کیا اس پر بچہ ہو گا اسکو خارج کے ہاتھ ترسید نہ کیا ہو گا خارج کو یا کہ اور سب سے شکر کر دے کہ قابض کے پاس لگا ہو گا انتہی
ص اور جان تو اس بات کو کہ صاحب مدین مسائل کو بغیر ضبط اور ترتیب کے جمع کیا ہے اور میں اسکو ذخیرے سے بطور ضبط
اور اختصار ذکر کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں مدعی گواہ لائے تو نہ کسی تاریخ مقدمہ ہوگی وہ زیادہ حقدار ہو گا اور جو کسی
تاریخ مقدمہ ہو تو اگر دونوں ذوالید یعنی قابض میں تو دونوں برابر ہونگے اسی طرح اگر دونوں خارج ہوں گے اور دعوی ملک
مطلق کا یعنی بغیر ذریعہ کے کہ ہونگے اور شامل ہر اس بات کو کہ دونوں تاریخ بیان نہ کریں یا صحت ایک شخص ان میں سے
تاریخ بیان کرے یا دونوں تاریخ بیان کریں اور کسی کی تاریخ مقدمہ ہوگی کیونکہ اگر کسی تاریخ مقدمہ ہوگی تو وہی زیادہ حقدار
ہو گا اسی طرح دعوی ملک بسبب میں مگر جب ایک ہی شخص سے حصول ملک کا دعوی کریں تو جو تاریخ بیان کرے گا وہ زیادہ حقدار
ہو گا اور اگر ایک ذوالید یعنی قابض اور دوسرا خارج ہو گا تو خارج زیادہ حقدار ہے دعوی ملک مطلق میں سبب حصول میں مگر جب
دعوی کریں ملک مطلق کے ساتھ ایک فعل کا یہ کہ ہر ایک ان میں سے کہ وہ میرا غلام ہے میرے اسکو تورا دیا ہے یا میرا بچہ
تو شخص قابض اپنی ہو گا بر خلاف اس صورت کہ جب ہر ایک ان میں سے کہ میں کہ وہ غلام میرا ہے میرے اسکو مکتب کیا ہے تو وہ دونوں
برابر ہونگے اسلئے کہ مکتب پر کسی قبضہ نہیں ہوتا تو وہ دونوں خارج ہیں اور اگر ایک کا گواہ غلام میرا ہے میرے اسکو مکتب کیا
اور دوسرے کا کہ میرے اسکو میرا بچہ یا آزاد کیا ہے تو یہ دوسرا ذی ہو گا تو قاعدہ یہ کہ جسے گواہ مثبت زیادتی ہو گئے وہ بقیہ
بیشترین خارج اور ذوالید کی ہیں ملک مطلق میں لیکن ملک بالسبب میں تو اگر دونوں ایک ہی سبب ذکر کیا اور حصول ملک

یعنی عاقلہ کا دعوی
جس اور ذوالید کا گواہ
نہ ہو گا اس پر کہ گواہ
میں یا یہ سبب کی
ملک میں یا تو
کی ملک میں ۱۲
منہ مدظلہ

خارجین مسائل بطور ضبط

ایک ہی شخص سے بیان کرتے ہیں تو ذوالیہ الحق ہوگا اور اگر جابحد شخص سے بیان کرتے ہیں تو خارج الحق ہوگا سب صورتوں میں
 اور اگر دونوں نے سب ملک علیحدہ علیحدہ بیان کی جیسے شر او دینہ تو جیسا سبب قوی ہوگا وہ اولی ہوگا میا اور بزرگ ہوگا
 ف یہ خاصہ ہے تمام مسائل مقدمہ کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے صورت ترجیح نہیں دی جاتی گواہوں کی کثرت سے نہ
 مثلاً ایک کے دو گواہ ہیں اور دوسرے کے چار اس واسطے کہ ترجیح بہاے نزدیک دلیل کی قوت ہے نہ کثرت ادب سے نہ
 یعنی فی نفسہ دلیل قوی ہو جیسے ایک طرف دلیل متواتر اور دوسری طرف آحاد تو متواتر تو ترجیح ہوگی اور یہ ہوگا کہ ایک طرف
 دو صدیقین میں اور ایک طرف ایک ہی حدیث ہے تو دونوں شیوں کو ترجیح ہوگا ایک حدیث پر سیلج ایک گیت پر دو آیتوں کو
 ترجیح نہ ہوگی یہ مسئلہ اصول کی کتاب میں ہے بحیثیت کہ اگر دو خاجوں نے دعویٰ کیا ایک گواہ اس طرح کہ ایک نے اس
 گھر کے اندر کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے محل گھر کا اور دونوں دلیل لئے تو محل کے مدعی تو میں جسے او میں ملان کے اور نہ ملک
 مدعی کو چوتھائی حصہ دلایا جائیگا اور صحابین کے نزدیک محل کے مدعی کو دو ٹکٹ اور نصف کے مدعی کو ٹکٹ ایک گاف
 دلیلین امام اور صاحبین کی اصل کتاب اور ہادیہ میں مسئلہ و بین صورت اور اگر ایک گھر و شخصوں کے قبضے میں تھا اور ایک
 نے دعویٰ کیا اس کے نصف کا اور دوسرے نے محل گھر کا اور ہر ایک نے گواہ قانع کیے تو محل کے مدعی کو سارا مکان دلایا جائیگا
 اور نصف کے مدعی کو کچھ نہ ملے گا گاف اس وجہ سے کہ گھر جب دونوں کے قبضے میں تھا تو ہر ایک کے قبضے میں نصف نصف
 مکان تھا تو جب نصف مدعی کل کے قبضے میں تھا اس کا تو کوئی مدعی نہیں تو وہ اس کا ہوگا بغیر قضا قاضی کے اور جو
 مدعی نصف کے قبضے میں تھا اس کا مدعی کل مدعی ہے اور یہ خارج ہے تو گواہ خارج کے اولیٰ ہیں گواہوں سے قاضی اس واسطے
 وہ نصف بھی قاضی اسکو دلا دیا جائیگا صورت اگر دو خاجوں نے دعویٰ کیا ایک جانور کی سپیدیش کا اور دونوں کے گواہوں نے
 تاریخ اس کے سپیدیش کی بیان کی تو اس جانور کا سن دیکھا جائیگا جسکی تاریخ کے موافق ہوگا اسکو دلا دیا جائیگا اور اگر وقت
 اور محنت الفت کچھ معاوضہ ہو سکے تو وہ جانور دونوں کا ہوگا اور جو سن اس کا وہ دونوں کے گواہوں کے مخالفے تو
 دونوں کے گواہ مرد و مرد ہو جائیگا اور وہ جانور جسکی پاس تھا اسکی قبضے میں رکھا جائیگا تو اگر دونوں خارجوں میں
 ایک نے دعویٰ کیا ذوالیہ یہ کہ یہ چیز تو نے میری غصب کر لی تھی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ چیز اسے پاس امانت رکھی
 تھی اور ہر ایک نے گواہ قانع کیے تو دونوں کے لیے حکم کیا جائیگا اس چیز کے نصف نصف کا اس واسطے کہ دونوں برابر
 ہو گئے کیونکہ جسکے امانت پر دھوکہ دیا گیا اسے امانت اسے تو غاصب ہو جاتا ہے گواہ دونوں شخصوں کی غصب کے معنی
 ف اور اس میں برابر ہونے کی وجہ سے اس میں صبر ہو کر ہے کو پہنچے ہوئے یہ وہ زیادہ حد ہے اس جو استیصال کو کرے ہو
 عرف یمان سے دو سال شرف ہوئے ہیں جن میں شخص مدعی ہیں بسبب قبضے کے کو کسی پاس گواہ نہیں ہیں برائے ہیں
 جس موضع میں ایک مدعی کی ملک نام ہوگا اس وجہ سے کہ وہ اس کے قبضے میں ہے تو وہ تیسرے وجہ ہوگی اگر وہ ثانی طلب ہے
 پہلے اگر وہ قسم کھانے تو بری الذمہ ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ ہار گیا اور دوسرا شخص جیسے کا ط ص اس طرح جو کھوٹ
 پر سوار ہو و مقدمہ کی طرف شخص پر چڑھو اسکی لگام کو پکڑے ہوئے ہے اور جو زمین پر بیٹھا ہے وہ اولیٰ ہے اس جو اسکی بھاری پر بیٹھا ہے
 اور جس کا بوجھ اونٹ پر لدا ہوا ہے وہ اولیٰ ہے اس جس کا کوزہ اونٹ پر لٹک رہا ہے اور جو فرش پر بیٹھا ہے وہ اولیٰ ہے اس جو اسکی کپڑے جو لٹک

بیان کثرت و اولیٰ ہونا

اور اس میں برابر ہونے کی وجہ سے اس میں صبر ہو کر ہے کو پہنچے ہوئے یہ وہ زیادہ حد ہے اس جو استیصال کو کرے ہو

دونوں برسرین **ف** جیسے دونوں بیٹھے ہیں ایک فرس پر یا سوا میں ایک زمین پر درخت یا درخت **ص** اور جو ایک کے ہاتھ میں کپڑا ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں اس کا کنارہ ہے تو دونوں برابر ہونگے **ف** کنارے سے وارد ہونے والے کپڑے کا کنارہ جو برابر ہو اور درخت یا درخت **ص** اگر ایک لڑکا جو پورا لڑکا ہو اور بات کو سمجھتا ہے ایک شخص کے قبضے میں ہو وہ یہ کہے کہ میں اہل زاد ہوں تو قول اسی کا معنی ہوگا اور جو وہ قبضے میں رہے کے بڑا کر کے کہ میں غلام ہے کہ ہوں تو وہ زبانی کا غلام ہو گا اور جو وہ لڑکا بول نہ سکے اور بات کو نہ سمجھتا ہو تو اس شخص کے قبضے میں ہو اور غلام ہوگا دیوار اس شخص کی کوئی سطح کی گزیر یاں اس پر رکھی ہوئی ہوں یا اس کی دیوار سے یہ دیوار متنازع فیہ متصل ہو اور طریق اتصال **ت** **ج** **ف** اتصال ترجیح ہے ہر ایک دیوار دوسری دیوار سے اس طرح ملے جو ایک لڑکا کی زمین دوسری دیوار کی انیٹھن میں داخل ہوں اور اتصال **ت** **ج** **ف** اس واسطے کہ نامہ اس طرح دو دیواریں اس واسطے بنائی جاتی ہیں کہ وہ دیوار ایک ساتھ ملے ایک کان میں کا احاطہ کر لیں اور گنا فراصل کے مقابل میں اتصال کے اتصال ملازمت ہو وہ یہ کہ ایک دیوار کا کنارہ دوسری دیوار کے کنارے سے ملا ہو جو کہ یعنی دونوں دیواروں کا جوڑ معلوم ہوتا ہو یہ دونوں حد میں بنیوں کی دیوار میں معلوم ہو میں اس کا لڑکی کی دیوار میں ہوں تو اتصال **ت** **ج** **ف** اس طرح ہوگا کہ ایک دیوار کی لڑکی دوسری دیوار میں گئی ہو درخت **ص** اور اگر وہ شخص دعویٰ کیا دیوار کا ایک کے اوس دیوار پر تختے **ف** یا بانس جو گریوں پر رکھے جلتے ہیں **ص** اس طرح ہوں **ف** یا ایک کی دیوار کے ساتھ وہ دیوار متنازع فیہ اتصال ملازمت کہتی ہے درخت **ص** تو وہ شخص اولیٰ ہوگا کہ دیوار دونوں میں مشترک ہوگی **ف** اور اگر ایک شخص کی گزیر یاں دیوار پر رکھی ہوں اور دوسرے کی دیوار کے ساتھ اتصال **ت** **ج** **ف** اس طرح ہوں تو صاحب اتصال زیادہ مقدار ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ جس کی گزیر یاں میں وہ اولیٰ ہوگا لیکن صحیح اولیٰ ہے اور جو گزیر یاں ختم سے لکھی گئی ہیں دوسرے شخص کی دیوار پر تو صاحب دیوار اگر اس کے اوکھارنے کے مطالبے سے ابراہیم دیوے یا صلح یا عفو کرنے تو وہ حق مطالبہ ہے یا نہ ہوگا اگر صاحب دیوار نے اس مطالبے سے ابراہیم بعد اس کے وہ مکان کسی کے ہاتھ میں چلا تو مشتری کو مطالبہ اوس حق ملے جو چاہے اگر صاحب دیوار نے وہ مکان کر لیا کہ وہ یا نہ بنیاں سکھنے والے کو تب بھی اوس کا حق مطالبہ ہے یا نہ ہوگا درخت **ص** اگر ایک زمین ایک شخص کے دست میں ہے اور دوسرے کا ایک بیت ہو تو وہ دونوں اوس کے حق کے منافع میں برابر ہونگے **ف** یعنی صاحب بیت واحد و صاحب بیوت کثیر ہونے کے ہر حال میں برابر ہیں یعنی پھر نے میں اوس صاحب زمین اور لڑکیاں چیرنے میں وغیر ذلک غایۃ الاوطار لیکن پانی کا حصہ لینے میں اگر تین ہوگا تو ہندو زمین ہر ایک کے لیے حکم ہوگا اس واسطے کہ پانی کی حاجت پہنچنے کے لیے ہو تو جس کی زمین زیادہ ہو اور اس کو زیادہ حاجت ہے درخت **ص** و قادیون اگر ایک زمین کا دعویٰ کیا اور ہر ایک یہ کہتا ہے کہ وہ زمین میرے قبضے میں ہے تو قاضی حکم دیوے کے لیے قبضے کا بیان کر دوں گواہ قائم کرے اپنے قبضے پر پھر جب دونوں گواہ قائم کر دیں تو وہ زمین دونوں کو نصف نصف دلائی جاوے گی اور ہر ایک ہی شخص نے گواہ قائم کیے اپنے قبضے پر یا صرف ہر طرح کا اوس شخص نے زمین مستنازع فیہ میں انیٹھن بنائی تھیں یا غائب بنائی تھی یا گواہ کھو اٹھا تو اسی کے قبضے کا حکم ہوگا **ف** اس واسطے کہ استعمال اور تصرف دونوں اولین قبضے کے ہیں حدّا

بیان

زید نے ایک لونڈی چچی عمر کے ہاتھ بعد اوسکے چھ مہینے کے اندر وہ جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ ولد میرا ہے تو وہ اس ولد کو ثابت ہو جائے گا زید سے ماورہ وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جائیگی اور بیع فسخ کی جاوے گی اور من عمر کو واپس دلائی جاوے گی اگرچہ عمر بھی اوس لڑکے کا دعوی کرے زید کے دعوی کے ساتھ باعد اوسکے **ف** یہ ہمارا لڑکا ہے اور زید فراوان شافعی کے نزدیک دعوی زید کا باطل ہو گا اس واسطے کہ زید کا بیچنا اوس لونڈی کو قرار ہو اس بات کا کہ میری ام ولد نہیں ہے بلکہ لونڈی ہے تو وہ دعوی ولد میں تناقض ہے اور اس بات سے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ لفظ **تھہ** نالیک امضی ہے تو وہ میں تناقض ہے تو کیا جاوے گا اور لفظ **تھہ** زید کی ملک میں دلیل ہے اس بات کی کہ ولد زید کا ہے اس واسطے کہ وقت بیع سے چھ مہینے پورے نہیں گزرے ہیں تا اتمان ہو اس بات کا کہ بعد بیع کے لفظ **تھہ** ہے کیونکہ اقل مدت عمل چھ مہینے ہیں اور یہ جو کہ اکر و اگرچہ دعوی کرے اوس ولد کا ساتھ زید کے یا بعد دعوی زید کے سو اس واسطے کہ اگر پہلے عمر نے دعوی کیا وہ لکاتو نسب اوس ثابت ہو جائے گا اور اس دعوی کی سخت اس طرح کیجاوے گی کہ عمر نے اوس نکاح کیا ہو گا جب وہ زید کے ملک میں تھی پھر استیلا دیا اس کا پھر خرید لیا اوس کو لکنا **فراصل** بنیاد **ق** ص اور اگر اسی صورت نہ کہ وہ میں لونڈی مگر لڑکی اور لڑکا زندہ ہے اور زید نے اوس کا دعوی کیا تو بھی نسب زید سے ثابت ہو جائے گا اور صورت میں جب لڑکا مر گیا ہو **ف** اس واسطے کہ ولد اصل نہ ثبوت نسب میں فرمایا علیہ السلام نے ابراہیم کی ماں کے لیے کہ لڑا دیا کیا اوس کو اوسکے ولد نے روایت کیا اوس کو بن ماجہ نے ابن عباس سے اور سب صحیح ہو دعوی زید کا بعد مر جانے لونڈی کے تو نام ابراہیم کے نزدیک زید پوری میں عمر کو پھر دیکھا اور صاحبان نزدیک بقدر حصہ ولد کے ناوسکی ماں کے حصے کو لکنا **فراصل** بنیاد **ق** ص اور اگر اسی صورت نہ کہ وہ میں عمر ہو اور میں لڑکی کو لڑا دیا تھا تو بھی نسب زید کا ثابت ہو جائے گا اور زید مر میں بقدر حصہ لڑکے کو پھر دیکھا **ف** صورت اوسکی یوں ہوگی کہ میں کو تقسیم کرنے کے قیمت پر لونڈی اور اوسکے لڑکے کے تو جو لڑکے کو پھر پچھا اوس کو زید پھر دیکھا عمر کو اور جو اوسکی ماں کو پھر پچھا اوس کو نہ پھر پچھا لکنا **فراصل** ص اور اگر عمر نے ولد کو لڑا دیا تھا **ف** یا دونوں کو لڑا دیا تھا **ف** تو اب دعوی زید کا مجموعہ نہ ہوگا جیسے اوس صورت میں کہ وہ لونڈی چھ مہینے سے زیادہ لیکن دو برس کے کم جن میں یا دو برس سے زیادہ جنی **ف** یعنی ان دونوں صورتوں میں بھی دعوی زید کا غیر مجموعہ ہوگا **ف** صورت کہ عمر زید کے دعوی کی تصدیق کرے تو اول دو قسموں میں **ف** یعنی جب چھ مہینے سے کم جنی اور عمر نے ولد کو لڑا کر دیا ہے یا چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس کے کم جنی صورتی **ف** اول کا کہ ہوگا **ف** یعنی زید کا نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جائے گی اور بیع فسخ کر دیا جائے گی اور من عمر کو واپس دیا جائے گی **ف** قسم میں **ف** یعنی جب وہ لونڈی دو برس سے زیادہ جنی اور شتری نے بالغ کے دعوی کی تصدیق کی صورتی **ف** ص بیع باطل ہوگی اور لونڈی زید نام ہوگی نکاح کی **ف** سے **ف** ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہیں جسکی اولاد اپنے خاوند سے ہوئے پھر خاوند اوس کا مالک ہو جائے گا جس لونڈی کا خاوند مالک ہو کہ پھر وہ بچہ اور وہ دعوی کرے ولد کا اور اس حکم پر ادبی قسم کی کیونکہ یہ صورت اس پر معمول ہے کہ بالغ نے پھر وہ لونڈی شتری سے خرید کر استیلا دیا ہوگا لکنا **فراصل** مع زیادہ **ق** ص جس شخص نے اپنی لونڈی کے لڑکے کو جو اوسکے پاس پیدا ہوا تھا بیچا اور شتری نے اوس کو پھر کسی اور کے ہاتھ بیچا اب اگر بالغ نے

وہاں سے لکنا

مغزوہ سیکھتے ہیں کہ بائع نے زید کو دھوکا اور قریب دیا اور اس کے ہاتھ لائی لوندی تھی جو ملک ہوئی تھی لکھا فلاصل
ص اور قیمت لڑکے کی وہ معتبر ہوگی جو روزِ محسوست اس کی قیمت ہوگی تو اگر وہ لڑکا مر گیا تو اس کے باپ پر کچھ لڑکا لڑکا
ف بلکہ صرف لوندی سمجھ کر جو لڑکا لڑکا اور ترکہ اس لڑکے کا باپ کو لیکھا تو اگر وہ اس لڑکے کو خود باپ قتل کر ڈالا
یا کسی اور نے قتل کیا **ف** اور باپ نے دیت اور اس کی بقدر اس کی قیمت کی یا زیادہ کے لے لی اور قیمت سے کم دیت لیکھا تو وہ پھر
ماوان اوقی کے موافق آویگا دھرمخدا **ص** تو ماوان نے اس کا باپ قیمت کا متحق کو اور وہ قیمت اپنی بائع سے پھر لیوے
جیسے ثمن لوندی کا پھر لیکھا اور عقرو اس لوندی کا بائع سے نہ پھرے اگرچہ متحق کو اور متعلقہ دیا ہو **مسائل ملحقہ**
تاتاقض موضع خفایہ اور نسب بین عفو کے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا وارث نہیں ہوں پھر اس نے دعویٰ کیا کہ میں
اس کا وارث ہوں اور وجہ وارث کی بیان کی تو دعویٰ صحیح ہو جاوے گا اسی طرح اگر ایک شخص نے ایک عورت کو کہا کہ یہ میری
شیر خوارہ ہے پھر اپنی خطا کا معترف ہو تو اس کا دعویٰ خطا صحیح ہے بشرطیکہ ثابت رہنا مقرب کا اپنے اقرار پر اس کے قول سے یا گواہوں
ثابت نہ ہو اسی طرح اگر در شرع نے زوجہ کی تصدیق کی زوجیت میں اور میراث دیدی پھر میراث کے پھر لینے کا دعویٰ کیا اسی
کہ مورث نے اس کو طلاق دیدیا تھا تو یہ دعویٰ سمجھ ہوگا اسی طرح ایک شخص نے لکھ کر کو کر لیا عہد سے بعد اس کے مدعی ہوا
اس بات کا کہ یہ گھمیر لکھ کر دیا ہو جو میرے باپ کے ترکے سے پہونچتا ہے تو دعویٰ سمجھ ہوگا اسی طرح اگر ایک عورت نے خلع کیا اپنے خاوند
سے اور بدل خلع دیا بعد اس کے مدعی ہوئی اس بات کی کہ خاوند محکوم پہلے خلع سے طلاق بائن دیکچا تھا تو یہ دعویٰ سنا جاوے گا اور
بدل خلع پھر دیا جاوے گا اسی طرح اگر ایک لکھ کر احوال میں اپنا ہو کر لکھ کر لیا بعد اس کے جب کہ بعد تو مدعی ہوا اس بات کا کہ یہ لکھ کر
تو یہ دعویٰ سنا جاوے گا **ف** **الحوی** باختصار اگر مدعی یا مدعی علیہ سے نام کے بیان کرے میں غلطی واقع ہوئی پھر اس کا مدعی لکھ کر
تو صحیح ہے اس واسطے کہ ایک شخص کے دو نام ہو سکتے ہیں لکھا **ف** **الحامد** یہ جو شخص دعویٰ کرے اپنے باپ کے حق کا ایک شخص
تو مدعی علیہ جو حق کا احکا کرنا ہوا اور اول مدعی کو چاہیے کہ اپنا نسب ثابت کرے مدعی علیہ کے سامنے اور اگر دعویٰ کرے میراث کا
تو اگر مدعی علیہ معترف ہو اس کے نسب کا اور مال کا تو فاقہ حاکم کرے مدعی علیہ کو مال دینے کا اور یہ حکم اس کے باپ پر نافذ ہوگا کیونکہ
کہ اگر مدعی کا باپ زندہ آوے تو وہ مال مدعی علیہ سے لیوے اور مدعی علیہ مدعی سے پھر لیوے اور اگر مدعی علیہ نہ ہو تو مدعی کے نسب
کا تو مدعی سے گواہ طلب ہوئے گا اثبات نسب کے اور اس کے مورث کی موت پر اور اگر گواہوں کا جزم ہو تو مدعی علیہ سے تمسخر لیا
اس طرح کہ میں نہیں جانتا یہ بات کہ یہ فلان کا بیٹا ہے اور وہ مر گیا ہے اگر اس نے قسم کھالی تو دعویٰ مدعی ساتھ ہو گیا اور اگر نکول کیا
یا مدعی نے اپنا نسب اور موت مورث گواہوں سے ثابت کیا تو اب مدعی سے گواہ طلب ہوئے گا اثبات مال کے اگر اس نے گواہ قائل کیے
تو دعویٰ اس کا ثابت ہو گیا اب مدعی علیہ پر حکم کر دیا جاوے گا اس مال کا اور اگر گواہوں کا جزم ہو تو مدعی علیہ سے بطور قطع اور
یقین کے حلف لیا جائیگی اگر وہ سے حلف کر لی تو پھر پھر وہ اگر نکول کیا تو مال کا اور سپر حکم کر دیا جاوے گا **ف** **جامعہ الفصولین**
ملخصاً اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا اسکے بھائی ہوئے یا تو داد کا نام ذکر کرنا ضرور نہیں اور اگر چھاپا اور بھائی ہوئے یا دعویٰ کیا
تو داد کا نام بیان کرنا ضرور ہے اگر ایک شخص نے اپنا دین سمیت پر گواہوں سے ثابت کیا تو وہ دین مسب وارثوں کے
منع سے لیا جاوے گا اگر کسی وارث کے اقرار سے ثابت کیا تو جس وارث نے اقرار کیا ہر اوسی کے حصے سے دین مل

بیان عفو و تاتاقض موضع خفایہ

بیان دعویٰ میراث

کیا جاوے گا بعد اسکے حصے کے کذا فی الذل الخداد و حواشیہ ما اہ شہادت نفی پر مقبول نہیں ہر مثال اسکی یہ ہر کہ دعویٰ گواہ لایا اس امر پر کہ علی حدیث فلان تاج طلاق روز اتنے روز پڑ مجھ سے قرض ہے تھے تو دعویٰ علیہ گواہ لایا اس امر پر کہ میں اوس تاج کو اس جگہ تک نہای نہیں بلکہ دوسری جگہ تھا تو یہ شہادت مقبول نہوگی اس واسطے کہ اوس جگہ نہو تاج نفی پر بلحاظ صورت تو دعویٰ دونوں کے اور قول اوس کا کہ میں دوسری جگہ تھا نفی پر بلحاظ معنی کے اور اسکی مذکور ہر روایت نواد میں امام ابو یوسف سے کہ گواہی دی دو مردوں ایک شخص کے قول یا فعل پر تو لازم آجے گا کہ وہ قول یا فعل دعویٰ علیہ پر برابر ہو کہ جاری ہو یا کہ ثابت یا طلاق یا عتاق یا قتل یا قصاص کسی مکان یا وقت یا صفت میں تو اگر گواہ لایا مشہور علیہ اس امر پر کہ وہ اوس جگہ تھا اوسد تو یہ شہادت مقبول نہوگی لیکن محیط میں مذکور ہو کہ اگر کہ نہو نا اوسکا متواثر ہو جیسا کہ گوہن کے نزدیک اور جہت ہوں سب لوگ کہ وہ اوس وقت اوس جگہ میں تھا تو دعویٰ اوپر مشتمل ہوگا اور حکم کر دیا جاوے گا دعویٰ علیہ کے برات ذرا کہ اس واسطے کہ لازم آتی ہے کہ مذہب اوس امر کی جو ثابت ہو بالبابہ اور اوس میں شک نہیں ہو سکتا اس طرح حال ہر شہادت کا جو قائم ہو اس امر پر کہ فلا نے یہ قول نہیں کیا یا یہ کار نہیں کیا تو یہ شہادت مقبول نہوگی ایسا ہی ہر ذرا میں کذا فی الخ و علیہ لیکن صاحب بابہ نے شہادت علی النفی سے دس مسائل کو مستثنیٰ کیا ہے کہ اوس میں شہادت نفی پر مقبول ہر تہذیب اسکے یہ صورت ہے کہ غاویہ نے عورت کے طلاق کو ایک امر دعویٰ پر معلق کیا اور شہادت اوس پر گزری تو یہ شہادت مقبول ہو جاوے گی اور یہ صورت ہے کہ شہادہ شہادت دی میراث کی اور یہ کہ ما کہ اسواسکے اور کوئی وارث نہیں ہے تو یہ شہادت مقبول نہوگی اسی طرح شہادت نفی متواتر پر مقبول ہر باقی صورتیں اگر دیکھنا منظور ہیں تو ہر شاہد کو مطلقہ کرے مسالہ الخ یعنی علیہ نے اقرار کیا دین کا پھر دعویٰ ہوا اسکے ادا کا ایک ہی مجلس میں تو مقبول نہوگا اور اگر دعویٰ اور دعویٰ علیہ دونوں کی مجلس میں گئی پھر دعویٰ کیا ادا دین کا اور قائم کیے گا اوس پر تو یہ دعویٰ سموع ہوگا بشرطیکہ دعویٰ الیف کا قبل اقرار کے نہو وے ورنہ باطل ہوگا اور جو دعویٰ کرے ادا سے دین کا بعد اسکا دین کے توفیق قبول ہر باتفاق جیسا کہ اوپر گذر چکا حمویہ

کتابنا الافتراء

اقرار کا حجت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَيُّمْلِلِ اللَّيْلِ فِي عَمِيْقٍ لِّلنَّوْثِ چاہیے کہ اقرار کرے وہ شخص جس پر حق ہو تو اگر اقرار حجت نہوتا تو اس حکم کے کچھ معنی نہوتے اور حدیث سے فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے قُلْ الْحَقُّ وَكُلُوْكَانُ مُتَّفِقٌ عَلَیْهِ تَوْحِيْدًا گریختی ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عباس نے بسند صحیح ابو زر سے اور حکم کیا حضرت نے ماغیرہ جرم بربیب اقرار کرنے کے اور اجماع سے کیونکہ اجماع کیا امت محمدیہ نے کہ اقرار حجت ہے مقرر کے حق میں یہاں تک کہ ثبات کیا جائے جو نے حدود و قصاص کو اقرار مقرر سے تو مال بطریق اولیٰ ثابت ہو گا اور عقل سے اس واسطے کہ شخص غافل اپنی ذات چھوٹا اقرار نہ کر گیا جس خیمہ میں اوکی مضرت جان یا نقصان مال پہو تو ترجیح ہوئی جانب صحت کو او کی ذات کے حق میں سبب نہونے تمامت کے اوکمال دلالت کے طحاوی مع زوائد تصر اقرار کہتے ہیں خبر نیے کو اس بات کی کہ غیر کا حق محض لا زم با کوف شیوخ نفس اقرار کرے اوسکو مقرر کہتے ہیں اور جسکے حق کو اپنے اوپر ثبات کرے اوسکو مقرر کہتے ہیں اور جس چیز کا اقرار کرے اوسکو مقرر بہ کہتے ہیں صحر اقرار یہ ہر مقرر بہ دوسکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے نہ یہ کہ اقرار انشاء ہے مقرر بہ ہی ہوتا ہے

لازم آویگا اور جو ظرف ہو سکے لایق نہیں ہے جیسے یوں کہے کہ فلاں نے کا مجھ پر ایک درم ہر درم کے اندر تو صرف اول الذمہ کا
 ثمالی دس ہزار ص اور جو اقرار کیا ایک انگلی کا تو اس کا حلقہ اور نگین دونوں لازم آویگے اور تلوہ کا قریب میں اس کا سیانہ
 اور پتلہ اور سبیل لازم آویگا اور سہری کے اقرار میں اس کی ہلاکان اور پیر بھی لازم آویگے اور جو اقرار کیا کھجور کا ٹوکڑے میں یا
 کپڑے کا رمال میں یا کپڑے میں ف یا پٹے کا کشتی میں یا گون میں ہلاک یہ ص قہ ظرف اور ظرف دونوں اور پیر
 لازم آویگے اور جو اقرار کیا ایک کپڑے کا دس کپڑوں میں تو صرف ایک ہی کپڑا لازم ہوگا نزدیک شخصین کے اس واسطے کہ اگر
 کپڑے ایک کپڑے کے تابع نہیں ہو سکتے اور امام محمد کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم آویگے اس واسطے کہ نفیس کپڑا کی کپڑوں کے
 تہین ہوتا ہی اور جو اقرار کیا کہ مجھ پر پانچ کپڑے ہیں پانچ کپڑوں میں اور نیت کی ضرب کی تو صرف پانچ کپڑے لازم آویگے
 اور اگر نیت کی بلج کی ساتھ پانچ کے تو دس نیت ہوئے اور حسن بن زیاد کے نزدیک کچھ سیس کپڑے لازم آویگے اور جو کپڑا
 کہ فلاں نے کہ میرے اور ایک درہم سے دس درہم تک میں یا ایک درہم سے بیس میں تو نو درہم لازم آویگا امام ابو حنیفہ کے
 نزدیک اور صاحبین نزدیک جس ہم اور فرقہ کے نزدیک آٹھ درہم اور اگر یوں کہے کہ فلاں کا اس گھڑی اس دیوار سے کہ اس نے
 تک ہر تو دو وزن دیوار میں داخل نہ ہوئی صحیح ہے اقرار مل کا دوسرے کے یہ ف مثلاً کہ میری اس لوندی یا بلبری کا قل فلاں کے
 لیے ہر ص اور یہ قرار معل کیا جاوے گی بصیرت پر یعنی ایک شخص بصیرت کر گیا اپنی لوندی یا بلبری کے حمل کی کسی شخص
 کے لیے بعد اس کے کہ وہ گھبراؤ اب اس کا وارث نہ ہو تو اقرار کرنا ہر حمل کا بشرطی معنی اس کے لئے اسی طرح ہے اقرار حمل
 کے لیے مثلاً کہ فلاں عورت کے حمل کے میرے اور ہر درہم میں یا ہر ٹوکڑے کوئی ایسا سبب بیان کرے جس سے وہ
 مال مل کا ہو سکے بصیرت یا بصیرت اس کے لئے کہ اس کے لئے صحیح ہے اور اس طرح حمل وارث بھی ہوتا ہے پھر اگر وہ عورت
 وقت اقرار سے چھ مہینے تک کم میں ایک بچہ زندہ بنے یا دو بچہ نہ بنے تو وہ مال وان کا ہو جاوے گا اور اگر مرد بنے تو بطل
 معنی اور عورت کا ہوگا تو دس وارثان میں تقسیم ہوگا اور اگر اس سبب بیان کرے جو حمل سے نہیں ہو سکتا جیسے
 کہ میں نے اس کو بکھیا تھا یا میں اس کو حمل کر لیں جو کہ اس پر کوئی دلیل ہو سکتی ہے اس کے ساتھ چہرہ پر کی ہے یا سینے اس سے قرض لیا یا ہوا یا بل سبب بیان کرے
 یا قرار عومہ ہوگا ف باتفاق ائمہ ثلاثہ ص اور اقرار کرے کسی چیز کا بشرط اختیار مثلاً یوں کہے کہ فلاں کے چھ ہزار درہم میں
 لیکن اس شرط پر کہ تین دن تک اختیار ہو تو اقرار صحیح ہوگا اور بشرط اختیار میں مل ہوگی ف اس واسطے کہ احتیاط کے لیے ہونا
 اور اقرار قابل فسخ کے نہیں ہے ص اور ایک شخص نے اقرار کیا بعد اس کے دعویٰ کیا کہ میں نے جو بھٹہ کھا تھا تو تین کے نزدیک اس کے
 اس قول کے طرف التفات نہ ہوگا لیکن فتویٰ ابو یوسف کے قول پر کہ اقرار سے عافیت ایجاد کی اس امر پر مقرر ہے جو بھٹہ نہیں
 بولا تھا اسی طرح ہر اگر مقرر کے وارث نے دعویٰ کیا کہ میرے مورث نے جو بھٹہ کھا یا تھا تو بعضوں کے نزدیک وارث کے
 اس قول پر چارٹا ہوگا اور اصح یہ ہے کہ مقرر سے بیان ہی اوی طوری عافیت ایجاد کی اور اگر مقرر نے کیا تو اس کے وارثان سے
 علم پر ہم ایجاد کی یوں کہ ہم نہیں جانتے کہ مقرر نے اقرار جو بھٹہ کیا تھا حسائل ملحقہ کتابت اقرار کا کام کرنا ہوا تو اقرار ہے
 اس واسطے کہ جیسے اقرار زبان سے ہوتا ہے ویسے ہی انگلیوں کے لکھنے سے ہوتا ہے تو اگر ایک شخص نے منشی سے کہا کہ خط لکھ دے
 اس اقرار کا کھجور درہم میں یا لکھ میرے گھر کا بیضا مسہ یا میری عورت کا طلاق نامہ تو اقرار صحیح ہو گیا خواہ منشی اس کو لکھے یا نہ لکھے

اگر علی علیہ السلام نے اقرار کیا مال کا ایک گواہ کے سامنے پھر دوسری بار دوسرے گواہ کے سامنے تو یہ گواہی صحیح ہو سکتی ہے اگر
مدعی علیہ السلام نے اقرار کرے نہ انکار تو قاضی اسکو قید کرے یہاں تک کہ یا اقرار کرے یا انکار یا اپنے جب اقرار کیا اس بات
کا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ماوس کی آزاد ہے تو یہ اقرار فرزند کی کا اقرار ہوگا اور اس عورت کے منکوحہ ہونے کا یہ اقرار
مہر کے اقرار کے کہ وہ اسرار بالانکاح ہوگا لکن اگر **المدار الخندار والخطاویہ والقنیہ مملوئے** معاصر

باب استثنا کے بیان میں

یعنی اقرار میں سے کچھ نکال لینے کے بیان میں جس چیز کا اقرار کیا ہو اور میں سے کسی قدر کو استثنا کرنا یعنی نکال دینا صحیح ہے
بشرطیکہ یہ استثنا متصل ہو ورنہ اقرار سے نفی مثلاً کہ کریم کے خیمہ پر پش روڑ میں دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر لکھا
تو یہ استثنا صحیح ہوگا ص اور بعد استثنا کے جو باقی بیگا وہ مقررہ لازم آئے گا مثلاً مثال مذکور میں آٹھ روڑ لازم آئے
ص اور جو سب کا استثنا کرے سب تو باطل ہے مثلاً کہ کہ میرے اوپر ہزار روپیہ ہزار کم تھے ہیں ص
اور اوپر سب لازم آئے گا تو مثال مذکور میں ہزار روپے دیتے نہ ہونے ص جو چیزیں چینی میں یا تھیں ہیں یا کم
روپیوں میں سے استثنا کرنا درست ہے تو دوسرے کی قیمت کم کر کے باقی روپیہ دینا بیعت اور ان سوا اور چیزوں کو نکالنا اور
نہیں ہے مثلاً اگر کہا کہ میرے اوپر سو روپیہ ہیں ایک دینا کہ ایک تفریق کیوں کہ تو استثنا صحیح ہوگا اور سو روپیہ میں سے
قیمت ایک دینا اور تفریق کی مجرا کر کے باقی دینا ہوگا اور جو کہا میرے اوپر سو روپیہ ہیں ایک کپڑا کہ تو یہ استثنا صحیح ہوگا
نزدیک شیخین کے امام محمد کے نزدیک کسی صورت میں صحیح ہوگا اور شافعی کے نزدیک سب صورتوں میں صحیح ہوگا مگر اگر
اقرار کیا گیا کہ ماورائے ماورائے انشا اللہ تعالیٰ ملا دیا تو اقرار باطل ہو جائیگا اگر کسی نے دار کے اقرار میں سے عمارت کا استثنا
کیا تو صحیح ہوگا یعنی زمین اور عمارت اس دار کی دونوں مقرر کی ہو جائیگی البتہ اگر یوں کہ عمارت میری ہے اور زمین
تیرا تو یہ یا کھجکا ویسا ہی ہوگا اور انگریزوں کا لکھنؤ اور باغ کے درخت مثل عمارت کے ہیں یعنی اگر کسی نے کہا کہ لکھنؤ میری ہے
کی ہر مکملیں میرے اور باغ اور ساہوگر درخت کھجور کے جو اس میں ہیں میرے ہیں تو یہ استثنا صحیح نہیں البتہ اگر یوں کہ لکھنؤ اس کی
کا چمکے اور لکھنؤ میرا زمین اس بل کی اوٹ ہے اور درخت کھجور کے میرے ہیں تو یہ صحیح ہے ویسا ہی ہوگا لکن اگر اقرار
ص اور اگر کہا کہ اس شخص کے میرے اوپر ہزار روپیہ ہیں ایک غلام کی قیمت کے کہ بھی تک سینا اس غلام پر قبضہ نہیں کیا ہاں
تو اگر ایک غلام میں کوڑ کر لیا ہے اس صورت میں مقررہ اگر وہ غلام مقرر کے حوالہ کیا تب مقرر کو ہزار روپیہ یا پانچ سو روپیہ
نہیں دیا تو کھچ دینا ہوگا اور اگر غلام میں کوڑ کر لیا ہو تو مقرر ہزار روپیہ واجب ہو گئے اور یہ قول اسکا کہ سینے ابھی اس غلام
پر قبضہ نہیں کیا لغو ہو جائیگا ف امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ اس قول کو اس کلام کے ساتھ کہ میرا ہے کہ کوڑ کر لیا
جب انکار کیا تب بعض ایک شخص میں تو گویا ملزم ہو جو ہے اہم کا اس واسطے کہ حالت میں بلان مسیح کے ہر دشمن واجب ہوگی
تو یہ صحیح ہے اور اقرار سے اور دوسری صورت میں اور صاحبین کے نزدیک اگر یہ قول اس اقرار سے ملا ہو اور یہ تو صورت میں تصدیق
اسکی کجاو کی کیونکہ یہ بیان تغیر ہے لکن نزدیک لکن اگر اقرار صلی صلی صلی مقرر نہ ہوں کہ کہا کہ میرے اوپر ہزار روپیہ ملائے ہیں
بابت شراب یا سوس کے ف یا جو کے مال کے یا آزاد کی قیمت کے یا مرنے کے یا خون کے دھڑ استثنا ص تو مقرر

ع
پسکان ملان
میں سے کچھ
علیہ السلام

استغنا کے بیابان

ہزار روپہ لازم ہوئے اور یہ قول انہو ہوا جیسے **ف** امام صاحب کے نزدیک اگرچہ و سکو تو قرار کے ساتھ ملا کر کہے یا جدا کر کے
اور نزدیک صاحبین کے اگر ملا کر کہے گا تو اس کی تصدیق کیا جائیگی لیکن یہ صورت جب ہو کہ متکرران قول کا منکر ہوا اور جو وہ حق
کی تصدیق کرے یا مقرر گواہ قائم کرے ان امور پر تو اب ہزار روپہ و سکو لازم نہ ہونگے درمختار **ص** اور اگر کہے کہ یہ امر ہزار
روپہ میں بابت قیمت سبب یا قرض کا اور وہ روپہ زلیف یا ہبہ یا ہبہ توقیر یا رصاص میں نوکھ کرے ہزار روپہ و سکو دینا ہو
ف امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ یہ قول قرار کے ساتھ ملا ہوا جدا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وصل کی صورت میں
تصدیق کیا جائیگی اس واسطے کہ یہ قول جمع ہے اور اس سے امام صاحب کے نزدیک اور میان تغیر خصمین کے نزدیک کذا **ف** الاصل
ص اور اگر کہے کہ میرے اوپر ظلم کے ہزار روپہ میں جو میں نے اس سے غصب کیے تھے یا اسے امانت رکھا تھا تھے مگر وہ ہزار
روپہ یا ہبہ جو میں نے اس کی تصدیق کیا جائیگی برابر ہے کہ وہ وصل کرے یا فصل کرے اور اگر کہے کہ وہ روپہ مستحق یا رصاص تھے تو میری
وصل اس کی تصدیق ہوگی اور در صورت فصل اس کی تصدیق ہوگی **ف** و بفرق اصل میں مذکور ہے **ص** جو شخص قرار کرے
ایک کپڑے کے غصب کا پھر عید کے بعد الوداع کرے کہ یہی چھینا تھا تو اس کا قول معتبر ہوگا یا قرار کرے اس کا اطلاق
کے بچہ ہزار روپہ میں اتنے کم تو اگر یہ استثنا کر لیا کہ تو قول اس کا معتبر ہوگا اور جو بچہ کہے کہ کیا تو ہشتا باطل ہوگا اور کپڑے
ہزار دینا دینگے اور جو کہے کہ میں نے تجھ سے ہزار لٹائے تھے وہ تلف ہو گئے اور قمر کہے کہ تو نے غصب الیے تھے تو میری ضمان
ہزار روپہ کا لازم آوے گا اور جو قمر کہے کہ تو نے مجھ سے ہزار لٹائے تھے اور قمر کہے کہ تو نے چھین لیے تھے تو میری ضمان لازم
نہ آوے گا **ف** و بفرق یہ ہے کہ صورت اول میں مقرر قرار کیا سبب وجوب ضمان کا یعنی لے لینے کا اور ثانی میں قرار
نہیں کیا اس کا بلکہ مقرر اس پر دعویٰ کیا یا غصب کا اور مقرر منکر ہے تو قول منکر کا معتبر ہوگا کذا **ف** الاصل **ص** اگر زید
کے عروسے کہ یہ چیز میری ہے پاپاس انت تھی سو میں نے لے لی اور عروسے کہ امانت نہیں تھی بلکہ میری تھی تو عروسے کو
کو زید سے لے لیا کیونکہ زید کے استدار سے قبضہ عروسے کا اور اس شے کی ثبات ہے تو ضرور ذکر زید اس
شے کو تسلیم کر دیوے عروسے کو بجز اگر زید کو دعویٰ ہو تو گو کہ اس کا اپنا دعویٰ ثبات کرے اور اگر زید یہ کہے کہ میں نے اپنے اس شے
کو یا اس کپڑے کو عروسے کو کرنا میں دیا تھا سو عروسے کو بڑے پر سوار ہوا اور اس کپڑے کو پھینکا بعد اس کے مجھے خبر گیا
یا عروسے میرا اس کپڑے کو کھانے و امون کو عرض کیا تھا بعد اس کے کہ لیا اور عروسے کہ یہ کپڑا یا گھوڑا میرا ہے تو ان صورتوں میں
زید کے قول کی تصدیق کیا جائیگی **ف** یعنی زید کو یک دم ہوگا کہ وہ قمر عروسے کے حوالے کر دیوے عروسے پر دعویٰ کرے جیسے کہ اگر
امانت میں گذرے بلکہ میان عروسے کو اختیار ہوگا کہ اس کا اپنا دعویٰ زید پر ثبات کرے بعد اس کے کہ اس نے چیز کو لے لیا اور
صاحبین کے نزدیک بیان بھی زید کو علم ہوگا کہ وہ چیز عروسے کے حوالے کرے بعد اس کے کہ اس کا اپنا دعویٰ ثبات کرے
ف اور فتویٰ لکام قول پر **مسائل ملحقہ** اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہے میں نے بلکہ امانت عروسے کی تو ہزار
زید کے اسپر ثبات ہو گئے اور اسی قدر یعنی ہزار عروسے کا سپر لازم ہوا اور یہی حکم غصب میں ہے اور اگر مقرر لایک شخص
ہو کہ اس کے لیے دو قرار کرے تو جو قرار روپے مقدار کے زیادہ ہو یا نہ دو صف کے انفصل ہزار لازم ہوگا جیسے کہ اگر اس کے
میرے اوپر ایک ہزار روپہ میں ہیں بلکہ دو ہزار روپہ یا باالعکس تو دو ہزار لازم ہونگے یا اس کے میرے اوپر

[illegible]

انہر رورہرین کھوئے نہیں بلکہ ایک بابا ایک تو چہرہ کھوئے لازماً ہونگے کما آفر الدار الحنفیہ

باب مریض کے اقرار کے بیان میں

مریض پر چوبہاں ہوجات صحت کا خواہ اور دین کا سبب ملوہ ہو یا صحت اسکے اقرار سے ثابت ہو یا وہ چوبہاں ہو یا صحت واجب ہو یا وہ حالت مرض میں ہو یا بے عروفت نہ صرف اسکے اقرار سے جیت بدل اوس چیز کا جس کا مریض مالک ہو یا جس چیز کو مریض نے تلف کیا یا مثل اپنی عورت کا دونوں ہر ہرین اودان دونوں قمنون کے کوئی فانی بینیت مطلقاً اور دین میں باب معروضہ مقدم ہوگا اور کہنے میں اوس میں جو حالت مرض میں صرف مریض کے اقرار سے ثابت ہو اس وقت مریض کی بینیت میں کون صحت مطلقاً اور دین میں جو سیاح عروفت ہو اور اگر بیکے بعد اسکے اگر کچھ مال چھکا تو وہ دین اور کیا جاوے گا جو حالت مرض میں صحت مریض کے اقرار سے ثابت ہو اس وقت اور شافعی کے نزدیک تینوں قسم کے ہیں برہنہ اور دلیل ہماری اصل میں مذکور ہر صلیک تینوں قسم کے ہیں میراث پر مقدم ہونے یعنی ترکہ وارثوں میں اوس وقت تقسیم ہوگا جب کہ سب طرح کے کوئی اور ہو طبعی اگرچہ بیون پورے مال کو طبعی بیون فہ اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے بعد وصیت کی تو میری وصیت میری وصیت سے پہلے ہوگی اور مریض کو جائز نہیں کہ بعض ترغیر انہو ترمین اور کہ نہ جنت کا ف اگرچہ بیون ہو گا اور دنیا یا اجرت کا اور اگر یا ہوا سولہ کے مریض کے مال میں سب دین والوں کا حق متعلق ہو تو غنیمت ہے اور بعض کے منہ میں اور وں کی حق تلغی ہر مریض کی قید سے معلوم ہو کہ کس کا حق سالم شخص جو تجویز ہو یا سوا کو جائز نہ اپنے ترغیر انہو میں کسی کا قرض مال اور کہے اور دوسروں کا بعد اور کہے تفلیح الحاصلہ صحت اور داخل ہر مریض کا اقرار اپنے وارث کے لئے صرف دین کا یا عین کا اور مال شافعی کے نزدیک صحیح ہے اور دلیل ہماری قول ہے یا عنہ علیہ السلام کا کہ نہیں جائز نہ وصیت واسطے وارث کے اور نہ اقرار دین کا اسکے یہ روایت کیا اوسکے وارثی نے مسن میں صر مکار و صورت میں جب باقی ورثہ اوسکی تصدیق کریں ف کیونکہ معتبر ہونا اقرار کا صرف اور ورثہ کے حق کے لیے تھا تو جب انھوں نے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہو جاوے گا صحیح مریض نے اگر اپنے وارث پر جو دین تھا اوسکے بعد مل جو جائز اقرار کیا تب صحیح ہوگا بلکہ تصدیق سے اور ورثہ کے اوش باہن ہر مریض کا اقرار وارث کے موقوف ہر جائز اور وارثوں کے مگر کئی جگہ لایا اقرار وصول پانے امامات کا وارث دوسرے نفی جیسے مریض کا کوئی کوننا کہ میرا کچھ حق نہیں ہے یا پ کی طرف یا میری مان کی طرف اور یہی نفی حیلہ ہر مریض کے اب کر کے نکلتے وارث کو صحت اور اقرار کیا دین شایک شمس کے لیے کسی چیز کا پھر مدعی ہوا اہلیات کا کہ وہ شخص میرا بیٹا ہے اور اوس شخص اوسکی تصدیق کی یا شہد کہ وہ شخص مجھ کو الی نسب ہو اور مریض کا لڑکا باعتبار اس کے ہو سکتا ہو صورت نسب ثابت ہو جاوے گا اور اقرار داخل ہوگا اور اگر مریض ایک عورت اجنبی کے لیے اقرار کیا پھر اوس نکاح کر لیا تو اقرار صحیح ہے یا اگر اس کے لیے وصیت کی پھر اوس کے نکاح کر لیا تو وصیت باطل ہو جائیگی جسے خدا صر اگر کسی نے اقرار کیا ایک لڑکے کی فرزندگی کا اور وہ لڑکا مجموعاً ہر اور اس کا لڑکا نہ مقرر ہو سکتا ہے اور تصدیق کی اوسکی لڑکے نے تو نسب اوس لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا مقرر ہے اگرچہ تفریق سے انہر کے مریض ہو جو وہ لڑکا شریک ہو جاوے گا اور وارثوں کا میراث میں اور تصدیق لڑکے کی اہم وقت ضرور

۲
یعنی مریض کے اقرار سے ثابت ہونے والی چیزیں

کہ دو اور کالنگتھ کر سکتا ہو ورنہ تصدیق کی کچھ حاجت نہیں ہے **ف** اشباہ میں ہے کہ علی بن احمد مال کیسے لکھے ایک شخص سے کہو گیا اور زکریا چھوڑ گیا تو اسکو وارثوں نے تصدیق کر لیا بعد تصدیق کے ایک شخص آیا اور اسے دعویٰ کیا کہ میرا باپ اور ثابت کی اسے نسب کو نزدیک قاضی کے گواہوں سے اس طرح کہ میرے اقرار کیا تھا او کی فرزند ہی کا اور قاضی نے حکم کر دیا اور سب سے نسب کا اب وارث اس سے کہتے ہیں کہ تو اس میں کوئی ثابت کر کہ میرے تیری مان سے نکلیں کیا تھا تو یہ قول ورنہ کارائے بیوگانہ یا نہیں تو کہا کہ علی بن احمد نے اگر قاضی اسے نسب ثبوت نسب کا حکم کر چکا ہے تو نسب اور فرزند ہی اس کی ثابت ہو گئی اب کچھ حاجت باقی کی نہیں ہے انھیں اور ورنہ چکا تھا و اسے تصدیق کے اقرار بالبدل و عورت حمہ سے اقرار بالانکاح ہے فافاضہ صمدی کیوہا باپ یا مان یا بیٹا یا بیوی یا مولیٰ یعنی آزاد کرنے والا بتائے یا عورت کسی کو اپنا باپ یا مان یا بیٹا یا عورت یا مولیٰ کہے اور وہ لوگ تقریب کی تصدیق کریں تو اقرار صحیح ہو جاوے گا کہ عورت جب بیوہ بنائے تو ایک شرط اور یہ وہ یہ کہ ایک عورت کو ابی داس میں امر پر کہہ کر اس عورت سے پیدا ہوا ہے اور مقرب نے اگر اقرار کیا نسب کا حالات حیات میں اور تقریب نے اس کی تصدیق کی اب بیعت مقرب کے تو صحیح ہے اگر جب زوج تصدیق کرے زوجہ کی زوجیت کی بعد رجائے زوجہ کے پتے اقرار پر تو یہ تصدیق صحیح ہوگی امام صاحب نے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو جائیگا اگر اقرار کرے سوا رشتہ و ولادت کے وہ سب رشتہ کا جیسے کہ یہ یہ بھائی بھائی چاہے ورنہ غائبین کے کہ اس میں داخل ہے بڑے قریبی کہ میرا بیوہ یا دادا ہے **ص** تو یہ اقرار صحیح ہوگا اس واسطے کہ یہ اقرار و ثبوت نسب کا نہیں ہے غیر یہ **ف** کیونکہ جب اسے یہ کہا کہ میرا بھائی ہے تو ثابت کیا اس واسطے نسب باپ اور جب یہ کہا کہ میرا چچا ہے تو بھائی یا نسب کا یہاں پر اور اقرار حجت قاصدہ یعنی مرتد و لیل ہے مقرب نے غیر یہ کہ اسے کہتے ہیں کہ اسے نسب کیسے ثابت ہوگا **ص** اور وارث ہوگا ایسا مقرب جب کوئی اور وارث مقرب کا نہ ہوئے نہ قریب ورنہ بعید **ف** یعنی نہ کوئی مقرب کا نہ وہی الفروض میں ہے جو نہ عصباء سے نہ ذوی الارحام اور اگر کوئی دوسرا وارث قریب یا بعید مقرب کا نہ ہو جو ہوگا تو ایسا مقرب نہ ہو گا میراث شخص کا باپ مر گیا ہے وہ اگر اقرار کرے کسی واسطے اپنا بھائی ہو گیا تو تقریب اس کے حصہ میں نہ آتا میں نے یہ کہ جب ہو جاوے گا ایک نسب کا ثابت ہو گا کا یہ کہ عمو پر سورہ پڑھتے تھے اب نذر بیٹے خالدا ورنہ لیو چھوڑ کر مر گیا جن میں خالدا نے اقرار کیا کہ ہمارا باپ بیٹی زیدہ عنہ نے خجملہ زقرضہ پچاس روپیہ وصول پا چکا ہے **ف** اور دوسرا بیٹا یعنی ولید سے سے نکلتا ہے اور خالدا نے یہ بیان گواہوں سے ثابت کیا **ص** تو خالدا کو چھوڑ لیگا اور پچاس روپیہ عمت صرف ولید کو دلا دیے جاویں گے **ف** بعد قسم لینے اس طرح کہ واللہ اسکو معلوم نہیں کہ اس کے باپ نے سورہ پڑھتے نصف وصول پائے اور قیام بھائی کے حق کے لیے ہے اور جو خالدا کہتا ہے کہ باپ ہمارا زیدہ وصول پا چکا ہے تب بھی ولید کو پچاس روپیہ دلا جائیگا قسم لیکر لیکن یہاں قسم عمو کو چھوڑے بیوگی تو اہل صورت میں اگر ولید قسم لکھتا تو خالدا اس کے حصے میں شامل ہو گیا اور ثانی صورت میں اگر ولید عمو نہ تھا تو عمو بیٹا لہذا ہو جائیگا

کتاب الصلح

یہ کتاب جو صلح کے بیان میں **ف** صلح کا جو کلام اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے والصلح صحیح ہے یعنی صلح بہتر اور روایت کی تفسیر نے عمرو بن عوف مزی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صلح جائز ہے درمیان میں مسلمانوں کے مگر وہ صلح جو حرام کہے حلال کو یا حلال کہے حرام کو اور مسلمانان ثابت نہیں شرطوں پر اپنی مگر وہ شرط حرام کہے

اوس قول کو درالحارمین دسرخندار ص اور زمین صیح و صحیح و صحیح اسو اسٹیل کے بیانات اور غلام ہا دون
جب وہ کسی دوسرے کو متعدد بار ڈالنے اپنے نفس کی نجات کے لئے اسٹیل کے غلام ہا دون کو بولی تے
اؤن تجارت کا دیا ہوا اوزات اب غلام کی مال تجارت میں داخل نہیں تو اسکو اپنی ذات میں کیونکر تصرف جائز ہوگا لکن
فی الاصل ص ان اوس غلام ہا دون کا اگر ایک غلام ہوگا اور وہ کسیکو عداوت کے تو غلام ہا دون اسے نفس کے طور سے
صلہ کر سکتا ہے ص اسو اسٹیل کے غلام ہا دون کا غلام اوسکی کمائی میں سے ہر تو تصرف اوسکا اپنی کمائی میں اور جو
اوسکا جائز ہوگا لکن فی الاصل ص اسی طرح غلام ہا دون کے اس تلف ہو گئی بعد اوسکے غاصب مالکیت
صلہ کر لی ہوگی قیمت زیادہ ہر ایک سبب پر تو صحیح و نام ابوینفہ کے نزدیک اور یہ زمین کے نزدیک قیمت سے زیادہ ہے
درست نہیں ف اور مختار قول امام صاحب کے ہر دو زمین و دونوں کی اصل میں مذکور میں ص اگر ایک غلام میں و مختار
شریکتے اومین سے شریک تو نگاہ نے اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور دوسرے شریک کے نصف قیمت سے زیادہ پر صلہ کر لی تو
زیادتی باطل ہو جائیگی بالاتفاق بان اگر نصف قیمت سے زیادہ مالیت کے سبب صلہ کرے تو جائز ہوگا اگر ایک شخص
وکیل کیا دوسرے کو قتل عمر سے صلہ کرنے کے لیے یا جہ قدرین کا اس پر دعویٰ ہو زمین سے ایک حصہ پر صلہ کر نیکی
تو بدل صلہ کر لیں پر لازم ہوگا نہ وکیل پر ف اسو اسٹیل کے دونوں صورتوں میں صلہ کرنا بیع کے نہیں ہر ایک
قتل کی صورت میں تو ظاہر ہے وکیل دوسری صورت میں تو اسو اسٹیل کے مدعی نے بعض کو یا اور بعض کو چھوڑ دیا تو بعض
راجع ہو گئے طرف ہو کر کے لکنا فی الاصل ص البتہ اگر صلہ کرے وقت ضامن ہو گیا بعد بدل صلہ کا تو اس پر لازم
آوے گا اور جو صلہ کرنا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں پر لازم ہوگا اگر ف امر اس و صلہ کرنا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں
اور بدل صلہ کرنا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں پر لازم ہوگا اگر ف امر اس و صلہ کرنا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں
عزت سے ساتھ دینی کے اور ضامن ہو ابدل صلہ کا یا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں پر لازم ہوگا اگر ف امر اس و صلہ کرنا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں
اپنے اس ہزار روپیہ پر اپنے اس غلام پر یا اس ہزار روپیہ پر یا اس غلام پر یا اپنی طرف نسبت نہ کی یا یوں کہا کہ صلہ کی مینے
تجھ سے ہزار روپیہ ف یعنی طلق کہا نہ اشارہ کیا نہ اپنی طرف نسبت کیا ص اور وہ ہزار روپیہ نہ تے تو ان سب
صورتوں میں صلہ صحیح ہو جائیگی ف اور فضولی پر یوں روپیوں کا تسلیہ کرنا باقی صورتوں میں لازم آوے گا اور
فضولی کا احسان ہوگا مدعی علیہ پر تو رجوع کر لیا مدعی علیہ پر کیونکہ اس کے صلہ کو واقع ہوئی ص اور اگر فضولی نے
یوں کہا کہ صلہ کرنا ہوں میں تجھ سے ہزار روپیہ اور ہزار روپیہ نے تو بقیہ و فی صلہ مدعی علیہ کی اجازت پر تو اگر
جائز کہ مدعی علیہ تو صلہ جائز ہوگی اور مدعی علیہ کو ہزار روپیہ نہ تے اور جو اجازت دے لیا تو صلہ باطل ہو جائیگی جبشی
اپنے قرض میں جو مدعی علیہ پر ہر اوسکے نصف یا مالٹ یا ربع پر صلہ کر لیں تو صلہ بعض کا لینا اور بعض کا چھوڑ دینا شمار
کیا جائیگا نہ عقد و عادی ص اسو اسٹیل کے بعض کل کا عوض نہیں ہو سکتے ص تو صحیح ہے صلہ ہزار روپیہ سے جو صلہ
تھے تنو نقد پر یا ہر عادی پر ف تو پہلی صورت میں تو شور و پا کا اسقاط ہوا اور دوسری صورت میں بے معاوضہ
ہونا ساقط ہوگا لکن فی الاصل ص یا ہزار روپیہ سے تنو کھرے روپیوں پر ف اسو اسٹیل کے اسقاط ہوا ہر

۴
فضولی کے
تلف میں جو بیع ہو گیا
صلہ کرنا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں
عزت سے ساتھ دینی کے اور ضامن ہو ابدل صلہ کا یا بیع کے ہر اومین بدل صلہ کر لیں



اور کہے ہیں کہ تو اس صورت میں صلح ہو جاوے گی اور بدل صلح پر قبضہ کرنا شرط نہیں **ص** اور صلح وراہ سے یہ جاوی
دیناروں پر درست نہیں **ف** اس واسطے کہ صلح معاوضہ ہے تو بیع صرف ہو جاوے گی اور اس میں قبضہ کرنا دیناروں پر
قبل جدائی متعاقبین کے ضروری ہے لکن اگر اصل صلح ہی طرح ہزاروں پر بیع جادی پانسو روپہ نقد پر درست نہیں ہے **ف**
اس واسطے کہ نقد بیعنا بعض پان سو کے ہو گیا اور یہ وصف مال نہیں ہے لکن اگر اصل صلح ہی طرح سیارہ ہزار روپہ
پانسو روپہ سفید رنگ پر جائز نہیں ہے **ف** اس واسطے کہ یہ معاوضہ ہزار سیارہ روپہ کا پانسو روپہ سے ساتھ زیادتی نہ ہو
تمام دیکھ لیں کہ درختا میں یہ قوم ہے کہ اسان لگا درائن کی طرف سے لیا جاتا ہے تو استقاط حق ہے اور اگر دائیں اور بائیں دونوں کی
طرف سے لیا جاتا ہے تو وہ بیعنا ہے جو بیعنا تو معاوضہ ہے لکن اگر دائیں کی طرف سے لیا جائے گا تو اگر سراج یا سیاح کا شجرہ ثابت ہوگا تو معاوضہ مفید
ہوگا اور نہیں تو صلح ہوگا لکن فی المثل طایفہ **ص** اگر زمین کے فروغ پر ہزار روپہ کے لئے یہ کہا کہ کل تو جو پانسو روپہ کا کر دے
تو تو باقی سے ہرچی الذمہ ہو اور عمر نے اسکو قبول کیا اور کل کے روز پانسو روپہ کا کر دے تو عمر و باقی سے ہرچی الذمہ ہو جاوے گا اور اگر
پانسو کو کل کے دن ادا کیا تو سارا دین ہو کر ہو کر آوے گا **ف** یعنی ہزار روپہ پر پورے اوپر واجب ہو جائیگا اور زمین خالی
ابو یوسف کا دلائل سے کہ کوثر میں اصل کتاب اور بیعت میں **ص** اور جو ادا کرنے کا وقت بیان نہیں کیا **ف** یعنی زیادتی
صرف اتنا ہی کہ اگر پانسو کو جو ادا کرے تو تو باقی سے ہرچی الذمہ ہے **ص** تو زیادتی کا دین پورا نہ ہوئے گا **ف** یعنی اگر بیعت
اس صورت میں ہو کہ روز پانسو روپہ ادا کیا تو ہزار روپہ نہ ہوئے گا بلکہ پانچ سو ہی رہیں گے **ص** اور اگر زیادتی صلح کر لی
عمر نے اپنے نصف قریش پر اس شرط پر کیا کہ عمر و اسکو کل نصف قریش ادا کرے تو وہ باقی سے ہرچی الذمہ ہو جاوے گا
کل نصف قریش ادا کرے لکن عمر و پر بیعت صورت میں اگر عمر قبول کرے اور کل کے روز نصف قریش ادا کر دے
تو باقی سے ہرچی الذمہ ہو جاوے گا ورنہ پورا دین عمر و پر ہوگا بالاتفاق اگر زیادتی نے عمر کو نصف قریش سے ہرچی الذمہ کر دیا
اس شرط پر کہ کل تو مجھے نصف ادا کرے تو عمر و نصف دین سے ہرچی الذمہ ہو گیا خواہ باقی ادا کر دے یا نہ ادا کرے
ف باجماع امام اور صاحبین اور دلیل اسکی اس میں مذکور ہے **ص** اور اگر زیادتی ہے اگر کوئی بیعت شرط پر معلوم کیا جیسے
یون کہ ادا کرے تو مجھے اس قدر ادا کرے یا جب یا جب وقت ادا کرے تو تو باقی سے ہرچی الذمہ ہو گیا بیعت صحیح ہوگا اس واسطے کہ اگر بیعت
تعلیق میں شرط پر باطل ہے اور اگر بیعت لفظی ہے تو شرط کے خلاف ہے لکن اگر بیعت لفظی ہے تو شرط کے خلاف ہے لکن اگر بیعت لفظی ہے تو شرط کے خلاف ہے
نہ چھوڑ گیا سودا میں نے مہلت دی یا کچھ دین معاف کر دیا تو بیعت صحیح ہوگی تو دین اسکو مہلت دیکر یا کچھ قرض چھوڑ
صلح کے موافق اور اگر بیعت یہ ہو کہ پانچ روپہ سے کہ ادا کرے تو دین کا پورا دین یون ہر ثابت ہو گیا تو وہ کل دین فی الحال کیسے

بیعت عمر و قریشی ہزار روپہ

فصل دین شریک میں صلح کے بیان میں

ص دو شخص دو کازین شریک تھا ایک شخص پر تو اوں دونوں میں سے ایک شریک اپنے حصے کے بدلے میں دینوں کے
ایک کثیر پر صلح کر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ قرضے کا دینوں وصول کرے خواہ نصف کثیر شریک مصالح سے
لے لیجے کہ اگر یہ شریک مصالح شریک غیر مصالح کے چوتھائی قرض کی ضمانت کر دیوے تو اب شریک مصالح کا حق اوں پر ہے
میں نہ شکاف مثلاً بکرو خاند کے بلا شریک چار روپہ زید پر قرض تھے بکرت اپنے دو دروہوں کے بدلے میں ایک کثیر

ایک زید سے بیگہ کر لی تو خالد کو اختیار کر لیا تو اپنے دو دو زید سے وصول کرے یا بکری سے نصف لے کر ایک کے البتہ اگر بکر
خالد کے لیے ایک درم کا خزانہ جو تیار کرے کہ بکر سے نہیں لے سکتا بلکہ درم اپنا لگا کر اس میں مشترک
ہوئے کہتے ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ جو جیسے شمس اور چتر کی جو ایک ہی مقصد میں آتی لگی اور جو چیز دو آدمیوں میں مشترک
تھی باقیست مال مشترک کی یا مورد کی یا غیرت میں مشترک کی جس کی کو اس قسم کے دین میں جتنا مال جو کوئی وصول کرے دو
اوس کا نصف یا قدر سے اپنے کے اوس سے لے سکتا ہے مثلاً ان دونوں میں اگر ایک نے اپنا حصہ دین کا قدر سے وصول کیا
تو اوس میں دوسرے بھی شریک ہو جاوے گا اب دونوں قرض سے باقی بچا طالبہ کر سکتے ہیں یعنی قرضہ اوس میں سے
جس کا حصہ قرضہ والا چکا ہے نہیں کو سکتا کہ میں تیرا حق چیکو اب تیرا بچہ کچھ نہیں بچا کہ نہ بقبا اوستے دیا تھا وہ دونوں
شرکیوں میں بٹ گیا اگر فی الحال صحت اور جو مشترک ان میں سے ایک نے اپنے نصف میں کے بدلے میں کوئی چیز عین
سے خرید لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ خواہ اپنا نصف دین مدیون سے وصول کرے یا شریک شری سے بیع دین
کا ضمان لیکر جو دونوں شریک باقی کام میں طالبہ کیوں اور اگر عاشرین نے اپنے حصے قرض سے مدیون کو بری الذمہ کر دیا
تو دوسرے شریک اس شریک کے نہیں لے سکتا اگرچہ ایک شریک پر مدیون کا دین تھا پہلے کا اور دین اور دین کے
معدن میں ہو گیا تب بھی دوسرے شریک اس شریک کے نہیں لے سکتا مثال اوسکی یہ کہ زید کے سوا دوسرے پاس روپے تھے تو عمر
بکر نے ایک غلام مشترک کو زید کے ہاتھ سے روپے کو چاہا تو بکر کے زید پر پچاس روپے تھے تو عمر کے پچاس روپے کے بکر نے
وہ پچاس روپے جو عمر کے اوس پر اس معاملے سے بیشتر کرتے تھے تو اب بکر کو یہ نہیں پہنچتا کہ عمر سے یہ ان کے لئے
اپنے پاس روپے کو یا وصول پائے تو نصف لے سکتا مجھے ادا کرنے کے سوا کچھ کرنے پڑا دین ادا کیا نہ کرنا چاہیے زید سے وصول
پایا تا اب اوس میں شریک ہو کر اگر اصد شریکین نے اپنے بھنسن دین سے مدیون کو ادا کیا تو باقی دین اس کے سہام پر مقسوم
ہو گا مثلاً جب ہر ایک کا دین نصف نصف مدیون پر تھا اب ایک شریک نے اپنے حصے کا نصف مدیون کو معاف کر دیا
یعنی راجع کا دین کا تو اب دین کے تین حصے کیے جاویں گے دو حصے اوس شریک کے ہو گئے جسے معاف نہیں کیا اور ایک حصہ اس کا
جسے معاف کر دیا اگر دوسروں نے عقد سلیم کیا ملکہ ایک کو دین کیوں کے اور دونوں کا اس المال سوا روپہ تھا اور ہر ایک نے
پچاس پچاس اپنے اپنے حصے کے لیے پھر ایک رب المسلم نے اپنے نصف کر کے بدلے میں پچاس روپے پر مسلم الیہ سے صلہ کر لی اور
وہ روپہ اپنے لیے لیے تو صلح جائز نہ ہوگی امام ابوحنیفہ اور محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہوگی جیسے دو آدمیوں
نے ملکہ ایک غلام خریدیا پھر ایک نے اوس میں سے اتار کر لیا ف اور طریق کی دلیل اس میں مذکور ہے

فصل تجار کے بیان میں

تجار کہتے ہیں اسکو کہ سب وارث اتفاق کر کے ایک وارث کو سیراث سے خارج کر دیں کچھ مال معین دیکر لگا کر فی المخرج
ص خارج کر دیں اور انہوں نے ایک وارث کو ترک کر کے اور وہ ترک اسباب پر یا عقار کچھ مال دیکر یا ترک سونا یا روپے یا خنوع چاندی
دی یا ترک چاندی یا روپے یا خنوع نے سونا دیا یا ترک چاندی سونا دونوں ہیں اور انھوں نے دونوں کے لیے ترک نقدین یعنی دراهم
اور دینار تھے اور انھوں نے دونوں کے لیے تو یہ خارج سمجھ کر سب صورتوں میں بلکہ ترک بدل قابل ہو یا نہ ہو جس کے مخالف کسی

[illegible]

اگر چہ رب المال ہی کو بیوہ اور زنی کے نزدیک رب المال کو دینے سے مضاربیت فاسد ہوگی اور امانت رکھا دے اور اگر کو کرے یا اگر ولیوں سے اور اگر ایہ دیوے یا اگر ایہ بیوے اور حوالہ قبول کرے غنی اور تنگ دست پر البتہ مضارب کو نہیں پہنچتا اگر وہ مال کو بطور مضارب کسی اور کو بھال کرے مگر مالک کے اذن سے یا جس صورت میں مالک نے کہہ دیا ہو کہ تو اپنی رائے کے موافق عمل کر یا قرض دیوے یا قرض لیوے یعنی مضارب کو قرض لینے اور لینے کا جی اختیار نہیں ہے **خاص** اگر چہ رب المال نے وقت مضاربیت کے کہہ دیا ہو کہ تو اپنی رائے کے موافق عمل کرنا البتہ اگر مالک نے تصریح سے ان دونوں کی اجازت دیدی ہو تو درست ہے اگر مضارب مالک نے کہہ دیا تھا کہ تو اپنی رائے کے موافق کرنا اور اس سے کہنے خریدے اور اپنے پاس سے اس کو پانی سے دھلوا یا لالہ یا انو مضارب متطوع اور متبع ہوگا یعنی مالک سے دھلوائی اور لگوائی کی مذوری جو اپنے پاس سے خرچ کی ہو مجرا نہیں لے سکتا کیونکہ وہ اوہا کرنے کا مالک نہیں ہے اور اگر وہ ان کہے کہ تو مضارب سے اپنے پاس سے وہ دیکر سنا گیا تو مجتہد رنگ اور تین بڑے جابہ آتین رب المال کا شریک ہو جائیگا جیسے اپنا مال و زمین یا بیوی و اور یہ رنگ اور غلط مال مالک کے اس قول میں کہ تو اپنی رائے کے موافق کام کر داخل ہو جائیگا غلط و دھلوائی کے یہ آئین کوئی چیز نہیں تو اگر زنا سے تینی کلپ دیکر دھلوا یا ہوگا تو وہ رنگ کے مانند ہوگا اور سب رنگ کی قید اس واسطے لگائی کہ سیاہ رنگ اس قول میں مالک کے نزدیک نام حرام کے داخل نہ ہوگا اس واسطے کہ سیاہی نقصان بہ نزدیک امام صاحب کیلین سیاہی کے سوا اور سنگ مثل سرنخی کے تین گدائی الاحتمال سے زیادہ من الذی اختلاف ہے تو مضارب نہ رہنے سے یا اپنے مال کے ملا دینے سے در صورت مالک کے پسند کے کہ تو اپنی رائے کے موافق عمل کرنا من ہوگا تو جب یہ کہہ لے گا تو مضارب رنگ کے واسطے لے لیا گیا اور کپڑے کے دامون نفع میں شریک ہوگا **مثلاً** وہ کپڑا پانچ روپے کا سفید تھا جب رنگ لیا تو چھ روپے کا ہوا اور آٹھ روپے کا ہو گیا تو مضارب ایک روپیہ توڑ گئے گا اور ایک روپیہ نفع کا اور ایک روپیہ صاحب مال لیا جب نفع نصف تھا اور چھ روپے کا **خاص** اور مضارب کو نہیں پہنچتا کہ رب المال نے اگر کوئی شخص خاص واسطے تجارت معین کر دیا ہو یا کسی مال خاص میں تجارت کو کہا ہو وہ یا کوئی وقت یا کوئی خاص مقام یا کوئی جگہ اس تجارت کے تو اگر اس کی مخالفت کر گیا صان من ہوگا اور وہ چیز جو خریدی ہے اس نفع مضارب کی ہوگی اس طرح مضارب کو نہیں پہنچتا یا مال مضاربیت میں جو غلام لونڈی خریدی ہو و سکا نکاح کر دیوے یا ایسے غلام لونڈی کو خریدی کہ وہ رب المال پر لازم ہو جاوے **مثلاً** وہ غلام لونڈی رب المال کا ذی رحم خرچ ہو گیا رب المال نے اسے بیانیف کی ہو اگر تین غلام یا لونڈی کو خریدی تو وہ آزاد ہے **خاص** اور اگر خریدیگا تو مضارب پر بیگانہ رب المال پر پانچ مضاربیت میں اور نہ اس غلام لونڈی کو خریدے جو مضارب پر لازم ہو جاوے یا جو مال میں نفع ہو اوہو اور جو خریدیگا تو وہ مضارب پر بیگانہ اور اگر نفع نہ ہو تو صحیح ہوگا **ف** اس واسطے کہ اس صورت میں مضارب کا کچھ روپیہ ہی نہیں ہے تاکہ اس کی ملک اس غلام کو ملے میں اسے صورت اگر بعد اسکا اس غلام لونڈی کی قیمت بڑھ گئی تو مضارب کے حصہ نفع کے مقدار وہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور مالک کو مضارب کچھ ضمان نہ بیگا بلکہ باقی قیمت کے لیے وہ غلام مسمی کر گیا اگر مضارب پس ہزار روپے تھے نصف نصف نفع ہزار سناون ہزار روپے سے ایک لونڈی خریدی کہ قیمت اس کی ہزار روپے تھی بعد اسکا اس سے وٹمی کی اور وہ ایک لڑکائی ہزار روپے کا اور مضارب اس لڑکے کے نسب کا دعویٰ کیا اب اس کے کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپے ہو گئی اور مضارب غنی ہے تو رب المال

صاحب مالک کو اسکے وصول کرنے کے لیے کوئل کر دیوے ہی طرح سب وکیلوں کا حال ہو گا اگر تقاضا کریں تو موکل کی کوئل کر دیں اور دلال اور مسافر کے جاوے قیمت کے وصول کرنے پر **ف** اس واسطے کہ لال اجرت لیکر آتا ہو اور مسافر جو شخص کر جسکے پاس غزوہ وغیرہ لوگوں کا جمع کیا جاتا ہو تاکہ وہ اجرت لیکر آتا ہو تو وہ سپر بھی جن وصول کر سیکے اسے لیکر کیا جاوے گا **ص** مال مضارب میں جس قدر نقصان ہوگا اولاً وہ نفع سے بچا لیا جاوے گا اگر نفع سے بھی نقصان زیادہ ہو جاوے تو وہ مضارب کا خاص نام نہ ہوگا کیونکہ وہ اس پر اور اگر نفع بانٹ لیا اور عقد مضارب کو نسخ کر دیا جاوے اسکے اثر سے تو عقد مضارب کیا اور اب کلی اہل مال تابع ہو گیا تو پہلا نفع اس میں نہیں آگا یا جاوے گا کیونکہ یہ تو نیا عقد ہے اگر نفع تقسیم ہو گیا اور عقد مضارب باقی رہا پھر سب مال اہل مال جاتا رہا تو جو نفع دونوں نے بانٹ لیا پھر سے جمع کریں اور اب رب المال اپنا اس مال اوس نفع سے پورا کرے جو بچے اوست دونوں بانٹ لیں اور اگر اس نفع سے مال مال پورا ہو تو کسی مال کے ساتھ نہ ہو پھر تادان اوسکا لازم نہ آوے گا **ف** اس واسطے کہ مضارب میں ہر چیز کا لال یا صاحب مضارب اپنے ہر شے میں ہر چیز کا کوئل کرے تو چاہے کھانے پینے کے یا کچھ پلٹے ہی اس سے نفع لیں اس مضارب میں سے نہ لیں اور جو سفر میں جاوے تو کھلائی پانی کو لے کر آوے اور تھوڑی سی چھاتی لے کر چھاتی کی حاجت ہو چیت ملک بازین **ف** حاجت کے لیے وہ نہ لے اور طاعت و ایمان شہر و ملک کو کہتے ہیں جو درمیان نجد و غزو کے واقع ہیں ملک حجاز میں نہیں کی اسلئے حاجت ہو کر لال و حجاز واقع ہیں قایم دومین اور زمین قایم دوم کی جائز اور یا بس تو وہاں بیوی تیل لے کر اور گھی کھانے لے کر زمین **ب** و قاص سواری خواہ رائے کی جو یا تری کی ہو ورنہ چارہ اوسکا ان سب مسارف مال مضارب سے نفع ہوا تو سب کے کوئل کرے سے زیادہ صرف کر دیا لگا اوس قدر کا ضمان ہوگا اور جب شہر کو کوئل کرے اور سفر کی چیزوں میں سے جہاں مضارب کی لگین تھیں کچھ باقی ہو تو وہ مال مضارب میں شریک کر دے اور اگر مضارب سے تمام پر کام کر کے کوئل کرے تو وہاں جاتا ہو تو لال کو اپنے گھر میں نہیں رہ سکتا تو اوسکا حکم سفر کا سا ہے اور اگر شب کو پتہ گھر میں رہ سکتا ہو تو وہ محل ایک بازار کے ہر شہر کے بازاروں میں سے پھر اگر مضارب کو نفع حاصل ہوگا تو مالک مال و سفر خرچ کر کوئل کرے لیوے جو مضارب مال غنما میں سفر میں صرف کیا تھا اب وہ سپر جو زیادہ بچے وہ بانٹ دیا جاوے اور اگر مضارب کسی چیز کو مال مضارب سے بچا ورنہ کچھ نہ بچے تو جو کچھ اس چیز پر صرف ہو جائے چیت کر دے یا باری و بیوی وغیرہ اس لال میں لگا لے اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف ہو جائے اوسکو نہ لگاوے **م** لال اگر مضارب پاس نہ ہو روپے تحفے نفع پراپنے مال نہ ہو روپے کا کپڑا وغیرہ اور و سکھ و دھنرو بیکر ایک غلام خریدے اور بھی دھنرو کو قیمت کے بان کو نہیں دینے تھے کہ وہ دھنرو مضارب پاس تلف ہوتے تو مضارب پالنے کا ضمان دیکھا اور باقی دام مالک دیکھا تو جو تحائف غلام مضارب کا ہوگا اور تین حصے اوسکا مال مضارب میں ہوں اور لال اڑھائی ہزار ہو اور اگر مضارب اس غلام کو بطور ہبہ کے بیچے تو اصل جمع دھنرو رتبہ کا وہ ڈھائی ہزار کیونکہ قیمت غلام کی تو وہ بھی ہزار تھی پس اگر وہ غلام چار ہزار کو بچا تو تین ہزار حصہ مضارب ہوگا اور ہزار روپے خاص مضارب کے ہونگے پھر ان میں ہزار میں سے اس مال اپنی ڈھائی ہزار کو بچا لک باقی جو یا سو بچیں گے وہ نفع کے سمجھے جاویں گے انکو و لال اور مضارب بانٹ لیکھا اگر مضارب رب المال سے ایک غلام نہ لے کر نہ لے یا جو مالک نے پاس کو موصول کیا تھا تو مضارب نے بچنے کے

ف اگرچہ تو ان عذر کے بغیر گواہوں کے ہو گا دلیہ صورتوں کا یہ صاحب مال نے امانت اپنی طلب کی اور متوجع باوجود
 قدرت ندی یا انکار کیا اگرچہ پھر بعد اسکے اقرار بھی کیا ف یعنی جب انکار کیا امانت کا بروقت طلب صاحب مال کے تو خاتم
 ہو جائیگا بلکہ اگرچہ اقرار کرے یا کرے اور جو سوا مالک کے اور کسی سے انکار کیا تو ضمان نہ ہو گا کیونکہ یہی حفاظت مال کا طریقہ ہے
 اور اگر متوجع نے مرنے وقت بیان کیا امانت کو جب بھی ضمان ہو گا صریحاً متوجع نے اس امانت کو اپنے مال میں اسطرح ملا دیا
 کہ تمیز نہیں ہو سکتی ف مثلاً امانت کی ہو تو حق اور اسنے اپنے گواہوں میں اور کو ملا دیا اور اگر خلاف جنس میں ملا دیا
 جیسے گواہوں میں تو مالک کا حق جاتا رہیگا اور بالاتفاق ضمان لازم آویگا اسی طرح اگر اپنی جنس میں ملا دے نزدیک امام
 صاحب کے اسی طرح نزدیک ابو یوسف کے مگر جب امانت کو اپنی جنس میں جو اکثر ہو کہ امانت ملا دے تو قیل حال یہ ہو گا اکثر کلام نبی اہل
 میں ملا دے کیونکہ یہ صورت میں جن مالک کا بنا دیا بلکہ شرکت ثابت ہوگی اور جو کے نزدیک ہر حال میں شرکت ہوگی خواہ قیل
 ملا دے اکثر میں گذر انا حصہ صریحاً متوجع نے امانت میں زیادتی کی اسطرح کہ اس کے اپنے کو پہنایا امانت کے جانور پر
 ہو یا امانت کے رہیں بین گناہ پر کیے پھر اوستے اوستے شریک کر نیے یا جس گھر میں مالک نے حفاظت مال کا حکم کیا متوجع
 نے اس کے سوا دوسرے میں حفاظت کی تو ان سب صورتوں میں متوجع ضمان ہو گا اور اگر وہ امانت متوجع کے مال میں خود
 بخود مل گئی تو دونوں اوستے شریک ہو جائیں گے اور اگر متوجع نے امانت میں زیادتی کی پھر اس زیادتی کو دیکھ کر دیا تو ضمان بھی
 زائل ہو جائیگا ف جیسے امانت کو جس گھر میں متوجع کے گناہ تھا نہ کھا بلکہ دوسرے گھر میں رکھا بعد اس کے پھر اپنی گھر
 میں کھائی تو ضمان زائل ہو جائیگا اور امام شافعی کے نزدیک زائل ہو گا اگر دوسرے گھر میں نے اپنا مال ایک شخص کے
 پاس امانت رکھا اب ایک شریک کیا تو متوجع کو نہیں پہونچتا کہ اس کا حصہ جو اس کے بغیر دوسرے کے لئے ہے ف جیسے
 یہ ودیعت سوا اکیلے دیوڑیوں کے اور کو ملی چیز ہو تو یہ حکم اتفاقی ہے اور اگر ایک یا دو دیوڑیوں میں جو متوجع ہی کے نزدیک امام عظیم
 کے برخلاف صاحبین کے اس واسطے کہ متوجع کو ولایت تقسیم مال کی نہیں ہے گذر انا حصہ صریحاً متوجع نے امانت
 رکھی دوسرے کے پاس تو اگر وہ قابل قسمت نہیں ہے تو ان دونوں میں ہر ایک کی حفاظت کر سکتا ہے بغیر
 دوسرے کے اذن اور جو قابل تقسیم ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ اسکے دو حصے کر کے ایک ایک حصے کی حفاظت کرے ف
 اور صاحبین کے نزدیک یہاں بھی ہر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دے سکتا ہے صریحاً متوجع نے امانت کے لئے نصف حصہ اپنا
 دوسرے کو دیا تو یہ دینہ الا نصف کا ضمان ہو گا نہ جو قابض پر کل مال پر کیونکہ متوجع ضمان میں نہیں ہوتا امام احمد
 کے نزدیک تو اگر متوجع نے منع کر دیا متوجع کو کہ اس امانت کو اپنے گھر والوں کے سپرد نہ کرنا اور اسنے دیا اور اس شخص کو کہ اگر اسکو
 نہ دیا تو کچھ اسکا حق نہ تھا تو ضمان ہو گا اور اگر اسکو دیا کہ جسکے بغیر دے بے چارہ تھا جیسے امانت جانور سے
 اور اپنے غلام کے سپرد کیا یا دوسرے میں جسکی عورت کی حفاظت کرتی ہیں اپنی بیوی کو دین تو ضمان نہ ہو گا جیسے
 ایک گھر میں کئی کوٹھریاں ہیں اور متوجع نے ایک کوٹھری میں رکھنے کو کہا تھا اسنے دوسری کوٹھری میں رکھا ف تو
 ضمان نہ ہو گا کیونکہ ایک گھر کی سب کوٹھریاں حفاظت میں برابر ہیں البتہ اگر گھریل جاوے گا تو ضمان ہو گا
 صریحاً متوجع نے دوسری کوٹھری میں جس میں اسنے مال رکھا کوئی غلطی ہو گا ف جیسے اسکا دروازہ بند ہو دے

یا دیوار ٹوٹی ہووے صورت البتہ فاس ہوگا اور اگر موقوف نے امانت کسی اور پاس رکھ لی تو ضمان صرف اولیٰ لازم آویگا۔ امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اور موقوف سے کیوں خواہ موقوف الموقوف سے لیکن اگر موقوف الموقوف سے لیگا تو وہ موقوف سے پھر لپکا ضرور اگر غاصب نے شے منسوب کو کسی کے پاس امانت رکھا بعد اسکے وفات اس شخص کے پاس سے تلف ہو گئی تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اور موقوف غاصب سے کیوں اور چاہے موقوف غاصب سے یعنی اس شخص سے جسکے پاس غاصب نے امانت رکھا تھا سوا گناہ تاوان لیکر موقوف سے تو وہ غاصب پر رجوع کر لے۔ درختدار صومر کے پاس نہیں روپہن زید نے دعویٰ کیا کہ میری امانت میں اور برکے نے دعویٰ کیا کہ میری امانت میں اور کسیکے پاس گواہ نہیں ہیں اور غزوہ دونوں کے دعوے سے منکر ہو تو قاضی عمر کو حلف دلاویگا ہر ایک کے لیے بعد ابدال اور جسکے حلف چلے شروع کرے اور جو جھگڑا کرین تو قرعہ ڈال لے۔ تو اگر ایک حلف سے عمر نہ قبول کیا دوسرے کے لیے حلف دلاوے اگر دوسرے کے لیے بھی نکل کرے تو یہ ہزار دو لون کے حلف تھے اور غصہ روپہ ہزار روپہ اور لازم آوے تھے۔ دلیل اسکی مع اور تفصیل کے ہر کتاب میں مذکور ہے۔ فقہ حنفی

کتاب العاریۃ

یہ کتاب ہر عاریت کے احکام کے بیان میں یعنی مالکی ہو یا چیز کے نیت کے بیان میں عاریت کی جو بی قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتَعْتَقُونَ اَمْ حُنَّ عَلٰی سَمْعِکُمْ کہتے ہیں ماعون کو ماعون اس چیز سے عبارت ہو جسکی عاریت سننے کی لوگوں میں عادت جاری ہو پھر عبارت مذکورہ مذکورہ ماعون تو عاریت دینا خوب ہے اور بالیہ میں ہر عاریت جائز ہے اس سبب کہ یہ ایک قسم کا احسان ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے کئی زمین عاریت کی تھیں صفوان غزوہ تبکین میں روایت کیا کہ ابوہریرہ نے اور بخاری میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کا گھوڑا جسکا مندروب ناو تھا بطور عاریت لیا تھا جس عاریت کہتے ہیں نفع کے مالک کو دینے کو بغیر عوض کے جتنا چاہتے کہ تلکیکات چار قسم ہیں ایک ملک میں بعض تو بیع کر دوسری تلکیک میں بلا عوض یہ ہر قسم کی تلکیک منفعہ بعض ایجاہہ پر جو حق تلکیک منفعہ بلا عوض یہ عاریت ہے۔ اعارہ عاریت دینا استعارہ عاریت مالکنا غیر عاریت لینے والا استعیر عاریت لینے والا استعارہ عاریت دینا عاریت دینا صحیح ہے عاریت ان الفاظ سے کہ چیز میں تلکیک عاریت دی یا عطیہ کی یا اپنی زمین میں مجھے کھانیکو دی یعنی زمین کا غلہ تیرے کھانے کو دیا صحیح ہے اس جالوزیر نے لکھا یا عاریت اپنا غلام مجھے خدمت کے لیے دیا یا میرا گھر تیرا کر سکونت کی راہ یا تیرا گھر میرا تیرے کو کر اور میرا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی چیز پھر لے۔ اگر چہ میرے ذوق کا کوئی وقت بھی مقرر کر دیا جو کہ استعیر کو پھر دینا اسکا واجب ہے اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاریت ادا کی جانی طرف مالک کے روایت کیا اسکو ابوہریرہ نے اپنی امانت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر امانت کو اسکی طرف جس نے امین کہا تھے اور نہ خیانت کر دہی جسے خیانت کی تیری روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوہریرہ نے ابوہریرہ کے کہا اسکو اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور سنن ابی داؤد اسکو ابوہریرہ نے صحیح کیا اور بغیر زیادتی کے اگر مستعیر پاسبان ملک جو با و تو مستعیر تاوان اسکا لازم نہ آویگا۔ اس واسطے کہ عاریت امانت ہے اور امانت کا تاوان نہیں ہوتا اور امام شافعی کے نزدیک تاوان لازم

اوپر کا حصہ مستعیر کو اختیار نہیں کہ استعمال کو کر لے پر چلائے تو اگر اوستے کر لے دیا اور ہلاک ہو گئی تو معیر کو اختیار ہے کہ تاوان ادا کرے یا مستعیر سے لیوے یا اگر اوستے سوا اگر مستعیر سے لیا تو وہ کسی پر جرح کرے اور جو کر لے اوستے لیا تو وہ مستعیر پر رجوع کر لیوے اگر اوستے کو کر لے لیتے وقت علم اس بات کا نہ ہو کہ یہ عاریت ہے مگر عاریت یا اس اگر لیک شہادت دی اور نفع اٹھانے والے کو عین نہیں کیا تو مستعیر کو درست ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بطور عاریت دیکر برائے ہو کہ استعمال اور اس کا مختلف ہو جیسے سواری یا جانور کی یا نہ مختلف ہو جیسے بوجھ لانا جانور پر یا مکان میں رہنا یا غلام سے خدمت لینا **ص** اور اگر عین کر دیا اور شخص کو جو اس شخص سے نفع لیوے جیسے معیر نے کم دیا کہ تو ہی اس نفع اٹھانا **ص** تو اگر استعمال اور اس کا مختلف نہ ہو تب مستعیر کو اوستے عاریت دینا درست ہے اور اگر مختلف ہو تو دوسرے کو عاریت دینا درست نہیں اس طرح سوچ کر اگر کس طرف یعنی جو وقت کوئی شخص کر لے دے تو اگر جو برے نفع اٹھانے والے کو عین نہیں کیا تو مستعیر کو درست ہے عاریت ایسا ہے جو برابر ہے کہ وہ کسی شخص سے استعمال کرے یا نہ اور اگر عین کر دیا تو عین نہیں دیکھا تو اس شخص کو جو مختلف استعمال ہو کر اور نام نہانی کے نزدیک مستعیر عاریت دینا کسی صورت میں جائز نہیں لگتا **اف** الا **ح** اصل صورت جس شخص نے ایک جانور کر لے یا جانور عاریت لیا اور جو عاریت لیا اور معیر نے کوئی قید نہیں لگائی تو اس شخص کو پہنچتا ہے کہ اس جانور پر آپ بوجھ لادے یا دوسرے کو بطور عاریت بوجھ لادے لے دیکر اور خود سوار ہو اور دوسرے کو سوار کر دے اور جس کا کم کو کر لے گا تو وہی فعل معین ہو جائے گا اب اگر وہ فہرل کرے گا تو ضمان ہوگا **ف** اس واسطے کہ مطلق ہر قسم کے نفع کو شامل ہے اور عین اتنا عین مستعیر اور مستعیر کو اختیار ہے کہ اگر اول آپ سواری کی نواب دوسرے کو سوار نہیں کر سکتا اور اگر بوجھ لادے تو سوار ہو نہیں سکتا **ص** اور اگر معیر نے اتنا عین کو مطلق رکھا تو اس سے اور قسم سے تو مستعیر اور مستعیر کو اختیار ہے کہ جس وقت چاہے جس طرح کا چاہے نفع لیوے اور اگر قید کر دیا تو اگر مستعیر اور مستعیر نے اس کے مثل یا بہتر دوسرے نفع لیا تو مستعیر اور اگر اوستے پر نفع لے گا تو ضمان ہوگا اگر ایک شخص نے ایک جانور کر لے یا بطور عاریت لیا بعد فراغت کے اس جانور کو مالک نہ پھیل میں چھوڑ دیا یا اپنے غلام یا اس نوکر کے ساتھ جسکو تنخواہ ماہواری یا سالانہ ملتی ہو بھیج دیا یا مالک کے غلام یا اسے نوکر کے ہمراہ روانہ کر دیا یا چھوڑ دیا جانور مالک کو ملنے کے اول ہلاک ہو گیا تو ضمان ہوگا **ف** اور جو نوکر روز پر ملازم ہو تو اس کے ہمراہ بھیجے ضمان ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ مستعیر امانت رکھنے کا مالک نہیں **ص** جیسے مستعیر شہر سے گھر کو جو نہایت عمدہ اور بیش قیمت نمونہ ہے کہ گھر میں دیکھو چھوڑ دیا مالک کو بھیجے سے پہلے تو ضمان ہوگا اور اگر وہ نہایت نفیس ہو جیسے جو بہت وغیرہ تو گھر میں لے گئے سے بری الذمہ ہوگا بلکہ عام مالک کو دنیا چاہیے اسی طرح امانت اور مضمون کو اگر مالک کے گھر میں لے آئے تو ضمان ہوگا **ف** یعنی در صورت ہلاک بلکہ امانت اور مضمون کو خاص مالک کو دینا ضروری **ص** اور عاریت لینا روپیہ شہر میں آکر لے کر واپس لے کر اور بعد دو کا قرض میں دے گا **ف** اس لیے کہ ان اشیا سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا بدین ہستمالک عین الا اور اس صورت میں جب اتنا عین کو معین کر لے جیسے ایک روپیہ یا گھر اور بہت کر نیکی لے یا دوکان کی آرایش کے لیے تو عاریت ہوگا اور فائدہ قرض میں لے کر اگر یہ چیزیں ہلاک ہو جائیں گی مستعیر باقی نفع لینے کے تو ضمان اور سہ لازم ہوگا لگتا **اف** الا **ح** اصل صورت جس عاریت لینا زمین کا واسطے مکان بنانے اور درخت بونے کے اور جو کو پہنچتا ہے کہ جس وقت چاہے عاریت سے رجوع کرے اور مستعیر کو حکم کر

جودیکے تمام ہوجاویگا **ف** یعنی مویوب لکھنؤ رست نہیں کہ او سپرد دوسری طرف قبضہ نہ کرے **ص** اگر باپ **ف** یا جو شخص جکود لایت ہونچہ یعنی جو نہ غیر کی پرورش کرتا ہو تو بھائی اور چاچی امین مثل میں جب باپ نہو بشرطیکہ غیر لوگ عیال میں بیوکہ درختخار دھڑ اپنے فرزند نابالغ کو کوئی شہر مہرب کرے تو یہ جہ بھرتن ایجاب ہے تمام ہوجاویگان امین قبول کی حاجت نہ قبضہ کی **ف** اسواسطے کہ ان کا قبضہ مثل قبضہ مویوب لکے شام لکھا جاویگا درختخار **ص** اگر اجنبی کوئی پسر مہرب کی ایک نابالغ کو تو مہربہ تمام ہوجاویگا خود اس صغیر کے قبضے سے اگر وہ عاقل ہو **ف** یعنی تنہا مال کو سمجھتا ہو دس مختار **ص** یا اس کے باپ کے قبضے سے یا اس کے دادا کے قبضے سے یا باپ اور دادا کے بھی کے قبضے سے یا مان کے قبضہ کرے اگر وہ صغیران کے پاس ہو **ف** یعنی اوس کی پاس پرورش پاتا ہو اور اگر اوس کی پرورش میں نہ ہو تو اس کا قبضہ کافی ہوگا **ص** یا اجنبی کے قبضہ کرنے سے اگر وہ اجنبی اوس صغیر کی پرورش کرتا ہو وہ لوگ اوس کی پاس پر اور اگر ایک شہر مہرب کی صغیر کے لیے اور اوس کی طرف سے اسے خاوند مویوب قبضہ کیا تو درست بشرطیکہ بعد زفاف ہو **ف** اور قبل زفاف صحیح نہیں درختخار زفاف مراد زوجہ کا جانا بزواج کے گھر میں بعد نکاح کے **ص** دو آدمیوں نے اگر اپنا گھر ایک شخص کو مہرب کیا تو صحیح ہے اسواسطے کہ گھر ایک شخص کے پاس آیا تو شیعہ نہیں پر اور اس کا اولاد یعنی ایک شخص اپنا گھر دو آدمیوں کو مہرب کرے تو صحیح نہیں نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے **ف** اسواسطے کہ تمہیک متحد ہو تو شیعہ باقی نہیں رہا جیسے ایک چیز کو دو شخصوں پاس اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک کو نصف گھر مہرب کیا تو شیعہ غایت ہوا بخلاف زہن کے کہ زبان ہر ایک کے دیکھنے میں کل شیعہ نہیں رہی کہ **ف** الاصل **ص** جیسے دس درم تصدق کیے یا بیکیہ دو نو نگرہ کو تو درست نہیں اور دو فقہروں کو اگر تصدق یا مہرب کیے تو درست ہے **ف** اور صاحبین کے نزدیک اول صورت میں بھی درست ہے جیسے مکان کی مہربین و شخصوں کو قبل امام صاحب کی یہ ہے کہ تو نگاروان کو جب مہرب یا تصدق کیا تو مویوب لکے دس ہونگے اور وہ مویوب زشیوع کو بخلاف تصدق اور مہرب کے دو فقہروں کے بیکیہ و دراصل خدا کو دینا ہوا اور خدا واحد ہے نہ یا حضرت علیہ السلام نے تصدیق تائید اول کفر میں خدا تعالیٰ کے تہنہ ہے **ف** الاصل **ص** یہ حدیث اس لفظ سے مجھے نہیں ملی واللہ اعلم

باب مہرب کر کے پھیر لینے کے بیان میں **ص**

مہرب کر کے پھیر لینا درست ہے ہمارے نزدیک اسواسطے کہ فرمایا حضرت سلی علیہ السلام نے مہرب کرنے والا زیادہ قدر شہر مویوب کا جب تک نہ بدلا پاوے اسکا **ف** روایت کیا وکولن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کہا ابن عمر سے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک رجوع کرنا مہربین درست نہیں مگر جو باپ اپنے بیٹے کو مہرب کرے ایسا ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ رجوع کرے مہرب کرنے والا اپنی مہربین مگر باپ اوس چیز میں جو مہرب ہے اپنی اولاد کو **ف** روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور ابن حبان اور حاکم نے **ص** ہم کہتے ہیں کہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ دوسروں کو سزا دینا نہیں کہ رجوع کرین البتہ باپ کو کہ وہ وقت احتیاج کے اپنی اولاد کے مال کا مالک ہو جاتا ہے **ف**

یعنی یہ مخالفت جو حدیث شافعی میں مروی ہے اور پراہت جوع کے اور شک نہیں اور میں کہ پھر ماہر سے ہمارے
 نزدیک یا مکروہ تھی ہی بر قول اس یا مکروہ تھی ہی بر قول نہایت اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے پھر نے والا اپنی
 مبین جیسے کتا کہ کتا بھڑاتا ہے اپنی ٹوکی طرف روایت کیا اور سکونجاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے
 صلیک جوع کے ساتھ موانع میں جو دھم خرقہ عین محبت ہیں و فاسات موانع ہیں جوع فی الہب کے نام میں
 نے تسبیح ضبط کے واسطے موانع کی طرف اشارہ ان سات ترفوں میں کر دیا ہر معنی اس عبارت میں کہ انسوں نے
 زنجی کر دیا اور سکونجاری معنی میں ہے کہ کو یا انس کو بچھی کے ساتھ مشابہت کی لکڑی لکھا دینے سے تو ادا سے وادو
 زیادہ ہر جوف جو نفس شرموہوب میں ہو اور اس کے سبب قیمت شرموہوب کی بڑھ جائے اور صریح متصل ہو
 شرموہوب و یعنی بڑھنا اور اس زیادت کا شرموہوب ممکن نہ ہوئے زیادت کی قیاس واسطے لگائی کہ نقصان ہو
 چنانچہ حل ہونا لڑائی کا اور کات ڈالنا کپڑے کا مانع جوع نہیں اور نفس شرموہوب کی قید سے وہ زیادت عمل کی جو شرم
 نہ میں ہو مثلاً بعد زہب کے شرموہوب کا رخ بڑھ جائے تو یہ زیادتی مانع جوع نہیں زیادت قیمت کی قید سے وہ زیادتی
 عمل کی جو نقصان قیمت کا موجب ہے جیسے طوائف حش غلام لونڈی کے قامت کا کہ یہ بھی مانع جوع نہیں صریح
 عارت بنانا اور زنت کا جمانا کہ ایک شخص نے خالی زمین میں بعد اس کے شرموہوب لینے زمین عارت بنائی یا زیارت
 جمانے جس سے زمین کی قیمت بڑھ گئی تو اب وہاں کو جوع واجب ہو جوع جائز ہو گا قادیان عالمگیری میں کافی سے منقول ہے کہ اگر خالی
 زمین میں کو شرموہوب نے ایک کنا سے پھر جو جمانے یا عارت بنائی تو یہ عارت بنانا اور کھجور جمانا زمین کی زیادت نہیں
 تو وہاں کو یہ عاریت لینا جائز نہیں مگر زمین میں نہ یعنی زمین میں اگر زیارت میں سعد و نمود یا نقصان میں شمار ہو تو مانع جوع نہیں
 تو اگر زمین کا نہایت چھوٹی جائے تو یہ ہرگز زیادت نہ ہوگی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زمین خلیجی طویل اور عریض
 ہو تو عارت مذکورہ تمام زمین کی زیادت نہ ہوگی بلکہ اس کی ایک قطعہ کی زیادت ٹھہری تو وہاں کو وہ قطعہ چھوڑ کے بچھ
 قطعہ میں جوع جائز ہو گا انتہائی غایت لاکھڑا صریح اور قریبی یعنی ہونا جو مانع شرموہوب کا ف اور غرض میں
 اور زنت اور زنگ اور شوب پٹنا کپڑے پر یعنی وہ دھلوے جس سے قیمت بڑھ جائے اور جوان ہونا صغیر کا اور بڑھنا
 اور دیکھنا اندر سے کا اور سلمان ہونا غلام کا اور معالجہ ہونا اس کا اور سات ہو جانا جنابت کا اور تعلیم قرآن کی یا کتابت
 کی یا قرات کی اور لکھنے اور لکھنے کی اور نقل متاع ایک شہر سے دوسرے شہر کو جمانا اس کی قیمت زیادہ ہو جائے کہ حدیث میں
 صریح وہ زیادتی جو جب ہو تو شرموہوب و کہ وہ مانع جوع نہیں صریح ہے پھر ہونا شرموہوب کا ف اور چل کر
 کا تو اس صورت میں وہاں ہر شرموہوب شرموہوب سے زیادت کو دھنکار صریح اور شرم سے لڑ کر جمانا وہاں کا یا شرموہوب
 کا فہرہ قبضہ کہ پھر تیار جوع کا مانی نہیں رہا اور جو شرم کے کوئی گیا تو عقد ہر باطل ہو جائے گا کہ دھنکار صریح اور عین سے طوا
 عوض ہر جوہوب کے سے زمین شرموہوب لے وہاں کو دیا ہو کہ بستر لکڑی و عومن کی اصناف طرف بیگ کی ہوں مثلاً
 شرموہوب لے وہاں سے کہا کہ اپنے ہبہ کا عوض یا اس کا بدلہ یا اپنے ہبہ کا مقابلے یا مانند اس کا کام کے اور کوئی لفظ
 ہوا ہے اس کو عاریت ہو جائے کہ اس کے ہبہ کا عوض ہے اور وہاں سے اس کو قبضہ کیا تو اب عت جوع سا قطعہ ہو جائے گا ہوا ہے

۳۶

۳۷

تقصاے قاضی سے ہو جاوے یا برضی طرفین تو یہ نسخ ہوگا اصل ہبہ کا نہ ہبہ جدید ہو جو ہبہ کی طرقت واسطے واجب ہے کہ ہبہ سے
تقبضہ واجب ہے جس میں شرط نہیں ہے اور اگر ہو جو ہبہ رد واجب کو ہبہ کر کے قبل تصدیق رضا کے اور وہ قبول کرے تو مالک
نہ ہوگا بدوین میں سے اور جب کہ قبض کر گیا تو بجز رجوع کے ہوگا تصدیق رضا سے اور ہو جو ہبہ رد کو اس میں رجوع کرنا جائز نہ ہوگا لکن
فی الطلح او فی غیرہ البذلہ ص اور صحیح ہے رجوع مشاع میں ہے یعنی بیعت بیعت اگر بیعت صحیح نہیں لیکن رجوع فی البذلہ
میں درست ہے اس لیے کہ رجوع نسخ ہے اصل ہبہ کا نہ بیعتی صورت اس کی یہ کہ ایک شخص نے ایک گھر و زمین کو ہبہ کیا اس ایک
حصہ میں رجوع کرے ص اگر ہو جو ہبہ رد واجب لے پاس تلف ہو گیا بعد اس کے معلوم ہو کہ وہ ہو جو ہبہ ایک شخص ثالث کا تھا
اور ہو جو ہبہ لے نے اس کا ضمان مالک کو دیا تو ہو جو ہبہ رد واجب و ذماوان بجز نہیں سکتا اس واسطے کہ ہبہ انسان کا عقد ہے نہ عین
کا تو اس میں سلامت ہو جو ہبہ کا استحقاق نہیں ہے کہ یا عوض لینے کے شرط پر ہے اس کو عین میں ہبہ بشرط العوض کہتے ہیں
مثلاً یون کہ مالک میں ہبہ کرتا ہوں تجاویہ غلام اس شرط پر کہ تو اس کے بیٹے تکو وہ غلام ہبہ کرے اور شرط ہے اس میں کہ عوض معین ہو
اور اگر عوض مہول ہوگا تو یہ ہبہ ہوگا ابتدا و انتہا میں ص ابتدا میں ہبہ کی شرط ہوگا کہ واجب و ہو جو ہبہ رد و لونن قابل ہے
بلین پر مجلس عقد میں اور باطل ہوگا شیخ سے ہے جب ہو جو ہبہ قابل قیمت کے ہو و ص ابتدا میں یہ بیعت ہے پس
پھر کتا کہ بسبب عیب اور خیال رد ویت کے اور ثابت ہوگا اس میں حق شفقت بیعت کو ہمارے نزدیک اور امام زعفران
اور شافعی کے نزدیک یہ ہبہ بیعت ہے ابتدا و انتہا دونوں میں فاو دلیل ہماری اولوں کی مذکور ہے ہدایہ اور اصل کتاب میں

فصل مسائل متفرقہ میں ہبہ کے

جسے حاملہ لوندی کو ہبہ کیا بغیر اس کے حمل کے یا اس شرط پر کہ ولد لوندی واجب کو بیعت وایت یا ہو جو ہبہ لاو سکوا زاد کو دے
یا اپنی ام ولد بنائے یا ایک گھر ہبہ کیا یا صدقہ دیا اس شرط پر کہ تھوڑا زمین سے ٹکڑی پیر بنایا تھوڑے کا عوض دینا تو ان سب
صورتوں میں ہبہ صحیح ہے اور اول صورت میں حمل کا ہٹنا اور باقی صورتوں میں شرط باطل ہے اور اگر اسے آزاد کر دیا اور لوندی
کے حمل کو اور پھر ہبہ کیا لوندی کو تو جائز ہے ہبہ اس واسطے کہ حمل واجب کی ملک نہ ہو تا جب اس کی مالک کو ہبہ کیا تو گویا لوندی
ہبہ کیا استثنائے حمل و ایسا ہبہ صحیح ہے تو یہ بھی جائز ہوگا ص اور اگر حمل مرد کی بیعت ہو سکی بان کو ہبہ کیا تو ہبہ جائز ہوگا جس
شخص نے اپنے قرضدار سے کما کہ جب گل ہو تو وہ قرض تیرا دیا تو اس سے بری الذمہ ہر طرف یا کہ کہ نکلو آد حاقض
اور کرنے تو باقی آد حاقض دیا تو اس سے بری الذمہ ہر ہدایہ ص تو یہ قول باطل ہے ہبہ اس واسطے کہ بجا دین
کی تعلیق میں شرط پر باطل ہے ص درست ہے بری الذمہ اور وہ عمل کا ہوگا اس کی زندگی تک بلکہ اس کے وارثوں کا
ہوگا اور عمری کہتے ہیں ایک شخص کو اپنا گھر دینا اس کی برت عمر تک اس شرط پر کہ جب عمر لے جاوے تو وہ گھر پورا ہوگا
و تو یہ ہبہ صحیح ہوگا اور واجب کی شرط مدت عمر کی باطل ہے جاویگی بلکہ وہ گھر عمر لے جانے تک حیات ملوک رہے گا اور
بعد اس کی موت کے اس کے وارثوں کا ہوگا صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روئے رہو اپنے پاس
اپنے مال اور نہ تباہ کرو اس کو سویشک جسے کیا عمری سودہ اس کا ہر جس کو دیا گیا جیتا و مرے اس کے وارثوں کے وارثوں کا
اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو عمری دی گئی تو وہ عمل کے وارثوں کی ہر گنا فی بیوع الی و ص اور باطل ہے

سبب قربی وہ یہ کہ اگر میں مر جاؤں پہلے تیرے تو یہ چیز تیری ہے اور جو تو مر جاؤ تو یہ چیز میری ہو جاوے گی **ف** زرقی شفق
 بقرقوبت جسکے معنی انتظار کے ہیں گویا ہر ایک اون دونوں میں سے دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے اور یہ باطل ہے
 نزدیک طرفین کے اور نزدیک ابوہریرہ سے صحیح ہے اور بشرط باطل ہے کہ گناہ الاصل صمدی کا تعلق سبب کا سا ہے کہ صحیح نہیں ہوتا
 بغیر قبضے کے اور نہ اوس مشاع میں جو قابل ثمت ہے مثلاً تصدق کیا ایک شہر مثل القسیمیہ کے نصف کو تو صحیح نہیں
 البتہ اگر ایک شہر دو فقیروں کو تصدق کرے تو درست ہے اور صدقہ میں جمع درست نہیں **ز** ف کیونکہ صدقہ
 کا موضوع ثواب ہے اور وہ متصدق کو حاصل ہو گیا برخلاف سبب کے **مسائل ملحقہ** اگر قرض خواہ نے
 خود کہا کہ انا میرا تمسک میں بطور عاریتی ہے اور یہ قرضہ عمل میں ہے شمس شخص کا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہو گا اور مقولہ دین کی کوئی کٹنگ
 ایسا ہے حکم ہے اگر یوں کہا کہ میرا قرضہ جو فلاں شخص ہی چھوہ ملائے گا تو وہ شخصوں نے باہر منع کر لی اس امر پر
 کہ عطاے سلطانی میں دفتر سرکار میں ایک شخص کا نام کھوا دیا جاوے تو عطاے سلطانی اوتی کی ہوگی جس کا نام دفتر
 سرکار میں مرقوم ہے ایک شخص نے دعوت کی چند امیدوں کی اور ہر ایک کو ایک ایک علیٰ دواؤنوں پر بٹھایا تو
 ہر ایک خوان والے کو درست نہیں کہ دوسرے خوان والے کو پہلے پاس سے کچھ کھانا دیوے یا کسی فقیہ کو اوس میں سے
 کچھ دیوے یا خاندان کو یا صاحب خانہ کے مکان کے سوا اور مکان کے بلی یا کتے کو اگرچہ صاحب خانہ کا ہووے
 دیوے گا بلی ہوئی روٹی دینا درست ہے جو ہم دینے کے کہ ایک نے دوسرے کو خط لکھا اور اوس میں لکھ کہ اسکی
 پشت پر جواب لکھ دینا تو مکتوب الیہ کو اوس خط کا پیچ دینا ضرور ہے اور اگر جواب پشت پر طلب نہیں کیا تو مکتوب الیہ
 اوس شیلہ کا مالک ہو جاوے گا کہ کو جبر نہیں ہو پوچھتا اوسے زکوٰۃ غیر سوا ایم اور زکوٰۃ اور کفار پھر دین کا الہ سبب
 کیا نہ یوں کہ تو درست ہے تجھے برافن کو رجوع اوس سے خواہ دیوں نے قبول کیا ہو یا نہ ہو درست نہیں ہے
 عورت نے اپنا نہ معاف کیا اس شرط پر کہ خاندان اوس پر ظلم چھوڑ دیوے یا اوس کو حج کرا لے اور خاندان نے
 ایسا شرط نہ کی تو ہر اپنے حال پر باقی رہیگا اور غفونہو گا گناہ فی الذکر المحدثار وشم وحمہ من الطحطاوی والشیخ
 النجاشی کہ جلد ثالث کتاب نور الہدایہ ترجمہ شیخ وقایہ کے فصل وکرم سے تیسری تاریخ رمضان شریف ۱۰۹۳ھ ہجری
 روز پنجشنبہ کو تمام ہوئی اب غفر رب ترجمہ جو تھی جلد کا شروع ہوتا ہے خداے تعالیٰ سے امید ہے کہ اوسکے تمام کی
 بھی جلد توسیع دیا مقبول فرماوے اور اس کتاب کو آخرت میں ذریعہ مغفرت اور حصول ثواب گردانے فقط

ۛ

شکرواحسان خداوندو باب کہ یہ کتاب برکت نصاب اسطے افادہ طلبا می شائقین کسبیت سعی کو شرف سے
 باہتمام راجی خضران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد کوشش خان مغفور اوائل شعبان المعظم ۱۲۹۳ھ ہجری میں چھپکا تمام ہوئی

محمد روشن خان حنفی
 محمد عبدالرحمن بن حاجی

محمد روشن خان حنفی
 محمد عبدالرحمن بن حاجی

وجہ مہر و دستخط برخطامہ

واسطے مذاہنات کے کہ یہ کتاب طبع نظامی واقع کا ہے
 میں چھپی ہوئی ہو مہر و دستخط ختم کے ثبت کیے گئے فقط

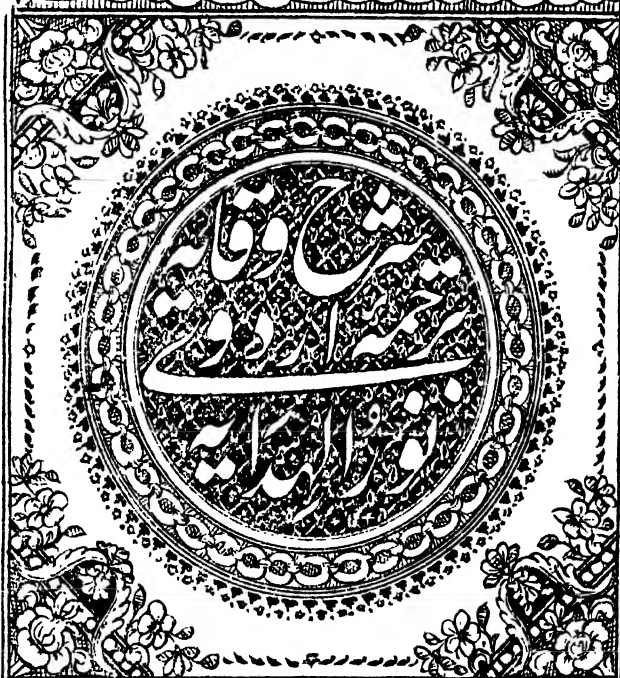
مجله علمی و ادبی
 شماره ۱۴۰
 سال ۱۳۴۰
 تهران

مجله علمی و ادبی

SALAR JUNG ESTABLISHMENT
 (Oriental & Urdu Print)
 Accession No.
 Subject

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

از حسن الیفات یکانه دورانی کنای جهان مولانا حاجی وحید الزمان اوامده شد المنان جلوه



بہتمام رہے غفران محمد عبد الرحمن بن محمد خورشید خان منگوقزاق و سوتایا نے تختہ آرا و عظم محمد مصطفیٰ خان سرو

مطبع دار الفنون في دار الكتب
دری نظامی و اکا پیو مطبوعه

کئی عقدوں پر اور ہر عقد میں تین برس یا کم کا ہووے تو اس طرح مدت اجارہ کی بہت طویل ہو سکتی ہے اور جب ایک عقد پر ہو جاوے گا تو دوسرا عقد شروع ہو جاوے گا اور یہی حیا ہے اور ان لوگوں کے نزدیک بھی جو غیر اراضی وقت میں یک سال سے زیادہ مدت جائز نہیں رکھتے شراح نے اس قول کو اس طرح پر رد کیا کہ اجارہ طویل کی وجہ عدم جواز کی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ متاجر بعض عین ایک مدت طویل کے بہت لال قبضے اپنے کے متوفین میں دعویٰ ملک کرنے کا وہ وقت ضائع ہو جاوے اور یہ وجہ بہورت میں بھی پائی جاتی ہے تو یہ جیلہ بھی ناجائز ہو گا تو جب اجارہ طویل جائز ہو تو نسخ ہو جاوے گا کمال مدت میں یعنی تین سال میں صحیح رہے گی نہ زیادہ میں اور بعض کے نزدیک اجارہ طویل اگر ماضی میں ہے تو تین برس میں صحیح ہو گا اور باقی میں غیر صحیح ہو گا اگر گھریا: کان میں ہے تو ایک برس میں صحیح ہو گا اور باقی میں باطل لیکن اول قول کو ترجیح دی کہ مصنف تنویر الابصار کا لفظ **صلو** بھی منفعیت و مدہوتی ہے کہ اس کے بیان کر دیتے ہیں رنگوالی یا سلوالی یا سبکی و مٹھوائی جس کا تفسیر معلوم ہو گی اس فہم میں تک فہم سواری کیلئے نواری کی اس فہم میں تک و قیاس میں تک و اگر مسافت یا وقت طویل ہو تو اجارہ فاسد ہے اور مٹھوائی اور رنگوالی اور طرح زرگری وغیرہ کو اس طرح بیان کر دینا لازم ہے کہ کچھ اخیر کو ممانعت نہ ہو کہ مثلاً رنگوالی میں کچھ بیان اور کوئی قسم کا زرہ نہ ہو جو مطلوب ضرور ہے کہ طرح سلوالی میں دوخت کی قسم و کچھ بیان لازم ہے اور ایسا ہی مٹھوائی میں کچھ بیان ہو نا ضرور ہے اور مٹھوائی **صلو** بھی منفعیت معلوم ہو جاتی ہے اشتراک سے جیسے ایک حیرکے طر فشاہ کر کے کہا کہ سکون فلان جگہ تک پہنچانے اور اجرت صرف عقد اجارہ سے واجب نہیں ہوتی اور شافعی کے نزدیک صرف عقد اجارہ سے واجب ہو جاتی ہے خصوصاً جب تاجر جرت کو پیشگی ویدیو کے بلا شرط یعنی شرط اجارہ میں نہ ہو کہ اجرت پیشگی لیا ہو گی بلکہ از خود مستاجر جلدی کر کے اجرت ویدیو تو اب وہ واجب ہو جاتی ہے اس سبب کی کہ کچھ مستاجر وہ سکون چیر نہیں سکتا **صلو** باجرت کی شرط پیشگی لینے کی ہو گئی ہو یا مستاجر نفع اور کچھ یا قدرت نفع اور مٹھانے کی پوری ہو جاوے جب مستاجر کو اجارہ کی چیز اپنے بہت خالی کر کے دیا اور کچھ طر فشاہ یا مالک یا مٹھانے کوئی مانع نہ ہو تو مستاجر قادر مٹھ گیا اس وقت میں اگر چہ مستاجر اس نفع نہ اٹھاوے لیکن بعد گزرنے مدت اجرت اور یہ لازم ہوگی آلات میں صورتوں میں ایک اجارہ فاسدہ میں قدرت انتفاع سے اجرت لازم نہیں آتی بلکہ جب اس سے نفع اٹھاوے دوسری جب مٹھانے خارج شہر کے سواری کیوں سٹے کر لیا یا پھر اس کو اپنے پاس باندھ رکھا اور اس پر ہوار نہیں ہوا تیسری یہ کہ ایک کچھ زرہ ایک روپیہ کر لیا پر پہننے کو لیا پھر اس کو چند سال تک رکھ چھوڑا دون پہننے کے تو اجرت صرف اتنے دنوں تک کی لازم ہوگی جہاں تک وہ کچھ پہننے سے بچھٹ جاتا اس کے بعد کی لازم نہ آوے گی اشتراک **صلو** جیسے ایک گھر کر لیا کو لیا اور اپنے قبضے میں کر لیا اور وہیں سکونت نہ کی تو اجرت واجب ہوگی بعد گزرنے مدت اور جو مدت اجارہ میں اس گھر کو کر لیا دار سے کیسے خبر آچھیں لیا تو جس مدت تک وہ گھر اس کے پاس سے نکل کے غاصب پاس رہا ہے اس قدر کا کر لیا نہ پڑے گا **اللا** اس صورت میں کہ اس غاصب کا مکان گن کر اٹھ کر کو سفارش سے یا مددگاروں کی حمایت اور زور سے اور اسے خود نہ نکالا تو ان دنوں کی بھی اجرت دینا پڑے گی کنگا فی الاشباہ **صلو** اور مستاجر کو درست ہے کہ کر لیا یہ تین اور مکان کا کر لیا اسے روزانہ وصول کرے اور جائز کا ہر منزل پر پہنچے **ف** یہ صورت جب ہے کہ کر لیا مطلق مقرر کیا ہو کہ بلا قید تعین یا تاخیر کا اور اگر تعین

یا تاخیر کا بیان ہو گیا ہو تو وہی تعیین ہوگا شرط کے موافق مگر **ص** اور **د** جو بی اور **د** زری مزدوری جب لیکار اپنے کام میں فرغت حاصل کرے
ق کے اگر وہ شقی قبل اس کے قطع گئی تو مزدوری او کی ساقط ہو جاوے گی مگر **ن** اور **ج** چہ بلان کا کام مزدوری سنا جگر کمر میں کیا ہو تو
 یہ ہوگا کہ اگر خیا کے ان کام سنا جگر کمر میں کیا ہو تو اس کا چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ بلان کے مزدوری ملے گی کذا فی الاصل **ف** پہلے اگر
 مزدور کو باورسالی اور بعد بنائے گئی تو اجرت او کی چھوڑنے کی موافق نہ ہو جس کے اگر **د** زری لیکشخص کا ہر سی رہا تھا اور قبل اس بات کہ **د** زری وہ
 کمر مالک کو دیکھ کر شخص **ن** او کی سیون او وہ چھوڑ دالی تو **د** زری کو مزدوری نہ ملے گی بلکہ **د** زری کو سیون او وہ چھوڑنے والے سے تاوان لینے کا
 اختیار ہے کذا فی الاصل **ص** اور **ن** ان پر مزدوری لے سکتا ہے جو بی ٹی تو اسے نکال لیوے تو اگر روٹی بچائے بعد نکال لینے کے تو اس کو
 اجرت لیکر اور جو قبل نکالنے کے بخل جائے تو مزدوری او سکونہ لیکر اور دونوں صورتوں میں نان پر نذر نقصان کا
 تاوان نہ دے گا **ف** نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک نان پر مالک کا جسد قرارنا تھا سوا کے کہ
 اور اگر مالک چاہے تو نان پر سے پختہ روٹی کا تاوان لیکر لپکانے کی مزدوری او سکونہ دیکر یہ اختلاف صرف صورت
 اول میں ہے اور لیکن صورت ثانی میں یعنی جب روٹی قبل نکالنے کے بخل جائے تو بالاتفاق او سکونہ مزدوری نہ لے گی
 اور تاوان لازم ہوگا یہ حکم جب تھا کہ روٹی مستاجر کے گھر میں پکائی جاتی ہو وہے اور جو اس کے گھر میں نہ پکتی ہو وہے
 تو قبل چھوڑ دیا چوری جائے کی صورت میں باطل مزدوری لیکر خواہ وہ روٹی قبل نکالنے کے سنور سے جلی ہو وہے یا بعد
 نکالنے کے دس بخند **ص** اور **د** یک اور ہانڈی پکانے کی مزدوری واجب ہوئی ہے لپکانے کے بعد یعنی جب پختہ
 پیالوں اور کابیون میں باورسالی نکال چکے تب مزدوری کا مستحق ہوگا **ف** پس اگر باورسالی نے کھانا بگاڑ دیا یا بگاڑا
 یا بچا کر کھانوب نہ پکایا تو وہ کھانے کا نشانہ ہے یعنی طعاس کی نیت کا تاوان او سپر لازم ہوگا دس بخند **ص** اور
 چھوٹی نیت پانچتے والے کی مزدوری واجب ہوئی ہے جب انیسین لکڑی کر دیوے **ف** یعنی الگ الگ بنا کر ڈال پوسے
 یہ قول امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگانے کے بعد
 واجب ہوگی اور فتویٰ عثمانی کے قول پر کہ دس بخند **ص** جو اجیر کر اسکے کام کا خرچہ موجود ہو اس میں جیسے نذر
 اور وہ دھوبی جو نشاستہ اور تیرے کی سفیدی سے **د** سوکھ کر ان دونوں کے کام کا اثر کپڑے میں موجود ہو
 یعنی رنگ اور نشاستہ وغیرہ اور بعضوں کے نزدیک اثر سے مراد یہ ہے کہ جو نظر پڑے اور دکھائی دے اس صورت
 میں وہ دھوبی جو فقط کپڑا سفید کر دیتا ہے اور نشاستہ وغیرہ نہیں لگاتا اسی حکم میں داخل ہے اور مختارین کہ تو لانی صحیح ہے
 تو کچھ دھوئے والا اور پستہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور **د** زری اور بوزہ دوڑا اور غلام
 کا سر موڑنے والا **ص** ان سب کو روک رکھنا چیز کا مزدوری وصول کرنے کے لئے جائز ہے تو اگر ان لوگوں نے چیز کو
 روک رکھا اور وہ چیز تلف ہو گئی تو نہ مزدور پر تاوان ہے اور نہ مالک پر مزدوری ہے **ف** یہ مذہب امام صاحب کا ہے
 اور صاحبین کے نزدیک چونکہ وہ قبل روک رکھنے کے مضمون تھی تو بعد روکنے کے بھی مضمون ہوگی پھر مالک کو
 اونکے نزدیک اختیار چاہے تاوان لیوے ان لوگوں سے اس چیز کی قیمت کا جو قبل اس عمل کے تھی تو مزدور
 نذر ہے یا اس نیت کا جو بعد عمل کے ہو تو مزدوری بھی دیوے کذا فی الاصل **ص** اور جس امیر کے کام کا اثر اوں

ترجمن ہووے جیسے بوجھ لادنے والا یا ملالاج یا کپڑا بھینچنے والا جو صرف پانی میں ڈبا کر لاد ہووے تو ان لوگوں کو چیز کا روک رکھنا واسطے مزدوری لینے کے نہیں ہو بختیاف تو اگر ان لوگوں نے چیز کو روک رکھا اور تلف ہوئی تو ضمان دینے میں غاصب کے درمختار صر البیہ جو غلام بھاگے ہوئے کو لیکر آوے وہ اپنی مزدوری کے لیے اس غلام کو روک سکتا ہے اگر چاہے اسکے کام کا اثر غلام میں کچھ پایا نہیں جلتا اسلیکے کہ غلام بہت مثل مالک کے تھا تو لے جانے کو یا اسکو جلا کر مالک کے ہاتھ بوجھن اجرت کے فروخت کیا اور نہ فرستے نزدیک اجیر کو حق جس زمین بلکہ جو اس کے کام کا اثر اس چیز میں ہو یا نہ ہو گنا فراصل صر اگر مالک مال نے اجیر سے قید رسالت کی نہ لگائی کہ کام تو اپنے ہاتھ سے کرنا تو اس اعتبار پر کہ خواہ آپ کرے یا کسی اور سے کام لیوے اور اگر یہ قید لگا دی تو اجیر کو دوسرے سے کام لینا درست نہیں ہے گنا یا یہ کہ اسکو غیر عورت سے دودھ پلوانا جائز ہر شرط اور بلا شرط ہر طرف سے درمختار صر ایک شخص نے ٹھیکہ لیا اس بات کا کہ بیڑے اہل عیال کو لے آؤ گا مثلاً ابصرہ سے جا کر اور جب ابصرہ میں گیا صر تو بعض اہل عیال اس کے مرگئے تھے وہ نہیں جو باقی تھے انکو لیکر آیا اس صورت میں اجیر کو اجرت حساب ملیکی زیادہ سے عموماً کو ایاب خط دیا کہ بکریوں پر پہنچائے اجرت عموماً جب لیکر گیا تو سبب مرجانے بکری کے کہ خط پھر زید کے پاس واپس کر لایا اس صورت میں عموماً کو اجرت نہ ملیکی ہے حکم ہے اگر کچھ لھانا ایجاوے کسی کے پہنچانے کے لیے اور اس کے مرجانے کے سبب وہ لھانا بھر مالک کے پاس چیرا لے کہ اجرت نہ ملیکی نزدیک شعیب کے اور نزدیک محمد بن کے خط میں اسکو اجرت جانے کی ملیکی یعنی نصف پوری اجرت کی اور کھانے میں کچھ نہ لیا گنا فراصل طمطاوی میں ہے کہ یہ حکم ہے کہ مالک نے خط لیجانے اور جواب لانے دونوں کو کہا ہو واسطے کہ اگر جواب لانا نہ ہو گا تو خط پھر لے لے تمام اجرت لازم ہوگی چنانچہ شرح مجمع میں مصرح ہے اور امام محمد کے جامع میں خط لیجانا اور جواب لانا دونوں مذکور ہیں انھی شخصوں کی صریح ہے کہ اگر یہ لے لیا گھر کا یا دکان کا اگر پے ذکر کرے اس کام کا جو اس میں کر گیا اس واسطے کہ عمل متعارف ان دونوں میں سبقت نہ ہو تعلق منصرف ہو گا ظن متعارف کے گنا فراصل صر اور کر یہ در کو جاننے کہ اس دکان یا مکان میں جو کام چاہے کرے گروہ کام جس سے عمارت سست ہو جاتی ہے جسے بھلائی وغیرہ اور لوہاری اور لٹا پھلوئی کا ان کاموں سے عمارت میں نقصان آتا ہے تو بدون رضامندی مالک کے یا ان چیزوں کی شرط ہو جائے سے عقد اجارہ میں یہ کام درست نہیں ہے سطح مستاجر کو اختیار کہ جب مکان یا دکان کر لے کہ لیوے تو آپ سے یا اسکو سیکور کھے لیکن لوہار دھوبی وغیرہ جن سے عمارت میں نقصان ہوتا ہے نہ رکھے درمختار صر اگر زمین کر لے کوئی واسطے عمارت بنانے کی یا درخت بونے کے تو درست ہے پھر جب مدت اجارہ تمام ہو جاوے تو مستاجر کو لازم ہے کہ عمارت اپنا او کھیر کے زمین خالی مالک کو تسلیم کرے اگر جب کہ مالک زمین کا اس عمارت اور درخت کی قیمت دینے پر جو بوجھ جانے کے ہوتی ہے رضی ہو جاوے تو جبراً اس قدر قیمت مستاجر کو دیکر عمارت اور درخت بھی لے سکتا ہے اگر کھودنے سے عمارت کے اور درخت کے مالک کی زمین کا نقصان ہوتا ہو اور اس کا نقصان ہوتا ہو تو مستاجر کی رضامندی سے لے سکتا ہے یا مالک زمین کا رضی ہو جاوے اس بات پر کہ عمارت اور درخت اپنا ہماری زمین پر ہے نہ دو تو زمین مالک کی ملیکی اور عمارت اور درخت مستاجر

ملکی ملک سے جو
موتور لیا یا اجارہ
سے درست ہے
اور یہی غلطی
اگر ہو جائے
تو مستاجر کی
پرستی ہوگی

ف لیکن عمارت اور درخت کا رہنے دینا اگر بیعہ من اجرت کے ہو تو اجارہ ہوگا ورنہ عاریت ہوگا تو اب مالک
 زمین اور مالک مکان دونوں کو پہونچتا ہے کہ زمین اور عمارت ایک شخص ثالث کو کرائے میں اور زر کرانہ عاریت زمین پر جو غیر
 عمارت ہو تو عاریت عمارت پر جو غیر زمین ہو تو تقسیم کر کے بقدر اپنے اپنے حصہ کے بانٹ لیون دینا **صل**
ط طبقہ کا حکم طبقہ مابین درخت اور گھاس کے ہر مرد و بیان طبقہ سے وہ چیز ہو جس کو ایک مرتبہ ہو دین تو خبر و سلی
 ہمیشہ زمین میں باقی رہے اور اس کے پتے یا پھول توڑے اور بیچتے جاویں **صل** مثل درخت کے ہر پتے یعنی مستاجر پر طبقہ
 اوکھیرے غالی زمین تسلیم کرنا واجب ہے کیونکہ جب کوئی انتہا نہیں ہوتی تو مثل درخت کے ہو گئی کہ وہ سکا
 و کھینچا ضرور مورا بر خلاف کھیتی کے اگر اجرت اجارہ نہ ہو گئی اور ابھی تک کھیتی کئے کا وقت نہیں آیا تو مستاجر پر
 نہ کیا جاوے گی کھیت اوکھیرنے پر بلاکھنے کے درخت تک مملات دی جاوے گی اور مالک زمین کو اجرت مثل دلالی جاوے گی
 اور اسی کھیتی کے حکم میں وہ نہ کار کیا نہ کھانے نہ تیار کیے نہ کوئی گاڑی نہ وغیرہ دینا **صل** اگر ایک جانور سواری
 کو کرایہ لیا اور کرایہ لیتے وقت قطعاً اپنے سوار و ہڈے نہ کر گیا بعد اس کے اپنے پیچھے ایک اور شخص کو بھی اٹھایا اور جانور ہلاک
 ہو گیا تو جانور کی نہ صرف قیمت بلکہ مستاجر اور دیانہ کی قیمت لیا اور اگر فیروزان کا اعتبار ہوگا اس واسطے کہ یہی ہلاک ہوئی
 جو وقت ہو سواری سے زیادہ ضرر پہونچتا ہے اور جانور کی قیمت سواری کو جاتا ہے تو لگائی فیروزان **صل**
 اور اگر مقرر ہو چھ سے زیادہ لادنے سے جانور لے کر آیا تو تاوان دے بقدر زیادہ ہونے بوجھ کے **ف** مثلاً تین
 من لادنا تھمرا اتھا اولاد سے چار من لادنا دس سے جانور لے کر آیا تو چوتھا من قیمت کا تاوان دیوے **صل**
 یہ حکم جب کہ وہ جانور اس قدر بوجھ کے لادے کہ بھتا مستاجر سے لادنا طاقت رکھتا تھا اور جو اس قدر بوجھ کی
 وہ جانور طاقت ہی نہ رکھتا تھا تو کل قیمت کا تاوان لازم آوے گا **ف** اسی طرح اگر ردیف کی سواری کی بالکل طاقت
 ہی نہ رکھتا تھا اور مستاجر نے سوار کیا تو کل قیمت کا تاوان دیگا جیسے ردیف کے اپنے کندھے پر بٹھایا بوجھ کی جگہ پر
 سوار ہو گیا یا بہت کچھ لپٹا یا لادے اس سب سے تو تن میں کل قیمت کا تاوان دیگا **صل** دس درختنا **صل**
 اسی طرح اگر مستاجر نے جانور کو مارا اس کے لگا ٹھنڈی اور جانور ہلاک ہو گیا تو کل قیمت کا تاوان لازم آوے گا امام
 صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تاوان نہ ہو گا مگر جب کہ ایسی مارا رہے یا اس طرح لگام کھینچے جو مفت
 دستور کے ہو **ف** اسی پر فتویٰ ہے اور امام نے بھی اسی قول کے طرف رجوع کیا **صل** دس درختنا اور ہڈیہ کا غلاف
 قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہے ورنہ عاری کے سببے اور مارنا اپنے جانور کو پس فنیہ
 میں ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اگر اس کو ہرگز نہ مارے اور اسے مواخذہ ہوگا اسے ضرب میں جو تادیس زیادہ ہوتی
 ہے شخص کو منع کرنا درست ہے علی الخصوص جب تک جانور کے موٹہ پر مار دس درختنا **صل** اگر ایک جانور کو کرایہ
 لیا ایک مقام معین تک لے جائے لے اور اس مقام سے آگے لے گیا بعد اس کے پھر اسی مقام تک بھلا لیا تو
 جانور ہلاک ہو گیا تو اس کو ضمان دینا ہوگا **ف** اسی حکم پر عاریت میں اور حضون کے نزدیک ضمان جب کہ قطعاً
 جانے کے لیے لے کر لیا ہو اور جو آنے جانے کے لیے لیا ہو تو تاوان نہیں ہے لیکن صحیح قول اول ہے کہ دونوں صورتوں میں

ضمان کے صدر الشریعہ نے کہا کہ اگر جانور دس مقام میں انکر ملاک ہو گیا، دو یقین جو اس بات کا کہ اس کی ہلاکت میں اوشا سے آگے جانے کو فعل نہیں ہے تو فتویٰ ہوگا ضمان نہ لےنے پر اور اگر ملاک ہوا ایسے سبب سے کہ اس کا یقین نہیں ہو بلکہ احتمال ہے کہ لگے جائے کہ اس کی ہلاکت میں فعل ہو تو فتویٰ ضمان لےنے پر نہایت ہی مختصراً صراحت کیا کہ اگر ایک گدھا یا بلیا جس پر زین کسا ہوا تھا اور ستا جرنے اور کازین اوتار کے پالان اور سپر باندھا اور بوجھ لاد اچھوڑ دیا تو ضمان لازم تو ہو چکا ہے مگر اگر اس طرح کا پالان ایسے گدھے پر باندھا جاتا ہو یا باندھا جاتا ہو اور اگر ستا جرنے دس زین کو اوتار کر دوسرا زین اور سپر کسا تو دیکھنا چاہیے اگر وہ زین جس کو ستا جرنے کسا ہے ایسا ہے کہ اس قسم کا زین ایسے گدھے پر نہیں کسا جاتا ہے تو ضمان ہوگا اور اگر کسا جاتا ہے تو ضمان نہ ہوگا مگر جب بوجھ میں زیادہ ہو پس پلین سے تو بقدر نیابتی وزن ضمان ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک پالان میں بھی یہی حکم ہے یعنی جب پالان اس قسم کا ہو کہ وہ ایسا پالان ایسے گدھے پر لاداجاتا ہے تو ضمان نہیں ہے مگر جب وزن میں زیادہ ہو زین سے لگا کر فی الواقعہ صراحت کیا کہ ایک شخص کو بوجھ پہنچانے کے لیے اجرت پر مقرر کیا اور حمال نے اسباب کے کردہ بہتہ اختیار کیا جس کو مالک نے مقرر کر دیا تھا بلکہ دوسرے بہتہ سے گیا اور دونوں بہتوں میں فرق تھا فاشلاً مالک کا بہتہ مقرر کیا ہوا ماموں اور محفوظ تھا اور مزدور کا راستہ پر خوف و خطر یا دشوار گذار تھا صریحاً مزدور جس بہتہ سے گیا تو اس لوگ آمد و رفت نہیں کرتے تھے یا مالک نے خشکی کے بہتہ جانے کو کہا تھا اور حمال دیا کے بہتہ گیا اور مال و اسباب تلف ہو گیا تو حمال ضمان ہوگا فاشلاً اور جو دونوں بہتوں میں کچھ فرق نہ ہو تو ضمان نہ ہوگا یہاں لایہ صراحت کیا کہ اگر باہمیہ حمال نے اسباب مالک کا منزل مقصود تک پہنچا دیا تو مالک کو اجرت دینا پڑے گی جس شخص نے زمین کرایہ لی گئی ہو بونے کے لیے اور بھرا ہو زمین رطبہ لگایا تو جو کچھ نقصان زمین کا رطبہ لگانے سے ہوگا وہ مستاجر کو دینا پڑے گا اور اجرت نہیں دینا ایسے کہ وہ خلاف کرنے سے غاصب ہو گیا اور غاصب پر صرف تاوان ہے جس شخص نے درزی کو ایک کپڑا دیا کرتے سینے کے لیے اور اس نے قبای ڈالی تو مالک کو اختیار خواہ اپنے کپڑے کی قیمت درزی سے لے لیوے یا قبائے لیوے اور درزی کو اجرت ملے دیدیوے لیکن اگر اجرت اجرتی سے زیادہ دیدیوے یعنی جس قدر کرتے کی سلالی مقرر ہوئی تھی اس کے کم یا برابر اگر اجرت ملے قبائے کا ہو تو اگر اجرت ملے دیدیوے اور جو اجرت ملے قبائے کا اگر سہمی سے زیادہ دیدیوے تو زیادہ دیدیوے نہ لگایا کیونکہ یہ جارہ غاصب ہو گیا اور جارہ جارہ میں ہمارے نزدیک اگر سہمی سے زیادہ نہیں ہوتی مسائل ملحقہ رنگ ریزہ کو ایک کپڑا دیا کرتے رنگ ریزہ نے کہا اور اس نے رنگ ریزہ کو مالک کو اختیار کیا ہے رنگ ریزہ نے لیوے اور رنگ ریزہ کو اختیار دیدیوے یعنی قیمت سفید کپڑے کی زد دی سے زیادہ ہو گئی اور رنگ ریزہ کے واسطے اجرت نہیں آوریوے اپنے سفید کپڑے کے داخل لیوے سے طرح اگر رنگ ریزہ نے بہت ناقص رنگا تو سفید کپڑے کی قیمت کا ضمان دینا درزی سے کہا کہ قبائے میں قص قطع کر دینا طول اور عرض اور آستین اس قدر ہو کہ سووہ کم ہو اس قدر معین سے سو اگر بقدر ونگی یا اس کے مانند کم ہو تو معاف اور اگر زیادہ ہو تو اس کا و ان سے مالک درزی سے کہا کہ اگر یہ کپڑا تمہیں کیسے کیسے کفایت کرتا ہو تو اس کو

قطع کر لیک درم کی مزدوری پر اور وکسوسی نے سہ درزی نے قطع کیا ہو یا لکیر پر تیری قمیص کی واسطے کافی نہیں تو دوبارہ
تاوان لازم ہو گا اس واسطے کہ اسے دھونکا دیا ساربان اور اسیدان میں یہاں تک کہ بال لٹ ہو گیا چوری یا لباس سے
اگر وہاں چوری اور بارش بکثرت ہو اگر تیری ہ تو ضمان ہو گا اگر ایک شخص نے اہل بازار میں سے دوسرے تاجر کا مال چھپا
بغیر تقریر جرت کے بعد اسکا جرت طلب کی تو عین کا اعتبار ہو گا یعنی اگر اجرت لینے کا دستور ہو گا تو اجرت مثل واجب
ہوگی ورنہ نہیں ظاہر الروایت میں کہ اگر تھوڑا کر جاوے تو کرایہ ساقط نہیں ہوتا اور بعض کے نزدیک بقدر اہم
کرایہ ساقط کر دیا ہو گا اگر مالک خانہ نے کرایہ دار کو مل کر کیا عمارت بنانے کا اور کرایہ میں مجر کر لینے کا تو عمارت میں دونوں اتفاق
کیا اور مقدار صرف میں اختلاف کیا تو صاحب خانہ کا قول مقبول ہو گا اور گواہ کرایہ دار کے سبب سے جو غلط ہو گا وہ غلط

باب اجارہ فاسدہ کے بیان میں

اجارہ فاسدہ جو جائیداد پر شرط ہے جس سے بیع فاسدہ ہوتی ہے یعنی اوس شرط سے کہ مخالف ہو عقد کے مثلاً یہ شرط کہ اگر
سکان بالکل خراب اور منہدم بھی ہو جاوے جب بھی کرایہ ساقط ہو گا یا پھر کاپانی بن ہو جائے جب بھی اجرت لازم ہوگی آجائے کو
وہی شرط فاسدہ کرتے ہیں جو بیع کو جیسے مابعد اجرت اور مدت اور عمل کی حالت اور فاسدہ کرنا یا اجارہ کو شیوع ہونا یعنی جو
وقت اجارہ موجود ہو کہ بائن طور کہ اپنے گھر میں سے ٹکٹ یا ریلج کرایہ دیوے غیر شریک کو نہ شیوع طاری یعنی جو بعد عمارہ کے عمار
ہو گیا ہو کہ جیسے اجارہ دیا گیا گھر کا پھر بعض میں فتح کر ڈالا یا دوسرے ملکوں نے اپنی کل چیز کو اجارہ دیا پھر ایک شریک مل گیا
اگر اجارہ دیا یا شمشاع کو اور قبل بطل کرنے کے حاکم کے واسطے تقسیم کیا اور تسلیم کیا مستاجر کو تو بجا نہ ہو گا نہ بعد البطل حاکم کے
اجارہ فاسدہ کا حکم یہ کہ جب مستاجر اوس سے منفعت حاصل کر لے تو اجرت مثل واجب ہوگی اور نہ زیادہ ہوگی اگر
سستی سے اگر اجرت کا تسلیہ و تین ہو ا ہو اور جو اجرت شریک محمول ہووے جیسے ایک کپڑا یا ایک چارپا یا اجرت کا کوئی
نہ آیا ہووے یا اجرت خرم یا خرم ٹکڑا ہو تو اجرت مثل واجب ہوگی جہاں تک پونہچے اجارہ فاسدہ جدا جدا اجارہ باطل
اجارہ فاسدہ وہ ہے جو اوپر گند یعنی اصل اوسکی شروع ہووے اور فساد کسی شرط زائد وغیرہ کے سبب ہو گیا ہو کہ اجارہ باطل
جو اصل سے شروع ہووے جیسے اجارہ لینا بعمول مردار و خون کے یا بت تڑی یا تصویر سازی کے لیے تو اجارہ باطل
میں مطلق اجرت واجب نہیں اگر چہ مستاجر منفعت حاصل کر لے غلط اور دوسرے بخندار ملخصاً اصل اور اس اجارہ فاسدہ
میں اجرت مثل واجب ہوتی ہے اور نہ زیادہ ہوگی اگر جرت سستی سے فہمائے نزدیک اور فرار شافعی کے نزدیک
جہاں تک پونہچے اجرت مثل واجب ہوگی جیسے بیع فاسدہ میں قیمت بیع کی جہاں تک پونہچے واجب ہوتی ہے ورنہ کمالی
یہ کہ کسناغ غیر مقوم میں فی نفسہا ملکہ مقوم ہو جائے ہیں سبب عقد کے اور عقد میں خود متاقدین نے زیادتی کو اجرت سے
ساقط کر دیا ہے اگر خلاصہ صریح مکان کرایہ دیا ہو مہینے کا کرایہ اتنا تو فقط ایک مہینے میں اجارہ صحیح ہو گا
اور باقی مدت میں فاسدہ ہو گا سبب محمول ہونے مدت کے یعنی معلوم نہیں کہ پانچ مہینے یا دس دس بخندار
اور جس مہینے کے اول میں ایک ساعت بھی مستاجر ہو گیا تو او میں بھی اجارہ صحیح ہو گا ف یہ مذہب بعض مشائخ کا
کہ جب چاند دیکھا جاوے تو ہر ایک کو حق فسخ ہے جس جب تھوڑا زمانہ بھی دوسرے مہینے کا گذرے تو اوس مہینے میں بھی

۲
عقیدہ اجرت
مالی منفعت حاصل
ہونا سے اجارہ
فاسدہ میں اجرت
واجب نہیں ہونے
کا قیاس

عقد اجارہ لازم ہو جاوے گا اور ظاہر الروایۃ میں ہر ایک کو حق فسخ ہو نہایت چاند رات اور پہلی تاریخ کی شام تک سہلے کہ فقط رویت چاند کی آن کے اعتبار کرنے میں حج تکلف والا مکمل صر کرے کہ سب مہینوں کا اکٹھا ذکر کر دیوے تو سب میں صحیح ہو جاوے گا مثلاً یوں کہ دیوے کہ یہ گھر میں تجھ کو چھ مہینے تک اجارہ دیا ہر مہینے پڑتا کر ایہ طرح اگر سال بھر تک اجارہ دیکو اسی طرح یعنی یوں کہ کہ یہ گھر میں تجھ کو سال بھر اجارہ دیا ہر مہینے میں اتنا کر ایہ صر کرے ہر مہینے کے کر ایہ ذکر کرے یعنی سال بھر کا کر ایہ ذکر کر دیوے اور ہر مہینے کا کر ایہ بیان کرے تو صحیح ہو گا اور اس سال کے کر ایہ کو ہر مہینے پر تفسیر کر لے یونگے درختدار صر اور ابتدائے مدت اجارہ وہ چھ مہینے ہو گا مثلاً یہ کہ دیا ہو گا کہ اجارہ شروع ہو گا غرماء جب یا غرماء رمضان سے صر اور اگر ابتدائے مدت مذکور ہو تو وقت عقد اجارہ وہی اول مدت ہو گا اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اس وقت جب چاند دیکھا گیا تو مہینوں کا شمار چاند چاند ہوا کرے گا اور اگر اجارہ ہو اجارہ ہوا اثنائے مہینے میں مثلاً دسویں آٹھویں چودھویں بیسویں وغیرہ صر تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک مہینوں کا شمار دنوں سے ہو گا یعنی جب تیس دن پورے ہوا کرے تھے تو ایک مہینا ہو جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جاوے گا اور باقی چاند چاند رہے گا پس اگر ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سال بھر اجارہ ہوا تو امام سہل کے نزدیک سال پورا ہو گا ورنہ دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ذی الحجہ اگر تیس دن کا ہو تو سال تمام ہو گا دوسرے سال کے ذی الحجہ کی دسویں شمار اور اگر ذی الحجہ اگر تیس دن کا ہو گا تو سال تمام ہو گا ذی الحجہ کی گیارہویں تاریخ کو اور حق یہ کہ تمام ہو گا سال دسویں ذی الحجہ کو ورنہ صورتوں میں کیا تو نے سنہ پہلے کہ ایک سال میں دو عید اضحیٰ ہو دیں ف ہمارے عرفہ کے موافق مذہب صاحبین کا اولیٰ بالاصل ہے صر اور جائز ہے اجرت دینا حمام کی اور حمام کی ف درختا میں وہ اجرت حمام کے جواز کی یہ مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ کے حمام میں تشریف لیگئے تھے لیکن مواہب لعدنیہ میں لکھا ہے کہ دخول حمام چھ کی حدیث موضوع ہے اس صورت میں اولیٰ یہ کہ استدلال کیا جاوے تعارف ناسخ اور اجرت سے ناجائز اس واسطے نہ ہوا کہ اس پر اجماع ہے مسلمین کا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکو مسلمان نیک جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی نیک ہے اور جسکو مسلمان بد جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی بد ہے کہ ماریلی نے تخریج ہادیہ میں کہ یہ حدیث غریب ہے مرفوعاً اللہ تعالیٰ روایت کیا اوسکو احمد نے موقوفاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور بطریق دیگر کیا اوسکو نیز اور طبرانی اور طیالسی نے ترجمہ ابن مسعود میں اور حجام کی اجرت کے جواز کی دلیل یہ کہ حدیث کی بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تجھے لگا لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور دیکھ لگائے والے کو اجرت اوسکی اور اگر موتی مزدوری اوسکی حرام تو نہایت آپ اوسکو اور وہ جو مری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو یا اپنے حرام سے کہ کمانی حجام کی اور حیثیت ہے کہ سب حجام کا روایت کیا اوسکو مسلم نے رافع بن خدیج سے سوادہ حدیث منسوخ ہے یا محمول ہے اور پر کراہت تشریحی کے واللہ اعلم خصوصاً اور درست ہے اجارہ لینا اٹکا کا ایک اجرت مہینے میں سب معراج لوگوں کے بخلاف باقی حیوانات کے یعنی خیر نوشی کے واسطے گائے یا بکری کو اجارہ لینا یا اجارہ دینا جائز نہیں ہے

عدم و وجہ کے سبب سے صریح انا کو نوکر رکھنا اوسکے کھانے اور کپڑے پر جائز ہے ہمام اربعینہ کے نزدیک ہے فقہان کے نزدیک جائز نہیں ہے بوجہ یہی ہے مجھے اجرت کے اور بھی موافق قیاس کے ہے اور کما م صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ بہالت موجب منازعت نہیں ہوتی کیونکہ انہیں خوراک اور پوشاک کی کنشائش کی عادت ہے بچے کی حجت اور شفقت سے فاقہاوی کبریٰ میں ہے کہ ان کے نوکر رکھنے میں دودھ پلانے کی مدت معین کرنا بالاجماع بشرط ہر دلیل سے جائز کی صاحب ہدیہ نے قول امدتہ کا فان ارضعن لکؤ فالتوھن جودھت یعنی اگر دودھ پلاوین تو تھائے یہ تو دودھ اجرت انکی بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ عمل و اداس اور جاری تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نے اسکو قبول کیا اور ثابت رکھا ص اور ان کے خاوند کو جائز ہے کہ اپنی زوجہ سے وطی کرے لیکن نہ مستاجر کے گھر میں و اسواسطہ کہ گھر ملک ہے مستاجر کی تو وہ منع کر سکتا ہے صرتا کے خاوند کو فسخ اجارہ پہونچتا ہے اگر اسکا کنج ظاہر ہو لوگوں میں یا دوسرے کو یہ وہیں اپنے حق کی نیابت کے لیے اور الزکاح کا ثبوت صرف ان کے اقرار سے ہووے تو فسخ اجارہ نہیں کر سکتا کیونکہ صرف اون دونوں کا قول مستاجر کے زوال حق میں قبول نہوگا دسرخندار صرتا کے فسخ کر سکتے ہیں عقد اجارہ کو اگر انہیں ہر جاوے یا حاملہ ہو جاوے و اسواسطہ کہ دودھ عورت مرصیہ اور حاملہ کاڑ کے کو ضرر کرتا ہے لکن فی الاصل تسبیح جائز ہے فسخ اگر اسکی زنا کاری اور فسق و فجور ظاہر ہو جاوے یا رکاوٹ کے دودھ کو کرکڑا ہو یا دھور ہو یا رکاوٹ کا اسکی چھاتی مونی ہو یا بھوکا یا دودھ اوسکا نہ پیتا ہو یا حاصل جو ان کے کو ضرر ہو تو اسکا منع مستاجر کو پہونچتا ہے چنانچہ زمانہ دراز تک انکا غائب رہنا اور جو ضرر نہو اسکا منع جائز نہیں اور دوسقہ اجارہ سے مستثنی ہوگا نماز کے اوقات کے مانند لکن فی الخطا وینی اور کفر کے سبب فسخ اجارہ جائز نہیں اسواسطہ کہ کفر اسکا صغیر کو ضرر نہیں کرتا اور اگر بچے کا باپ مر جاوے تو اجارہ نہ ٹوٹیکا البتہ اگر رکاوٹ کا یا انکوئی ان میں سے مر جاوے تو اجارہ فسخ ہو جاوے گا دسرخندار صرتا کے لازم ہے بچے اور اس کے کپڑوں کا دھونا اور اسکا کھانا تیار کرنا اور اس کے بدن میں تیل لگانا ان چیزوں کی قیمت اور ان چیزوں کی قیمت اور اس کے دودھ پلانے کی اجرت بچے کے باپ پر ہے و اگر بچے کا مال شوہر ورنہ اوس کے مال سے دیا جائے دسرخندار صرتا کے سوا اگر ان کے بچے کو مکاری کا دودھ پلایا اوسکو کھانا کھلا کر کھا اور مدت اجارہ کی گزری تو اجرت نہ پاوگی و بر خلاف اوس صورت کے کہ ان کے اپنی لونڈی سے یا اولاد عورت کو نوکر رکھنے کے دودھ پلاوے اس صورت میں انکو اجرت ملیگی مگر جب خود ان کے دودھ پلانے کی شرط ہو لینی ہو تو غیر سے دودھ پلاوے میں سخت اجرت نہوگی بقول اصح اور وجہ یہ ہے کہ اجرت واجب ہوگی دسرخندار و خطا وینی صرتا کے نہیں صحیح ہے اجارہ لینا اذان کے واسطے و اسواسطہ کہ روایت کیا ابو داؤد عثمان بن ابی العاصی کہ انہیں نے یا رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا آپ تو امر اور نہی اور رکھ تو ایسا مؤذن جو نہ لیوے اذان پر اجرت صرتا کے اور حج اور امست کے واسطے اور قرآن اور فقہ کی تعلیم کے واسطے و اور شل فقہ کا اور علوم دینیہ میں اسواسطہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پھر جو تم قرآن کو اور نہ روٹی کھاؤ اور سبکی روایت کیا اور سکوا مارا حجت مستندین کا یہ سکا یہ ہم کہ جمیع عبارات اولیات کے لیے اجارہ درست نہیں ہے۔ حدیث بخاری اور ترمذی کے زمانے میں فتویٰ اسپر نہ کہ تعلیم قرآن اور فقہ و امامت اور اذان و دھندلار صر کے لیے اجرت لینا درست ہے۔ **ف** کیونکہ قاعدہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اجارہ طاعت اور معاشی پر درست نہیں ہے لیکن جب شست پڑ گئی دین میں تو اب فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ صحت اجارہ تعلیم قرآن اور فقہ کے لیے اس خوف سے کہ باوایہ ترین محاور ضائع نہ ہو جاوے کذا فی الاصل کی تین کتابوں موافق قول مفتی کے ایک حدیث بھی موجود ہے جسکو روایت کیا بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ لایین اول چیزوں میں لڑتے۔ لیا متھے اجرت کتاب اللہ کی پر واللہ اعلم خصوصاً جب بنظر زمانہ حال ان چیزوں کی اجرت لینا درست ٹھہری تو سب جہر ہو گا اس اجرت کے فیض پر جو ادب قبول کی اور درست شیعہ کے اسے غرض میں نبوس ہو گا اور نجی جہر ہو گا اس آٹھانی کے فیض پر جو استادوں کو دیا کرتے ہیں۔ **ف** عربی میں اسکو ملوہ کہتے ہیں ملوہ مالک ہدیہ ہے جو بھٹوں کو دیا جاتا ہے بعض سورتوں کے شروع ہونے پر چنانچہ سورتوں کو اور فتح اس ہدیہ کا نام ملوہ ہوا کہ اکثر ملوہ دیا کرتے ہیں اور لغت کے اہل ماوراء النہر کی کذا فی الاصل کی اور نہیں بنا کر اجارہ مشاع کا مگر اپنے شریک **ف** یعنی جب ایک ہی شریک ہو اور جو دو تین شریک ہوں تو ایک شریک کے اجارہ دینا درست ہو گا درختار اور یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اجارہ مشاع کا درست ہے شریک اور غیر شریک کذا فی الاصل لیکن مفتی یہ قول امام صاحب کا ہے اور اوس پر اعتماد کیا ہے کہ ارباب شیعہ اور متون کے لحاظ سے صحابہ اور نہیں جاز ہے اجرت لینا نہ کہ چھوڑنے کی مادہ پر کا جس کے نیک واسطے **ف** اس واسطے کہ حدیث شریف میں اگر فرمایا حضرت نے حرام ہے اجرت لینا نہ کہ کدوالی کی مادہ پر یہ حدیث ہر این میں کہ زلیعی نے کہا کہ اس لفظ سے غریب ہے البتہ روایت کیا بخاری نے ابن عمر سے کہ منع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہما نے نہ کہ کدوالی سے مادہ پر **ف** صریح حرام ہے اجرت لینا لاک و بونہ اور بلجہ اور تمام آلات ہو و مستحب جانے کے لیے **ف** اس واسطے کہ یہ سب معاشی داخل ہیں اور معاشی پر اجرت لینا ناجائز ہے اور بیان انکی حرمت کا انشاء اللہ آگے آگیا کہ ایک شخص نے دوسرے کو سوت دیا اسطرح پکا آدھے سوت کا کپڑا بن دیوے اور وہا سوت بنوانی کی فردوری میں نے لیوے یا ایک کدھا غلاؤٹھانے کے لیے لے کر کہ کولیا بعوض کچھ غلے کے اسپر سے یا ایک میل اجارہ لیا واسطے آنا پسینے کے بھونچھ تھوڑے آٹے کے اوس میں سے تو یہ اجارہ فاسد ہے **ف** قاعدہ گالیہ سکا یہ ہے کہ جب اجرت وہ شے ہوگی جو مستاجر کے عمل سے پیدا ہوئی ہے تو وہ اجارہ فاسد ہو گا اور تیسری صورت کا نام فقیر مظہر ہے یعنی آٹا عینے والے کا اجارہ اوس آٹے میں سے دیوے اور منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے روایت کیا اور سکودا رضی اللہ عنہما نے ابو سعید خدری سے اور اول اور دوسری صورت معمول ہیں اور یہ صورت ثانیہ کے کذا فی الاصل صر زیادہ **ف** یا ایک نان پز کو مقرر کیا تاکہ اسقدر آٹے کی روٹی پکا دیوے آج کے روز بعوض کہیں ہم کے **ف** تو یہ اجارہ فاسد ہے نزدیک امام اعظم کے اور نزدیک صاحبین کے درست ہے صاحبین یہ کہتے ہیں کہ مستاجر نے معنود علیہ عمل کو کیا اور روٹی کا

ذکر محض تجل کے لیے ہر امام اعظم یہ کہتے ہیں کہ مستاجر نے جمع کرو یا عمل اور وقت میں اور عمل کے معقود علیہ ہونے میں
 مستاجر کو نفع ہر اور وقت کے بیان کرنے میں صرف تسلیم نفس معقود علیہ ہوتا ہے اور اس میں نفع ہر اجبر کو تو آئندہ حسب
 منازعت ہوگا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ معقود علیہ دونوں ہوں مثلاً روٹی بکایا کرے سارے دن کر ایک آن خالی
 نہ رہے اس لیے کہ یہ ممکن نہیں ہر عادیہ بیان تک کہ اگر یوں کہا کہ روٹی بکادیوے آج کے دن میں تو امام سے مروی ہے
 کہ صحیح ہو جاوے گا اس واسطے کہ میں نے کہنے سے استغراق جاتا رہا لکن فی الاصل صحیح ہے یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ
 مستاجر اس کو دوبارہ جوئے تو اگر مراد یہ ہے کہ مستاجر زمین پھر سے وقت جوت کر دیوے تو کچھ شک نہیں اس
 اجارے کے فائدہ میں اس لیے کہ ایسی شرط ہے جس کو عقد جارہ تقضی نہیں ہے اور اس میں نفع ہر اصل المتعاقدين یعنی موجبا
 اور اگر یہ مراد نہیں ہے بلکہ وہ زمین ایسی ہے کہ بدوں دوبارہ کے جوتنے کے کھیت نہیں ہوتا تو عقد فاسد نہ ہوگا اس واسطے
 کہ اس صورت میں یہ شرط ایسی ہوئی جس کو عقد تقضی ہے اور جو بدوں دوبارہ کے جوتنے کے کھیتی ہو جاتی ہے تو اگر
 اثر اس دوبارہ جوتنے کا بعد ختم ہو جائے عقد اجارہ کے باقی رہے گا تو اجارہ فاسد ہوگا اس واسطے کہ اس میں منفعت
 ہر مالک زمین کی اور جو باقی نہ رہے گا تو اجارہ جائز ہوگا لکن فی الاصل صحیح ہے یا اس زمین کی نہ رہے کہ خود دیوے
 و مراد نہ ہوں سے یہاں بڑی نہ رہے زمین نہ چھوٹی چھوٹی نالیان اس واسطے کہ منفعت بڑی نہ رہے کی بعد
 مدت اجارے بھی باقی رہے گی لکن فی الاصل صحیح ہے یا اس میں پانس ڈال دیوے اس واسطے کہ اس کی منفعت بھی بعد عقد باقی رہے گی لکن
 فی الاصل صحیح ہے یا اس میں اجارہ زراعت کے لیے اس جوت پر کہ مستاجر کی زمین میں جوت کسے فادہ شافی نہ کرے نہ دیکھتے ہو اور ہر ایک
 ایک بچہ کا اجارہ ہم جنس نفع سے چنانچہ اجارہ سکنی کا سکتی سے اور رکوب کا رکوبے فاسد ہے لکن فی الواقع صحیح تو یہ
 سب قسمیں اجارہ کی فاسد ہیں ہاں اگر زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر اس کو جوئے اور بووے یا اس کو بیچے اور
 بووے تو درست ہے کیونکہ یہ شرط موافق عقد کے ہے صحیح اگر زمین اجارہ لی اور یہ بیان نہیں کیا کہ اگر
 میں زراعت کر گیا یا کس چیز کی زراعت کر گیا تو اجارہ فاسد ہوگا اگر موبہ نے تعمیر کی ہو اور جو عام کر دیا ہو وہ
 مثلاً یہ کہد یا ہو کہ جس چیز کی چاہے زراعت کر تو جائز ہوگا برخلاف مکان کے کہ اس کا اجارہ سکونت پر محمول
 ہوگا اگرچہ شک ہے اگر زمین اجارہ لی اور بیان نہ کیا زراعت وغیرہ کو اور اجارہ فاسد ہو جائے اس کے مستاجر نے
 اس میں زراعت کی اور مدت گزر گئی تو اجارہ صحیح ہو جاوے گا اور محمد کے نزدیک صحیح نہ ہوگا اگر ایک اونٹ مصر
 تک کر ایہ کو لیا اور بوجھ یا بک کر لے گیا پھر اس پر بوجھ موافق عادت کے لا دیا اور اونٹ مر گیا تو مستاجر پر تاوان نہیں
 ہے اس واسطے کہ اجارہ فاسد ہے تو وہ اونٹ مستاجر کے پاس امانت رہے گا جیسا کہ اجارہ صحیح میں امانت ہے
 و امانت کا ضمان نقدی سے ہوتا ہے اور مستاجر نے جب بوجھ بقدر معادلہ لا دیا تو اس نے
 نقدی نہیں کی پھر ضمان کی کیا وجہ ہے صحیح اور اگر اس اونٹ نے بوجھ مصر تک پہنچا دیا تو اونٹ کا
 اجرت مقررہ ملے گی تو اگر موبہ اور مستاجر میں صلہ کھیتی کرنے کے فاجارہ زمین کی صورت میں بغیر
 زراعت کے صحیح یا بوجھ لادنے کے فاجارہ اونٹ کی صورت میں صحیح تو فاضلی عقد اجارہ کو نسخ کر دیوے نفع فساد کو اس واسطے

باب اجیر یعنی مزدور کے ضمان کے بیان میں

اجیر مشترک وہ ہے جو متفق ہو اجرت کا بعد عمل کے ف برابر ہرگز کہ جب بمقتضیٰ کا کام کرتا ہو جیسے درزی رنگین
دھوبی وغیرہ یا ایک شخص کا کام کرے بلا تعین وقت یا تعین وقت لیکن بلا تخصیص مستاجر کے کام کے حصہ
ص تو وہ عامہ غلابق کا کام کر سکتا ہے اسی لیے نام اس کا اجیر مشترک ہوا ہے اور مقابل اس کے اجیر خاص اور اجیر
وحدہ کا بیان آئے گا تاہم اجیر مشترک پر تاوان لازم نہ ہوگا اوس چیز کا جو اس کے پاس تلف ہو جاوے اگر چاہے اس پر
تاوان لینے کی شرط ہو گئی ہو اسی پر فتویٰ ہے یہی قول مروی ہے حضرت عمرؓ نے اسی سے اس لیے کہ اگر اجیر مشترک
پاس امانت ہے اور امانت کا ضمان نہیں ہوتا مگر تعدی سے اور صاحبین کے نزدیک اجیر مشترک ضمان ہوگا مگر
اوس صورت میں کہ وہ مال ایسے سبب ہلاک ہو جائے جس کا بچاؤ ممکن نہیں جیسے خود مر جائے یا آتش زنی عظیم
ہو تو ان اگر وہ مال چوری ہو جائے اور اجیر مشترک نے اوسکی حفاظت میں کمی نہ کی ہو جب بھی ضمان ہوگا نزدیک صاحبین
کے مثل اوس ودیعت کے جو بعض اجرت کے ہو کہ وہ بین حفاظت مال کی مودع پر لازم ہوتی ہے اور ابو حنیفہ
یہ کہتے ہیں کہ اجرت مقابلہ عمل میں ہے نہ حفاظت کے بلکہ میں تو مثل اوس ودیعت کے ہوں جو بلا اجرت ہو کہ لیکن اگر
مستاجر نے شرط کی ضمان کی تو بعض مشائخ کے نزدیک یہ کہ ضمان ہوگا نزدیک امام عظیم کے اور نزدیک بعضوں
ضامن نہ ہوگا اور یہ قاضین اسی قول کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ شرط ضمان کی ودیعت میں باطل ہے لیکن ممکن ہے کہ کہا جاوے
کہ جب تاجر نے ضمان کی شرط کر لی تو اجرت بمقابلہ عمل اور حفاظت دونوں کے ہو گئی تو اس صورت میں اوس ودیعت
کے حکم میں جو بلا اجیر ہو گئی ہے یہ مضمون ہے اصل کتاب کا اور زیلی میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اس لیے کہ
اہل حرفہ وغالباً اور فاضل ہو گئے ہیں اور تاوان کے لازم آنے سے لوگوں کے مال محفوظ رہیں گے اور مستاجرین سے
نصف قیمت پر صلح کر لینے کا فتویٰ دیا ہے غایت لاد طار ص البتہ اوس مال کو تاوان لازم ہوگا جو تلف ہو گیا اور
عمل جیسے دھوبی کے کوٹنے سے کپڑا پھٹ جاوے یا مزدور کے پھسلنے سے خواجہ جس سستی سے بوجھ کو باز ہوا ہو
اوس کے ٹوٹنے سے مال ضائع ہو جاوے یا مالح کے ناؤ کھینچنے سے ڈوب جائے اور مال غرق ہو جاوے یہ ہے
ہمارا ہر اور زفر اور شافعی کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اس لیے کہ عمل اوس کا مالک کے اذن سے ہے جواب یہ ہے کہ مالک
اذن عمل صالح کو تھانے سے عمل کو جس سے نقصان ہو کو تھانے سے کہتا ہوں کہ مراد عمل سے تلف ہو جانے سے یہ ہے
کہ عمل اوس کا متجاوز ہو گیا اوس قدر سے جو موافق عادت کے ہے جیسے حجام میں آنا ہر باو عمل جس میں مظلوم معلوم
کذا فی الاصل اور در مختار میں عادیہ منقول ہے کہ ضمان دونوں صورتوں میں ہے خواہ تاجر ہو قدر متاد سے یا نہ تاجر
حجام کے اور متیہ میں ہے کہ کشتی کے غرق ہونے سے تاوان لازم ہونا اوس وقت پر ہے جب کہ اس کا مالک یا اوس کا
وکیل کشتی میں موجود نہ ہو ورنہ تاوان لازم نہ ہوگا اور جو اس ناؤ کے ڈوبنے سے پارسی کے
ٹوٹنے سے کوئی آدمی تلف ہو جاوے تو اس کا تاوان لازم نہ ہوگا اور تاوان میں بھی بچنے والے پر اوس کی تری
پر اور انہیوں کی قصہ کھولنے والے پر جو مکان معامہ سے تجاوز نہیں کر گیا ہے پھر اگر مکان معامہ

منفعت فوت ہو جاوے جیسے گھر کا دیوان ہو جائی یا پچھلی کا یا زمین زراعت کا یا پانی بند ہو جائے اگر باطل بانی ہو جائے
بلکہ کہ ہو گیا تو مستاجر کو اختیار ہے چاہے اجارہ کو نسخ کر دیوے کل زمین میں یا چند حصہ میں سیراب ہووے اس کے حساب سے
اجرت دیوے اگر حمام اجارہ لیا ایک تہی میں پھر اوس تہی کے لوگ سب وہاں سے کوچ کر گئے تو اجرت مستاجر سے
ساقط ہوگی اور اگر بعض محل گئے تو اجرت ساقط نہ ہوگی حد بخنداد ص ۱۸۰ اوس منفعت میں غفل ہو جاوے جیسے غلام
کا بیمار ہو جانا اور جانور کی پیٹھ لگ بانی یا گھر کی مالک دیوار گر جانا حد بخنداد ص ۱۸۰ تو اگر مستاجر نے باوصف
غفل کے اوس سے نفع ادا نہ کیا یا موجد نے اوس عیب کو زائل کر دیا تو اس متاجر کو حق نسخ نہ پہنچا اسی طرح نسخ
اجارہ کا ہو سکتا ہے خیار الشرط اور خیار الریت سے ف اور ضامنی کے نزدیک خیار الشرط سے نسخ اجارہ کا نہ ہوگا
ص ۱۸۰ اور عذر سے عذر و سکو کہتے ہیں اگر مستاجر اجارہ کو باقی رکھے تو ایسا نقصان اوس کا ہوتا ہے جو عقد اجارہ کے اوپر
لازم نہیں ہوا تھا مثال اوس کی یہ کہ ایک شخص نے در کے سبب سے اپنے ذات اوکھاڑنے کو ایک شخص کو اجرت مقرر کیا
اور قبل اوکھڑنے کے در جاتا رہا ف کیونکہ یہ صورت میں اگر عقد اجارہ باقی رہے تو صحیح مسلم دانت کو اوکھاڑنا شرط ہے
اور یہ مستاجر پر لازم تھا لکن فی الاصل ص ۱۸۰ جو غفلت و غم کے لیے باوجودی کو مقرر کیا پھر وجہ مقرر کی یا
اوس سے غفل کر لیا کیونکہ یہ صورت میں اگر عقد باقی رہے تو مستاجر کو ضرر ہوتا ہے بدون ڈیمہ کے کھانا پکانا لکن فی الاصل
ص ۱۸۰ باوجودی پر دین اسطرح کا لائق ہوگا کہ بدون اوس شے کے پیچھے جو اجارہ میں دی ہے وہ قرض ادا نہیں ہو سکتا ف یا بھر
ہے کہ وہ قرض سب لوگوں کو معلوم ہو گیا ہو اہوں کے بیان سے یا سوتہ کے اقرار سے ثابت ہوا ہو حد بخنداد ص ۱۸۰
یا ایک غلام خدمت کے لیے نوکر رکھا یا شہر کے اندر کے کاموں کے لیے نوکر رکھا پھر مستاجر کو سفر کرنا پڑا ف اس واسطے
کہ اگر مطلق خدمت کے لیے نوکر رکھا جب بھی مراد وہی خدمت ہوگی جو شہر میں ہوتی ہے تو یہ صورت میں اگر غلام کے
مالک نے مستاجر کو سفر سے روکا اور کہا کہ عقد اجارہ پر قائم رہ تو مستاجر کو حق نسخ پہونچتا ہے اور اگر خود مستاجر نے طلبا
کہ غلام کو اپنے ساتھ سفر میں لیا وے تو مالک کو نسخ پہونچتا ہے اور جمالیک غلام کے لیے جانے پر راضی ہو گیا تو اس
مستاجر کو نسخ نہیں پہونچتا لکن فی الاصل ص ۱۸۰ یا دکان تجارت کے لیے کر لیا کیونکہ یہ مستاجر مفلس ہو گیا
یا ایک درزی نے ایک غلام نوکر رکھا سینے کے لیے پھر اوس نے کام چھوڑ دیا ف فقہائے کہا ہے کہ مراد درزی
سے وہ درزی ہے جو اپنا مال صرف کر کے سلائی کرتا ہے اور اس کا مال جاتا رہا کیونکہ یہ البتہ عذر ہے لیکن وہ درزی
جس کا مال ہوا سوئی اور تہی کے کچھ نہیں اور اجرت پر وہ سلائی کرتا ہے تو وہ مراد نہیں ہے اس واسطے کہ عذر تہی کے
ہے لکن فی الاصل ص ۱۸۰ یا ایک جانور سفر کو جانے کے لیے کر لیا پھر عزم سفر کا جاتا رہا اور جو کر لیا تہی کے والے کا عزم
سفر کا جاتا رہا تو یہ عذر نہ ہوگا ف اس واسطے کہ اوس کو ممکن ہے کہ جانور کے ساتھ اپنے شاگرد یا کسی اور ضرور نوکر کو
ہدایہ ص ۱۸۰ بطرح خیال دے اگر غلام کو اجارہ لیا واسطے سلائی کے پھر سلائی ترک کی اور ضروری کار ادا کیا
تو یہ عذر نہ ہوگا اس لیے کہ ممکن ہے کہ ایک ہی دکان میں ایک طرف غلام سیار کرے اور دوسری طرف میرانی کرے
ف اور اگر مستاجر نے ایک گھر کرایہ کو لیا پھر ارادہ سفر کا کیا یا ایک پیشہ کے لیے دکان لی پھر وہ پیشہ چھوڑ دیا تو عذر نہ ہوگا

درخت خنڈ **ص** سطح اگر موجر نے ایک چیز کو اجارہ میں دیا پھر وہ چیز بیڑالی تو یہ عذر ہوگا **ف** بدولت لاحق ہوئے
 دین کے اور بیع اسکی موقوف رہی مگر اجارہ کے گزرنے تک اور یہی قول نجات ہے لیکن مستاجر کو منفعہ بیع نہیں
 پہونچتا درخت خنڈ **ص** اجارہ خود بخود منہ ہوتا ہے اصل عاقدین کی موت سے محض اپنی ذات کے لیے عقد جاری کیا ہوگا اور اگر غیر کے لیے عقد جاری کیا ہوگا
 وہی نہیں کہہ سکتے **ف** یا باپ یا دادا یا بھائی کے لیے **ص** اگر بیعت یا متولی وقف تو ان کے مرنے سے عقد اجارہ منسوخ نہ ہوگا

باب مسائل متفرقہ کے بیان میں

اگر زمین اجارہ یا عایت کی نحو میان جلائین اور اسکے سبب سے دوسرے کی زمین میں کوئی چیز جل گئی تو جلانے والے پر تاوان
 نہیں ہوگا اگر جلانے وقت زبردستی ہو نہ ہو اور جو ہوا زور کی ہو وہ تو تاوان دینا ہوگا **ف** سطح اگر کوئی
 شخص اس زمین جہاں رکھنے کا استحقاق رکھتا ہو کوئی چیز رکھے اور دوسرے کوئی اجازت مال یا جان تلف ہو جائے تو نقصان میں ہوگا
 اور اگر وہاں رکھے جہاں رکھنے کا استحقاق نہ ہو جیسے دوسرے کی ملک میں یا راہ میں تو نقصان ہوگا تو اگر راہ میں آگ
 والدی اور اس کے کچھ نقصان ہو تو تاوان دینا والا اس صورت میں کہ ہوا اور آگ کو اوڑھ کر اور زمین لیا جاوے اور
 اس سے نقصان ہو تو نقصان نہ ہوگا ہذا خلاصۃ الہ المختار **ص** اگر درزی یا زنگری یا ایک شخص کو اپنی دکان پر بھجوا
 جو دکان دار کو سینے یا گتے کا کام کو لوگوں سے لیکر دیوے لفظا لفظ اجرت پر تو صحیح ہے **ف** بربر پر کو دو رو
 کا پیشہ ایک ہو یا مختلف درخت خنڈ **ص** جیسے ایک اونٹ کر یا یہ کواچھ مقام معین تک یہ بیان کر کے کہ دوسرے ایک
 عمل الادا جاویگا اور وہ شخص سوار ہو گئے **ف** تو یہاں اگر چوڑی غیر معین ہے اور گجا وہ اور سوار دیکھتے نہیں گئے
 لیکن یہ جارہ جائز ہے جو بوجہ رواج کے چنانچہ اب تک حجاج کا مکہ منظمین بھی توڑتے ہیں لیکن گجا وہ اور بوجہ دکھا دینا حال
 کو بہتر ہے تاکہ بعد کھیر نہ ہو اور شافعی کے نزدیک یہ جارہ درست نہیں بوجہ جہالت کے **ص** تو اگر اونٹ کر لیا گیا
 لادنے ایک مقدار معین کے توشتے سے بعد اس کے اس توشتے میں کچھ کھالیا تو اس کے بے اس مقدار توشتہ اور بڑھا
 اگر ایک شخص نے دوسرے کا گھر غصب کیا اور مالک نے یہ کہا کہ تو میرے گھر کو خالی کرنے ورنہ میں تجھے ہر شے پیچھے
 رہنا کر لے لیگا اور غاصب نے یہ نہ گھر خالی نہ کیا تو اس پر اس قدر کر لیا کہ لازم ہوگا جتنا مالک کے گھدیا تھا الا اس صورت
 میں کہ غاصب مالک کی ملک کا منکر ہو اگر چہ مالک بعد اس کے اپنی ملک پر گواہ قائم کرے یا مالک کی ملک کا تو کرتا ہو
 لیکن اجرت دینے کا انکار دیکھ **ف** اگر ان دونوں زمینیں غاصب پر کر لیں تو لازم نہ آویگا اس لیے کہ وہاں پر زمینیں
ص صحیح ہے اجارہ افسخ اجارہ اور مزاحمت اور سیاقاات اور وکالت اور کفالت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور میر
 کرنا اور وصیت کرنا اور آزاد کرنا اور طلاق دینا اور وقف کرنا ایک زمانہ آئندہ کی طرف نسبت کر کے جیسے
 محرم میں کہہ کہ میں یہ مکان تجھ کو کر رہا ہوں رمضان سے فلان سال تک بیع اور بیع کی اجازت و صورت کسی بی
 کے بیع کر لینے اور افسخ کرنا بیع کا اور تمت اور شرکت اور سبب اور نکاح اور حیت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری اللہ
 کرنا دین سے کہ ان کو کوڑا نہ دینے کی طرف بضاف کرنا صحیح نہیں ہے **مسائل** ملحقہ تحریر شہادت اور تحریر
 فتوے پر اجرت لینا درست ہے کاتب نے کتابت کی اجرت پر ہر طرح کی غلطی کی تو مالک کو اعتبار ہے چاہے

وہ کتاب کیسے اور کاتب کو اجرت مثل دیوے لیکن اجر معین سے زیادہ نہ دیوے اور چاہے اپنے کاغذ اور شنائی کے دام پھر دیوے مگر ان اجرت لیکر روپہ کچھ نیے کچھ کچھ روپہ کھوٹے بکھے تو اس کے حساب سے اجرت پھر لیا دیگی دلال نے وہ کپڑا جسکو بیع کے لیے لیا پھر تاجر کو دیا اگر تاجر سفر کر جاوے تو دلال برتاو ان نہیں دے اگر مستاجر بسبب سفر کے فسخ اجارہ کیا جاوے اور سیر کر و اس کے قول کا یقین نہیں تو اس کو قسم دیوایا اس کے رفیقوں سے پوچھ لیا اگر ایک شخص مریوں مرا اور اس کے بعض اشیاء لوگوں کے پاس بکرا میں بکرا نہ لایا یہ درجہ کی ہے چکا تھا تو مستاجرین بعد از ماہانہ ہر نو روزہ فروخت ہو کر دے

کتاب المکاتیب

مکاتب وہ غلام ہیں جس سے مالک نے اس کے آزاد کرنے کے لیے کچھ عوض عطا کیا ہو جو کہ اتنا تو دیدیوے تو آزاد ہو کر صاحب کتابت آزاد کرنا ہی غلام کا اندوے تصرف کے بالفعل آزاد ہوے رقبہ کے بعد ادا کرنے بدل کتابت کے یعنی جس وقت عقد کتابت ہوا تو غلام آزاد ہو گیا باعتبار یہ یعنی تصرف کے لینے اور اسکو اختیار تصرف کا اپنی کمائی میں حاصل ہو گیا لیکن رقبہ یعنی ذات اور اسکی بعد ادا کے بدل کتابت آزاد ہوئی تو اسکو ملک بید بالفعل حاصل ہوتا ہے اور ملک رقبہ مال کا رہن جہاں کتابت کا کلام اللہ شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَا يَتَّخِذُ الْيَتِيمَ خَيْرًا يَعْنِي سَكَنًا کر و تم انکو اگر جانو تم انہیں بہتری اور بھلائی سے محروم کر دے تو اگر کتابت کرے اپنے غلام کو اگرچہ غیر عامل ہو جو آزاد ہو اس مال کے چھ بالفعل بعد ایک مدت معین کے یا با قسطا بٹھہرے اور شافعی کے نزدیک کتابت حالہ یعنی جو بٹھہرے اس مال کے ہو جو نقد بٹھہرے درست نہیں ہے ہم کہتے ہیں ممکن ہے کہ غلام کسی سے قرض لیکر بالفعل دیدیو یا مولیٰ یوں کہے کہ میں نے تیرے اور پسر پر رو کر دے تو انکو قسطوں سے ادا کر دے پہلی قسط اتنی اور اخیر قسط اتنی تو اگر تو ادا کر دے تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر اجزہ ہو جاوے گا تو غلام ہو جاوے گا اور غلام قبول کر لے وہ صحیح ہوگا اگرچہ بصورت میں مولیٰ نے لفظ کتابت کا نہ کہا اس واسطے کہ معنی اس کے ادا کر دے ص اور وہ غلام مولیٰ کے تصرف سے نکل جاوے گا نہ اسکی ملک سے اس واسطے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام وسلم نے مکاتب غلام ہیں جب تک اس پر ایک دم باقی ہے ہر روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بخاری روایت کیا ابوداؤد نے کہ فرمایا آنحضرت نے جو غلام مکاتب کیا جاوے تو دینار پر تو سب ادا کر دیوے مگر دس دینار جب بھی وہ غلام ہے ہلایہ ص تو اگر بعد کتابت مولیٰ اسکو آزاد کرے مفت آزاد ہو جاوے گا ادا تا وان دیکھا مولیٰ اگر اپنی ٹوٹھی سکا تہ سے دلی کرے یا کوئی جنایت کرے اس پر یا اس کے لڑکے پر یا اس کے مال پر یا یعنی جماع کی صورت میں عقور دیکھا اور جنایت نفس کی صورت میں دیت اور جنایت مال میں مثل اس مال کے یا قیمت اور اسکی گناہ والا حاصل ص اگر مولیٰ نے غلام کو مکاتب کیا اسکی قیمت پر یا ایک شخص اجنبی کی معین چیز پر یا سود دینار پر اس شرط سے کہ مولیٰ اسکو ملک غلام غیر معین بھیر دیوے یا مسلمان نے مکاتب کیا اپنے غلام کو شراب یا سود کے عوض میں تو ان سب صورتوں میں کتابت فاسد ہے اور مکاتب اگر شراب یا سود ادا کر دیکھا تو آزاد ہو جاوے گا لیکن اپنی ذات کی قیمت مولیٰ کو دینا ٹریگی مگر مسمی سے بڑھ جاوے گی اور نہیں ٹھے گی اگر ایک جانور کے مٹے میں مکاتب کرے اور اسکی جنس کو اوٹ ہے یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دیوے تو درست ہے ورنہ نہیں اور غلام کو اس جنس کا جانور متوسطا قیمت دینا ہوگا یا اسکی قیمت دینی ہوگی اس کتابت

ان مقامات میں کچھ بول کیا ہے لیکن جتنے نظر اسکے کرمانہ حال میں مسائل مکاتب کی کم احتیاج پڑتی تھیں کہ کیا ص
اگر مولیٰ بھی کافر ہو اور غلام بھی کافر ہو اور اسے مکتب کیا غلام کو بعض ایک مقدار میں عین کے شراب سے تو درست ہے
اور جو اول دونوں میں سے مسلمان ہو جاوے گا تو مالک کے قیمت میں جاوے گی اور اگر مولیٰ شراب سے لیکتا تب بھی غلام آزاد ہو جائے گا لیکن اپنی قیمت پر

باب تصرفات مکاتب کے بیان میں

مکاتب کو درست ہے خرید و فروخت اور مسافرت کو شرط ہو گئی ہو کہ سفر نہ کرے اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کا نکاح
کرنا اگر مکتب کے مکاتب بدل کتابت بعد مکتب اول کے آزاد ہونے کے اور کیا تو اس کی والدہ مکتب کو بیگ دینا اور اس کے مولیٰ کو
بیگ مکتب کو اپنا نکاح کرنا بد مذہب مولیٰ کے درست نہیں ہے اگرچہ جائز نہیں مکتب کو سب کرنا اگرچہ بعض ہوں اور نہ قیمت
مگر غیر قلیل کا اور نہ ضمانت اور نہ قرض دینا اور نہ اپنے غلام کا آزاد کر دینا اگرچہ بعض مال کے ہو اور نہ اپنے غلام کا بیچنا اور نہ
ب اسلئے کہ یہ درحقیقت اعتاق ہے اور نہ اس کا نکاح کر دینا اور باپ اور وصی کے اختیارات صغیر کی ملک میں شامل کتابت
میں اور ان امور میں سے کیا مضاف اور شرک اور عیب یا ذون کو بھی اختیار نہیں ہے اور اگر مکتب اپنے اصول یا فروع
کو خریدے تو وہ بھی اس کی کتابت میں داخل ہونگے بجا ف یعنی جب مکتب آزاد ہو گا تو وہ بھی آزاد ہونگے ورنہ
مکتب کے ساتھ وہ بھی مولیٰ کے غلام ہو جائے گا اور جو اصولی اور فروع کے اور شدہ دارون کو خریدے تو وہ کتابت
میں داخل ہونگے اگر مکتب اپنے مال کو بیع کرے تو اس کی بیع بھی درست ہے اور جو بیع کے ساتھ خریدے تو اس کی بیع جائز نہیں ہے اور اگر مکتب
کی لونڈی کا اگر مکتب کو بیچا دے کتابت میں داخل ہو جاوے گا اور اس کی کمانی بھی مکتب کی ہوگی اور اگر مولیٰ نے ایک لونڈی
اور ایک غلام کو اپنے حق میں جو رہا و روانہ تھے مکتب کیا بعد اسکے اون دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا
کی کتابت میں داخل ہوگا اور اس کی کمانی بھی مان کو بیگ و اسو سطلہ کو دلالتا بیع ہوتا ہے مان کا حق اور عین اور فروعات
میں لے کر مکتب نے یا عیب یا ذون نے باذن مولیٰ ایک عورت سے نکاح کیا جو اپنے تین آزاد کہتی تھی اور
اس کی اولاد ہوئی بعد اسکے وہ سب کی ملک ہو گئی تو اولاد بھی اس کی لونڈی کے مالک کی ملک ہو جاوے گی اور مکتب اس کو بیچ
نہیں لے سکتا البتہ یہی صورت اگر شخص آزاد دین ہو تو وہ اپنی اولاد لونڈی کے مولیٰ سے قیمت لے سکتا ہے
اگر عیب یا ذون یا مکتب بغير اذن مولیٰ کے اپنی لونڈی سے وطن کی بھر وہ لونڈی کسی اور کی نکلی یا ایک لونڈی بطور فاسد
خرید کر اس کی وطن کی بھر وہ رد کی گئی مالک پر تو اس کو عقرنی الحال دینا پڑے گا اور جو ایک لونڈی سے یا ذون مولیٰ کے نکاح
کر کے وطن کی تو عقر بعد نکاح کے دینا ہوگا اگر مولیٰ نے اپنے مکتب کو بیچا تو صحیح ہے آپ اس کو اختیار ہے بیچے اپنے تین
عاجز کر دیے اور بدل کتابت سے اور بیچا دے عقر کتابت پر چلا جاوے تو اگر مولیٰ مر گیا اور سو اس مکتب کے کچھ مال میں
رکھا تھا تو دولت اپنی قیمت کے یا دولت بدل کتابت کے کما کر دیوے یعنی مکتب کو اختیار ہے اسلئے کہ اگر اس کو سکونی الحال
عقمن منظور ہوگا تو دولت قیمت کے کما دے گا اور جو بیچا دے منظور ہوگا تو دولت بدل کتابت کے کما دے گا اور صاحبین کے نزدیک
جو دونوں میں سے کم ہوگا اس میں سی کرے گا اگر لونڈی مکتب کا ولد ہو اور مولیٰ نے اس کا دعویٰ کیا تو اب وہ لونڈی
ام ولد مولیٰ کی ہوگی اب اس کو اختیار ہے کہ کچھ اپنے عقد کتابت پر باقی ہے اور بدل کتابت اور اگر کے بالفعل آزاد ہو جاوے

یا اپنے تین عاجز کر کے بعد موت مولیٰ کے آزاد ہو جاوے تو اگر اپنی کتابت پر باقی ہے تو اس کو سلو پنچتا کہ عقر یا وصول سے مولیٰ سے اگر چاہے اگر بیٹے ام ولد کو مکاتیب بنایا تو وہ بعد مر جانے مولیٰ کے مفت آزاد ہو جائیگی اور جو دیگر کو مکاتیب کیا اور مولیٰ مخلص مر تو وہ دو ثلث میں اپنی قیمت کیا بلکہ کتابت میں سی کر گیا اور اگر مولیٰ نے مکاتیب ہزار روپے بدل کتابت یا ٹھکر لے بعد اسکے اس ہزار کے عوض تین پانس روپے نقد صلح کر لی تو درست ہر اگر کوئی ہمار جسے اپنے غلام کو دہر اس کے عوض پر ایک میعاتک مکاتیب کیا اور بدل کتابت یعنی دو ہزار روپیہ قیمت سے دو چہدین یعنی قیمت اس کی ہزار روپیہ کہہ اس کے وہ ہزار دیا اور وارثوں نے میعاد منظور کی تو غلام نہ کھر دو تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کر دیوے اور باقی ایک تہائی اپنی میعاتک تیا ہے اور اگر یہ نہ کر سکے تو غلام بن جاوے یعنی عقد کتابت کو لغو دے دے اور رقیق بن جاوے نیز شب بخین کا زور محمد کے نزدیک اختیار کہ خواہ دو ثلث اپنی قیمت کے فی الحال دے کر باقی میعاتک غلام خواہ صلح اور جو بدل کتابت کر ٹھکرایا اور قیمت اس کی دو چہدین بدل کتابت سے تو غلام کو اختیار ہے چاہے دو ثلث قیمت کے فی الحال دے کر باقی غلام بن جاوے اگر ایک آزاد نے مولیٰ سے کہا کہ تپاے غلام کو مکاتیب کرتے روپیوں پر خواہ یہ بھی کہا کہ اگر میں ادا کر دوں تو وہ آزاد ہو جائے کہا اور مولیٰ نے اس کے کہنے سے مکاتیب کر دیا تب شخص آزاد ہو سقد روپے مولیٰ کو ادا کر دے تو وہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور شخص اضنی وہ روپیہ اپنے غلام سے نہیں لے سکتا اور جو غلام کو اس کی خبر ہو چکی اور اس نے اس عقد کو قبول کیا تو وہ مکاتیب ہو جاوے گا اگر ایک شخص دو غلاموں کو مکاتیب کرے جن میں ایک حاضر اور ایک غائب ہر تہا غلام حاضر مولیٰ سے لے سکے کہ مکاتیب کر چکا اور غلام نے غلام کو جو غائب ہر ہزار روپے یا رو مولیٰ نے مکاتیب کر دیا اور غلام حاضر نے قبول کیا تو اب ان دونوں میں سے جو کوئی بدل کتابت ادا کر گیا مولیٰ کو لینا پڑے گا اور دونوں آزاد ہو جاوے گا اور جو اس کے دوسرے سے اس کا حصہ نہیں لے سکتا بلکہ ہر ایک دوسرے کے حصے میں متبرع ہوگا اور بدل کتابت کا سوا نہ وہ غلام غائب ہوگا اور قبول اس کا بھی لغو ہے نظیر پہلی مسئلہ سعیر میں ہر صورت اس کی یہ کہ یہ نے عرصے ایک چیز عاریت لیکر بکریاں اس کو بگاڑ کر کے اپنا حصہ ادا کیا اب عمر کو اس کے چھوڑنے کی حاجت پڑی اور وہ زر رہن لیکر بکریاں لیا تو بکیر کیا جاوے گا زر رہن کے قبول کرنے پر اور وہ خر عمر کو دلا دیا ویلی مگر میان تلافی نہ کہ عروہ زر رہن زید سے مجر لیا اگر ایک ہندی اپنے اور اپنے دو بچوں کی طرف سے جو بچے عقد کتابت تھے تو جو بچے بچا دیا کو بچا مولیٰ کو لینا پڑے گا اور بچا آزاد ہو جاوے گا اور کوئی دوسرے اس کا حصہ بھرا نہیں لے سکتا

باب غلام مشترک کے مکاتیب کر نیکے بیان میں

زید اور عمرو ایک غلام میں شریک ہیں او میں سے ایک نے تہا زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصے کو ہزار روپے کے عوض میں مکاتیب کر کے بدل کتابت وصول کر لینا اور عمر نے مکاتیب کیا اور کچھ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہو گیا تو جو بچا خر عمر کو دیا خر زید کا ایک لونڈی ہکا تبہ زید اور عمرو میں مشترک تھی اس کا ایک ولد ہوا تب نے عوی کیا کہ یہ ولد میرا ہے جو اسکے دوسرے ولد ہوا تب عمر نے دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے اب وہ لونڈی عاجز ہو گئی ادا بدل کتابت سے تو لونڈی زید کی ام ولد ٹھہر گئی اور زید عمر کو آدمی قیمت لونڈی کی اور آدمی عقر ادا کرے اور یہ دوسرا بچا عمر کا ٹھہر گیا اور عمر زید کو پورا حصہ اور قیمت لے کر کی دیا اور قبل بچے کے جو کوئی عقر اس لونڈی کو دیدیا صحیح ہوگا تو اگر عمرو نے اس لونڈی سے

محبت نہیں کی بلکہ اوسکو مدبر کر دیا اب وہ نوٹری عاجز ہو گئی تو مدبر کا نام رکھا بطل ہو گیا اور وہ نوٹری ام ولد زید کی ہوئی اور ولد بھی زید کا ہو گا لیکن زید نصف عقد اور نصف قیمت نوٹری کی عمر کو یاد کر گیا اور اگر زید عمر میں سے کہتے اوسکو آزاد کر دیا اور آزاد کرنے والا مالدار نہ رہا اب وہ نوٹری عاجز ہو گئی بدل کتابت سے تو آزاد کرنے والا اپنے شریک کو نصف قیمت کا تہہ ان دیکر نوٹری سے وصال کر لیا ایک غلام دشمنوں میں مشترک تھا ایک اوسکو مدبر کیا اور دوسرے اوسکو آزاد کیا اور آزاد کرنے والا غنی ہوا اسکا اولاد جو اب بھی پہلے ایک آزاد کیا پھر دوسرے اوسکو مدبر کیا تو مدبر بنوا انخواہ اپنا حصہ بھی آزاد کر دیوے یا غلام سے سخی کر لیا دیوے دونوں صورت میں حسرت یہ بھی انتہا پر کہ اپنے شریک سے عثمان کے لیے اس مقام کی اصل میں طول کیا کہ تمہیں اوسکو ترک کیا

اگر کتابت کے مرتے اور بدل کتابت کے عاجز ہو جائے اور اس کے مالک کے غلبے یا کمزوری

اگر کتابت ایک قسط کے دینے سے عاجز ہو جائے اور زمین سے اوسکو مال ملے کہ ہو تو مالک اس کے بجز کا تین دن تک حکم نہ کرے **ف** اور جب تین دن بھی گزر جاویں اور وہ قسط ادا نہ کرے تو اس کے عجز کا حکم کر دیوے گا **ف** اگر مالک اصل اور جو اوسکو زمین سے مال ملے والا ہو تو مالک اوسکو اسی وقت عاجز کر دیوے **ف** یہ امام ابو حنیفہ اور محمد کا قول ہے اور ابو یوسف نے نزدیک مالک کتابت کو عاجز نہ کرے جب تک اوسپر قسٹیں نہ پڑھیں دلیل امام ابو یوسف کی قول حضرت علی کا کہ جب کتابت پر قسٹیں پڑھ جاویں تو غلامی میں رکھ لیا جائے اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے منہ نصف میں ہم یہ کہتے ہیں کہ حاضر ہوا اسکی وہ جو مروی ہے ابن عمر سے کہ ایک مسکاتہ افکی عاجز ہو گئی ایک قسط ہاکر سے تو رو کیا اوسکو عزت غلامی کے ذکر کیا اس اثر کو مناسب ہادیہ نے لیکن زلیحی نے کہا غیب ہر صواب عقد کتابت کو نامک منہ کرے اگر کتابت منہ پر انصافی ہو وے اور جو کتابت خود منہ پر انصافی ہو تو مولیٰ بھی اوسکو منہ کر سکتا ہے بجز جب عقد کتابت منہ ہو گیا تو وہ کتابت سب تو رسا بن غلام بن جاویگا اور جو کچھ مال اس پاس ہوگا وہ سب ہی کا ہو جائے گا تو اگر کتابت قبل منہ بدل کتابت کے اوسقدر نہ کہچھوڑ کر جس سے بدل کتابت ادا ہو سکے مراد تو عقد کتابت منہ ہوگا اور اس کے ترک میں بدل کتابت ادا کر کے اوسکی آزادی کا حکم آخریات میں کرے گا اور جو کچھ مال بعد از اس کے بدل کتابت کے منہ ہو گیا وہ وارثوں کو ملے گا اور وہ اولاد اسکی آزاد ہو جاویگی جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی ہو یا انکو خرید ہو یا اس کے ساتھ کتابت کیا گیا ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر **ف** اور شافعی کے نزدیک موت کتابت اگر چنانچہ چھوڑ کر صواب عقد کتابت منہ ہو جاویگی دلیل ہمارے مذہب کی قول حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کا کہ جسکو بھتی نے نہایت کیا تو اسکی شافعی کی قول زید بن ثابت کا کہ حدیث کیا اوسکو بھتی نے **ف** اگر کتابت منہ ہو جائے اور جو ہمارے مال چھوڑ کر نہ مرے تو جو اولاد اسکی حالت کتابت میں پیدا ہوئی ہو وہ اپنے باپ کی قسطوں کے ادا کرنے میں کوشش کرے گی اور جب طین ادا ہوگی تو ادا ہوگا اور اس کے باپ کی آزادی کا قیل موت کے حکم کیا جاویگا اور جس اولاد کو کتابت منہ ہو جائے تو اسکی حالت کتابت میں ترمیم تھا تو اسکو حکم ہوگا اگر بدل کتابت نقد دے تو آزاد ہو ورنہ غلام ہو جاویگی **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکا بھی حکم شافعی کی رائے ہے کہ اگر جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی ہو تو اگر کتابت منہ ہو جائے تو اسکا مال اس کے ادا کر کے اسکو عورت حرام سے اور ہتھکڑ

قرض کسی پر چھوڑے کہ اس کے بدل کتابت کو کافی ہو کہ آوروہ لڑکا کو فی جنایت کرے اور تاوان جنایت کا بھاری
کے عاقل پر کیا جاوے تو یہ کتابت کے عاجز ہو گیا حکم ہو گا آئندہ اگر مولیٰ مان کے اور مولیٰ باپ کے مکاتب کے ولید کے ولید بن نزع
کرین اور ولید کا حکم مولیٰ ام کے لیے کیا جاوے تو یہ حکم بجز مکاتب کا ہو گا اگر کتابتے مال نہ کوہ لیکر مولیٰ کو بدل کتابت میں ادا
کیا بعد اس کے عاجز ہو گیا تو وہ مال مولیٰ کو حلال رہ گیا اگرچہ مولیٰ صرف زکوٰۃ کا نہیں ہو لیکن یہ کتابت صرف ہر
تو اگر اس نے لیکر مولیٰ کو دیا یا بجز عاجز ہو گیا تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مال مولیٰ کو ہرست خود اس لیے کہ مولیٰ غنی ہے اور غنی کو زکوٰۃ لینا
درست نہیں ہے یا اس لیے مولیٰ کو وہ مال خوش اور حلال ہے اس واسطے کہ اس نے جب وقت لیا تھا بعض عقیق لیا تھا اور علامت
بہرہ صدقہ لیا تھا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریہ لونڈی سے فرمایا تھا کہ تیرے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہر
بڑا گداغیر الاصلیٰ اگر غلام کو فی جنایت کی اور مولیٰ کو اس کی خبر تھی اچھے مکاتب کر دیا پھر وہ عاجز ہو گیا تو اب
مولیٰ کو اختیار ہے اس غلام کو بوجہ جنایت کے دیکر یا جنایت کا تاوان ادا کرے اور اگر حالت کتابت میں تاوان
جنایت کا حکم ہو پھر وہ عاجز ہو گیا تو بیع کیا جاوے گا اور کتابت مالک کے مرجع سے منع نہیں ہوتی بلکہ مکاتب مولیٰ کے وارث کو
حسب وجوہ اقساط ادا کرے تو اگر بعض وارث اس کو آزاد کر دین تو بیع ہو گا آئندہ اگر کل وارث آزاد کر دیں تو غنیمت آزاد ہو جائے گا

کتاب الولاء

اتین ولا کا بیان ہے ولا نام اس ترکہ کا جس کا آدمی استحقاق ہوتا ہے بوجہ آزاد کر نیلے یا بسبب عقد و اللہ کے تو ولا دو قسم ہے
ایک ولا اعتاقہ دوسرا ولا و اللہ تو پہلے بیان ولا و اعتاقہ کا ہوتا ہے جس شخص کسی غلام کو آزاد کرے اعتاق سے فوراً
سے اس کے تمام کتابت اور تہذیب اور ستم میلان کے یا اپنے ذی رحم کے محرم کے مالک بوجہ ان کی وجہ سے تو ترکہ اس کا یعنی ولا او کی
مولیٰ کو ملے گی اگرچہ ولا غنیمت کی شرط ہو گئی ہو اس واسطے کہ یہ شرط مخالف ہر مقتضی عقد کے تو عتق نافذ ہو گا اور شرط طار
ہو جائے گی اگر کوئی کہے کہ میرا ورثہ ولد تو بعد مولیٰ کے مرنے کے آزاد ہوتا ہے تو واقعی لا مولیٰ کو کیسے ملے گی ہم کہیں گے کہ صورت کلی
میں ہے کہ مولیٰ مرنے پر جو دار آخرت ملا جائے وہ واقعی اس کی موت کا حکم کرے اس کے برابر ورثہ ولد کی آزاد کیا حکم کو دیوے بعد اس کے
مولیٰ بجز سلمان ہو کر چلا آئے اب وہ میرا ام ولد میرا و تو لا او کی مولیٰ کو ملے گی گداغیر الاصلیٰ دلیل اس باب میں قول ہے
ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لا او سکھ جو آزاد کرے روایت کیا او سکھ نمبر ستہ نے حضرت عائشہ سے اور فرمایا آپ نے
کہ مولیٰ قوم کا قوم میں ہے اور طیف او کا بھی اس سے قوم میں ہے اور طیف مراد مولیٰ للمولاہ ہے روایت کیا او سکھ ابن ابی شیبہ
اور امام احمد نے اور حضرت حمزہ کی بیٹی کی ایک معتقہ مرنے اور ایک بیٹی جو ہو گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہا
مال اس کی بیٹی کو دلایا اور آہا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو روایت کیا او سکھ انسائی نے اور حاکم نے مستدرک میں
ص جبے ایک لونڈی کو آزاد کیا اور خاند او کا غلام تھا کسی اور شخص کا اب وہ لونڈی وقت آزادی سے چھ مہینے سے
کم میں ایک سچے بیٹی تو ولا بیٹی کی لونڈی کے علی کو بیٹی اور غلام کے مولیٰ کو نہ ملے گی اگرچہ غلام کا مولیٰ بھی او سکھ آزاد کرے
یہی حکم ہے اگر دو بیٹی تھیں اور پہلے کی ولادت وقت آزادی سے چھ مہینے سے کم میں ہو کہ آئندہ وہ لونڈی چھ مہینے
سے زیادہ میں جی تو ولا جبے کی لونڈی کے مولیٰ کو ملے گی لیکن اگر باپ کا مولیٰ باپ کو آزاد کر دیوے تو وہ ولا اپنے بیٹے کی

یا اس کے ولد کی طرف سے تاوان جنایت کا نہیں دیا جائے تو اس کو درست ہے کہ اس کا چھوڑ کر اس کی یا اس کی مولیٰ الموالاة بناوے اور اگر تاوان دیکھا تو درست نہیں اور غلام آزاد کو درست نہیں کہ اس کی مولیٰ الموالاة بناوے **ف** اس طرح کہ اس کا مولیٰ عتاقہ موجود ہے اور والدہ الموالاة کی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مہول النسب جو دوسرے دوسرے سے کہ عریضہ ہووے کیونکہ عربوں کے قبائل موجود ہیں تو ان کے بچے غیر نکستہ وارث ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب

کتاب الاکراہ

یعنی زبردستی ایک کام کر کے نمایان **ص** الاکراہ وہ فعل ہے کہ کوئی آدمی غیر پرکے اس طرح سے کہ اس کی رضامندی باقی رہے یا اس کا اختیار فاسد ہو جاوے یا جو باقی رہے البتہ کے **ف** یعنی اکراہ دو قسم ہے ایک جو رضامندی کیلئے کو خوف کر دیوے جیسے تہدید کرنا حبس اور ضرب و دوسرے کیلئے فاسد کر دیوے اس کے اختیار کو مثلاً تہدید کرنے قتل سے یا کسی کے قطعیت تو رضامندی کا خوف ہو جانا عام فساد اختیار سے مثلاً حبس اور ضرب میں رضامندی فوت ہو جاتی ہے لیکن اختیار صحیح رہتا ہے اور قتل کی صورت میں بھی رضامندی فوت ہوتی ہے اور اختیار بھی صحیح نہیں رہتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے تحقیق اس کی یہ کہ کر رضا کے مقابل میں کرہت ہے اور اختیار کے مقابل میں جبر ہے تو جس یا ضرب کے اکراہ میں بلا شک کرہت موجود ہے تو رضا معدوم ہے لیکن اختیار موجود ہے ساتھ نصف سخت کے اس واسطے کہ اختیار جب فاسد ہوتا ہے کہ کائنات جان یا عضو کا خوف ہو کر جو کسی امر میں جان یا عضو تلف ہو کر کا خوف ہے اس بارز دنیا حیوانات کی طبیعت میں نیلی اور خامی ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ کمال انسان بلکہ جمیع حیوانات کو اس طرح روکتی ہوئے نہ کہ ان سے گرنے سے یا لگ میں پڑنے سے بڑھ کر گمان تلف تو اس بارز دنیا اگرچہ اختیاری ہے لیکن اختیار ضروری ہے جو میر سے قریب ذرا ہی طرح اس اکراہ میں جو تلف جان یا عضو سے ہو کر اختیار بارز دنیا کا منفعہ ہلاکت لیکن اختیار فاسد ہے کیونکہ انسان اور بہتر حیث الطبع مہول اور مخلوق ہے باوصف اس کے البتہ دونوں قسم کی اکراہ میں باقی ہے کہ وہ اس میں اس واسطے باؤ جانے عقل اور بلوغ کے لگ کر **ف** الاکراہ کی شرطیں یہ ہیں کہ اکراہ کرنے والا قادر ہو اس امر پر جس کا خوف دلانا ہو مگر یہ کہ وہ بادشاہ ہے یا چور مہوف یا اور کوئی شخص عاجز ہو مثلاً زنج اپنی زنج سے جس میں اس طرح مجنون سلطنت اکراہ ممکن ہے تو اگر مجنون مذکور ایک شخص سے دوسرے کو قتل کر دے تلف نفس کی تحریف تو قاتل پر قصاص نہیں ہے اور نہ دیت تو قاتل مقول کی میراث سے محروم نہ ہوگا اگر اس کا وارث ہو اور دیت مجنون کی قوم پر ہوگی لکن **ف** الاکراہ **ص** اور امام اعظم سے ایک روایت ہے کہ اکراہ اس سلطان کے اور کوئی نہیں کر سکتا تو شاید یہ قول اس کا بنظر اپنے زمانے کے ہووے **ف** والا بنظر زمانہ حال اس سلطان کے اور لوگ بھی اکراہ کر سکتے ہیں حدیث **ص** دوسرے یہ کہ اگر کوئی غلبہ جاکو اس بات کا کہ اگر وہ اس کے ساتھ وہ امر کرے گا جس کا خوف لانا ہے نہ کہ یہ کہ وہ امر کرے گا کہ خوف لانا ہے ایسا ہو جو رضامندی کو معدوم نہ کرے جیسے تلخ نفس یا عضو یا اور کوئی چیز جو غرور و اندوہ کو موجب ہووے جیسے ضرب اور صحن وغیرہ **ف** جاننا چاہیے کہ یہ امر محکم ہے باعتبار اختلاف مردم کے مثلاً کینے اور ذلیل لوگ کچی ہو کر ضرب اور حبس سے کچھ باک و غم نہیں ہوتا تو ان کو ضرب خفیف اور حبس قلیل سے اکراہ ہوگا بلکہ ضرب شدید سے اور حبس مدید سے اور شراف کو ایک سخت کلمہ کہنے سے نہایت

یہ روایت صحیح ہے
اس طرح کہ اگر کوئی غلبہ جاکو اس بات کا کہ اگر وہ اس کے ساتھ وہ امر کرے گا جس کا خوف لانا ہے نہ کہ یہ کہ وہ امر کرے گا کہ خوف لانا ہے ایسا ہو جو رضامندی کو معدوم نہ کرے

درست اندر اور ملال ہوتا ہے تو اس کے حق میں ہی قرار کرادے لیے کافی ہوگا۔ **فصل الاصل** صریح ہو چکی کہ اگر وہ اس کام کرنے سے جس پر جبر کیا جاتا ہو کرنا ہو قبل کرادے کے لیے جسے اپنا مال خریدنے یا تلف کرنے میں یا اپنے غلام آزاد کرنے میں یا دوسرے کے حق کے لیے جسے کسی شخص غیر کے مال تلف کرنے میں یا شرع کے حق کی وجہ سے مثلاً شراب پیے یا زنا کرنے میں تو اگر کوئی شخص جبر کیا گیا تحریف قتل یا ضرب شدید یا حبس و غیرہ بخلاف ضرب خفیف اور حبس خفیف کے مگر صاحب منصب و عزت کے لیے ہی قرار کافی ہوگا۔ **فصل** ہوگا۔ **فصل** اس جیسے سبب اپنا مال بیچنے والا یا کسی چیز کو خریدنے والا کسی طرح کا اقرار کیا اپنے اوپر یا اعلان کیا تو بعد از مال کرادے کے اس شخص کو اختیار ہوگا ان عقود کو نسخ کر دے۔ **ف** اور حق نسخ جابر یا مجبور کی موت سے ساقط ہوگا بلکہ مجبور کے ورنہ کو بھی ہوگا اسی طرح ساقط ہوگا مشتری کی موت اور چند مرتبہ دست پرست اس کی بیع ہو جانے سے یا بیع میں زیادت ہو جانے سے۔ **فصل** درخندہ صریح یا مذکور نافذ ہوئے **ف** یعنی وہ عقود موقوف رہیں گے اس کی فسخ اور مضامین صریح یا نافذ کرنے مالک کے یہ عقود فاسد ہونے نہ باطل اس لیے اگر مشتری اس غلام کو جو بجات کرادے یا اپنے قبضہ میں کرے آزاد کر دے تو اعتنا اور کا منفع ہو جائیگا اور مشتری پر اس کی قیمت واجب لازماً ہوگی۔ **ف** مثل عثمان کے اور تصرفات میں جبکہ انقص نہیں ہو سکتا وہ سب صحیح ہو جائیگے جیسے بیسیر تیار اور غیرہ درخندہ صریح تو اگر بائع نے اپنی خوشی سے تمین اور تمین کی لے لی یا بیع کو خوشی سے مشتری کو دیدیا تو بیع نافذ ہوگئی اور اگر زبردستی سے تمین لے لی تو بیع نافذ ہوگی بلکہ بائع اگر اس کے پاس وہ تمین باقی رہے تو بیع صحیح رہے گا۔ **ف** اور جو بائع پاس وہ تمین تلف ہو جائے تو وہ سہ تاراں کچھ نہ ہوگا۔ **ف** اس لیے کہ اس کے پاس تمین امانت تھی صریح بائع نے بیکریک شے کو بیچا اور مشتری نے ملا جبر اس کو خریدے بعد اس کے وہ بیع مشتری پاس تلف ہوگئی تو اس کی قیمت کا تاوان بائع کو دیگا اور بائع کو اختیار ہوگا اس کی قیمت کا تاوان خواہ مشتری سے ہو کر کرے خواہ دوسرے شخص سے جسے وہ سپرد کر دیا تھا تو اگر اس سے نکرے سے وصول کیا تو مکروہ مشتری سے وصول کر لے گا اور اگر مشتری سے وصول کیا تو اب جو خرید بعد ضمان لینے کے ہوئی ہوگی نافذ ہوگی نہ وہ خرید قبل ضمان لینے کے ہوئی ہوگی۔ **ف** یہاں پر دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ کہ اگر بائع پر کرادے ہو نہ مشتری پر اور بیع تلف ہو جائے تو مالک چاہے کرادے کرنے نہ لے سے تاوان قیمت کا بیع مشتری سے دوسرا سالہ میر کہ بیع مذکور مشتری اول مشتری ثانی کے ہاتھ بیع کرے اور ثانی ثالث کے ساتھ اور ثالث رابع کے ساتھ مثلاً اور مالک مشتری ثانی یا ثالث سے تاوان قیمت کا لے گا تو تاوان ان کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلے کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لے گا تو تاوان خریداریاں جائز ہو جائیں گی اور مصنف ان دونوں مسئلوں کو خلاصہ کر دیا کہ **فصل** اگر کوئی شخص کرادے کیا مگر دار کے کھانے یا شراب یا خون پینے پر یا سور کے گوشت کھانے پر جس یا ضرب یا بیماری کی تہدید سے تو ان چیزوں کا تاوان درست نہیں۔ **ف** اس واسطے کہ اگر غیر ملکی ہو تو اس میں ضرورت نہیں۔ **ص** البتہ اگر تحریف کیا گیا ساتھ قتل یا قطع کسی عضو کے تو درست ہوگا۔ **ف** اس واسطے کہ اگر ملکی ہو اور بیان ضرورت واقع ہو اور ان چیزوں کی قیمت سے نبض آیت حالت خطر مشتری ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكَ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَنَحْمًا

اگر مقرر نہ ہوا ہو دھڑ ص جو عورت کو دنیا پڑا پھیر لے ویسے یہ صورت تب ہرگز نہ مبالغہ نے اپنی عورت سے غمی نہ کی ہو اور جو بڑی کر چکا ہو تو کچھ پھیر نہیں سکتا ف ایسے کہ مہر و سپردگی سے واجب ہو چکا تھا ص طرح عتاق میں قیمت غلام کی کہ وہاں لکسر سے پھیر لے ویسے اور یہی صحیح ہے ہنڈراور میں اور ظہار اور رخصت اور ایلا اور رجوع ایلا سے حالت اکراہ میں اور جائز ہر اسلام اکراہ سے لیکن اگر وہ شخص بچہ یا بچا اسلام سے تو قتل نہ کیا جاوگا کاف اپنی زبردستی سے اسلام لاکر بچہ کافر ہو گیا تو اسکو قتل نہ کرینگے جیسے اور مومنین کو قتل کرینگے اسواسے کہ اس کے اسلام میں شیعہ ہر کشایدو سے دل سے قبول کیا ہو دے لیکن جبر کیا جاوگا اسلام پر اسلام سے اکراہ ایسے صحیح ہرگز نہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا میں اس بات کا کہ قتال کون لوگوں سے بیان تک کہ میں وہ لوگ لالہ الا المعنی نہیں کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہ آیت کیا اسکو بنی سلم نے ابن عمر سے اور اس حدیث کو اسی قدر شائع وقایہ نے بیان کیا لیکن پوری حدیث صحیح میں یوں ہے کہ نکلہ اس بات کا حکم ہو کہ قتال کرو ان لوگوں سے یہاں تک کہ وہ شہادت دین اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین رکوۃ کو تو جب انھوں نے ان کا کو کیا یا لیا انھوں نے مجھے اپنے خونوں کو اور مالوں کو ملکہ سبب حق اسلام کے اور حساب و نکاح الہی پر ہر انتہی ص صحیح نہیں حالت اکراہ میں متعاف کر دینا اپنے مدیون کے دین کاف تو اگر عورت نے اپنے شوہر کی تجویف نہ کرے مہر معاف کر دیا تو یہ صحیح ہوگا اگر شہرہ کا ریزہ ضرب پڑا اور اگر شوہر نے تہدیر ساتھ طلاق دینے یا دوسری عورت سے نکاح کر لینے کی تو یہ اکراہ نہیں ہے اس صورت میں جب عمر نافذ ہو جائے اس طرح اگر شوہر نے اپنی زوجہ بے اختیار کو دین کے گھر جانے سے منع کیا الا جبکہ وہ نہرانا بند ہوے سوائے کچھ فرشتہ یا تو یہ بہ باطل ہے ایسے کہ یہ اس عورت کا مندرجہ سیر اکراہ ہو ادر چنانچہ صراحت فیصل کی کفالت کا یہ ظہر ہو جائے تو اس کی زوجہ بائن نہ ہوگی اور اگر نہ نکاح کا حالت اکراہ میں تو ابھر حد ہر گئی مگر جب سلطان اکراہ کرے ف یزق امام صاحب نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک مطلقاً حد ہر گئی حبس یا تو بچکا

کتاب الحجۃ

حجرتے ہیں تصرف قوی کے نفاذ کو روک دینا ف تصرفات قوی جو زبان سے متعلق ہیں جیسے بیع اور شرا اور ہبہ وغیرہ اور تصرف فعلی جو برخلاف اسکے جیسے قتل اٹلان مال تو حج میں صرف تصرف قوی نافذ نہیں ہوتی نہ تصرفات فعلی افعال جو ہیں چنانچہ اگر کسی کیس کا مال تلف کیا تو ضمان واجب ہوگا ایسا ہی مجنون میں ص حج کے سبب تین میں ایک مسخرس دوسرے جنون تیسرے رفق یعنی ملکیت بطور غلامی اور لونڈی پسنے کی تو صحیح نہیں ہر طلاق صبی اور مجنون مغلوب العقل کاف مجنون مغلوب وہ ہر کسی عقل جاتی رہی ہو سترہ کہ اس سے افعال اور قول بطریق عقلانہ ہو لیکن اگر کبھی کبھی اور غیر مغلوب وہ ہر جسے کلمات مختلط ہوں یعنی کبھی کلام اسکا بطور عقل کے ہوگا اور کبھی بطور مجاہن کے ہوگا اسکو متوہ بھی کہتے ہیں اسکا حکم آگے آویگا گذر الاصل ص عتاق ملوں دونوں کا اور اقراہ اوں کا اور صحیح ہر طلاق غلام کا اور اقراہ اسکا اپنی ذات پر نہ اس کے مالک کے حق میں تو اگر غلام حج کرنے کے لیے قرض کا اقراہ کیا تو اسکا مطالبہ بعد ازادی کے اس سے کیا جاوگا اگر دیا قصاص کا اقراہ کیا تو قصود و قصاص اس پر ہی الحال قائم کیا جاوگا

سے اور ہوشیار ہو کر شخص آزاد کر دیں ہو تو قاضی اور سبکدوش کرے تا مال اپنا اپنے دیں کیلئے بیچے اور جو اسکے مال میں روپیہ یا شرفیاں ہوں اور قرض بھی روپیہ یا شرفیاں ہوں تو قاضی بغیر مردوں قرض اور اس کے مال سے اور قرض شرفیاں ہوں اور مال میں روپیہ یا قرض روپیہ اور مال شرفیاں تو بھی قاضی کو چھوڑنا بغیر اسکے مال کے اسلئے اے دین کے درست ہوا اور سبب اور مکان اور زمین اور سبکی قاضی نیچے مگر اسکو قید کرے تا وہ خود مجبور ہو کر سچ لیکن صاحبین کے نزدیک جب وہ نسیجہ قاضی اور سبب اور زمین وغیرہ کئی بیکر قرض میں ہو محسوس نہ کرے اور اگر وہ ف اور صاحبین کے قول پر فتویٰ نہ دے بخدا ص ایک شخص مغلس ہو گیا اور اس کے پاس وہ چیز جو اس سے خریدی لیکن ہنوز من نہیں ادا کی تو اسکا بائع اور قرض خواہوں کے ساتھ ساوی ہوا ف اتنی وہ چیز جو کسب کو جس قدر اسکی قیمت میں سے دیا جاوے گا یہ نہوگا کہ پہلے بائع اپنی من و معل کر لے بعد اس کے جوئے تو وہ اور قرض خواہوں کو ملے اور شافعی کے نزدیک قاضی شری پر ترجیح کر کے بائع کو اختیار فسخ دیدے گا اور بائع چاہے

مختصر صلبوغ کے بیان میں

صلبوغ ایش کے کائنات ہوتا کہ احتلام سے یعنی خواب میں منی نکلنے سے اور عورت کو حاملہ کرنے سے اور نزال سے ف اور اصل نزال پر اسلئے کہ جب تک نزال نہوگا نہ احتلام ہوگا اور نہ عورت اس سے حاملہ ہوگی ص اور لڑکی کا صلبوغ احتلام سے اور حقیقت سے اور حل سے ثابت ہوتا کہ ف اور عورت کو ہار کا جنا اور پستان کا اونچا ہونا ظاہر الہیہ میں معتبر نہیں اور سطح پندلی اور مونچھا اور غل کے بال اور واہ کا بھاری ہو جانا معتبر نہیں ص صلبوغ صغیر سے لگتا ف الحاکم کا وی ص صیر اگر صغیر اور صغیر میں ان علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جاوے تو صلبوغ کا حکم نہوگا جب تک لڑکا کا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی نہوے اور صاحبین کے نزدیک جب تک پندرہ برس کے نہو جاوے ف یعنی جب لڑکا لڑکی پندرہ برس کے پہلے تو انکو حکم صلبوغ کا دیا جاوے گا اگر صغیر علامت ظاہر نہ ہو تو اسی پر فتویٰ ہوا اسلئے کہ ہمارے زمانہ میں عین بہت جھوٹی ہو گئی ہیں درخدا ص اور ادنی مدت صلبوغ کی فزیدہ کے لیے بارہ برس اور دختر کے لیے تو برس ہو تو اگر دونوں قریب صلبوغ کے مجھے اور انھوں نے کہا کہ ہم بائع ہو گئے تو قول اونکا معتبر ہوگا اور بائع شمار کیے جاویں گے ف جب ظاہر حال اونکے قول کی تکذیب کرتا ہو مثلاً بارہ برس لڑکا کہ نہو یا لڑکی کہ نہو برس کہ نہو تو اب دعویٰ صلبوغ معتبر نہوگا اور شہدائے میں ہو کر صغیر الیہ کا یہ قول معتبول ہو کہ جسم بائع ہو چکا جب وہ علامت صلبوغ کی بیان کر دیوں بدوں قسم کے

کتاب المآذون

اذن کہتے ہیں حجر کے دور کرنے کو اور حق کے ساقط کرنے کو ف جان تو کہ اصل انسان میں یہ عرقا لکے تقرقات کا موجب و سپر غلامی عارض ہونی اور مولیٰ کا حق اس سے متعلق ہو گیا تو اپنے ملک تقرقات کو روکا اب جب مولیٰ نے اپنا حق ساقط کر دیا تو مانع نازل ہو گیا اور حبراوس کا جاتا رہا تو یہی اذن ہوتا کہ مذکورہ شافعی

کے نزدیک توکیل کے اور نائب کرنا بیکانہ فی الاصل صحت ہے۔ تو جب مولیٰ نے غلام کو اذن دیا اب وہ غلام جو تصرف کر گیا اپنی اہلیت سے کر گیا اپنی ذات کے لیے تو اس کی جوابدہی مولیٰ پر نہ ہوگی یعنی جب غلام ماذون نے کوئی چیز خریدی تو غنم اس کی مولیٰ سے طلب نہ کیا دیکھو بڑھان توکیل کے کہ وہ مولیٰ سے منشن طلب کر سکتا ہے اس واسطے کہ اس نے مولیٰ کے لیے خرید کر اور اذن اور تصرف کسی وقت کے ساتھ مقید نہ ہوگا تو جس غلام کو اذن دیا ایک روز کے لیے تو وہ ماذون رہے گا جب تک مولیٰ اور سپر خبر نہ کرے اسی طرح کسی قسم خاص کے ساتھ مقید نہ ہوگا پھر جب مولیٰ نے ایک قسم خاص تجارت کا اذن دیا تو وہ جو سبب اقسام تجارت میں ماذون ہو جاوے گا وہ صرف ایک نوع تجارت کا اذن دیا تو اذن اس کا تمام الفی میں عام ہو جاوے گا اسی طرح جب اذن دیا کہ ایک رنگ پر بیچے تو یہ اذن ہوگا اس کے تمام لوازم اور ضروریات کی خرید کا اسی طرح اگر کما کر ہر مہینہ تنہا مال تو مجھے اور اگر دیکر بخلاف اس صورت کے کہ مولیٰ نے ایک مہینے کے خرید کی اجازت دی کہ یہ اذن ہوگا بلکہ یہ استخدا میں یعنی خدمت لینا بیکانہ فی الاصل صحت ہے اور ثابت ہوتا ہے اذن دلاں حال سے تو یہ غلام کہ مولیٰ اس کو خرید و فروخت کرتے دیکھے اور پے سے ہے تو وہ ماذون ہے اور درست سے تو اگر تعلق اذن دیا تمام ہتمام تجارت کو عام ہوگا تو خرید و فروخت کرے اگر چہ غنم فاحش سے ہو کہ مکر صاحبین کے نزدیک غنم فاحش سے درست نہیں اور خرید و فروخت میں توکیل کرے اور رہن رکھے اور رہن لیوے اور زمین کو بطور اجارہ اور ساقاۃ اور فراغت لیوے اور بیچ بونیکے لیے خریدے اور شرکت عنان کرے نہ شرکت مفاد و مذاہل بطریق سبب دیوے اور دوسرے سے لیوے اور اپنی چیز کر لینے دیوے اور دوسرے کی لیوے اور اپنی ذات کے تئیں کبھی کر لینے دیوے نہ شافعی کے نزدیک اور اگر امانت اور غضب اور دین کا اور ہدیہ کے قبیل طعام کا اور ضیانت کرے اس کی جوابدہی ہوگا مگر دیوے اگر عینکے بیع میں موافق دستور کے اور اپنے ملک کو لوہا ہو یا غلام مکمل نہ کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اپنی لونڈی کا بچہ کرے اس لیے کہ وہ میں بھی تحصیل مال ہے اور نہ مکمل کرے اور نہ آزاد کرے اور مقرر فیہ لا ینہد کرے اگرچہ بعض ہو کہ اور عورت کو درست ہے کہ اپنے خاوند کے گھر میں سے ایک شے قبیل خنک کی راہ میں دیوے پس اس کے اگر جاس بات نہیں ہے لیکن اس کو مہیا سبت نہ کر لیا اس لیے کہ عورت بھی بقدر صدقہ کے ہے ماذون ہے عا دتہ کذا فی الاصل صحت ہے جو دین عبد ماذون پر واجب ہو کہ تجارت کے سبب سے جیسے خرید و فروخت اور اجارہ اور حیا کے سبب یا جو اس کے ملکہ میں ہے جیسے تاوان غضب و ودیعت کا جس کا ماذون نے انکار کیا اور وہ عقر جو واجب ہوا وہی اس کو نہ خریدی ہوئی کے استحقاق سے متعلق ہوگا اس غلام کی ذات سے بچا جاوے گا اس میں اور اس کی منشن تقسیم ہوگی قرض خواہوں کو بطور حصہ بدلہ اور اس کی کمائی سے جو مل دین کے ہر یا بعد دین کے اور اس کو جو چیز اس کو سبب کی گئی ہو اور اس سے مہیا قبول کر لیا تھا وہ یہ ہمارا مذہب ہے اور فروزشامی کے نزدیک وہ خود دین میں نہ بچا جاوے گا بلکہ اس کی کمائی بھی جاوے گی اس واسطے کہ مولیٰ کی غنم اذن سے استحقاق اس چیز کا جو حاصل نہ ہو کر اس چیز کا جو اس کو حاصل تھا اور ہم کہتے ہیں کہ دین ظاہر ہو اس کی حق میں تو متعلق ہوگا اس کے رقبہ سے تا لوگوں کو ضرر نہ ہو صحت ہے لیکن وہ دین متعلق نہ ہوگا اس مال سے جو ماذون کے مولیٰ نے اس سے

لے لیا تھا قبل بحقوق دین کے اور جو دین کا اس کے کسب و دشمن سے بھی باقی ہے تو اس کا مطالعہ البتہ اس آزاد ہو جانے کے بعد کیا جاوے گا **ف** اور دوسری بار یہ بھیجا جاوے گا درختدار صوملی کو مآذون سے وہ رقم مقررہ لینا جو قبل بحقوق دین کے اس سے لیا کرتا تھا بعد بحقوق دین کے بھی جائز ہوگا اگرچہ قیاس یہ پاہننا تھا کہ جائز نہ ہو بعد بحقوق دین کے لیکن اس واسطے لینا جائز ہوگا اگر مولیٰ اس سے منع کیا جاوے تو احتمال ہے کہ وہ اپنے غلام کو مجبور کر دے تو کمائی کا دروازہ بند ہو جائے اور دین والوں کو نقصان ہوگا **ص** اور جو اس سے بڑھے وہ قرض خواہوں کو سٹے گا اور عبد مآذون اگر بھاگ جاوے یا مولیٰ مر جاوے یا مولیٰ کو تنہا رہو یا جو **ف** محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنوں مطبق وہ ہے جو سال بھر ہے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہووے وہ مطبق نہیں لکن **ف** الطحاوی **ح** یا مولیٰ دار الحرب میں مرتد ہو کر چلا جاوے یا مولیٰ اس غلام کو مجبور کر دیوے اور غلام اور اکثر بازار والوں کو اسکی خبر ہو جائے تو ان سب صورتوں میں وہ غلام نجس ہو جاوے گا اور لونڈی مآذونہ کو اگر م ولد بنا یا تو وہ نجس ہو جاوے گی ہمارے نزدیک اور امام زفر کے نزدیک نہوگی اور جو مرتد ہو گیا تو نجس نہوگی لیکن مولیٰ کو لونڈی کی ذات کی قیمت اسکی قرض خواہوں کو دینا ہوگی **ف** یعنی استیلا اور تہہ کی صورت میں اگر مستولہ اور مدبرہ پر دین محیط ہو تو مولیٰ تاوان اسکا بقدر اسکی قیمت کے دیگا نہ زیادہ کا اسلیئے کہ مولیٰ نے اس تصرفات سے صرف لونڈی کی ذات کو روک لیا تو اسکی قیمت دینا ہوگی لکن **ف** الاصل **ص** اگر غلام مجبور ہو گیا بعد اس کے اسنے اقرار کیا کہ جمال میرے پاس ہے وہ امانتاً یا غصباً ہے یا اپنے اور پر قرضے کا اقرار کیا تو یہ قرضے جو **ک** امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہوگا **ص** اگر دین غلام پاس قدر قرضہ ہوگا اس کے ذات اور مال کو محیط ہوگا تو مولیٰ اس مال چلو سکے پاس نہ مالکیت کا **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک ہوگا اس واسطے کہ ذات غلام کی ملک ہوگی کی تو اسکی کمالی بھی مالک ہوگی اور امام صاحب کہتے ہیں کہ ملک مولیٰ کی بطور خلافت غلام کی طرف سے ثابت ہوتی ہے جب وہ غلام اپنی حاجت سے فارغ ہو جیسے ملک وارث کی جب ثابت ہوتی ہے کہ مورث کے حوالے ضروریہ مقررہ سے مال بچ رہا ہے اور اس میں غلام سے مال غلام کے حوالے سے فارغ نہیں ہے لکن **ف** الاصل **ص** تو ایسی صورت میں اگر مولیٰ اپنے غلام کے غلام کو تاراد کر دے گا تو آزاد نہوگا **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جاوے گا اور مولیٰ اسکی قیمت کا تاوان قرض خواہوں کو دیگا لکن **ف** الاصل **ص** اور جو دین اس کے مال اور ذات کو محیط نہوگا تو غلام کا غلام مولیٰ کے آزاد کرے آزاد ہو جاوے گا اور عبد مآذون اپنے مولیٰ کے ہاتھ نرخ بازار سے چیز فروخت کر سکتا ہے نہ کہ کو اور مولیٰ اس کے ہاتھ لے کر بھی فروخت کر سکتا ہے **ف** یہ جب ہی ہو کہ غلام کی ذات اور مال کو دین محیط ہووے ورنہ بیع ہی ناجائز نہی **ص** تو اگر مولیٰ نے قیمت بازار سے زیادہ کو کوئی چیز غلام کے ہاتھ بیچی اس صورت میں مولیٰ کو حکم ہوگا کیا نہی تو کہ کر دیوے یا بیع کو منسوخ کرے تو اگر مولیٰ نے بیع کو غلام کے حوالے کیا قبل قیمت لینے کے تو اب مولیٰ کو قیمت نہ ملے گی **ف** اسلیئے کہ مولیٰ نے جب چیز غلام کو دیدی اور قیمت اسکی نہیں لی تو مولیٰ کا دین غلام پر رہا اور مولیٰ کا دین غلام پر بشرطاً باطل ہے اس صورت میں مٹن باطل ہوگی لکن **ف** الاصل **ص** اگر

عبداللہ زون مدیون ہو لیں مولیٰ اوسکو آزاد کر سکتا ہے اور دین اور ذمیت میں سے اوس غلام کے جو کم ہوگا اوس قدر مولیٰ کو توبہ دینا ہوگا **ف** یعنی اگر دین کم ہوگا تو مولیٰ دین ادا کر گیا اور جو دین اوسکی قیمت سے زیادہ ہوگا تو مولیٰ صرف قیمت دے گا قرض خواہوں کو اسلئے کہ قرض خواہوں کا حق صرف غلام کی ذات سے متعلق تھا اور مولیٰ نے اوسکو تلف کر دیا تو قیمت کا تادان دینا ہوگا لکن **ف** الاصل **ص** اور جو دین اوسکی قیمت سے زیادہ ہوگا وہ عبد ماذون کو ادا کرنا پڑ گیا اگر لنگ غلام جس پر دین محیط تھا فروخت کیا گیا اور مشتری نے اوسکو غائب کر دیا تو قرض خواہوں کو اس کے اختیار پر کچھ عیب نہ ہوگا لیکن اوسکی لے لیوں یا مشتری یا بائع سے اوسکی قیمت یعنی نرخ بازار کا تادان لیوں تو اگر وہ تادان لیوں بائع سے اور پھر سبب عیب وہ غلام بائع کے پاس پھر لے تو بائع و ام قیمت کے جو قرض خواہوں کو ادا کرنے سے نیلے تھے پھر لے اور قرض خواہوں کا حق پھر غلام سے متعلق ہو جائیگا تو اگر غلام کے مالک نے بیچنے وقت مشتری کو تبادلیہ کر کے غلام مدین کر توبہ قرض خواہوں کو بچا کر دے کہ اگر دین ادا کر دیا تو کوئی نقصان نہ ہو اور جو بیچ گئی ہو وہ بیچ میں تھی تو بیع و نہیں کر سکتے اور جو بیچ ہو تو کسی مصلحت یا بیع نہ ہوگا اور جو مشتری سبب ہو تو بائع غائب ہو تو قرض خواہ مشتری سے قیمت نہیں لے سکتے لیکن کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک خصوصیت کر سکتے ہیں اگر لنگ غلام شہر میں آیا اور اسے کوئی مالکین ظران کا غلام ہوں اور اسے مجھے اذن دیا کہ تجارت میں اور وہ خرید و فروخت کرتا ہے تو وہ ماذون سمجھا جائیگا اتنی طرح اگر مولیٰ نے اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور کچھ نہ کہا تو وہ ماذون ہو جائیگا لیکن اگر ایسا غلام قرضدار ہو جائیگا تو وہ قرض کے لئے ذمہ دہن نہ کیا جائیگا مگر جب مولیٰ اقرار کرے اوسکے ماذون ہونیکا **ف** اسلئے کہ جب تک مولیٰ نے اقرار نہیں کیا اذن کا تو دین اس کے حق میں ظاہر نہ ہوا اور معاملہ کرنے والوں نے تلف یا ن اس کے لئے اذن تھا ہر حال پھر بولا گیا اور مولیٰ نے اوسکو کچھ دھوکا نہیں دیا لکن **ف** الاصل **ص** نابالغ کا تصرف اگر محض نافع ہو **ف** یعنی کسی طبع کا ضرر اس میں نہ ہو **ص** سے مسلمان ہونا اور جب قبول کرنا تو صحیح ہے بلکہ اذن ہی کے بغیر وہ بھی صحیح لکھا ہے تو ہر ذریعہ کے ساتھ عاقل کا صحیح ہوا ورنہ شافعی کے نزدیک صحیح نہیں بلکہ جاری یہ کہ وہ بہت صحابہ کرام حالت نابالغی میں مسلمان ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے اوسکا اسلام صحیح رکھا کہا ابن المہتمن کہ خراج کیا بخاری نے تاریخ میں عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ اٹھ برس کے تھے اور نکالا حاکم نے نہ ست رک میں طریق ابن اسحاق سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور آپ دس برس کے تھے اور بخاری روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اذان حضرت علی کے سپرد کیا اور بدر کے اور اوسکی عمر تیس برس کی تھی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور پھر طبرانی کے کہنا ہے کہ یہ حدیث نفع پس ہر بات پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سات یا آٹھ برس کی عمر میں ایمان لائے اور مروی ہے حضرت علی سے یہ شخص سبقت کو الی اللہ سلاطین و غلام کما بلغت اوان حلوہ یعنی سابق ہو امین تر پر ہون اسلام کے سبب یہ حال ان میں لڑکا تھا کہ سن احکام کو نہیں پہنچا تھا روایت کیا اوسکو بیعتی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور ابن عساکر نے تاریخ میں **ص** اور جو محض ضار یعنی نقصان دینا ہو جانے والا ہو جیسے طلاق اور عتاق **ف** اور صدقہ اور ہبہ اور قرض وغیرہ **ص** تو جائز نہ ہوگا اگرچہ ولی اجازت دیوے اور صہبین نفع اور ضرر و دوزن کا احتمال پر جیسے بیع اور شرا تو موقوف ہوگا

دیان تو قنات ہوتا ہے

دلی کے اذن پر ف اگر ولی نے اذن دیا تو صحیح ہو گا ورنہ باطل ہو گا وگیا اور جب دلی نے اذن دیا خواہ زنا سے یا ولایت حال سے تو مال اور حکم اور کما مثل عبد ذون کے ہو گا خاص نابالغ کے تصرف صحیح ہو نیکی اذن سے شرط یہ ہے کہ وہ عاقل ہو یعنی بیج کو ملک ذکر کرنے والا اور شر کو ملک لانے والا سمجھے اور ولی نابالغ کا پہلے اوس کا باپ ہو گا پھر اگر وہ نہ ہو تو باپ یا چچا کو وصی کیا ہو گا پھر اگر وصی کا وصی دشتخدا ص پھر اگر وہ بھی نہ ہو تو دادا کتا ہی دور کا ہو وے پھر دادا کا وصی ف پھر اوس کے وصی کا وصی دشتخدا ص پھر قاضی یا اوس کا وصی ف اول دونوں صورتوں میں پھر وصی کہا اور یہاں یون کہا کہ یا وصی اوس کا اس واسطے کہ وصی باپ کا وہ شخص ہے جس کو باپ نے غلیفہ کیا ہو بعد چنی موت کے اپنے لڑکے کے مال کے تصرفات میں لیکن وہ شخص جس کو ولی نے حالت حیات میں اذن تصرف کا دیا تو وہ وکیل ہے نہ وصی اور ایسا ہی دادا میں لیکن وصی قاضی کا سو وہ شخص ہے جس کو قاضی نے مقرر کیا یتیم کے مال میں تصرف کرنے کے لیے تو وہ قاضی کی زندگی میں بھی تصرف کر گیا لکن اگر فی الاصل اور عاں یا اوس کے وصی مال میں تصرف نہیں کر سکتے اسی طرح چچا اور بھائی اور کو تو مال شہر اور بن اور پچھو بھی اور خالہ صغیر کی ولی نہ ہو لنگ کذا فی الطحاوی ص اگر صبی یا ذون نے انجی لکائی کے مال میں اقرار کیا کہ اس قدر مال فلاں شخص کا ہے تو صحیح ہو گا اسی طرح اگر اپنے مورث کے متفرک کے مال میں اقرار کیا

کتاب الغضب

یہ کتاب ہے غضب یعنی برائی چیز چھین لینے کے بیان میں غضب شرع میں عبارت ہے ایک مال قریہ مانگنے کے لیے سے جو محترم ہے بغیر اذن مالک کے اس طرح کہ مالک کے قبضہ کو زائل کر دیوے ف تو غضب مردار میں نہ ہو گا اس لیے کہ وہ مال نہیں ہے اسی طرح شخص آزاد میں اور یہ مسلمان کی شرب میں کیونکہ وہ قیمت دار نہیں ہے اور نہ حربی کے مال میں اس لیے کہ وہ محترم نہیں ہے اور قول اوس کا بغیر اجازت مالک کے استرازا ہوا مانت سے اور یہ اس واسطے کہا کہ مالک کا قبضہ زائل کر دیوے کہ غضب ہمارے اصحاب کے نزدیک زائل کرنا ہے قبضہ حق کا ساتھ ثابت کرنے قبضہ ناحق کے اور امام شافعی کے نزدیک غضب نام ہے قبضہ ناحق ثابت کرنے کا اور قبضہ حق زائل کرنا شرع نہیں ہے اگر ہم کہتے ہیں کہ کلام ہمارا اوس فعل میں ہے جو سبب تناوان کا ہے اور اس پر سب سے مسائل متفرع ہوتے ہیں مثلاً ازواج غضوب ہمارے نزدیک مضمون نہیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مضمون ہیں اس لیے کہ اثبات قبضہ ناحق کا موجود ہے گو کہ ازالہ قبضہ حق نہ ہو اور اسی سبب سے غضب عقارین اختلاف ہے اور لے گا اوس کا ذکر کریں اور انھیں مسائل میں ہے کہ وہ جو مصنف بیان کرتا ہے لکن ازالہ صحت تو قدرت الہیہ کے خلاف ہے اور غیر کے خلاف سے اور غیر کے خلاف پر بوجہ لا انا غضب ہے نہ غیر کے فرش پر بیٹھنا ف اس لیے کہ اول کی دونوں صورتوں میں نقل ہے غلام اور جانور کا ایک مکان سے دوسرے مکان تک اور تیسری صورت میں فرش اپنے مال پر چڑھنے والے نے کوئی فعل و میں ایسا نہیں کیا جس سے مالک کا قبضہ زائل ہو جاوے سطح منشی کا دور کر دنیا مالک سے بیان تک کہ وہ ہلاک ہو جاوے اور کسی کو کپڑے رہا بیان تک کہ دوسرا اوس کا دانت اوکھا لے دیوے ہمارے نزدیک غضب نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک غضب ہے اور ان دونوں

جو عام ہے یہاں
انکار ہے جانور
میں سے لہذا وہی
کا دیکھو یہاں
یادداشت ہو
میں میں لکھیں
منہ ملاحظہ

مسالوں کی تفریع مستقیم نہیں ہے اس لیے کہ اثبات قبضہ ناحق یہاں مفقود ہے کہ ایک اور قید لگانا ضرور ہے کہ یہ مال کا لینا بطور اخفا نہ ہو تاکہ چوری نہ لگ جائے لکن فی الاصل ص اور حکم غضب کا یہ ہے کہ غضب لگنا ہوتا ہے اگر اس کو معلوم ہو کہ کسی شخص کو غیر کا مال ہے وہ نہ لگنا چاہیے لکن تاوان در صورت ہلاک عین اور رد عین در صورت بقا ہر طرح جائز ہے لکن طحاوی متفق علیہ حدیث میں سعید بن زید سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایک بشت بھر زمین غلام سے لے لیا تو اللہ تعالیٰ سات طباقوں زمین کا اس کے گھنے میں طوق لگائے گا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ساتون زمین تک دھسایا جاوے گا اور امام احمد نے علی بن مرو سے روایت کی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زمین کسی کی ناحق چھین لیا تو روز محشر حکم ہوگا کہ اس کی مٹی اٹھادے اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے ایک بشت بھر زمین غلام سے لے لی تو اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف دیگا اس کے کھودنے کی ساتون زمین کے آخر تک ہر طوق ڈالے گا اس کے گھنے میں دن قیامت تک یہاں تک لوگوں کا فیصلہ نہ دے آن حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمین بھی سات ہیں جیسے سماں سات ہیں ص اور جب تک کسی شخص کو غصب کا سبب پاس قائم ہے تو اس کا پیچھے دینا لازم ہے اور در صورت تلف ہو جانے کے تاوان اس کا دینا واجب ہے ہر اس لیے کہ روایت کیا ہے ابو داؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے سمرہ بن جندب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پلازم نہ دے جو چیز خواہ بونے کی ہے یہاں تک کہ پیچھے دیکو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں حلال ہے کہ کسی کو اسے بیوت خیر اپنے بھائی کی نہ ہنسی سے نہ غیر ہنسی سے اور جب تم میں سے کوئی دوسرے کی لالچی لکھو تو پیچھے دیوے اس کو روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور روایت کی احمد و ابو داؤد و نسائی نے سمرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص سپاہ اپنی چیز یعنی کسی دوسرے کے پاس تھوہر مقدار ہے اس کا صورت وادان مثل سے ہوگا اگر وہ چیز شکاری ہے جیسے وہ چیزین جو وزن کر کے یا پیمانے میں بھر کے کبھی ہیں یا شمار کر کے لیکن مقدار میں قریب قریب ہیں و جبیت اخروث وغیرہ ص تو اگر مثل ملے تو جو خصوصیت کے دن و ف یعنی حاکم کے حکم کے وقت درمندانہ ص اور کلمت ہوگی دینا پڑے گی ف اور امام محمد نے نزدیک جو قیمت اس کی باز میں نہ ملے کہ مذکور ہوگی دینا پڑے گی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو قیمت غضب کے دن ہوگی دینا پڑے گی خزانہ میں ہے کہ قول امام ابو حنیفہ کا حیح ہے اور حنفیہ میں ہے کہ وہ قول صحیح ہے اور نمایہ میں ابو یوسف کے قول کو مٹا دیا اور ذخیرۃ القضاوی میں محمد کے قول کو مفتی بہ رکھا ہے طحاوی خاص اور جو وہ چیز غیر مثلی ہے جیسے وہ چیزین جو شمار سے کبھی ہیں اور ایک دوسرے میں فرق رشتی میں مثل غلام وغیرہ کے تو اس کی قیمت جو دن غضب ہوگی دینا پڑے گی ف اسی طرح جو مثلی مخلوط ہو غیر جنس سے جیسے گیون اور جو ملے ہوں یا لکھ کا تیل نہ ہوں کے تیل کے ساتھ ملا ہوگا اور مانند اس کے چنانچہ جنس تیل کے ساتھ مخلوط ہوگا تو اس کی قیمت دینا ہوگی ص تو اگر غاصب کے کسی شخص منسوب میرے پاس تلف ہو گئی تو حاکم اس کو قید کرے یہاں تک کہ معلوم ہو جاوے سیات کہ اگر شخص منسوب اس کے پاس موجود ہوتی تو ظاہر کرتا ف اور اس جس کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ موقوف برائے حاکم ہے تبیین ص پھر دوسرے عین دینے کا حکم کرے ف خواہ وہ عوض مثل ہو اگر شخص منسوب مثلی ہو تو یا قیمت

بہرین

اگر وہ غیر شہلی ہووے اور جو مالک کے مالک وہ دشمن منصوب خاص پاس تلف ہوگئی اور غاصب نے دعویٰ کیا کہ میں نے مالک کو
 پھر دی اس کے پاس تلف ہوئی اور دونوں نے گواہ قافم کیے تو گواہ غاصب کے اہل ہونگے **ص** اور غصب کی شرط یہ ہے کہ
 دشمن غصب اموال متولین سے ہووے تو اگر کسی شخص نے دوسرے کا مختار **ف** یعنی مال غیر متعلق جیسا بچہ گھر میں چھوڑ
ص غصب کیا پھر وہ نہ جس کے پاس ہلاک ہو گیا **ف** آفت سلامی سے جیسے سیلاب کی کثرت میں دوب گئی یا گھر
 گریز **ص** تو غاصب ضمانت نہ لگائے لیکن کے نزدیک اور مجاہد کے نزدیک ضمانت ہوگا **ف** اور یہی قول ہے انہماک کا کہ
 اسی پر فتویٰ ہے کہ درخت کا **ص** اور اگر وہ زمین کوئی نقصان ہو گیا اس کے فصل سے جیسے، وہی سکونت سے مکان ہو گیا
 یا اس کی شکاری سے زمین میں نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضمانت ہوگا **ف** باجماع سب علماء **ص** جیسے قول
 میں نقصان کا تاوان دینا ہو گا مثلاً ایک غلام غصب کر کے اس کو مزدوری میں لگایا اور سوب سے وہ غلام بیمار یا دہلا
 ہو گیا تو تاوان نقصان کا دینا ہوگا **ف** اگر مثلاً باغ غصب کر کے اس کے درخت کاٹ ڈالے تو تاوان دینا ہوگا پھر
ص غاصب نے اگر غیر منصوب کو اجارہ دیا یا سکا کر لیا تو اس کو لایہ کی رقم کو نہایت کم دیوے اسی طرح غیر مستعار
 بی اجرت کو بھی نہ دیوے **ف** یعنی فقہ ائمہ کو تقسیم کر دیوے اپنے صرف میں دلاوے **ص** بی طرح جو نفع اٹھنے لگایا
 غیر منصوب سے یا عمارت میں تصرف کر کے بشرطیکہ وہ نہ، اشارہ کرنے سے متعین ہووے **ف** یعنی سہاب کی قسم سے ہووے ورنہ
 اور دینا ہووے **ص** یا امانت کے ہاں غصب کر کے بیع میں کوئی چیز خرید کر وہی روپیہ لے لیا اور زمین نفع لگایا
 اور اگر خریدتے وقت امانت یا غصب کر کے بیع میں خرید لیا اور روپیہ لے لیا یا خرید لیا اور زمین چوں کے بیع میں یا
 روپیوں کے بیع میں خرید لیا اور روپیہ لے لیا جو غصب یا امانت تھے اور نفع لگایا تو اس کو نقد کرنا ضرور نہیں
 اور اپنے صرف میں لاسکتا ہے اسی پر فتویٰ ہے **ف** اور قول مختاریہ کہ مطلقاً نفع حلال نہیں ہے اگرچہ بعد ازیں
 ضمانت کے ہو کہ یہی قول صحیح ہے چنانچہ فتاویٰ نواز میں ہے اور ابویوسف کے نزدیک ہر حال میں حلال ہے جب تک ضمانت
 ہووے درخت کا **ص** اگر غاصب نے ایک شجر کو غصب کر کے اس میں ایسا تغیر کیا جس سے اس کا نام بدل گیا اور عظم
 منافع **ف** یعنی اکثر تمام دوسرے صورت ہو گئے **ف** جیسے گیون کو غصب کر کے اس کو بیس ڈالا کر نام
 اس کا بدل گیا یعنی آٹا ہو گیا اور اکثر منافع بھی اس کے جیسے ہر لیسہ اور گنگنیاں وغیرہ فوت ہو گئے **ص** تو غاصب پر
 تاوان اس کا واجب ہو گیا اور غاصب اس کا مالک ہو جاوے گا لیکن قبل ادا کرنے تاوان کے اس کو نفع لینا اس شجر
 سے درست نہیں ہے **ف** اور جب تاوان اس کا دیدیوے یا مالک معاف کر دیوے یا قاضی اس کو سمواوان لے کر
 تو درست ہے **ص** مثال اس کی یہ کہ ایک شخص نے بکری غصب کی کے اس کو فوج کیا پھر اس کو بچا ڈالا یا بھون لیا یا
 گیون غصب کر کے اس کو بیس ڈالا یا کھیت میں بو دیا یا لومہ غصب کر کے اس کی تلوار بنالی یا بیٹل غصب کر کے اس کے برتن بنالے
 یا ساکوان یا امینٹ غصب کر کے اس کی عمارت بنوالی **ف** بشرطیکہ قیمت عمارت کی اس ساکوان کی لکڑی سے زیادہ
 ہووے اور جو مساوی ہو تو اس کو بچہ دونوں کو شئ اس کی دلا دیا جائے قاعدہ کلیہ اس مقام کا یہ ہے کہ ضرر شدہ کو دو کر کے وسط
 ضرر خفیف کے پھر صاحب ضرر خفیف اپنا نقصان دوسرے سے لے لیا کہ درخت کا **ص** اگر غاصب نے سینا یا چاندنی کے

اوسکی آخری روپیہ بواوے یا برتن بواوے تو اوسکا مالک نہ ہوگا بلکہ یہ چیزیں مالک کو دلا دی جاویں گی اور غاصب کو کچھ نہ ملے گا اگر ایک شخص کی بکری لیکر اوسکو ذبح کر ڈالا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس بکری کو غاصب کے سرے سے اور اپنے دام سے لے لیا بکری سے لیکر اوسکے نقصان کا تاوان بھی غاصب سے بھرے ہی حکم اگر غاصب کپڑے کو مستدر پھاڑنے کے کچھ منفعت فوت ہو گیا اور کچھ باقی ہے اور جو ایسا پھاڑا کہ بالکل نفع اٹھانے کے قابل نہ رہا تو کل قیمت کا تاوان غاصب سے لیا جاویگا اور جو بہت کم بچائے کہ منفعت سب باقی ہے تو صرف نقصان کا تاوان اوس لیا جاویگا اور جس شخص نے دوسری زمین میں عمارت بنائی یا درخت لگائے وہ زمین مالک کے مختار و تصرف کو ہوگا اگر عمارت یا درخت اوکھیر لیا اور زمین مالک کو سپرد کر دیا تو اگر قیمت زمین کی عمارت اور درخت زیادہ ہوگا اور یہی محض کا قول ہے اور نظام البروت میں ہر طرح اوکھیرنے کا حکم ہے مصلیٰ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر درخت ظالم کو کچھ حق روايت کیا اوسکو ابو داؤد نے سعید بن زید سے سنا اور اگر اوس درخت یا عمارت کا اوکھیرنا مالک کی زمین کو ضرر پہنچا دے یعنی اوس سے زمین ناقص ہو جاتی ہووے تو مالک کو پہنچنا ہے کہ غاصب کو قیمت اوس عمارت اور درخت کی دیکر وہ بھی لے لیوے تو اگر زمین کی قیمت بغیر درخت اور عمارت کے پہلے لگا کر پھر درخت اور عمارت کے ساتھ بھی لگا دینگے اور جس قدر دوسری قیمت پہلی قیمت پر نہ ہوگی مالک غاصب کو دیگا ورنہ دوسری قیمت جو لگائی جاوے گی تو اوس زمین درخت یا عمارت کی وہ قیمت لگائی جاوے گی جو اوکھیرنے والی درخت یا عمارت کی ہوگی یعنی اوکھیر ہی ہوئی عمارت اور درخت میں سے اوسکی اجرت اوکھیرنے کی بجائے کہ باقی کو قیمت اوس درخت یا عمارت کی قرار دینگے مثلاً قیمت زمین کی سو روپیہ تھی اور قیمت اوس درخت کی اگر وہ اوکھرا ہوا ہوتا تو دس روپیہ تھی اور اوکھڑائی کی مزدوری ایک سو تیرہ تھی تو درخت کی قیمت درخت کی لگائی جاوے گی تو اب زمین مع خبر ایک سو نو روپیہ کی ہوگی تو مالک نو روپیہ کا تاوان غاصب کو دے گا اور درخت بھی لے لے گا لکن فی الاصل ص اگر غاصب نے کپڑے کو سرخ رنگ یا زرد رنگ یا ستونہ جو غصب کر کے اوسکو بھیج دیا یا تو مالک کو اختیار خواہ غاصب سفید کپڑے کی قیمت اوس کے لے کر یا اوس کی کپڑے اور ستونہ کو لیکر غاصب کو زنگوئی اور کھی کے دام دیے ہو اگر غاصب نے اوس کپڑے کو سیاہ رنگ یا تو مالک کو اختیار خواہ سفید کپڑے کی قیمت لے لیوے یا وہی سیاہ کپڑا لے لیوے اور غاصب کو کچھ نہ دیوے اس واسطے کہ سیاہ رنگنے سے کچھ کپڑے کی قیمت نہیں رہتی بلکہ نقص ہو جاتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک سیاہی کا حکم بھی سرخ کا ہی مسائل محکمہ اگر روپہ غصب کر کے غاصب نے گلاڑنے تو مالک حق اوس کے عین میں زراعت نہ ہوگا اگر چاندی سونا غصب کر کے اوسکے روپے یا آخری بنائے تو مالک اوسکو لے لے گا اور غاصب کو کچھ نہ ملے گا اگر کو اختیار ہے کہ تاوان شکر کا غاصب سے لیوے یا غاصب غاصب سے کچھ اول سے اور چھٹائی سے اگر ایک شخص نے اپنے واسطے قبر کھودی اور اوس میں دس ہزار شخص نے مردہ کاڑا تو وہ تین صدقوں پر ہے اگر وہ زمین قبر کھودنے والے کی ملک ہووے تو اوسکو مردہ اوکھڑا دینا اور زمین کا برابر کر دینا جائز ہے اور اگر زمین مباح ہو تو اوسکو قبر کھودنے کی اجرت ملے گی اور اگر درخت کی قیمت تو اسی طرح اوسکی اجرت ثابت ہے دوسرے کے مال میں تصرف جائز نہیں اگرچہ مسائل میں ایک دیکھو

اپنے والد کے مال میں دو قسم سے دیکھو کہ والد کے مال میں بقدر حاجت ضروری جسے طعام یا زواجر وغیرہ سے
موقوف کو درست کہ موقوف بالکسب کے مال میں سے اس کے الدین غصب کو بقدر حاجت بلا اذن موقوف بالکسب کے دیکھو جب
قاضی کا حکم حاصل کرنا وہاں ممکن نہ ہو چوتھے حالت مسافرت میں اگر ایک شخص مر جاوے تو باقی رفقا کو اس کا اسباب
بیچنا اور اس کی تجنیف وغیرہ کرنا اور باقی ہونے کو دینا درست ہے اور ان پر تاوان نہیں ہے **کَذَا فِي الْمَخْتَارِ وَالْإِسْتَبْكَاهِ**

فصل مسائل متفرقہ متعلقہ غصب کے بیان میں

غاصب کے غیر معصوم کو چھپا دیا اور مالک کو اس کی قیمت کا تاوان دیا تو اب غاصب اس شخص کا مالک ہو جاوے گا
ف اور اگر مالک شافعی سے نزدیک ہوگا تو غاصب اس کی پانچواں کا بھی مالک ہو جاوے گا۔ اس کی اولاد کا دھندا وصیت
منصوب میں اختلاف ہے۔ غاصب کا حلف سے مقبول ہوگا اگر مالک زیادتی قیمت کو اہوں سے نہایت کرے
تو اگر مالک نے کوہ قائم کرے یا دونوں کو قائم کرے تو کوہ مالک مقبول ہوگا اور غاصب کو مقبول ہوگا اور جو غاصب غیر معصوم یا
نہ کی لیکن یہ کہ مالک کے قول سے کہہ کر تو غاصب پر جریمہ کا بیان قیمت پر اور جو بیان کرے تو اس نفی زیادتی پر
تیمم ہوگا تو اگر قسم سے آکر اسے تو زیادتی قیمت کی اس کو لازم ہوگی اور جو قسم لیا ہو تو نہیں دے دھندا **اص**
غاصب کے مالک کو شہمنصوب کی قیمت داکر دی بعد اسکے وہ بھی پیدا ہوگی اور قیمت اس کی زیادہ کی اس قیمت جو غاصب
نے مالک کو دی تھی اگر مالک نے غاصب کی کہی ہوئی قیمت کی تھی تو مالک کو اختیار ہے کہ نہی کرے یا نہ کرے اور قیمت غاصب
والیس کرے یا نہ کرے اور قیمت پر اتفاق کرے اور جو غاصب مالک کی کہی ہوئی قیمت کی تھی یا مالک نے جو قیمت کو اہوں سے
نہایت کی تھی یا نہ کرے تو غاصب کے وہ بھی تھے تو غاصب غاصب کی ہوگی اور مالک کو کچھ اختیار ہوگا اگر غاصب غیر
منصوب کو بیع کرے یا اہل بدو سے اس کے مالک کا تاوان دیا تو بیع نافذ ہو جاوے گی اور اعتنا نہ افادہ ہوگا اور زوائد شہمنصوب
خواہ فصل ہوں جیسے غلام منصوب ہو یا جو جاوے یا حسین ہو یا وہ اسے مفصل جسے منصوب کی اولاد اور اشجار کے فصل
غاصب کے پاس امانت ہو گئے تو اس کا تاوان نہ دینا ہوگا اگر جب غاصب نقدی کرے یا بعد طلب کرنے مالک کے دیکھو
تو البتہ ضمان لازم ہوگا **ف** اور شافعی کے نزدیک روزانہ کا ضمان مطلقاً لازم ہوگا **کَذَا فِي الْأَصْلِ** **ص** اگر
لوٹھی منصوب کی قیمت بچے سے کہہ گئی تو کسی کا تاوان غاصب کو دینا ہوگا اور نہ پھر سے اس کے نقصان قیمت
کا جبر کیا جاوے گا اگر جب قیمت بقدر نقصان ہو اگر غاصب نے منصوب لوٹھی سے نہ کیا پھر مالک کو بھڑی اور وہ مال
تھی بعد اس کے مالک کے پاس ولادت سے وہ مرغی تو غاصب اس کی قیمت کا تاوان مالک کو دیکھا بر خلاف عورت حرمہ
ف اگر اگر اس سے نہ کر کے حالت حمل میں پھر دیا اور وہ ولادت سے مرگئی تو تاوان نہ آوے گا کیونکہ عورت حرمہ مال نہیں ہے
اگر وہ منصوب متفق ہو **ص** منصوب کے منافع کا تاوان غاصب کو دینا ہوگا **ف** برابر ہے کہ غاصب شہمنصوب
سے صنعت اور ٹھانے مثلاً مکان میں سلوک کو یہ یا سیکار رہنے دیوے **کَذَا فِي الْأَصْلِ** **ص** اگر کسی شخص نے
مسلمان کا شراب یا سوتلف کر دیا تو وہ پھر پتاوان نہیں ہے اور جو زنی کا شراب یا سوتلف کر دیا تو تاوان لازم ہوگا اور اگر
مسلمان کی شراب غصب کر کے ترکہ بنا دالا اسطو سے جس میں کچھ دام چر نہیں ہوتے جیسے دھوپ میں نہ رکھ کے یا مڑا

لاؤن غاصب ہوتا ہے
غاصب کو دینا
ہوگا کیونکہ غاصب
وقت غصب سے
غاصب کی قیمت
سے کیا جائے گا
اور وہ مال
تھی بعد اس کے
مالک کے پاس
ولادت سے وہ
مرغی تو غاصب
اس کی قیمت
کا تاوان مالک
کو دیکھا بر
خلاف عورت
حرمہ مال نہیں
ہے اگر اگر اس
سے نہ کر کے
حالت حمل میں
پھر دیا اور وہ
ولادت سے مرگئی
تو تاوان نہ آوے
گا کیونکہ عورت
حرمہ مال نہیں
ہے اگر کسی
شخص نے صنعت
اور ٹھانے مثلاً
مکان میں سلوک
کو یہ یا سیکار
رہنے دیوے **کَذَا
فِي الْأَصْلِ**
ص اگر کسی
شخص نے

جانور کی کھال لیکر ایک دباغت کی اوس چیز سے حسین دام خرچ نہیں ہوتے مثلاً مٹی اور دھوپ تو مالک اوسکو لے لیا
اور غاصب کو کچھ نہ لیا اور جو غاصب اوسکو تلف کر دے گا تو مٹا من ہوگا اور اگر اوسکا سرکہ بنایا نہ لگا لگا کر یا سرکہ ڈال کر تو وہ
غاصب کا ہو جائیگا اور مالک کو کچھ نہ لیا گا **ف** یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک اوسکو لے لیا
اور نمک کی زیادتی غاصب کو اور اگر لگا لگا کر **ص** اس طرح اگر کھال کی دباغت مصالح لگا کر کی جیسے قرض
یا مازو سے تو مالک اوسکو لیکر دباغت کا خرچ غاصب کو دیدیوے اور جو غاصب اوسکو تلف کر دے گا تو مٹا من ہوگا **ف**
اور صاحبین کے نزدیک خاص ہوگا جو اوس کھال کی قیمت حالت دباغت میں ہو اور امام صاحب کی دلیل کا فرق اصل کا ہے رہائش میں نہ کہ مکرر
ص شخص جس کے گائے بچانے کے آلات **ف** جیسے برابستار و فطل بلینور وغیرہ **ص** تو او سپر تاوان لازم ہوگا
ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک لازم نہ ہوگا اور امام صاحب کے نزدیک جو لازم ہے تو وہ لازم ہے جو
اوسکی قیمت نفس الامر میں قطع نظر ہو سے جیسے ستارہیں اوسکی لکڑی یا تار کا صنان آویگا **ص** اور جو طفل غازیون
کا ہر یاد ف وہ جس کا بچا یا مائل ہر شادی میں تو اوسکا ضمان بالاتفاق آویگا اسی طرح اگر کسی شخص کا سکر یا منصف
ف اسکر نام کے پچھلے پانی کا کھجور کے جب وقت نہ ہو جاوے اور منصف وہ پانی پر لگو کر کا جس نصف بل چکا ہو و اگر
پکانے سے اور بیان اسکا کتاب الاثر یہ میں آویگا **ص** بہادیکو تو تاوان اوسکا دینا ہوگا **ف** امام صاحب کے
نزدیک اس طرح گانے والی لوٹڈی اور میٹر حالرائی کا اور کھو تر اور ٹرنے والا اور مرغ لڑنے والا اور غنہی غلام لڑنے
چیز وان کی قیمت تلف کرنے سے واجب ہوگی جو اوسکی قیمت نفس الامر میں ہو و قطع نظر معصیت و دھنڈا **ص**
اگر کسی شخص دوسرے کی امرد کو نصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گئی تو او سپر تاوان لازم نہ آویگا بخلاف برہہ کی شخص نے
دوسرے کے غلام کی بیٹی یا پانوں سے کمولہ سی یا جانور کی سی نکال دی یا طفل کل دروازہ کھول دیا یا پھر برہہ کا کھول دیا
اور بیچیرین جاتی رہیں یا بادشاہ سے ایسے آدمی کی بھائی کھانی جو او سکوتا ہے اور حال یہ کہ وہ دن حاکم سے ناشی کرے نیٹکے
وہ ٹکراتا نہیں ہے یا ایسے کی بھائی کھانی جو شش کا ترکب ہوتا ہے اور اسکے کہے سے باز نہیں آتا یا کسی ایسے بادشاہ سے جو
موت لیتا ہے او کسی نہیں لیتا کہ میا کہ قلات شخص نے مال پایا پھر بادشاہ نے اوس موذی یا فاسق یا مال پانے والے سے
کچھ و انڈیا تو شخص نہ کہو پر اوسکا تاوان نہ آویگا البتہ اگر وہ بادشاہ ایسا ہو جو ہمیشہ و انڈیا لیا کرتا ہو تو طفل خور پتاوان لازم ہوگا
اسی طرح ضمان لازم آتا ہے طفل خور پر اگر وہ سنا حق جملی کھانی زبرد اور تونج کے واسطے امام حنفی کے نزدیک اور اسی طرح
ہر اوشخین کے نزدیک لازم نہیں آتا **مسائل ملحقہ مترجمہ** اگر مسلمان نے دمی سے شرب
لیکر پی تو مسلمان بخشن اوس شراب کی واجب نہ ہوگی تاوان حاکم کرنے والے پر نہیں ہے بلکہ فعل کرنے والے پر مگر
کئی جگہ ایک سلطان دوشہرے باپ تیسرے مولی جب ماموہی یا عابد ہوگا اگر چہ زمین سے ایک فرد تلف کرے
تو فرد باقی بھی اوسکو دیا دے اور وقتا و ان گل کا اور کرے ابووسف کے کہا کہ ایک شخص نے زمین غصب کی اور اوس پر
مسجد بنائی اور رد کا میں اور حمام تو اوس مسجد میں نماز کا فضائتہ نہیں لیکن حمام میں نہ جانا چاہیے اور دوکانوں کے
لینا بھی درست نہیں انکو بھی ہشام کے قول میں کہ وہ ہر جو بول دین کا نہیں مخصوص ہے بلکہ زمین انکی شہادت مقبول نہیں دھنڈا و

کتاب الشفعة

شفعہ مشفقہ کہ شفعہ سے جسکے معنی ملاسنے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں صرف شفعہ عبارت از مالک جو نہ سے عقار کے جبراً اور پر مشترک کے بعض مثل قیمت شفعہ کے ف یعنی جن دامنوں کو شفعہ نے لیا ہے اویسی دامنوں کو جبراً اور عقار کے لینا ص اور واجب ہو تا ہے شفعہ بعد بیع کے اور مضبوط ہو جائے کہ گواہ کر نہ تے ف اس واسطے کہ حق شفعہ کا قبل گواہ کر نہ کے متزلزل ہے ایسے کہ اگر وہ طلب میں تاخیر کرے گا تو شفعہ باطل ہوگا تو جب اوستے گواہ کر دے شفعہ مضبوط ہو گیا کذا فی الاحکام ص شفعہ اوستے عقار کا مالک ہو جائے کہ شفعہ کی رضا مندی سے یا قاضی کے حکم سے اور شفعہ واجب ہو تا ہے بقدر شفعہ کی تعداد کہ بقدر ملک ف یعنی اگر دو تین آدمی ایک عقار کے شفعہ ہوں تو وہ عقار علی السبب سبب تین تقسیم ہوگا بقدر ملک مثلاً ایک زمین میں تین آدمی شریک ہیں ایک نصف کا دوسرے ثلث کا تیسرا سدا کہ اب صاحب نے اپنے حصہ پر اور دوسرے شریکوں نے شفعہ طلب کیا تو نصف نصف عقار سبب کا دوسرے کو دیا گیا اور شافعہ نے شریک اوستے نصف عقار کے حصہ ص صاحب ثلث کو اور ایک حصہ صاحب سدا کے مالک کا گواہ کر دے یعنی شفعہ اوستے شریک اوستے شریک ہو جائے کہ جو ذات سبب میں شریک ہو کر پھر جو حق سبب میں شریک ہو کر مثلاً پانی کے حصہ میں یا زمین میں شریک ہو کر اور مرد و پانی کے حصہ اور راہ کے وہ ہیں جو شفعہ ہوں مثلاً پانی کا حصہ اوستے جو پانی نہ کر کا تین شتیاں زمین چلی تین اور پھر وہ جو نافذ نہیں ہے ف اور جو پانی کا حصہ یا راہ عام ہے تو شفعہ ثابت نہ ہوگا در شفعہ ص چھ ہمسایہ جو مال ہو جائے اور وہ اوستے مکان کو دوسرے کو چھ میں ہے ف اور جو اوستے دروازہ اوستے کو چھ میں ہے اور وہ ہمسایہ فذہ کہ تو وہ شریک ہے حق سبب میں نہ جاے تو سبب تک شریک فی سبب موجود ہے شفعہ شریک حق سبب اور جار و ملک کا پھر اگر وہ شفعہ نہ لےوے تو شریک فی حق سبب کو ملکا اور جار کو نہ پونچے گا پھر اگر شریک حق سبب ہی شفعہ نہ لےوے تو جار کو پونچے گا لیکن اویسی جار کو جسکی زمین یا مکان عقار سبب سے لا صق اور متصل ہے اور جو اون دونوں کے بیچ میں زمین یا فاضلہ موجود ہے تو وہ سبب شفعہ ثابت نہ ہوگا بہرہ شفعہ کی اوستے اتفاق انام عظمیٰ نزدیک ہے اور شافعہ اور مالک نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے ہمارے دلیل بہت سی احادیث ہیں پہلی حدیث ابو رافع کی روایت کیا اوستے جار کے لئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ مقدار پر اپنے شفعہ کا دوسری حدیث انس بن مالک کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ حق رکھا کہ روایت کیا اوستے کو انسان نے اور صحیح کیا اوستے کو ابن عباس نے تیسری حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ مقدار پر اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا انتظار کیا جاوے گا اگر وہ غائب ہو جب ہو راہ اون دونوں کی ایک روایت کیا اوستے کو امام احمد اور چاروں عالموں نے اور راوی اسکے سبب متبرین ان احادیث سے استحقاق ہمسایہ کا واسطے شفعہ کے ثابت ہوا اب ترتیب تو روایت کی صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شریک زیادہ مقدار پر غلطی زیادہ مقدار پر شفعہ سے شریک سے مراد شریک فی نفس البیع ہے اور غلطی سے فی حق البیع اور شفعہ سے ہمسایہ کا ناظمی نے ترجیح میں کہ حدیث غریب ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ حدیث غیر معروکہ

اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شرح سے کہ غلطی احق ہے شفعی سے اور شفعی جابر سے اور جابر نے سوا اور لوگوں سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے شریک اصل شفعہ کا تو اگر شریک نہ ہو تو ہمسایہ جہدار اور غلطی احق ہے شفعی سے اور شفعی احق ہے اپنے سوا اور لوگوں سے انتہی اور قیاس کا مقتضی بھی یہی ہے کیونکہ شریک فی نفس لمبیع ذات بیع میں شریک ہے تو اس کا حق زیادہ ہے بعد اسکے وہ جو ذات بیع میں شریک نہ ہو بلکہ متوفی میں شریک ہووے پھر وہ جو ہمسایہ جو صاحب اور جبکہ اعلان دیوار عقار معیہ پر رکھی ہوں تو وہ بھی ہمسایہ ہے کہ یعنی شریک نہیں ہے اسی طرح جو ہمسایہ کہ اس کا گھر عقار بیعہ کے سامنے ہے کو پھر غیر نافذ میں تو اس کو بھی شفعہ ہے اور اگر کوئی غیر نافذ میں ہے تو شفعہ نہیں ہے اگر کوئی شفعی غائب ہو تو شفعی حاضر ہو کر کل شفعہ لمجاویگا پھر جب شفعی غائب حاضر ہووے اور شفعہ طلب کرے تو اس کو بھی بجا باطل اتحقاق شفعہ بلیگ اگر شفعی نے قبل بیع عقار بیعہ کے اپنا شفعہ سا قطہ کر دیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا بعد بیع کے پھر طلب کر سکتا ہے شفعی نہیں کر سکتا کہ عقار بیعہ میں سے کچھ بیوے اور کچھ نہ بیوے ہوں ضماندی مشتری کے اور عقار وقف اور اس کے جو زمین شفعہ نہیں ہے دُرُ خندان

باب طلب شفعہ کے بیان میں

صفحہ میں میں طلب ضرور میں پہلی یہ کہ شفعی کو جب بیع کی خبر ہو پئے تو مجلس علم میں شفعہ کو طلب کرے ایسے الفاظ سے جس سے طلب شفعہ کی سمجھی جائے مثلاً یوں کہ کہ میں نے شفعہ طلب کیا یا میں سالن بن شفعہ کا یا میں طلب کرتا ہوں شفعہ کو یا اختیار ہے کہ حق کا اور بیضوں کے نزدیک ضرور ہے کہ جب وقت شفعی کو خبر شفعہ کی ہو پئے اسی وقت طلب شفعہ کی کرے اگر ذریعہ بھی چپ ہے گا تو شفعہ اس کا باطل ہوگا یعنی مجلس تک انتظار نہ ہوگا بلکہ خبر ہو پئے پئی پھر طلب شفعہ ضرور ہو دد خندان میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اختیار کہ حق صحیح اور متون سب ایسی پر میں صراحت اس طلب کو طلب موافقت کہتے ہیں اس لیے کہ موافقت کے معنی کو دنی اور اوچھلنے کے میں تو یہ طلب بھی غایت تعجب کی ہے کہ تو یہ شفعی کو تا کہ اور شفعہ طلب کرتا کہ گدا فرما لاکھل ص پھر ورت ہی شفعی گواہ کہ عقار پر جا کر یا اس شخص پاس جس کے قبضہ میں وہ عقار ہو سوقت ہووے خواہ بالغ ہو یا مشتری پس لکھ کہ فلاں شخص نے اس گھر کو خرید لیا اور میں اس کا شفعی ہوں اور تحقیق کہ میں نے شفعہ طلب کیا تھا اور اب بھی طلب کرتا ہوں تو گواہ ہو اس بات پر اور اس طلب کو طلب شفعہ کہتے ہیں ف جانا نا چاہیے کہ طیل ضرور ہے جب قادر ہو شفعی گواہ کرنے پر گھر پاس جا کر یا قابض کے پاس جا کر میان تک کہ اگر باوصف قدرت کے شفعی نے طلب اشدانی تو شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا اور ذخیرہ میں ہے کہ جب شفعی نے کے راستے میں ہو کہ اور اس نے بیع کی خبر نہ طلب موافقت کی اور عاجز ہو طلب اشدان سے گھر پر جا کر یا قابض کے پاس جا کر تو وہ ایک شخص کو وکیل کرے اگر باوے اور جو کسی کو نہ پائے تو ایک قاصد یا خط بھیج دیوے سوا اگر یہ بھی ممکن ہووے تو شفعہ اس کا باقی رہے گا تو جب حاضر ہو شفعہ کو طلب کرے اور جو یہ مورکس ہو وین اور نہ کرے تو شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا گدا فرما لاکھل ص پھر ورت ہی شفعی شفعی شفعہ کو قاصی پاس سو کے قاصی پاس جا کر کہ ظان شخص نے لیک گھر ایسا خرید لیا ہے اور میں اس کا شفعی ہوں

تو گواہ ہونا چاہیے
جب کو گواہ دوس
مجلس میں بیویوں
اور گواہ کرنا نہیں
اور اگر کوئی بیع
عقار بیعہ کے ارادہ نہ
گواہ ہوں تو نہ
بیش طلب کرنا
چاہیے کیونکہ اور
اگر کوئی وہاں پہنچے

تو قاضی بانی
بیش طلب کرنا
فائدہ طلب کرنا
فائدہ کا حق نہ ہوتا
تو اس کا جواب
تو اس کا حق نہ ہوتا
اور اگر مشتری
طلب نہ کرے
تو شفعہ اس کا باطل
نہ ہوتا
تو شفعہ اس کا باطل
نہ ہوتا
تو شفعہ اس کا باطل
نہ ہوتا
تو شفعہ اس کا باطل
نہ ہوتا

باسب اور ایک ایسے گھر کے تو حکم کو خرید کر کوکہ وہ گھر مجھے دیدیوے اور اس طلب کو طلب تنلیک اور طلب خصوصیت کہتے ہیں اور اس طلب میں تاخیر کرنے سے شفعہ باطل نہیں ہوتا اور کہا ہاں مجھے دے کہ ایک مہینہ تک اگر طلب خصوصیت نہ کرے تو اس کا شفعہ باطل ہو جاوے گا اور اسی پر فتویٰ ہے کہ وقت اور ظاہر و است یہ کہ شفعہ باطل ہو گا اس طلب کی تاخیر سے جب تک شفعہ زبانی سے اپنے شفعہ مانتا نہ کرے اور یہی سنتی ہے کہ اور یہی ظاہر مذہب ہے کہ اگر جب فتویٰ ظاہر آئے اور غیر ظاہر مذہب پر چوک تو ظاہر اور روایت مقدم ہو گئی فی الواقع کماوی صراحت و خصوصیت قاضی کے پاس شفعہ طلب کرے تو قاضی تصرّف یعنی مدعی علیہ شترے ص سے سوال کرے کہ شفعہ اوس عقار کا مالک ہے جس کے سبب دعویٰ شفعہ دوسرے عقار کا کرتا ہے تو مدعی نے کہا مالک شفعہ کا سوال کیا باطل شفعہ کے غیر مناسب ہو گا قاضی مدعی اول سوال کرے قبل غی علیہ کی طلب کرے کہ کو کون شترے میں ہے اور اوس کے حدود کیا ہیں ہو گا کہ اس نے حق کا دعویٰ کیا تو وہ معلوم ہو جائیگا ایسے کہ دعویٰ معمول منہج یہ ہو چرچہ و بیان کہ تو سوال کرے کہ شترے گھر کا قاضی نے یا نہیں ہو سیکے یا قبض شترے پر دعویٰ بھیج نہیں جب تک باطل حاضر ہو چرچہ جلیق کو بیان کرے تو شفعہ سبب سے مدعویت سوال کرے ہو گا کہ لوگ میں مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیصل کی وجہ سے دعویٰ کر رہا ہو کہ یا وہ اور شخص حق کے سبب محبوب ہووے پھر سبب صالح کا بیان کرے اور محبوب نہ ہو تو اوس سے سوال کرے کہ شکوہ غرض کہتے ہوا اور تو نے کیا کیا تھا جسے نہ تھا ایسے کہ شفعہ باطل ہو جاتا ہے بلکہ اوس زمان اور اعراض یعنی طلب باطل اور ثانی کے ترک کرنے سے اوس کا ظاہر ہو جائی ضروری ہو چرچہ اسکو بیان کرے تو طلب تقریب سے سوال کرے کہ کیونکر کی اور کے پاس شہادہ اور بیگہ پاس شہادہ واقع ہوا وہ تو جتنا اپنے غیر سے یا نہیں ہو چرچہ کہ شفعہ سبب کچھ بیان کر دے اور کسی شرط کو قوت نہ ہونے دیا ہو کہ تو دعویٰ اوس کا پورا اور مکمل ہو گا تو اب مدعی علیہ کی طرف قاضی مستوجہ ہووے اور اوس گھر کی ملک سوال کرے جس کی ملک سبب شفعہ کو استحقاق شفعہ حاصل ہو گیا کماوی ص تو جب مدعی علیہ قرار کرے اوس عقار کے مملوک ہو گیا واسطے شفعہ کے یا انکار کرے قسم کھانے سے اپنے علم پر یا شفعہ گواہ قائم کرے اپنی ملک پر عتبار مذکورہ کے تو اب قاضی اوس سے سوال کرے کہ تو نے دوسرے عقار خرید کیا ہے یا نہیں اگر وہ اقرار کرے خرید کا یا نہ کرے کہ قسم کھانے سے حاصل پر یا سبب پر وف جاتا چاہتیہ کہ جہاں پر ثبوت شفعہ کا متفق علیہ ہے شفعہ خلیطہ تو وہاں قسم حاصل پر دیجاوے گی مثلاً مدعی علیہ کہ یہ کہنا ہو گا کہ دائرہ اس شفعہ کا استحقاق شفعہ مجھے نہیں ہے اور جہاں مختلف فیہ ہے شفعہ جہاں تو وہاں قسم سبب پر دیجاوے گی اس طرح کہ دائرہ سنیے اوس عقار کو نہیں خریدی اس لیے کہ اگر حاصل پر بیان بھی قسم دیجاوے تو اوسکو گنجائش ہے کہ شافعہ سے مذہب پر قسم کھالیوے اور اس کا ذکر کتاب الدعویٰ میں گذر چکا کہ فی الاصل ص یا شفعہ گواہ قائم کرے مدعی علیہ کی خرید پر تو قاضی شفعہ کا حق شفعہ کے لیے ثابت کر دیوے ف یہ جب ہو کہ مدعی علیہ شفعہ کے طلب شفعہ کا منکر ہووے اور جو منکر ہووے اور شفعہ پاس طلب سبب اثبتہ اور طلب انشاء کے گواہ نہ ہوں تو قول مدعی علیہ قسم سے قبول ہو گا بخیر ص اگر شفعہ وقت دعویٰ کی رقم من نہ لایا ہو کہ اور جب شفعہ کا شفعہ قاضی حکم ثابت کر دیوے تو اب شفعہ کو من حاضر کرنا ضرور ہو گا اور مدعی علیہ کو عقار کا روک رکھنا تا وصول من ہو جائے تو اگر شفعہ نے اس من میں تاخیر کی تو حق شفعہ باطل ہو گا اور جو باطل نے وہ عقار

بزرگ آئے تو شفیع بھی و نون صورتوں میں رخت مع بھلون کے لے گیا اور اگر مشتری نے ہو گا
بھون کے دام مجر الیکر شفیع میں دیوے اور صورت ثانی میں کل ثمن ادا کرے **ف** اس واسطے کہ کل مشتری
خرید جائے اگر شفیع کے لیے حکم شفیع کا قاضی نے کر دیا تو اب شفیع کو اس کا چھوڑنا جائز نہیں دسرا بحث اس

صل باب بیان میں اسکے ضمیمین شفیع ہو تا کہ اور زمین نہیں ہوتا اور جسے شفیع باطل ہو جاتا ہے
شفیع وہ ہوتا ہے کہ **ف** یعنی بالذات نہ بالبعید اس واسطے کہ بالبعید زمین کے اخبار اور بنائیں مبنی شفیع ہو جاتا ہے لیکن
بالذات میں نہیں ہوتا مثلاً قطعاً اخبار یا عمارت فروخت کیے جاویں بعد زمین کے تو اس میں شفیع واجب ہو گا **ص**
اوس کو غنجل میں جو ملک میں آئے عوض کے بلے میں اور وہ عوض مال ہو گا اگرچہ اسکی تقسیم نہ ہو سکے جیسے مکانی کا گھر
مع مکانی کے اسم اور کنوان **ف** عوض کے قید سے یہ نکل گیا یہاں تک کہ اگر مالک نے مکان ایک شخص کے ہند کیا اگر
تو شفیع کو حق شوگا البتہ اگر یہ بلعوض کر لیا تو شفیع ثابت ہو گا ورنہ مال کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ عقار کا عوض مال نہ ہو
جیسے ایک گھر میں پنج یا خلع کے دیا جاوے اور غیر مقسوم کے بیان سے یہ فائدہ ہر کاشافی کے نزدیک غیر مقسوم
میں شفیع نہیں اس لیے کہ شفیع واسطے دفع کرنے محنت قسمت کے ہر اور ہائے نزدیک شفیع نہ کہو
شفیع واسطے دفع ضرر کے ہر کذا **ف** اصل مع زیادہ **ص** تو سبب شفیع اور کشتی اور عمارت اور شجار میں جھگڑا
یہ سبب جاوین بروت میرے شفیع نہیں ہر ای طرح شفیع نہیں ہر میراث اور صلہ اور یہ بلعوض اور جو گھر میں کسی قسم کا جاوے
شرکاء میں یا ہجرت کے عوض میں دیا جاوے یا بدل میں خلع کے یا آزادی کے یا بدل میں صلح کے قتل عمد سے یا مہر
آگرنہ بعض کہتے ہر مقابلہ میں بھی ہر **ف** جیسے ایک مکان کو ہر مقرر کر کے اوس پر کرایہ کیا اس شرط سے کہ عورت کیلئے
روپیہ پیچیدہ ہے تو تمام گھر شفیع نہ کہ امام صاحب نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہر کے حصے میں شفیع واجب ہو گا
کذا **ف** اصل **ص** اگر عقار اس طرح ہو کہ بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہو تو جب تک بائع کو اختیار رہے کچھ شفیع واجب ہو گا
ہر اگرچہ اس واسطے ہر اوشلہ واجب ہو گیا بشرطیکہ شفیع اوس وقت طلب کرے قول صحیح میں اور بعضوں کے
نزدیک بیع کے وقت طلب کرنا ضروری اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہر دسختار **ص** اگر عقار کی بیع بطور فاسخ
ہوئی تو سب تک حق فسخ باقی کہ شفیع کو نہ پونچے گا **ف** اور جب حق فسخ ساقط ہو جاوے مثلاً مشتری اوس میں غلط
بناوے تو شفیع ثابت ہو جاوے گا کذا **ف** اصل **ص** اگر بیع کیوقت شفیع نے شفیع نہ لیا بعد اوسکے بیع بسبب
حنیاء اور دیت یا خیال شرط یا خیال العیب میں حکم بائع پاس پھر کئی تو اب شفیع کو شفیع نہ ہو چکے گا اور جو بغیر حکم قاضی وہ شرط
خیال العیب میں یا باقالت بیع بائع پاس آئی تو حق فسخ ثابت ہو گا اور غلام یا ذون مدیون کو اپنے مولیٰ کے مال میں اور سید کو
اپنے غلام یا ذون مدیون کے مال میں حق شفیع نہیں ہر اور شفیع ثابت ہر اس شخص کے لیے جو خود خرید کرے یا دوسرے
کے لیے خریدے یا کوئی دوسرا اوسکے لیے خریدے گا نہ ہر کا یہ کہ اگر مشتری یا مولیٰ شرک ہو اور ایک دوسرا
شرک ہو تو مشتری اور مولیٰ کو بھی شفیع ہر چھ **ف** مثلاً ایک گھر میں تین شخص شرک ہیں اب ایک شرک نے
دوسرے کو وکیل کیا کسی کا حصہ خریدنے کے لیے تو اصل شفیع ہر اور اصل مشتری ہر تو دونوں کو حق شفیع ہر چھ

مختلف ہونے سے

تسل اسقاط شفیع

کذا فی الشیخ صاحب اور اگر مشتری شریک ہووے اور گھر کا ایک ہمسایہ ہووے جو شریک ہوتے ہوئے ہمسایہ
شفیع ہو چکا اور جو شخص بیچے ہمسائیہ کا کیا اس کی طرف سے دوسرا شخص بیچے یا وہ فائدہ ہو کر کار اور وہ شفیع ہو گا
شفیع ساتھ ہو گا و کاف اس لیے کہ بیع اور ضمان و رک سمیع کی عدم خویش بر دلالت کرتا ہے لہذا شفیع باطل ہے
اگر کسی نے اپنی زمین اس طرح بیچی کہ جب انب شفیع کی طرف ملے گی اور عرصت ایک ماہ تک کر کے فروخت کی ہے یہ سفید ہے
شفیع کا جو بلب جو اس کے ہووے صورت اس کی یہ کہ گھر کو بیچ کرے مگر ایک ماہ تک یا ایک سال تک یا ایک سال کے
سوانق عین میں اور طول میں بقدر شفیع کی زمین سے ملی کہ چھوڑ کر باقی کو بیچ کرے ص تو شفیع شفیع ہو چکا
ف اس واسطے کہ شفیع کو شفیع من القفال کی وجہ تھا اور اتصال بیع سے یہاں نہ با ص با یک حصہ اس زمین
کا پہلے خرید کرے اور پھر باقی تو شفیع کو صرف حصہ اول میں شفیع ہو چکا نہ ثانی میں ف یہ دوسرے ہر واسطے اسقاط
حق شفیع ہمسایہ کے تہ یہ اس کی یہ کہ جب ایک گھر کے خرید کا ارادہ کرے بے میں ایک ہزار روپے تو اس کی کل گھر
میں سے کسی قدر حصہ اگر چہ قلیل ہو جیسے ہزار روپے حصہ اس گھر کا نسبتاً بڑے روپے کو خرید کرے یا گھر کا ایک حصہ
کو خرید کرے تو ہمسایہ کو جن شفیع صرف ہزار روپے حصہ میں گھر کے ہو چکا اور اس کو بھی روپے کا بوجہ گرائی قیمت
اور وقت متعارف زمین کے اور دوسرے حصے کو نہیں لے سکتا اس لیے کہ مشتری دوسرے حصے کے ذریعے وقت شریک
تھا اور شریک مقدم ہر چار پر کے کذا فی الاصل مہم زیادہ ص یائش کے عوض میں خرید کر کے ایک کپڑا مانع
کو دید کہ تو شفیع نہیں لے سکتا اگر کل زمین کے لئے میں ف یہ تیسرا حلیہ ہر واسطے لفظ حق شفیع کے برابر ہے
کہ ہمسایہ جو یا شریک صورت اس کی یوں کہ ایک گھر شہر و دیہ کی مالیت کا ہزار روپے کو خرید کرے عین
ہزار روپے زمین کے مانع کو کو پڑا اور کوئی جنس سو روپے کی مالیت کی دیدیوے تو شفیع اس گھر کو نہیں لے سکتا مگر
خوار و پارے کے عوض میں کذا فی الاصل ص صاحب شریعی کرنا واسطے اسقاط کرنے کو کہ شفیع کے امام ہو یوسف کے
نزدیک کر وہ زمین ہر دو محض کے نزدیک کر وہ ہر گز قوی شفیع میں ہو یوسف کے قوا پر ہر دو کو حق میں محمد کے ذیل ہر
اس واسطے کہ کو حق عبادت ہر اس میں جیل کرنا انتہائی برائی ہے اس لیے کہ یہ اختیار کر کے بخل اور قطع فقر کے حقوق کا جنکو
اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا انصاف کے مال میں اور داخل ہو جانا ہر زمرہ میں ان لوگوں کے جن کی برائی اس آیت میں ہے
وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُمْسِكُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اُولَٰئِكَ اَوْزَيْنَ عَنْهُمْ اَنْ يَكُونُوا رِجَالًا يَمْشُونَ عَلَى الْاُفْجَاءِ
واسطے دفع کرنے مقرر جوار کے تو مشتری اگر ایسا شخص ہے جس سے ہمیشے کو گناہ پاتے ہیں تو اسقاط شفیع لال
نہیں ہے اور اگر مشتری مردنیک ہے ہمسایہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں ماحق شفیع اس کا رہنا نہیں چاہتا تو اس وقت
میں جیل کرے واسطے اسقاط شفیع کے کذا فی الاصل ص اگر شفیع نے طلب توابیۃ کی ہے یا کھلک اشہد کہ کی بعد
بیع کے شفیع اپنا چھوڑ دیا اگر شفیع چھوڑ دینے والا باپ یا وصی یا وکیل شوخ کا یا شفیع نے صلح کر لی اپنے بیع شفیع کے
بے میں کسی عین یا تو ان سب صورتوں میں شفیع باطل ہو گا اور صورت اخیرہ میں شفیع کو وہ عین بھی نہیں ہو گا
اسی طرح اگر شفیع مر جائے تب بھی شفیع باطل ہو گا اور اس کے ذ کو نہ پہونچے کاف یہ جب کہ شفیع قبل

قضاے قاضی بعد بیع کے مر جاوے اور بعد ملک قاضی کے مر جائے قلیل اور اگر نے متن کے یا بعد و اگر نے متن کے تو شرط
کو شفعہ ملے گا گذر فی الاصل ص اگر مشتری مر جائے تو شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس کے ورثہ سے شفعہ طلب کیا جاوے گا
ص اگر شفعہ قبل مر جائے کہ قاضی شفعہ کا حکم کرے اس جائیداد کو اپنی بیٹھاپے کے سبب اس کو استحقاق شفعہ کا
حاصل ہر تب بھی شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا ص الا جب کہ بیع بشرط خیال کرے یا بعد ملک قاضی کے بیٹے ص اگر شفعہ
کو خبر نہ ہو کہ مکان زیر مریتا ہو اور اس سے شفعہ چھوڑ دیا بعد معلوم ہوا کہ عوی نے خرید یا شفعہ کو پہلے معلوم ہوا کہ مکان ہزار روپہ کو
فروخت ہو تو اس سے شفعہ چھوڑ دیا پھر پکھلا کہ ہزار سے کم کو کیا ایسی چیز کیلی یا وزنی یا عددی استقارب سے ملے میں بکا قیمت
اوسکی ہزار یا زیادہ ہو تو شفعہ کو بھر دعویٰ شفعہ پونے چھ کا اور جو یہ کھلا کہ سبب کے بلے میں بکا جسکی قیمت ہزار روپہ یا زیادہ ہو
تو شفعہ نہ ہو بچہ بکا ص اس واسطے کہ کیلی وزنی شاید دینا بھی شفعہ کو آسان ہوتا ہو بک نسبت رزقہ کے اور سبب
میں اگر اوسکی قیمت ہزار روپہ یا تر شفعہ کو ہزار روپہ دینا ہوگا اور ہزار روپہ پر وہ شفعہ چھوڑ چکا ہو اور اگر زیادہ ہو تو بطریق
اولیٰ شفعہ نہ ہوگا گذر فی الاصل ص اگر چند شخصوں نے ایک مکان ایک شخص سے لیا تو شفعہ ایک شخص کا شفعہ طلب کیا جاوے گا
اور جو چند شخصوں نے اپنا مکان ایک کے ہاتھ بیچا تو شفعہ ایک باغ کا حصہ نہیں لے سکتا اگر ایک شخص اپنی زمین میں سے نصف
نہیں بیچ دالی پھر اس کو تقسیم کیا یعنی اپنا نصف جدا کیا اور مشتری کا نصف علیحدہ کیا تو شفعہ اوس نصف کو لے سکتا ہے
مسائل ملحقہ ارباب عام سے شفعہ ساقط ہو جاتا ہے قضاۃ نہ دیا ہے اگر شفعہ شفعہ کو نہ جانتا ہو و اگر دایم بیع
کی ملک کا بھی دعویٰ ہو اور شفعہ کا بھی تو یوں دعویٰ کرے کہ میں اس گھر کی ملک کا دعویٰ کرتا ہوں اگر یہ گھر مجھے
پونچھا تو ہر تر ورنہ میں شفعہ کے دعویٰ پر ہوں جس لڑکے کا کوئی ولی نہیں ہو تو اس کا شفعہ
باطل نہ ہوگا اگر قاضی اوسکی طرف سے کوئی کار برد از مقرر کرے تو وہ شفعہ کو طلب کرے درمختار

کتاب القسمۃ

قسمت کہتے ہیں ایک حصہ شائع یعنی پھیلے ہوئے ص کو جمع کر دینا اور عین کو وفاق اور قسمت کا
سبب طلب کرنا ہے شریک کا یا بعض کا منفعہ کو اپنی ملک سے تو اگر شریکین کی طلب نہ پائی جائے تو قسمت کرنا صحیح نہیں ہے
اور شرط قسمت یہ ہے کہ منفعہ فوت ہو جائے تو دیوار اور حمام اور مانند اسکے قسمت نہ کی جاوے گی درمختار ص جو
چیز مشلی ہو تو اوسکی قسمت میں افزائے یعنی اپنے حق کا بعد اگر لینا غالب ہو اور جو غیر مشلی ہو تو اوس میں مبادلہ غالب ہو
مثلاً میں جیسے گیسوں چانول جو غیر زمین افزا اسلئے غالب ہو کہ اوس کے اجزاء اور بعض میں تفاوت نہیں اس واسطے کہ مثلاً
گیہوں اور جو زمین سے جو ایک شریک لیتا ہر دوہ اوسکی مثل ہو ظاہر اور باطن میں جو دوسرے شریک لیتا ہے اور غیر مشلی میں
جیسے حیوانات اور سبب افد میں مبادلہ غالب ہوا اسلئے کہ اوس میں تفاوت بہت ہوتا ہے چنانچہ ایک گھوڑا
سورم کا اور دوسرا ہزار اور م کا تو اوس کو عین حق قرار دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ دونوں حصوں میں بالیقین مماثلت
اور مساوات نہیں ہے ص تو ہر شریک حصہ اپنا دوسرے شریک کی قیمت میں مشلی میں لے سکتا ہے جو غیر مشلی میں
اسلئے کہ مشلی میں تفاوت نہیں ہے ورنہ خلاف غیر مشلی کے درمختار ص اگر غیر مشلی کی قسمت پر حرب کیا جاوے گا

مستند بنفسین ف یہ جواب ہر ایک کے ہاں بالاعمال ہر غیر متعلقین میں پھر کیا وجہ ہے کہ اتحاد بنفس غیر متعلقین میں جبر
کیا جاتا ہے قسمت پر باوجود ہر ایک کے کہ بادل مال پر نہیں کیا جاتا حاصل ہوا ہے یہ ہر ایک کے لیے بادل ہے لیکن اس میں معنی
افراز کے پائے جاتے ہیں اور شریک چاہتا ہے کہ اپنے حصہ سے نفع اٹھائے اسوجہ کہ اس میں جبر جاری ہو اٹھلا وہ اسکے کبھی ہلاک
میں بھی جبر ہوتا ہے جب اس سے غیر کا حق متعلق ہو ہے جیسے اولے دین میں گناہ کا اڑا اڑا کر صحت اور قسمت کرنے والا مال
میں سے مقرر کیا جاوے گا تو لوگوں کے مال بغیر اجرت تقسیم کر دیا کرے اور اولیٰ ہذا اور جو اجرت پر مقرر کیا جاوے تب بھی صحیح ہے
اور اجرت سب شریکوں پر ہر ایک ہر ایک کے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جسکا حصہ زیادہ ہو وہ زیادہ
اجرت نہیں لے اور جسکا کم ہو وہ کم لے کیونکہ اجرت محنت کے ملک کی امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ اجرت ہر شخص میں نہیں لے کرے
ایک حصہ کو دوسرے سے اس میں تفاوت نہیں قیل او کثیر میں بلکہ کبھی قیل میں قیل ہو تا ہے کہ کثیر میں آسان اور کبھی
اسکا اولیٰ ہوتا ہے تو اسکا اعتبار دیا جائے پس سب شریکوں پر اجرت برابر ہوگی باعتبار حاصل تہیز کے گناہ کا اڑا اڑا کر صحت اور اجرت
ناپتے اور قوت لے اور پر کھنے اور چرانے اور لالہ والے کی اور محافظت کرنے والے کی باتفاق امام اور صاحبین بقدر حصوں کے
ہوگی درخت کا حصہ ہر ایک کا قسمت کو خوب جانتا ہو و ف اور عادل امانت اور جو درخت کا حصہ اور جو حصہ ہر ایک
کی قسمت کے لیے خاص ایک شخص کو مقرر کرنے ف سطر پر کوئی شخص اجرت لیکر تقسیم کیا کرے کیونکہ وہ اجرت کران
ایکا ہوا لوگوں کو بوجہ بیوری کے دینا نیکی صواب ہے کہ اجرت قسمت کی سب قاسموں میں مشترک ہو کرے و
ورنہ وہ آپس میں اتفاق کر کے اجرت کران لینے صحت صحت ہر سب شریکوں کی رضا مندی سے مگر جب ہمیں
کوئی شریک صغیر میں ہو ف یا ہنوں ہو جسکا کوئی نائب نہیں ہے یا کوئی شریک غائب ہووے جسکی طرف کوئی مال
نہیں ہے کہ ان صورتوں میں قسمت لازم نہ ہوگی درخت کا حصہ بلکہ اسوقت اجازت قاضی کی ف یا غائب کسی
کی بعد بیوع کے یا اسکے ولی کی درخت کا حصہ ضرور ہے ف یہ جب کہ شریک وارث ہوں اور جو شریک ہوں تو
قسمت باطل ہے اگرچہ ان شخص کی اجازت ہو جو باوجود جب تک وجہی بالغ ہو کر یا اسکا ولی اجازت نہ دیوے یا غائب
حاضر نہ ہو کہ درخت کا حصہ اور قسمت کیا جاوے وہ مال منقول حکمی میراث کا شریک دعویٰ کرتے ہیں یا اسکے شریک یا مطلق
ملک کا اسی طرح غیر منقول اگر اس کے شریک یا ملک کا دعویٰ کرتے ہوں اور جو اسکی میراث کا دعویٰ کرے ہوں تو وہ تقسیم
نہ کیا جاوے گا امام صاحب کے نزدیک بیان تک گواہ لاوین موت پر مورث کے اور ورثہ کی تعداد پر اور صاحبین کے نزدیک
تقسیم کر دیا جاوے گا مثل اس صورتوں کے اور قسمت نہ ہوگی اگر دو شخصوں نے دعویٰ کیا کہ عمارت کے قبضے میں ہو جب تک وہ
اپنی ملک پر گواہ نہ لاوین باتفاق امام اور صاحبین کے اگر دو وارث ایک شخص کے قاضی پاس آئے اور انھوں نے مورث
کی موت پر اور ورثہ کے شمار پر گواہ قائم کیے اول ایک عمارت دونوں کے قبضے میں ہے اور ورثہ ایک وارث نابلغ ہے
یا غائب ہے تو عمارت کو تقسیم کر کے قاضی ایک شخص کو مقرر کر دے جو طفل یا غائب کے حصے پر قبضہ کر لے اور جو ایک وارث
حاضر ہو اور اسے گواہ قائم کیے موت پر اور شمار ورثہ پر یا کسی شخصوں نے ایک چیز پر ملکہ خریدی اب ایک خریدار
غائب ہے اور باقی شریک حاضر ہیں یا کل یا بعض عمارت اس طفل یا غائب کے قبضے میں ہو تو قسمت کلی جاوے گی مال مشترک

قسمت کیا جاوے ایک شریک کی طلب سے اگر شرک ایک اپنے اپنے حصے سے نفع اوتھا سکا اور جو ایک کا حصہ خیارہ کر
اور دوسرے کا اس قدر قلیل ہو کہ وہ اوس سے نفع نہیں اٹھا سکتا تو زیادہ حصہ والا اگر قسمت طلب کر چکا ہو تو قسمت ہوگی جو
قلیل والے کی طلب ہے قسمت نہ کی جاوے گی **ف** ایسے کہ صاحب حصہ قلیل کو قسمت میں کچھ نفع نہیں تو وہ نقد میں بیچا بیو
بہر طلب قسمت میں اور بعضوں نے برعکس کہا کہ یعنی صاحب کثیر کے چاہنے سے قسمت نہ ہوگی کیونکہ صاحب کثیر غیر نفع
پا جتا ہے صاحب قلیل کا اور صاحب قلیل اگر چاہے تو قسمت کی جاوے گی ایسے کہ وہ اپنے نقد میں پاب راضی ہو اور بعضوں
نے کہا کہ ہر ایک کی طلب سے قسمت کی جاوے گی ورنہ حاکمین کہہ کر ہی قول پر فتویٰ کر نکلا **ع** انجانیت سے اگر قسمت کرنے سے
سب شرکیوں کو ضرر ہو جائے تو قسمت نہ ہوگی جب تک سب ایک طلب کوین تقسیم کو و قسمت کی جائے اور اسباب اور
عروض کی جلی نہیں تھی **ف** مثلاً زمین بکریاں ہووین یا نہرے اونٹ ہووین یا درو کوئی اسباب ایک قسم کا ہو و **ص** اور
جواں شترک دو بھنس کے ہووین یا کئی بھنس کے جیسے بکریاں اور اونٹ یا اور سب مختلف بھنس کے **ح** یا
علامہ لوطی ہوں یا جو اہرات ہوں یا حمام **و** یا کو ان یا کئی یا کتا بین درختخدا **ص** تو قاضی قسمت نہیں کر سکتا
مگر سب سب ایک راضی ہو جاوے تو قسمت پر **ف** اور صاحبین کے نزدیک رقیق اور جواہرات بعض خراج کا طلب ہے
تجہ تقسیم کرنے یا ونگے حبیب اونٹ وغیرہ اما صاحب یہ کہتے ہیں کہ آدمی آدمی میں بہت تفاوت فاضل ہوتا ہے تو مثل دباں
مختلف کے ہووے اور جو بھنس بعضوں کے نزدیک اگر چند مختلف ہو تو قسمت نہ ہوگی کذا **ف** الاصل کل ہم کہتے ہیں کہ جواہرات
اگر چہ تجرہ بھنس ہووین جب بھی ایک کی قیمت دوسرے سے بدرجات متفاوت اور کم و بیش ہوتی ہے تو مساوات
قیمت اور میں ممکن نہیں ہے اور جواہر الفناوی میں کہہ کتا بین تقسیم نہ کی جاوے گی وارثوں میں لیکن ہر وارث اوس سے
نفع حاصل کرے باری باری اور قسمت کتابوں کی اور ان کے شمار سے نہ ہوگی اسی طرح جواہر سے اگر ایک کتاب کئی مجلد
میں ہووے اور اگر وہ شریک باہم راضی ہو جاوے اس بات پر کہ کتابوں کی قیمت معین کی جائے اور ہر شریک کچھ کہے میں
یہ تو تیس کے حساب سے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں درختخدا **ص** کئی گھر شترک ہیں یا ایک گھر اور زمین مشترک ہے یا ایک گھر
ایک دکان مشترک ہے تو ہر ایک کی قسمت جدا جدا ہوگی **ف** یعنی یہ ہوگا کہ ایک شریک کو گھر دیا جاوے اور دوسرے
کو زمین یا دکان یا دوسرا گھر دیا جاوے بلکہ ہر ایک میں علامہ علیہ رحمۃ اللہ قسمت کی جاوے گی اگر سب چیزیں ایک شہر میں ہووین
امام صاحب نے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک قسمت مجتمعه ہوگی اگر وہ سب گھر ایک شہر میں ہیں اور جو دوسرے شہر میں ہیں
باتفاق امام قسمت ہر ایک کی علیہ رحمۃ اللہ کی جاوے گی کذا **ف** الاصل **ص** اور قسمت کرنے والا اگر مقسوم کا نقشہ کھینچے **ف**
قاضی کے دکھانے کے لیے درختخدا **ص** اور مقسوم کو قسمت کے حصوں پر تغیل اور تسویر کرے **ف** اس طرح
کہ اقل سهام کو دیکھا کر اسکے خارج پر مقسوم کے حصے کو دیوے مثلاً کمتر سهام ٹکٹ پر تو شتر مقسوم کے تین حصے
اور جو سب سے بڑا تو چھ حصے کے علیٰ هذا القیاس **ص** اور اگر زمین سے اوسکو پامائش کرے اور عمارت کی قیمت
مقرر کرے اور ہر حصہ کی آمد کی لڑہ اور پانی بھر کر دیوے اور حصوں کا نام پہلے دوسرے تیسرے کے ساتھ رکھ دیوے
تو جب کاناں پہلے نکلا اوسکا پہلا حصہ دیوے اور جب کاناں دوسری بائیں نکلا اوسکا دوسرا حصہ دیوے **ف** یعنی تمام

اوس کا غدر پر گروں کو لکھا کہ جدواں قلم سے ہر ذراع فی ذراع کو شہر کل خشت غلام کے بنا دے اور مکان اور سائبانوں کو گھنٹن
گروں سے ناپ لیوے اور عمارت کی قیمت لگا لیوے اور جس جانب سے چاہے قسمت شروع کرے تو اگر جانب غربی سے
مثلاً شروع کرے تو اول حصہ کا نام پہلا حصہ رکھے پھر اُس کے متصل دوسرا حصہ پھر تیسرا حصہ اس طرح جتنے حصے ہوں ان میں تک
بعد اوس کے شریک کے نام قرعہ پر یا کسی اور چیز پر لکھ کر پہلے جس کا نام نکلا اوس کو ابتدا کی جانب سے حصہ پہنچے ہوں دیدیوے
پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو خواہ سب کے حصے برابر ہوں یا کم و بیش انتہی کنڈا فی الاصل ص اور نقد رو پر گھروڑ زمین کی قیمت
میں داخل نہ کیے جاویں گے مگر تیسرا کی رضا مندی سے ف تو اگر زمین میں عمارت بھی ہو تو اوس کی قیمت قیمت سے ہوگی
امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہرگز زمین برابر یا برابری تقسیم کر کے جسکے حصے میں عمارت آئے
وہ دوسرے کو حوائج اُس کے رو پر پھیر دیوے تا حصہ برابر ہو جائے تو ضرورت کے سبب رو پر داخل کچے جاویں گے اور
ماجرہ سے مروی ہرگز نہ سکے حصے میں عمارت ہو وہ دوسرے شریک کو کچھ زمین داپس کر دیوے تو اگر اس سے بھی پورا نہ ہو
تو کچھ رو پر دیدیوے کنڈا فی الاصل ص اگر گھر کی یا زمین کی قیمت ہو گئی اب ایک شریک کی مہری بارہ دوسرے شریک
کے حصے میں سے ہر او اس کی شرط قیمت کے وقت نہیں ہوئی تھی تو راہ اور مہری اوس کی بدل دینگے اگر ممکن ہو ضرورت
کو فتح ایکے اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر ایک کے اپنی شہنہ کی اولاد و رفت کی راہ جا ہو اگر ایک مکان اور پورے پنجے کا مشترک ہر او
ایک مکان شہنہ کا خاص ایک شخص کل ہر او اور ہر او کا مشترک ور ایک اور ہر او کا مکان خاص دوسرے کا ہر او پورے پنجے کا مشترک
تو ان مکانات مشترک کی قیمت مقرر کر کے بلحاظ قیمت تقسیم کر دیا وین امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہر ف
اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک گروں سے ناپ کر تقسیم کر دینگے اس طرح کہ پنجے کے مکان سے ایک گروں کے مقابل میں
دو گروں اور پھر مکان سے دینگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گروں سے تقسیم ہوگا لیکن اوپر پورے پنجے کا
مکان برابر میں کا کنڈا فی الاصل ص اگر بعد قیمت کے ایک شریک اپنے حصے پانے کا اقرار کیا پھر کئے لگا کچھ زمین میں
حصے کی دوسرے شریک کے پاس چلی گئی غلطی سے تو اوس کی تصدیق ہوگی مگر گروہوں سے ف اسلئے کہ وہ چاہتا ہے فسخ قسمت کا
تو نہ تصدیق کیا جاوے گا مگر گروہوں سے اوہ اس میں ہر کہ دعویٰ اوس کا مقبیل ہونا چاہیے مستحباً قرض اور سبوط اور قواوی
قاضی خات میں بھی اسکی تائید ہر وہ روایت متن کی دلیل ہر کہ اوس شریک نے قاسم کے فعل پر اعماد کر کے اپنے حق پانے کا
اقرار کر لیا پھر با حصے سے فسخ چاہا تو اوس کے فعل کی غلطی ظاہر ہوئی سو اوس اقرار سے موافقہ نہ کیا جاوے گا وقت ظاہر ہو
حق کے کنڈا فی الاصل میں کہتا ہوں کہ اگرچہ ان اوس کے دعویٰ میں تناقض ہے لیکن تناقض محل خفا میں عفو ہر جیسا کہ
اشباہ والنظائر اور اکثر التبت فقہ میں صرح ہر ص اگر دو شخص قاسم تھے تو ان کی شہادت اور شریکین پر جبہ ہر شکار کر کے اپنے
حصہ پانے کا مقبول ہر ف شیخین کے نزدیک اور محمد و شافعی کے نزدیک مقبول نہیں ہر سبب یہ شہادت خود اپنے فعل پر
اور حیاب دیتے ہیں کہ نہیں اپنے فعل پر شہادت نہیں ہر بلکہ احد شریکین کے اقرار پر ہی بات کہ مینے اپنا حصہ سبب پایا
ص اور جو ایک شریک نے یہ کہا کہ مینے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر دوسرے شریک نے تو مینے سے کچھ لے لیا تو اوس شریک کچھ
حلف دلاوینے اور جو قبل اقرار سے یہاں سے حق کے اوس نے یہ کہا کہ تمکو اس قدر حصہ چھاپا تھا اور دوسرے شریک نے اتنا نہ دیا تو وہ

قسم کا دین اور قسمت فتح کیجاوے **ف** اور جو شریک راہ کی عرض میں اختلاف کریں تو وہ کا عرض موافق اور طائفہ مکان کے عرض کے کر دیا جائے تا کہ طول و سکا بقدر طول دروازہ کے در زمین میں بقدر طے پیل کے اور جو شریک کی شرط کر لی کہ مقدار راہ کا متفاوت ہے تو جائز کر دو بخاندان حصہ اگر بقدرت کے ایک حصے میں سے کچھ زمین معین یا غیر معین کسی سختی کی بجلی قسمت کا فتح کرنا نہ زمینیں بلکہ وہ شریک موافق اوس حصے کے اپنا حصہ دوسرے شریک کی زمین سے لے لے یوں اور جو ایک حصہ غیر معین غل میں میں کسی شخص ثالث کا نکالا تو قسمت فتح کیجاوے **ف** اور اس کتاب میں ہر قسم تفصیل کی ہے اگر کسی کا جی چاہے تو دیکھ لے **ص** صحیح باری باری نفع لینا شریک کی قسمت جسکو مایہ اہل کتب میں مثلاً ایک دار شریک میں ایک طرف ایک شریک ہے دوسری طرف دوسرے شریک یا دوسرے مکان میں ہے اور دوسرے بچے کے مکان میں ہے یا ایک غلام شریک سے ایک دن کام کر لیا کرے دوسرے دن دوسرے اچھوٹے گھر میں ایک دن سے دوسرے دن دوسرے غلام شریک ہوں ایک ایک کام کر لیا کرے دوسرے دوسرے سے **ف** مسکن اٹل ملحقہ اگر ترکہ تقسیم ہو گیا پھر شریک پر دین نکالا تو قسمت کو فتح کر ڈالینگے اگر جب سب وارث ملکہ قرض کو ادا کر دیں یا ترکہ تنخواہ اپنا ترکہ نہ بن رہن کے لئے سے معاف کر دیوں یا اور ترکہ مقدار باقی ہو جو قرضہ کو کافی ہو اگر قسمت شریک کے ایک ثالث نے دینی دین کیا تو مسیح کر نہ دعویٰ میں اگر بقدرت کے دوسرے حصے میں دین کی ملک کا معنی ہوا تو باطل ہے اگر ایک شریک کے حصہ کا دین و کسی شافین دوسرے شریک کے حصے میں ملتی ہیں تو اوسکو جہاں دین کے حصے پہنچے پہنچتا اگر زمین مشترک میں اہل شریکین نے بغیر دین دوسرے کے عمارت بنائی تو اوسکے شریک نے عمارت کا دفع چاہا تو زمین قسمت کرینگے اگر سب عمارت بنائی اوس کے حصے میں آگئی تو بہتر و قورہ اوسکو منہدم کر دینگے اور یہی حکم دین کا اگر البتہ اگر دوسرے شریک راضی ہو جاوے تو نہ کر دینگے اگر سب شریک قسمت کو توڑ کر پھر اپنا حصہ شریک کر لیں تو درست ہے جو چیز قسمت فاسدہ مقبوعین ہووے تو اوہ میں ملک قابض کی آجاوے اور جو اوہ میں تصرف کر گیا وہ نافذ ہوگا مثل مقبوعین شرابی فاسدہ کے اگر مکان مشترک کر گیا اور ایک شریک اوسکی تعمیر نہیں کرنا تو قسمت کر دیوں اور جو قسمت نہو سکے تو ایک شریک اوسکو بنا کر کر لے پر چلاوے اور دام اپنے وصول کر لے اگر قابض کے حکم سے بناوے ورنہ قیمت عمارت جو بنا کے وقت ہو کر لیوے انسان کو اپنی ملک میں تصرف کرنا اگر چہ ہمایہ کو اوس سے ضرر پہنچے درست ہے اسی پر فتویٰ اور بعضوں نے کہا نہیں درست ہے اور اوس پر فتویٰ ہے کہ دُستار

کتاب المزارعۃ

شرح میں مزارعت عبارت ہے اوس عقدت جو زراعت پر منعقد ہو بقدر بعض خارج یعنی تہائی یا چوتھائی اناج جو پیدا ہو ٹھہرنا مثلاً زید اپنی زمین کو اس شرط پر دیوے کہ عمر اس میں زراعت کرے جو کچھ پیدا ہو اوسکی تہائی زید کو ملے باقی عمر کو اسی کا نام مزارعت ہے اگر کان میں زراعت کے چار زمین ایک زمین دوسرے عمر تیسرے جنت چوتھے بل ویر خاندان **ص** امام ابو حنیفہ نے کہ نزدیک یہ عقد صحیح نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا تھا مہر سے **ف** روایت کیا اوسکو مسلم نے جابر سے آہر بخاریہ لغت میں اہل مدینہ کے مزارعت کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں مسلم

صاف مزارعت کا لفظ موجود ہے اور سوا سوا کہ یہ عقد و حقیقت اجاء لینا ہر بعض پر اوس کے چہرہ جویر کے سلسلے تکلیفی ہے
تو شیعہ طحان کے ہوا اور وہ منع ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے اور یہی پرفقوی ہے ہر اس لیے کہ لوگ اس پر عمل کرتے
چلے گئے ہیں اور حاجت ہر طرف اسکے مثل مضارب کے اور سوا سوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کیا تھا اہل نصیر
اور پرفقہ خارج کے خواہ بھیل ہوں یا اناج جو روایت کیا اور سکوا بودا و ترمذی ابن ماجہ بخاری مسلم نے ابن عمر سے
بولیے میں اسکا جواب دیا ہے کہ یہ سالہ اہل خبر کا مزارعت تھا بلکہ خراج مقامہ کے طور پر تھا اور وہ امام صاحب کے نزدیک جائز
ہے بلکہ دلیل امام عظمیٰ کی ظاہر حدیث سے قوی ہے اور عمل کرنا نہ ہر صاحبین پر نہ ضرورت اور متیاج کے ہر صلیکین مزارعت
کے صحیح ہونے کے لیے کئی شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ زمین مزارعت کے قابل ہوئے دوسری شرط یہ ہے کہ عاقدین اہل ہوں و
یعنی عاقل ہوں تو نمونہ اوصغیر غیر عاقل سے یہ عقد درست نہیں ہے لیکن صبی عاقل اور غلام اور کافر سے درست ہے خطا و
ص تیسری شرط یہ ہے کہ مدت مذکور ہو موافق دستور کے اور درختا زمین ہے کہ ہاے زلے میں ذکر و ضرور
نہیں اور اسی پرفقوی ہے ہر ص جو کچھ شرط یہ ہے کہ تخم دینے والے کو معین کر دینا یعنی بیج بونے کے لیے
کون دیوے جسکی زمین بڑہ دیوے یا جو محنت کرتا بڑہ دیوے اسکی زمین ضرور ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ اتفاق
عرف کے عمل ضرور ہے حدیث بخاند ص پانچویں شرط یہ ہے کہ جو چیز بونی جاوے اسکی جنس مذکور ہو یعنی باجرا یا جو
یا گیہوں ص چھٹی شرط یہ ہے کہ دوسرے شخص کا حصہ مقرر ہو وے یعنی جس کا بیج نہیں ہے اور سکا
مقرر کر دینا ضرور ہے ہر ص ستاویں شرط یہ ہے کہ زمین محنت کرنے والے کے بالکل سپرد کر دی جاوے تو اگر صاحب
زمین کا عمل بھی شرط ہو یا دونوں کا عمل مشروط ہو وے تو عقد صحیح نہیں تجلیہ ہونے کے سبب ہے اور تجلیہ یہ ہے کہ زمین کا
مالک کے سینے زمین نجس و تسلیم کر دی گلا فی الطحاوی ص آٹھویں شرط یہ ہے کہ جو غلہ پیدا ہو وے دو نون کی شرکت ہو وے
تو مزارعت باطل ہوگی اگر احد العاقدین کے واسطے سن یا دو نون غلہ معین کر دیا گیا ہو وے یعنی مثلاً یہ کہ یا گیا ہو وے
کہ دس نون غلہ فلان کو ملے گا بعد اسکے نصف نصف یا ثلثا ثلثا تقسیم کر لینے مزارعت مصورت میں اس لیے باطل ہے کہ احتمال
ہے کہ سو اونس نون غلہ کے اور کچھ پیدا ہو وے تو ضرور ہے کہ بقدر نکلے دو نون میں مشترک ہے ص یا ایک مقام خاص
میں جو غلہ نکلے وہ ایک کے لیے معین کر دیا جاوے یا بقدر تخم کے صاحب تخم سے ملے نکال لیوے یا بقدر خراج معین کے
پہلے دید یا جاوے پھر باقی تقسیم ہو وے وے ان سب صورتوں میں مزارعت باطل ہے اس لیے کہ شاید اوس مقام خاص
میں غلہ نکلے اور کہیں نہ نکلے یا بقدر تخم ہی کے پیدا ہو یا بقدر خراج تقسیم کر دے اوس قدر غلہ نکلے زیادہ نہ پیدا ہو وے اور اگر
خراج مقامہ جو بقدر ثلث یا خمس خارج کے ہوتا ہے جو وے تو عقد مزارعت باطل نہ ہوگی حبیبہ عشر کی پہلے دیرینے کی شرط ہو وے
اس لیے کہ زمین شرکت منقطع نہیں ہوتی بلکہ بقدر پیدا ہو گا خواہ کتنا ہی بھل ہو اسکا راج یا خمس جو خراج مقامہ میں ہوا اگر کے
باقی بطور شرط کے تقسیم کر لینے گلا فی الاصل ص یا گھانس ایک کی جو وے اور دانہ دوسرے کا ف اس لیے
کہ شرکت اس صورت میں منقطع ہو جاتی ہے اور زمین جو مقصود مزارعت ہے یعنی اناج گلا فی الاصل ص یا دانہ نصف
جو وے اور گھانس اسکی جو صاحب تخم نہیں ہے ہر اس لیے کہ یہ شرط خلاف مقصد ہے عقد کے کیونکہ گھانس

تسحق دینی ہر جس کے بیج ہیں ص یا گھانس لہذا نصف ہو اور انہ ایک کا ہو وے ف اسلئے کہ مقصود میں شرکت
منقطع ہو جاتی ہے ص اور اگر یہ شرط کی کہ وہ نہ نصف نصف ہو اور گھانس تخم کے کوٹے یا گھانس کا بالکل کفر دینی نہ کیا تو بہت
ہر ف اسلئے کہ اول صورت میں شرط موافق مقصد ہے عقد کے ہر کیونکہ گھانس اس کے ملک کی افزائش ہے جس کا تخم
اور دوسری صورت میں مقصود یعنی الیج میں شرکت حاصل ہے تو اس صورت میں کل گھانس صاحب تخم کو ملے گی اور بعضوں
کے نزدیک شرکت زمین کی متابعت سے گذارے الاصلی ص اسلئے مزارعت درست ہے اگر تخم اور زمین ایک کی ہے
اور بیل و محنت دوسرے کی یا زمین ایک کی اور بیل و محنت اور تخم ایک کا یا محنت ایک کی اور بیل اور زمین اور تخم
ایک کا اور باطل ہے اگر زمین اور بیل ایک کا ہو اور محنت اور تخم ایک کا ہو یا تخم اور بیل ایک کا ہو اور زمین اور محنت ایک
کی ہو یا زمین اور بیل ایک کا ہو وے اور بیل اور تخم ایک کا ہو یا تخم ایک کا ہو وے اور بیل اور زمین اور محنت ایک کی ہو وے
ف کل صورتیں یہاں سات بن تبیین سے تین درست ہیں اور چار نادرست جیسا کہ نو بوا ص جب عقد
مزارعت صحیح ہو تو اب پیداوار موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جو کچھ پیدا ہو وے تو محنت کرنے والے کو کچھ نہ ملے گا
اور جو کیا جاوے گا عقد مزارعت کے پورا کرنے پر جو بعد مزارعت کے اوس پر چلنے سے انکار کرے مگر صاحب تخم پر چیز ہوگا
بیحد لے کے پہلے ف اور بعد بیحد لے کے اوس پر بھی جہر گڈ نہ لے گا ص اور جس صورت میں عقد مزارعت فاسد
ہو جاوے تو یہاں سب اوس کو ملے گا جس کا تخم اور دوسرے کو اگر اوس کی زمین ہو تو اگر زمین کا اور اگر محنت ہو تو محنت
کی اجرت سب کی لیکن جب عقد شرط ہو اتنا اوس سے زیادہ نہ ملے گا اور امام محمد کے نزدیک جہاں تک پونہچہ اجرت مثل
دیبا دیگی اگرچہ شرط سے بڑھ جائے ف اور جو مزارعت فاسد میں کچھ پیدا ہو وے تو اگر تخم عامل اس طرف سے ہو تو زمین
اور بیل کی اجرت اوس پر واجب ہوگی اور اگر تخم مالک زمین کا ہو وے تو اجرت مثل عامل کی دینا ہوگی حدیثنا سا
ص اور اگر زمین کا مالک مزارعت کے جاری کھنے سے باز رہے اور حال آنکہ محنت کرنے والا زمین کو جو محنت کیا تو قاضی کے
حکم سے اوس کو پونہچہ ملے گا لیکن دیانہ یعنی فیما بینہ و بین اللہ و سکوراضی کرنا چاہیے ف تو یہ قوی دیا جاوے کہ زمین کا مالک
عامل کی اجرت مثل ادا کرے لہذا سبب اوس کے فریب دینے کے گذارے اللہ اللہ ص اور باطل ہو جاتی ہے مزارعت اللہ اللہ
کے وجہ سے اوس شخص کی جاتی ہے اگر دین کے سبب اوس زمین کی بیج ضرور ہو جاوے ف یہ جب کہ غیبتی پیدا ہوئی ہو لیکن
دیانہ واجب ہے کہ اگر عامل عمل کر چکا ہو تو اوس کو رضی کیا جائے اور جو غیبتی اول کی ہو اور ابھی کھنے کا وقت نہ آیا ہو تو زمین
کی بیج نہ ہوگی اسلئے کہ مزارع کا حق اوس سے متعلق ہے ص جو مدت مزارعت کی گزرنی اور غیبت پختہ نہیں ہو تو مزارع
پر غیبت کے پختہ ہونے تک اجرت مثل زمین کی واجب ہے اور اگر مزارعت اوس کے دونوں پر ہو گئے بعد حصوں کے
جیسے اجرت محنت کاٹنے اور اوٹھانے اور رونے اور غلہ کو بھوسے سے صاف کرنے کی دونوں پر بقدر حصوں کے ہوگی
اور جو اسکی شرط محنت کرنے کے لئے ہے تو مزارعت فاسد ہو جاوے گی اور بیوسف کے نزدیک صحیح ہے اور عامل کو یکا م کرنا پڑے گی سبب
رواج کے تو حاصل مقام کا یہ ہے کہ جو عمل قبل پختہ ہوئے غیبت کے ہو تو وہ عامل ہے اور جو بعد اس کے ہو وہ دونوں پر ہر دو ملحق حصوں

مساقات کہتے ہیں شجاریہ کو اسلیے کہ دوسرے شخص اسکو پرورش کرے بے عوض ایک حصے کے اور سکے بچلون میں سے
 اور مساقات مثل فراغت کے ہر مکہ میں **ف** یعنی مساقات جمع ہر اور اسی پر فتویٰ ہے **و** ص اور اختلاف میں **ف** یعنی
 عام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل ہے اور صحابین کے نزدیک درست ہے اور دلائل ہر ایک کے وہی ہیں جو کتاب الخیر میں گذر چکے
 ص اور شرطوں میں **ف** یعنی جو شرطیں فراغت کی تھیں وہی شرطیں مساقات کی ہیں جیسے اہل ہونا ماقدین کا اور عامل کل
 حصہ بیان کر دینا اور شجاریہ پر کر دینا عامل کے اور خارج کا مشترک ہونا لیکن تخم کا بیان کرنا مکمل نہیں مساقات میں اور
 امام شافعی کے نزدیک مساقات جائز ہیں اور فراغت ضمن میں مساقات درست ہے اسلیے کہ اصل ان عقود میں مضاربت ہے
 اور مساقات بہت مشابہہ مضاربت سے اس میں کہ دونوں میں نفع میں شرکت ہے اور مزارعت میں صرف نفع میں شرکت
 جائز نہیں یعنی اس میں جو تخم پڑا نہ ہو بلکہ کل میں شرکت چاہیے کذا فی الاصل ص گویت کا ذکر مساقات میں ہو
 نہیں تو اگر مدت ذکر کی تو مساقات صحیح ہو جاوے گی **ف** اگر وہ مسلمان کے سینے کیل پکے کا ایک وقت مقرر ہوگا **ف** اصل
 ص اور اول بار کے بچلون پر واقع ہوگی اور طبع میں جب تک اسکا بیج نہ پکے **ف** ربطہ کو فاسی میں سپردت نہ دے
 اور وہ ایک گھانس ہے کہ جانوروں کو کھلا یا کرتے ہیں تو جب کہینے ربطہ کو بطور مساقات کے دیا تو بیان مدت شرط نہیں ہے
 جب تک ربیگی کہ بیج اسکا نہ پکے اسواسطے کہ اس کے بیج کا پکنا جیسے پھل کا پکنا ہر زمین میں آتا ہوں اگرچہ زمین تخم غیر مقصود
 ہوتا ہے بلکہ ہر سال میں چھ سات مرتبہ کافی جاتی ہے اور اگر تخم مقصود ہو تو ایک دفعہ کاٹ کے چھوڑ دیا جاتی ہے تخم کے پکنے تک پس جو ان
 تخم نہ لیا جاوے گا تو چاہیے کہ ایک سال کے مساقات سے کذا فی الاصل ص اگر مساقات میں اتنی مدت بیان کی تھیں جس میں پکنا
 تو فاسد ہوگی اور جو مقدار مدت بیان کی کہ اس میں کمی ایک جانا ہے اور کمی نہیں پکنا تو صحیح ہوگی تو اگر اس میں عیاد میں تک گیا
 تو مضافی شرط کے عمل ہوگا ورنہ عامل کو اجرت مثل نہیا ہوگی اور صحیح ہے مساقات انگور اور درخت اور ترکاریوں اور بکری کی چھوڑ
 اور چھوڑ میں اگر چھوڑ میں پل موجود ہوں لیکن پکے نہ ہوں تو اگر پکے ہوئے پھل ہوں تو پھر مساقات صحیح نہوگی بسبب حاجت نہ ہونے
 جیسے فراغت تیار نہ ہوتی میں صحیح نہیں ہے تو اگر اصل مفاہدین مریا و یا مدت مساقات کی لذت کے اور پھل کے ہوں تو عامل یا
 وارث اس کے کام کیے جاوے اگر چہ زمین کا مالک یا اس کے ورثہ خوش نہ ہوں اس مساقات نہیں فتح ہوگی مگر عذر سے یا عامل
 کے بیاہر جانے سے یا چور ہونے سے کہ اسکی طرف سے خوف ہو پھل اور شاخوں کا اور مالی جھگڑ کا ورنہ نیک سیکو ایک مدت عیہر
 کر کے تاکہ وہ اس میں درخت لگائے پھر زمین اور درخت دونوں میں نصف نصف ہو جاوے درست نہیں ہے بلکہ درخت اور اس کے
 پھل زمین کے مالک کے ہونگے اور دوسرے کو درخت کی قیمت اور اجرت ملے گی **ف** یعنی جو درخت کی قیمت کاٹنے کے دن حتی
 جیلہ اسکے جوان کا ہے ہر عامل آدھے درختوں کو بے عوض آدمی زمین کے مالک کے ہاتھ بیج کرے اور زمین کا مالک عامل کو مسئلہ
 تین سال کے واسطے ٹوکر رکھ سکے کھوڑی ہی اجرت تاکہ مالک کے حصے میں وہ محنت کر کے درخت تیار کر دیوے واللہ اعلم

کتاب الدباخانہ

ذباخانہ جمع ہے ذبح کی توجہ اچھا نام ہے جو ذبح کیا جاوے جیسے ذبح بالکھ حیوان مذبح کا نام ہے اور ذبح بالفتح تو عبارت ہے
 قطع عروق سے درد بخداد ص حرام ہے کہ وہ ذبیحہ کی ذکات نہ کی جائے **ف** ذکات کا بیان آگے آتا ہے اسواسطے کہ فرمایا

اللہ تعالیٰ نے الاکھاد کی قطع یعنی حرام ہیں اور پتھارے میتہ اور دم ہیان تک کہ لہا مگر جو تم نے ذکات کی و سکی اور نجی سے مردودہ حیوان ہر جو قابل فہرست کے ہو تو اسے پھٹا لی اور ہندی گل گنی اس واسطے کہ اذنی شان سے فہرست میں نہ آوے اس سے معلوم ہو گئی حرمت اس جانور کی جو بچے سے گر کر مر گیا یا سینک کا زخم کھا کر مر گیا اور جو کمر ازندہ جانور سے قطع کر لیا گیا کذا فی الاصل باختصار روزیادۃ ص ذکات قسم کی ہر ایک ذکات ضروری یعنی زخم پہنچا نا کسی مقام پر بدن سے اور ایک ذکات اختیاری جو ذبح کرنا ہر میان ملق اور بے کے ف البتہ بفتح لام اور تشدید باجارت ہر سحر سے اور سحر موضع ہر سحر کا سینہ سے کذا فی الاصل یعنی سر سینہ جہاں سے سینہ شروع ہوا ہر وہاں سے لیکر تیرہوں تک ذکات اختیاری کا مقام ہر دلیل اسکی صاحب ہادیہ نے یہ بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح ہر میان میں لہا اور جیزون کے ہر کما ذلیعی نے تصحیح میں کہ یہ حدیث غریب ہر اس لفظ سے ص اور ذبح کی رگین چھکا قطع فہرست میں ضروری ہر میان میں ملق ہر میان یعنی زخرا جس سے سانس آتی جاتی ہر ص دوسری مری ف امرئی بروزن ازیمہ نام اس رگ کا ہر جس سے کھانا پانی جاتا ہر ص تیری اور چھ تھی دوسرے رگین کہ اوئین خون پھرتا ہر اور وکوعہ بن ورجان کہتے ہیں ف یہ دونوں رگین البتہ بائیں حاقوم اور مری کے واقع ہیں ص تو جائز نہیں ہر ذبح فوق العقد یعنی اوپر گردہ کے ف اور بعض کے نزدیک جائز ہر اس واسطے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے ذکات در میان تین البتہ اور جیزون کے ہر اور درختی تین اسی قول کو صحیح رکھا ہر ص اور حلال جیسا کہ دیکھا گیا ہر گون میں سے تین رگین چھکا قطع ف اس واسطے کہ تین اکثر ہیں اور اکثر کو حکم کل کا ہر یہی قول ہر امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کا اور امام محمد کے نزدیک ہر رگ کا اکثر قطع ہر حاضر ہر حلال ص ذبح ہر ایک دھار دینے چیز سے جو ان چاروں رگوں کو کاٹ دیوے اور خون ہرادیوے اگرچہ نرک کا پوست یا تیرہ دھار دینے دیوے ف اس واسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے رفع بن خدیج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز ہرادیوے خون کو اور ذکر کیا جاوے اور ہر نام اللہ تعالیٰ کا لکھا و اسکو سوا دانت اور ناخون کے لیکن دانت تو بڑی دانت لیکن ناخون سو پھر بیان حبشیوں کی ہیں اور روایت کی بخاری نے کعب بن مالک سے کہ ایک عورت نے ذبح کیا کبیری کو پتھر سے تو پوچھا کیا حکم اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو آپ نے حکم کیا اسکو کھانے کا ص اگر دانت سے اور ناخون سے جب بدن میں بچے ہوئے ہوں ف لیکن اگر دانت اور ناخون جدا ہوں بدن سے تو اوتارنے ف حلال ہر ہمارے نزدیک لیکن مکہ و مدینہ و شامی کے نزدیک حرام ہر اور ذبیحہ مرد ہر اسلیکے کہ رفع بن خدیج کی حدیث میں جو پتھر گدڑی حضرت نے استننا کر دانت اور ناخون کا اور فرمایا آپ نے کہ وہ پھر بیان میں حبشیوں کی اور جواب ہمارا اس حدیث سے چند جگہ ہر پہلی یہ کہ یہ نہی بطور کراہت کے ہر اور رفع دانت اور ناخون سے ہر ہر نزدیک بھی مکہ و مدینہ و شامی کے ہر اور اس حدیث میں دانت اور ناخون سے وہی دانت اور ناخون ہیں جو انسان کے بدن میں جسے ہوتے ہوں اسلیکے کہ حبشیوں کی یہی عادت تھی کہ ناخون بڑھایا کرتے تھے اور اوسے سے فہرست کیا کرتے تھے اور جب ناخون اور دانت جدا ہو گیا تو اب حکم اوسکا مثل اور آلات کے ہو گیا اب کیا وہ فرق کی ہر تیسری یہ کہ روایت ابوداؤد اور نسائی میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بٹا تو خون جس چیز سے چاہے تو اور ذکر کر تو نام اللہ تعالیٰ کا اور اس میں استننا نہیں دانت اور ناخون کا تو یہی ریش عام ہے

اور عام محارص پر خاص کی **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور جب تک کہ چھری تیز کر کے قبل جانور کے لٹانے کے **ف** کہ روایت کی مسلم نے شداد بن ابی سفیان سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے ضرور کیا احسان چھری پر سو قبل کر و تم تو اچھی طرح کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح کرو اور چاہیے کہ تیز کرے ایک تم میں سے چھری اپنی کو اور اگر وہ چھری اپنے کو اور بعد لٹانے کے چھری تیز کرنا مکروہ ہے **ف** اس واسطے کہ روایت کی حاکم نے سند میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ لٹا لے ہوئے چھری کو اور تیز کر رہا ہے چھری کو تو فرمایا آپ نے کہ تو نے چاہا کہ بکری کو کھنی بار مارے کیونکہ تیز کر لی چھری تو نے قبل لٹانے کے **ص** جیسے اوس کا پاؤں پکڑ کے کھینچنا منہ کی طرف مکروہ ہے اسطرح مکروہ ہے قیغ کرنا گردن کے پیچھے سے **ف** لیکن وہ حلال ہے ہمارے اور شافعی کے نزدیک اگر رگوں کے کٹنے تک وہ زندہ رہے اور جو قبل اوس کے مر جاوے تو حرام ہے اس واسطے کہ بدون ذبح کے مر گئی اور امام مالک اور احمد کے نزدیک ہر طرح سے حرام ہے **ص** اور اس طرح سخت ذبح کرنا کہ چھری حرام مغویہ پہنچ جاوے یا اوسکی کھال کھینچنا یا سہ کاٹنا قبل ٹھٹھٹے ہونے کے **ف** کیلئے یہ کہ جو کھینچ غلاب دینا اور تکلیف دینا بلا فائدہ ہے وہ سب مکروہ ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور شرط ہے کہ ذبح کرے نیکو مسلمان جو یا اہل کتاب میں سے ہر **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ **لَقَدْ طَعَّمُ الدِّينَ اَوْ تَوَلَّوْا الْكِتَابَ حَلَلٌ لَّكُمْ** یعنی ذبیحہ اون لوگوں کا جو نبی کے کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ حلال ہے واسطے تھا ہے اس واسطے کہ وہ نام اللہ تعالیٰ کا لیتے ہیں وقت ذبح کے اگر اہل کتاب نبی کے وقت سوا خدا کے کسی نبی یا ولی کا نام ہیوے کفایہ جاننا چاہیے کہ مراد طعام ہو جاوے گا جیسے مسلمان اگر ذبح کیوقت سوا خدا کے کسی نبی یا ولی کا نام ہیوے کفایہ جاننا چاہیے کہ مراد طعام سے اس آیت میں ذبیحہ ہر نہ اناج وغیرہ اسلئے کہ اگر اناج مراد ہو تو تخصیص اہل کتاب کی بیکار ہوئی جاتی ہے کیونکہ اناج غیر مشرکین سے بھی لینا درست ہے **ص** اگرچہ کتابی ذمی ہو یا عربی اور ذبح کرنے والا اللہ کے نام اور ذبح کو چھتا ہووے تو درست ہے ذبیحہ اوس صبی یا مجنون کا یا عورت کا جو بسم اللہ اور ذبح کو جانتے ہوں **ف** اور جو صبی یا مجنون ایسا کہ بسم اللہ کرنا اور ذبح کرنا نہ چھتا ہووے تو اوس کا ذبیحہ درست نہیں ہے **ص** اور درست ہے ذبیحہ کا ختنہ نہوا ہووے اور گونگے کا **ف** اسلئے کہ گونگا اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے محذور ہے تو وہ مثل ناسی کے ہوا **ص** اور زمین حلال ہے ذبیحہ پرست اور مجوسی کا **ف** اس واسطے کہ مسند عبد الرزاق میں حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر کی شان میں کہ نہ نکاح کرنے والے ہوا و نہ کی عورتوں سے اور نہ کھانے پینے کے ہوا ذبیحہ اویکے **ص** اور مرد کا اور جو عداوت قصد وقت ذبح کے بسم اللہ کو ترک کر دیوے **ف** یہ ہمارے نزدیک ہے اگر مسلمان قصد ذبح کیوقت تسمیہ ترک کرے تو ذبیحہ حرام ہو جاوے گا اسلئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا كُنْتُمْ كُفْرًا** یعنی نہ کھاؤ تم اوس جانور کو جس پر نہ لیا جاوے خدا کا نام اور روایت کی رزین بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص بھول جاوے بسم اللہ کو وقت ذبح کے تو کچھ صاف نہ نہیں اور جو عمدہ ترک کرے تو وہ جانور نہ کھایا جاوے گا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث میں عدی بن حاتم کہے کہ تو نے بسم اللہ کی پڑھنے کے لیے تیرے دوسرے کے لیے تہلیل کی حرمت کی ساتھ ترک تسمیہ کے اور جماع کیا صحابہ کرام اور تابعین نے حرمت پر اہل ذبیحہ کے حسب قصد نام اللہ تعالیٰ کا ترک کیا جاوے اور ظلال اور نکاح حرمت و طاعت میں اس ذبیحہ کے کہ حسب قصد نام لیا جائے تو مذہب ابن عمر رضی اللہ عنہما مالک کا یہ کہ جو ذبیحہ حرام ہو اور ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما صحابہ کے نزدیک طلال پر ایسے قول نامہ شافعی کہ اگر مسلمان کا ذبیحہ اگر حسب قصد ترک کرے تو مکینہ طلال پر مخالف ہے کتاب اللہ اور حدیث مشہورہ جو صحیحہ و اجماع صحابہ و تابعین بعد ہم اور دوسرے ذہبہ میں اسے اور وجہ ہے مالک کے کہ اگر شافعی اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت شیخ مسلمان فرماتا کہ اللہ کے نام پر تسمیہ کے یا نہ تو جواب بہت ہے بچہ و جوہر شافعی اس حدیث سے اس غلطی سے نہیں پائی گئی ہاں روایت کی و قطعاً اور یقینی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اول یہ کہ یہ حدیث اس غلطی سے نہیں پائی گئی ہاں روایت کی و قطعاً اور یقینی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت مسلمان کافی ہو سکونام اللہ کا تو اگر بھول جاوے بسم اللہ ذبیحہ کے وقت تو چاہیے کہ بسم اللہ پڑھ کر پھر ذبیحہ کرے ہاں روایت کے محمد بن زید بن سنان صدوق ہیں لیکن ضعیف و غلط ہے اور روایت کیا اور عبد اللہ بن زرقان نے اسناد صحیح سے لیکن وہ موقوف ہے ابن عباس پر اور حدیث موقوف شافعی کے نزدیک حجت نہیں ہے و اس طرح جو روایت کی ہو کہ مرسل ہیں کہ ذبیحہ مسلمان کا طلال پر لیا جائے اور سپر نام اللہ کا یا نہ لیا جائے اور روای کے تفقات ہیں کیونکہ حدیث مرسل شافعی کے نزدیک قابل احتجاج کے نہیں ہے و مرسل ہے کہ یہ حدیث محمول ہے اور چنانچہ نسیان کے ہی واسطے اجماع کیا صحابہ و تابعین بعد ہم نے حرمت متروک ہے یہ عامہ ارباب اگر یہ حدیث عامہ کو بھی عام ہوئی تو لازم تھا کہ صحابہ کرام میں کچھ سبب میں منافی ہو اور خلاف آیت تیسری کی کہ یہ حدیث بغیر نسیان سے بات کے کہ شامل ہے عامہ اور ناسی کو مخالف ہے کتاب اللہ کے اور ضرر و عجب مخالف ہویت قطعی کے تو باتفاق امید قابل قبول نہیں ہوتی چوتھی یہ کہ ترک کیا اس حدیث پر عمل صحابہ و تابعین نے اور دلیل جو اس کے ضعف و ہتھکنڈہ کی پانچویں یہ کہ یہ حدیث مخالف ہے اجماع صحابہ کے پس رد کے جاوے گی و اللہ اعلم

ص تو اگر بھولے سے تسمیہ ترک کرے تو ذبیحہ طلال پر ف البسب عذر ہوتے نسیان کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا تو اخذ نسیان تسمیہ کا یعنی نہ مواخذہ کر تو ہم سے اگر بھول جاوے ہم تو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اللہ کا دل میں ہے ہر مسلمان کے محمول ہے اور چنانچہ نسیان کے اور نام ہلکے نزدیک اس صورت میں بھی ذبیحہ حرام ہو گا اگر نسیان والا اہل ص اگر کسی نے اللہ کے نام کے ساتھ اور کچھ بھی ذکر کیا تو اگر وصل سے ذکر کیا جیسے کہ بسم اللہ اللہم قبل من ظلال تو مکرمہ ہے و اگر ف یا یوں کہ بسم اللہ محمد رسول اللہ دال کے پیش سے اور جو دال کو زیر یا زبرد گیا تو ذبیحہ حرام ہو جاوے گا ورنہ زور اگر قبل تسمیہ یا بعد ذبیحہ کے کوئی دعا پڑھے تو مکرمہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ف تسمیہ کو بھول کر ذکر کیا اور کہا بسم اللہ اللہم تعالیٰ من محمد قال محمد و من اللہ تعالیٰ منی یا اللہ قبل کر تو اسکو محمد سے اور کل سے اور کل سے محمد کی ص اور جو بسم اللہ عطف کر کے کہا جیسے بسم اللہ و اس ظلال یا بسم اللہ و ظلال یعنی فتح کرنا ہوں میں اللہ سے کہ نام اور ظلال کے نام پر یا اللہ اور ظلال کے نام پر تو وہ ذبیحہ حرام ہو جاوے گا ورنہ ظلال یا بسم اللہ و ظلال نبی ہو یا ولی یا فرشتہ اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا أَهْلَ بِهِ لغيرِ اللہ یعنی حرام ہے کہ تسمیہ وہ ذبیحہ جس پر غیر خدا کا نام لیا جاوے یا محمد بن کر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مقام میں مجھ کو ذکر کرنا واجب ہے ایک

کے کہ یعنی جیسے مان کی ذکات بچ کرنے سے ہوتی ہے ایسے ہی جنین کی بھی ذکات اوسکے بچ سے ہوگی تو یہ حدیث محبت ہمارے
 ہوئی نہ صاحبین اور شافعی لکھی اور منع ذکات کی صورت میں بھی تشبیہ علی وجہ الکمال ہے اس لیے کہ یہ تشبیہ میں منظور
 ہوتا ہے تو مشبہ بہ کو مشبہ پر مجمل کرتے ہیں جیسے شاع کا قول وعینا کوعینا کھاجیدا کجیدا کھاکر کوئی کہے
 کہ بتدل حدیث میں یہ ہے کہ کما تہن یا رسول اللہ ہم سب کرتے ہیں ناؤ کو اور منع کرتے ہیں لگے بکری کو تو پاتے ہیں ہم
 بیش میں ایسے بچے یا ڈال میں ہم اسکو لکھا وین اسکو ب فرمایا اپنے کھانے کو کہ تم روایت کیا اسکو ابو داؤد میں ماجہ اسے تو یہ
 حدیث ذکات کرتی ہے اس امر پر کہ مرد جنین میں بیت ہے تو ہر چارے کے کہ اس ذکات کو ہم منع کرتے ہیں اور کون سی دلیل ہے اس پر
 پر کہ مرد اسوال وجواب میں خاص جنین میں ہے بلکہ جائز ہے کہ جنین مطلق ملو جو یا جنین حی اور صورت ارادہ مطلق ہند لال کرنا
 محض سے باوجود مخالفت بعض کلام اللہ کے جو مطلق حرمت میں ہے ہر حال اس میں اس صفت سے مسمیہ ماقول پر غیر معنی ہے

ص فصل بیان میں ان جانوروں کے جھکا کھانا درست ہے اور جھکا درست نہیں

حلال میں ہے ہر درندہ جو اپنے ذانت سے شکار کرتا ہو اور نہ ہر پرندہ جو چم سے شکار کرے اور اتفاقاً ایسے جنین ابو نعیمہ شافعی و احمد
 اسوئے کہ روئے کی مسلم ابن عباس کہتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ذانت سے درندہ اور ہر پرندہ سے اور ذانت
 کی ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ذانت والے درندہ حرام ہے ذانت والے درندہ جیسے خیریتیا بھرا لکھی
 لومڑی بچہ والے پرندہ جیسے باز بھری شکرہ وغیرہ اور حضرت الارضی نے ایسی جو جانور زمین کے اندر رہتے ہیں جیسے
 بچہ ہا اور گھونس مچھو پر سیسی وغیرہ جی قول ہے شافعی اور احمد کا بھی اس لیے کہ یہ جانور سب نبی میں آفر فرمایا اللہ تعالیٰ نے و یخبر
 علیکم فیما بینکم اور حرام کرنا ہر ذانت پر ناپاک چیزیں اور امام مالک کے نزدیک سیاح ہما ثم اور سیاح طیور اور ذرات الارض سب سے تین
 ص اور بستی کے گوشت یعنی پالو گوشتے اتفاق شافعی اور احمد کے اور امام مالک کے نزدیک ماکرین میں اصل ہماری یہ ہے کہ گوشت
 کی بجاری مسلم نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا متعہ سے اور پالو گوشتوں کے گوشت سے
 روز خیر کے اور حدیث جابر میں ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالو گوشتوں کے گوشت سے دن خیر کے روایت کیا
 اسکو بخاری مسلم لیکن کہ حاجوشی بھی گورہ اتفاق احمد درست ہے اس لیے کہ روایت کیا بخاری مسلم تو بنادہ سماؤشی کے قصہ میں لکھا یا اس میں
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ص اور خیر ف جسکی ان گدی ہو اور جو مان اسکی لگے جھکا وہ حلال ہے اتفاق ہی قول ہے شافعی اور
 احمد کا اور امام مالک کے نزدیک کہ وہ بڑے دلیل ہماری حدیث جابر کی ہے کہ امام کا حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن خیر کے گوشت
 پالو گوشت کا اور خیر ف کا اور ہر درندہ اور پرندہ والے کا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا غیب ہے کہ روایت کی ابن ماجہ نے خالد
 ابن الولید سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوشت سے گھوڑوں کے اور خچروں کے اور گدھوں کے ص
 اور گھوڑا ف نزدیک امام ابو حنیفہ اور بعض مالکیوں کے اور احمد و شافعی اور صاحبین کے نزدیک حلال ہے بڑے دلیل
 جابر کے کہ ان دن دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت میں گھوڑوں کے روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اور بھی روایت
 کیا بخاری مسلم نے اسانیت ابی بکر سے کہا انھوں نے نہ خر کیا عنہ عنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑا بچہ کھا اپنے
 اسکو دلیل امام غنیمت کی حدیث خالد بن الولید کی ہے جو ابو بکر گندی دوسری یہ گھوڑا آلا بھادہ اور اس کے گوشت کے

بجاء ہونے میں تامل ہے کہ ان بباد کی اور صحیح ہے کہ امام غفر نے بیچ کیا حرام سے اس کی اور قائل ہو کہ اس کی بات کہ تین دن
اپنی موت سے پیشتر اور کسی پر فتویٰ ہو کہ خدا کا ص اور پھر اور گوہ اس واسطے کہ بچو دانت والا اور اور گوہ شہادت اللہ
میں سے ہو اور روایت کی ابو داؤد نے عبد الرحمن بن شبل سے کہ مہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوہ کے گوشت کھانے سے
اور یہ حدیث حجت ہے مالک اور شافعی پر کہ اونکے نزدیک گوہ بباح ہے ذیل کی حدیث ابن عباسؓ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے گوہ حرام نہیں ہے لیکن زمین پر تو مامیری قوم کی زمین میں سو میں مکروہ جانتا ہوں اس کو روایت کیا اس کو بخاری
مسلم نے امام صاحب کی طرف سے اس استدلال کا یہ جواب ہے کہ یہ حدیث ابتداء اسلام کی ہے اور پہلے آپ کو جو وہ کھاتا
لیکن منع بھی نہیں کیا تھا بعد اسکے آپ نے منع کر دیا دوسرے یہ کہ پیش ابن عباسؓ کی معاشیہ حدیث عبد الرحمن بن شبل کی تو
نئی کو ترجیح ہوگی اس لیے کہ یہ مقدم ہے پہلے پر تیسرے یہ کہ کھانے میں گوہ کے احتیاطیہ بزرغلات کھانے کے ص اور پھر اور بخاری
اس لیے کہ بزرغلات میں سے ہے اور کچھ اخبار شہادت میں سے ہے ہدایہ ص اور گوہ سیاہ بیا یا لہذا و اکتی کہ جو مذکور
کھاتا ہوں اور جو کو اور جو کھاتا ہوں اور جو کھاتا ہوں یا صرف دان کھاتا ہوں تو وہ درست ہے امام غفر نے نزدیک عین
ص اور باقی ص اس لیے کہ وہ دانت والا ہے ص اور جو بگلی چوہا یا گھوٹن اس لیے کہ وہ شہادت الارض اور بے میں سے ہے
ص اور جو چوہا کیونکہ وہ بھی شہادت الارض میں سے ہے اور چھ چھ آدھین دو قول میں ایک قول میں حلال ہے دوسرے میں حرام
نور عالم گدجی ص اور دریائی جانور ان میں سو مچھلی کے اور کچھ درست نہیں ہے ص اور امام مالکؒ کے نزدیک سب دریائی جانور حلال
ہیں ایکڑ اور تھام دریائی اور سمندر کا و سور دریائی لیکن سور دریائی اونکے نزدیک مکروہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ لکھنوں نے
توقف کیا اولین اور امام احمدؒ کے نزدیک بھی سب جانور دریائی درست ہیں مگر بظہر مال اور معینہ کہ لیکن سو مچھلی کے سور دریائی
یا کتایا انسان دریائی بیج کرنا بیچا اور بعض اصحاب شافعی کے نزدیک بھی سب دریائی جانور درست ہیں اور یہی صحیح ہے انکے
مذہب میں ظاہر ہے کہ احکام آیت سے کلام اللہ کی بر ارجل لکھو صدیق البخی یعنی حلال ہے واسطے تمھارے شکار دیا کا اور
یہ عموم سب جانور ان کو شامل ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ مراد صید ہے اور طعام ہے آیت واحلایہ میں مچھلی کے اس لیے کہ یہی جائز ہے
اور باقی سب غیث ہیں اور بنا یہ ہمارے دین میں حرام ہیں دیکھو معینہ کہ حالانکہ دریائی ہوتا ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا اس کے کہ وہ انٹن ڈالا جاوے تو کھانا بطریق اولیٰ حرام ہو گا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا سلطان یعنی یکڑے کی بیج سے کھانا فی الحدیث ص لیکن مچھلی بھی اگر جوہر ذکر بانی پر تیرے تو اسے تو اس کا کھانا حرام
ص اس لیے کہ وہ سمیتہ ہے اور جو کسی آفت سے مثلاً پانی کی سردی یا گرمی یا کوئی دھوکے کے لئے سے مر جائے یا زخمی ہو کر مر جائے
تو درست ہے اگر سمیٹجی مچھلی میں سے دوسری مچھلی کے کھلی وہ بھی درست ہے جو مچھلی خود جوہر ذکر تیرے آسے اس کا طاقی کہتے ہیں
ہمارے نزدیک حرام ہے اور شافعی اور مالک کے نزدیک درست ہے کہ وہ سمیتہ ہے بجز حدیث سے حلال ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دیا پاک ہے پانی اس کا اور حلال ہے مردہ اس کا روایت کیا اس کو ابو داؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے کہ اس سے
کئی طرف جواب ہے کہ مراد سمیتہ ہے وہی مچھلی ہے جو باقی مر جائے جیسے بکر یا بچہ یا دیر یا گھٹ جاوے یا دیر یا اس کو باہر کالکھیں
دیکھ اس لیے کہ موت اس کی صفات ہونی طرف ہجر کے دوسرے یہ کہ روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن عبدی نے کامل

ابو الزبیر سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو پیچیدگی سے دریا یا پانی اور کھجور دینے کو کہا اور اسکو اور جو مہربان سے دریا میں اور تیرے تو نہ کھاؤ اور اسکو تو جب حدیث صحیحہ میں مخالفت میں خلافی کے موجود ہو پھر حضرت کی کیا وصیہ جس مچھلی کی سب قسمیں درست ہیں یہاں تک کہ یہ سب مچھلی اور بام مچھلی بھی درست ہر طرف اور محمد سے ایک روایت میں حرام ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے اور حلال ہے جو مچھلی اور سب قسم کی مچھلیاں بغیر ذکات کے یہی قول ہے احمد اور شافعی کا اور مالک کے نزدیک ٹڈی حرام ہے دلیل ہماری بہت احادیث ہیں ایک حدیث احمد اور داؤد شافعی اور ابن ماجہ ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہیں اسطرح کے دو مہینہ اور دو خون سودہ مہینہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں دوسری حدیث ابن ابی اوفی کی کہا انھوں نے کہ جہاد کیسے بنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد تھے ہم کھاتے ٹڈی کو روایت کیا اور اسکو بکری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی نے تیسری حدیث سلمان کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹڈی کے باب میں کہ کھانا ہوں میں اسکو نہ کھاؤں میں اسکو روایت کیا اور اسکو ابو داؤد نے صحیح اور کو گھیت کا چھوٹا دانہ کھانا ہر گز گوش حلال ہے باتفاق بخاری سے کہ اسکو بہت سی فقہاء اور سنی ملت میں وارد ہوئی ہیں چونکہ وہ تین صحاح میں بخاری میں اسن سے مروی ہے کہ حضرت نے کھایا گوشت خرگوش کا خاص اور عقیقہ ذکات کے عقیدت وہ کو تو ہر جو مردار اور دانا و نون کھانا ہر اور کھانا حلال ہونا صحیح قول ہے اور ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے اگرچہ معنی بناست کھاتی ہے حلال ہے لیکن ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے اگرچہ حلال ہے طہطا اور ہر دو روزہ اور کھانا باتفاق ثمانیہ کے گذر فی المیزان للشعلانی مسئلہ ضروری فقہ کیا ایک جانور امیر کے کینکے یہ یا اسی اور شخص کی تعظیم کے واسطے سولہ نہایت تو وہ ذبیحہ مردار ہے اگرچہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جاوے مگر خدا اس سے منع ہوا کہ یہ جو چند سال میں رواج ہے کہ سنت مان کر سید احمد کبریٰ کا یا شیخ سعد کا بکریا اور جالاشاہ کا مردار ذبح کرتے ہیں وہ گائے بکرا مردار ہے اس سے شک ہے ذبح سے تعظیم وغیرہ کا ارادہ کرتے ہیں اور صحیح مسلم میں وارد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ لعن اللہ من ذبح غیر اللہ یعنی نہایت کرے اللہ اور اس شخص پر جو ذبح کرے ذبح سے غیر خدا کے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے امور سے خود احتراز رکھیں اور اور ان کو جو جاہل ہیں سمجھا کر ان چیزوں کو ترک کر دیوں غایۃ الاوطار مع زیادۃ البتہ یہ حدیث درست ہے کہ جانور کو خدا کے واسطے ذبح کرے اور ثواب اس کا کسی دلی یا نبی کی روح کو پہنچاویں واللہ اعلم

یہ حدیث صحیح ہے بخاری میں ہے

کتاب الاضحیۃ

یہ کتاب ہر قربانی کے بیان میں جو جانور عید اچھی کے دن ذبح کیا جائے اور اسکو اٹھنیہ کہتے ہیں کہ نہ تو وقت ضعیف یعنی چاشت کے اور اسکو ذبح کرتے ہیں قربانی میں ایک بکری ایک آدمی کی طرف سے ضرور ہے اور گائے یا بیل یا اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے اور جو سات سے کم ہوں تو بطریق اولیٰ جائز ہے لیکن بکری میں ایک آدمی سے زیادہ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں میں ایک آدمی سے زیادہ اجازت نہیں دی جنانچہ ابو سعید سے مروی ہے کہ مالک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے ایک مہینہ حاجے کے پانچوں اور انھیں اور مہینہ یا چھ اور بھی قیاس تھا اونٹ اور بیل اور گائے میں بھی لیکن جائز رکھتے تھے آدمیوں سات آدمی تک اسلئے کہ روایت کی مسلم ابو داؤد نے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہر حصہ لیکن پشتر طہر کہ کوئی شریک ساتوین حصے سے کم کا نہ ہو۔ **ف** تو اگر کسی شریک کا حصہ ساتوین حصے سے کم ہو گا تو کسی کیرن سے قربانی درست نہ ہوگی اور امام مالک کے نزدیک ایک گائے یا بیل یا اونٹ ایک گھروالوں کی طرف سے درست ہے اگرچہ سات سے زیادہ ہوں لیکن دو گھروالوں کی طرف سے درست نہیں اگرچہ سات سے کم ہوں **ک** کا فی الاصل **ص** پھر جب قربانی میں شرکت ہووے تو گوشت کو تول کر تقسیم کرین نہ اٹکل سے مگر جب اگر گوشت کے ساتھ پائے یا کھال ملائے جاوین تو وزن کا برابر ہونا ضرور نہیں **ف** یعنی ہر جانب میں کچھ گوشت اور کچھ پائے ہوں یا کچھ گوشت اور کچھ کھال ہو یا ایک جانب میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسری جانب میں گوشت اور کھال ہو اور ہر صورت میں اٹکل سے تقسیم کیلئے درست ہوئی اگر نہیں خاتم منس کے طرف پھیر دیئے **ک** کا فی الاصل **ص** ایک شخص نے قربانی کے لیے خرمیہ پھر چھ آدمی آدمین اور شریک ہوئے تو جائز ہے استعمال **ف** اور قیاساً نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے زکریا سیلے کو سننے قریشی ابی اللہ خرمیہ ایس کیوں کہ جائز ہوگی بیع اور سبکی وجہ ہمسائیہ یہ کہ کبھی ایک شخص کو قربانے کے لیے لیکن شریک اس وقت میں ملے تو وہ خرمیہ لیتا ہے بعد اسکے شریک ملجاتے ہیں تو بسبب ضرورت کے جائز ہو اصل لیکن اگر قبل خرمیہ نے شریک ہو جاوین تو بہتر ہے **ف** اور مروی ہے امام صاحب کہ شریک ہونا بعد خرمیہ کے مکروہ ہے اور قربانی واجب ہے **ف** اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک سنت ہے ویل حدیث مسلم نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص دیکھے تم میں سے چاند نیکو اور ارادہ کرے قربانی کا تو چاہیے کہ اپنے بال اوں ناخون روک سکے یعنی نہ کٹے روایت کیا اسکو جماعت نے یہ جو کہا کہ اگر ارادہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے وکیل امام غزالی نے جو ابو ہریرہ کے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو وصیت ہو اور قربانی کرے تو نہ قریب ہو جائے مسئلہ کے روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو عالم نے کیونکہ اس قسم کی وعید سوا واجب ترک کے سنت کے ترک پر نہیں ہوتی اور حدیث اسم مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ جس شخص کا قصد ہو قربانی کا جو قصد ہے سو کی تیسیر **ک** کا فی الصلایۃ **ص** اور جس شخص پر جب صدقہ فطر واجب ہے **ف** اور وہ شخص ہے جسکے پاس جائیداد بقدر نقاب شرعی مسکن اور متاع مسکن اور سواری و غلام کے سوا ہو لیکن طحاوی میں ہے کہ کتابوں سے آدمی غنی نہیں ہوتا مگر جب کہ ایک کتاب کے دو نسخے ہوں یا وہ کتابیں طب اور نجوم اور ادب کی ہو وین **ص** اپنی طرف سے اپنے نبالغہ لڑکے کی طرف سے **ف** تو بانی لڑکے کی طرف سے بطریق اولیٰ واجب ہوگی **ص** ظاہر ہے **ف** میں اور حسن بن زیاد کی روایت میں امام اعظم سے طفل نابالغ کی طرف سے بھی واجب ہے مثل صدقہ فطر کے لیکن فتویٰ غاہ الرادۃ پر ہے **ک** کا فی الاصل **ص** بلکہ طفل نابالغ اگر مالدار ہووے تو اس کے مال میں سے اسکا باپ یا وصی قربانی کر دے **ف** یہ تہذیب نہیں کا ہے اور محمد اور شافعی کے نزدیک باپ اسکا اپنے مال سے قربانی کرے نہ اس کے مال سے اور درختار میں اسی کو مستحق رکھا ہے کہ باپ اس کے مال میں سے قربانی کرے **ص** تو اگر طفل کے مال میں سے

قربانی کی تو جقدر اوس سے کھایا جاوے کھاوے باقی گوشت بدل ڈالا جاوے اوس چیز سے جسکے
عین سے نفع اٹھا سکتے ہیں جیسے کپڑا اور سوزہ وغیرہ **ف** لیکن اوس حسینے سے نہ بدلا جاوے
جس کو تلف کر کے نفع اٹھاتے ہیں مثل روٹی کے یا بدل کے جیسے روپیہ شرفی گڈا **ف** الاصل **ص**
اگر قربانی فسخ کجاے شہر میں تو اول وقت اوسکا بعد نماز عید کے **ف** اور شافعی اور مالک کے نزدیک جب تک
امام قربانی نہ کرے بعد نماز کے تو کسی کو قربانی کرنا درست نہیں ہے چمت یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے فسخ
کیا قبل نماز کے تو اسے فسخ کیا اپنے نفس کے لیے اور جس نے فسخ کیا بعد نماز کے تو پوری عبادت اوسکی اور باقی
اوسے سنت مسلمانوں کی اور ایک روایت میں کہ فرمایا اپنے جس شخص نے فسخ کیا قبل نماز کے تو وہ اوس کے لیے
دوسرا جان و فسخ کرے اور جسے نہیں فسخ کیا تو وہ فسخ کرے خدا کے نام پر روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے براہ
ابن عازب و جناب بن عبد اللہ سے اور بھی فرمایا حضرت نے کہ پہلے عبادت ہماری اس روز نامہ ہر چہ قربانی روایت
کیا اوسکو بخاری سلم نے گڈا **ف** الاصل **کایہ** **ص** اور جو شہر میں ہووے تو اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہر دن خر کے یعنی
دسویں تا سچ و سچ کی اور آخر وقت اوسکا قبل غروب آفتاب کے ہر آٹھویں تا سچ و سچ کے **ف** اور شافعی کے نزدیک سچ و سچ
تاریخ کی شام تک لیٹ شافعی کی قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ سارے ایام تشریق فسخ کے دن ہیں روایت کیا اوسکو
امام احمد نے سنت میں اور ابن حبان نے صحیح میں جبیر بن مطعم سے کہا صاحب ہادیہ کے کہ دلیل ہماری وہ ہے جو مروی ہے حضرت عمر
اور علی اور ابن عباس سے کہ کہا ان بہوں نے ایام قربانی کے تین ہیں افضل ان سب میں پہلا روز ہے یعنی دسویں
تاریخ اور روایت کی مالک بن نویمان نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے ایام قربانی کے بعد یوم النحر
کے دو دن ہیں اور کہا کہ ایسا ہی پونچا خلیفہ بن ابی طالب سے اور ظاہر یہ بات کہ حدیث موقوف اس باب میں
مثل مرفوع کے کہ اس لیے کہ یہ غیر قیاسی ہے ہر دن شاعر کے بیان کیے جو معلوم نہیں ہو سکتا اور ابن عمر نہایت متحفظ
طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حدیث مسترد شافعی نے منقطع ہے کہما بزار نے کہ یہ حدیث مروی ہے عبد الرحمن بن ابی ہشام
سے انھوں نے جبیر بن مطعم سے حال انکہ عبد الرحمن نے نہیں ملاقات کی جبیر بن مطعم سے تو دوسرے کہ اوس حدیث میں
لفظ فسخ کا وارد ہے نہ اضحیٰ کا **ص** لیکن اعتبار آخر روز کا فقر اور غنا اور ولادت اور موت میں **ف** یعنی جب وہ
غنی تھا اول روز قربانی کے پھر غنی ہو گیا آخر روز میں تو اوپر قربانی واجب ہوگی اور جو اسکا اولنا ہوا تو واجب
ہوگی اور اگر پہلا ہوا آخر روز میں تو اوپر قربانی واجب ہوگی اور جو اوس نے مراد لیا تو اوپر واجب ہوگی **ف** الاصل
ص فسخ کرنا ارادت کو کہ وہ ہو کہ اگر کسی نے قربانی ترک کی اور ایام اوس کے گزر گئے اور اسے کسی معین بکری کے فسخ کی
نذر کی تھی یا وہ فقیر تھا اور قربانی خرید کر چکا تھا تو زندہ اوسکو صدقہ کر دیوے جو جو غنی تھا اور اسے نذر نہیں کی تھی تو
قربانی کی قیمت تصدق کرے خواہ وہ جانور قربانی کا خرید چکا ہووے یا نہ خرید چکا ہووے اور فسخ قربانی میں چھ مہینے کا زمانہ
ف جسکو علی بن ہشام کہتے ہیں اور وہ مکتبی دار ہوتا ہے بشرطیکہ نو مہینے میں ہر قدر چھو کہ سال بھر کی بھیک بکریوں میں
بچا جائے دو دور سے چھ مہینے کا زمانہ اس لیے درست ہے کہ روایت کی ابو داؤد و نسائی ابن ماجہ نے مجاہد سے کہ نبی صلی اللہ

علیہ السلام فرماتے تھے کہ چھ مہینے کا ذنبہ کافی ہوتا ہر سال بکری بھڑ بکری سے اور روایت کی ترمذی نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اچھی قربانی چھ مہینے کے ذنبہ کی اور فرمایا آپ نے کذب کر کے مڑے بیٹے یعنی شیخیہ بیان لگے اور کجا مگر جب دشوار ہو تو تم پر تو فوج کر دیجہ مہینے کا ذنبہ صر اور بکری اور بھڑیہ مہینے شیخی اور شیخی اونٹ پہنچ رہے ہوتا ہر اور گائے بیل دو برس میں اور بکری بھڑیہ برس بھر میں **ف** اس واسطے کہ فرمایا آپ نے ذبح کر کے یا مہینے اور سنہ شیخی کو کہتے ہیں اور مہینے کا حکم گائی کا سا ہے تو اس سے کہ غزالے جانور درست نہیں ہیں اور زیادہ غزالے درست بلکہ افضل ہیں عالم کی گوی **ص** اور صحیح ہر مندرجہ کی جسکے سینک نہوں اور دیوانی اور وحشی **ف** اسلئے کہ سینکے کوئی غرض متعلق نہیں ہر اور دیوانی سے مرد اور دو بچہ چارہ وغیرہ کھاتی ہر نہ وہ جو چارہ نہیں کھاتی کہ وہ غیر کافی ہر خوشی کا گوشت تو عمدہ ہوتا ہے بلکہ روایت کی ابن ماجہ نے عایشہ اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی دو مہینے جون کی مکین رنگ کے دو ذنب خستے تھے ہدایہ **ص** اور صحیح نہیں ہر اندھی اور کافی اور بقدر زولہ کہ او سکی پٹیوں میں گودا اور بوسے یا گائے کی کہ تمام ذنب تک نہ جاسکے **ف** اس واسطے کہ روایت کی امام احمد اور حارون عالمی نے حضرت عیسیٰ سے کہ حکم کیا بلونجی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تک کہ دیکھیں ہم آٹھ اور مان کو اور نہ قربانی کریں ہم کافی اثر حدیث تک اور روایت کی امام احمد اور مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے ان قربانیوں سے جسے بچا جائے سو فرمایا آپ نے چار میں ایک نکلوی جسکا لنگھوا پن ظاہر ہووے دوسرے نکلوی جسکا کان پان لنگھوا ہو دوسری ہمار جسکی بیاری صاف ظاہر ہووے چوتھی جو بلی ہقدر کہ کہ ہمین گودا انہو وے **ص** اور جسکا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہووے یا تھانی سے زیادہ اور اسکا کان یا دم کٹی ہووے یا تھانی سے زیادہ او سکی آنکھ کی بصارت جاتی ہر ہی ہووے یا سر نہ لٹی ہووے **ف** اسلئے کہ تکم قلیل ہر اور ثلث سے زیادہ کثیر ہر اور ایک روایت میں ثلث سے کہ قلیل ہر اور ثلث اور ثلث سے زیادہ کثیر ہر کیو کہ حضرت سے ثلث مال میں فرمایا ثلث کثیر ہر کہ روایت کیا اور اسکو ایک سے تہ اور ایک روایت میں ربع سے کہ قلیل ہر اور ربع میں زیادہ کثیر ہر لیکن صحیح و سفتی یہ یہ قول ہے کہ نصف زیادہ کثیر ہر اور نصف اور اس سے کہ قلیل ہر سو اگر نصف یا نصف کہ کان یا دم قطع ہر تو جائز ہر اور تھانی بصارت جاتی ہر کی چھان کا طریقہ یہ ہے کہ جب جانور بھوکھا ہو تو کہ روشن آنکھ کو او سکی بند کرے اور اس کے سامنے چارہ لجاوے اور نظر کرے کہ او سے چارہ کمان سے دیکھا پھر تندرست آنکھ کو او سکی بند کرے چارہ لجاوے اور نظر کرے کہ او سے کمان سے چارہ دیکھا اب دو نون مکانوں کی تفاوت کا اندازہ کر لے اگر تھانی کا تفاوت ہو تو تھانی رشوی گئی آیتیں قلیل یا کثیر معلوم کر لے **ف** اگر اسات آدمیوں نے قربانی کو خرید لیا ہو ایک شخص نہیں دے دیا اور اس کے وارثوں نے کہا کہ تم او سکی طرف بھی اور اپنی طرف سے بھی جانور کو ذبح کر لو تو صحیح ہر چاہے **ف** استسنا اور ابو یوسف عمروی ہر کہ صحیح نہ ہو گا اور یہی قیاس ہر چاہے وہ جسکی اصل کتاب میں مذکور ہر **ص** جیسے ایک گائے قربانی نام قرآن اور تہہ سب کی طرف سے درست ہر اور اگر قربانی کے شریکوں میں سے کوئی کافر ہو گا یا صرف گوشت لینا اسکو منقطع ہو گا تو کسی کی طرف سے قربانی جائز نہ ہو گی اور قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاوے

اور دوسروں کو بھی کھلائے **ف** خواہ دوسرے غنی ہوں یا فقیر اور فصل پر کہ تمہاری گوشت خیرات کرے اور تمہاری
 بین اقلاب اور دوستوں کی مصالحت کرے اور تمہانی اپنے واسطے اونٹن کے حریت کی ابو داؤد نے منشاء مذی سے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تنہ سے منع کیا تھا تاکہ وہ کھاؤ تم گوشت قربانی کے تمہانی سے زیادہ تو کھاؤ اور جمع کرو
 ص اور جبکو چاہے مہربانے اور تعجب ہو کہ تمہانی گوشت خدا کی راہ میں دیوے **ف** اس واسطے کہ احوال تین بین قربانی میں
 ایک کھانا دوسرے رکھ چھوڑنا تیسرے تصدق کرنا اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَطِيعُوا الْقَائِمَ وَالْمَعْتُونِ** کھانا
 قناعت کرنے والے کو اور سوال کرنے والے کو تو سارا گوشت ان تینوں امر پر اٹھانا منقسم ہو گیا ہدایہ **ص** اور جو
 شخص عیال اور جو توبہ تصدق ترک کرے اپنے عیال پر بہت کے لیے **ف** اس واسطے کہ ذی القربی اگر محتاج ہوں
 تو وہ توبہ میں مساکین پر اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز صرف کرے اور سکوا آدمی اپنے نفس یا اہل پر
 تو اس کے لیے صدقہ لکھا جاوے گا روایت کیا اور سکونہ بی نے معاملہ میں جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کی مسلم نے
 ابی ہریرہ سے کہ زیادہ اجر والا وہ صدقہ ہے جس کو تو صرف کرے اپنے اہل پر اور ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی اپنے اہل پر
 کچھ خرچ کرے باسی ثواب تو وہ اس کے لیے صدقہ لکھا جاوے گا روایت کیا اور سکونہ بخاری مسلم ترمذی نسائی نے ابی مسعود سے
ص اور اگر خود خرچ کرنا چاہی جانتا ہو تو آپ خرچ کرے ورنہ دوسرے کو حکم کیے **ف** لیکن خود بھی وقت خرچ کے
 حاضر رہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے خرچ کی جیسا اوپر گذرنا اور روایت
 کی حاکم نے سند رک میں عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طاہرہؓ کے کھڑی ہوئیں مکیہ اپنی
 قربانی کو اس لیے کہ جب اس کے خون کا پہلا قطرہ نکلیے گا تو تیرے سب گناہ معاف ہو جاوے گئے **ص** اور مذکورہ ہے کہ قربانی کو کھانے
 سے خرچ کر دے **ف** اور اگر اس نے خرچ کر دیا تو دست پر ہدایہ اور نجوسی کا خرچ کرنا تاہم خود بخود **ص** اور
 قربانی کی کھال کو نہ دیدیوے **ف** اس واسطے کہ حدیث علیؓ میں ہے کہ حکم کیا جبکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تقسیم کردون
 میں کھالوں کو قربانی کی اور پھر مساکین کے اور نہ وہن میں اجرت قصاص کی اور میں سے روایت کیا اور سکونہ بخاری مسلم
 ابو داؤد نسائی نے **ن** یا اس کی کوئی چیز مثل حبو لی یا موزہ یا پوتین کے بنا دیوے **ف** یا چھلنی یا مشک
 یا دسترخوان یا وہل بنا دیوے درمختار **ص** یا کھال کو بدلے اس چیز سے جس سے فائدہ حاصل ہو سکے اور سکونہ بخاری
 رکھ کے نہ اس چیز سے جس سے فائدہ نہ اوجھ سکے بدون اتلاف کے جیسے سر کا کھانے پینے کی چیزیں پھر اگر کھال یا
 گوشت کو قربانی کے بیٹے لے تو اس کی شے کو تصدق کرے **ف** اس واسطے کہ شے قائم مقام شے کی ہے اور یہ جو روایت
 کی حاکم نے سند رک میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھال اپنی قربانی کی یا پتلی سوا اس کی قربانی نہ ہوئی تو مراد
 کہ بہت بچہ ہے لیکن بچہ کی جوار میں سو شہد نہیں ہے اس لیے کہ ملک قائم نہ ہو تا کہ تسلیم حال ہو ہدایہ **ص** اگر شخص نے
 غلطی کی راہ سے اپنے ساتھی کی بکری خرچ کر ڈالی تو دونوں کی قربانی صحیح ہوئی اور کسی پتلا دان لازم نہ آوے گا **ف** لیکن
 ہر ایک دوسرے سے معاف کر دے اگر گوشت اس کا کھایا ہو اور بدلے کے پچانا ہدایہ **ص** اگر کسی نے ایک بکری غضب
 کر کے اس کی قربانی کی تو صحیح ہو جاوے گی اور جو کسی کی بکری امانت تھی اور اس کی قربانی کی تو جائز نہ ہوگی **ف** اس واسطے کہ غضب

اور گھوڑی کا دودھ ایک روایت میں آورد و سہری روایت میں گھوڑی کا دودھ حلال ہے خصوصاً اور پیشاب اور
 ف نزدیک امام غم غم کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے دوا کے لیے اور موی کے نزدیک مطلقاً حلال ہے و بیل شہ
 عینین کے کہ حضرت نے انکو اونٹ کے پیشاب سے کھانے کا حکم کیا تھا روایت کیا اور سکو بخاری مسلم نے اس سے اعظم شہ کی دلیل
 قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کہ پیشاب سے اسوائے کہ اگر غداً قبر کا اسی سے ہونا کہ روایت کیا اور سکو ماکہ ناہرہ
 اور ماکہ صحیح ہے اور بشر بخاری مسلم کے اور اس میں کوئی علت میں نہیں جانا اور روایت کیا اور سکو ہزارے عباد بن صامت
 سے اور خارج کیا اور سکا و قطنی نے اس سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیاء ابو ہریرہ سے اور اس حدیث میں پیشاب
 مطلق ہے شامل ہے اور ان جانوروں کے پیشاب کو جبکہ کو خست حلال ہے جیسے اونٹ یا گائے وغیرہ اور جواب حدیث بخاری
 سے یہ کہ یہ حدیث ابتدائے اسلام میں تھی دوسرے یہ کہ حضرت نے غدا اونکی اونٹ کے پیشاب سے وحی سے چھانی تھی اور اب
 یامر مکن نہیں ص اور مکر وہ چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا اور تیل لگانا خوشبو ملانا مرد اور عورت سب کے لیے
 اسوائے کہ روایت کیا مسلم نے ام سلمہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے باب میں جو پیتا چاندی
 سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے نہ میت میں آگ جہنم کی آورد روایت کیا صحیح ستہ میں خلیفہ سے کہا کہ ہلایا اونکو ایک نبوی
 نے چاندی کے برتن میں سوکھا انھوں نے کہ فرمایا آنحضرت نے نہ کھاؤ اور جو تم پر تنوں میں چاندی اور سونے اور پتھر
 حریر اور دیباغ کو اور نہ کھاؤ اونکی رکابوں میں اسوائے کہ یہ برتن کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور آخرت کے واسطے ہیں
 آخرت میں پھر جب کھانا پینا منع ہوا تو ان برون سے تیل لگانا خوشبو لگانا ہی منع ہوا اسی طرح کہ جو چاندی سونے کے
 چمچے سے کھانا پینا سالانی سے سر نہ لگانا اور جو استعمال سکے شاپہ جیسے چاندی سونے کا سر نہ ان اور قلم اور دوات
 اور سینی اور پلچ اور تانبا اور انگشتی اور جس چیز کا کھانا نہ بنان کو محل جو مرد اور عورت سب کے لیے ایشیہ لکھا استعمال ہو
 اپنے اپنے کاموں میں ابتداء اور ابتداء استعمال نہو جیسے کھانا سونے کے برتن سے نکال کے دوسرے برتن میں کھاوے
 یا تیل چاندی کی پیالی سے ہاتھ میں ڈالکر سر پر لگا دے تو کچھ ضائع نہیں اور قستانی وغیرہ نے چاندی سونے کے خود کو
 زہ اور دستاؤں کو تنگ میں ضرورت کے سبب مستثنیٰ کیا ہے اور مکر وہ کھانا پینا تانبے اور پتیل کے برتن میں اور
 افضل مٹی کا برتن ہو حدیث تار ص اور حلال ہے کھانا لنگے اور شیشے اور بلور اور قیق کے برتن سے ف
 اور شافعی کے نزدیک اس میں بھی مکر وہ ہے اس لیے کہ یہ چیزیں بھی سونے اور چاندی کے حکم میں ہیں تغاخر کی راہ سے ہم
 جواب دیتے ہیں کہ مشرکین کی عادت تغاخر کی صرف سونے اور چاندی سے تھی نہ ان چیزوں سے کذا فی الہدایہ
 ص اور حلال ہے کھانا پینا اس برتن سے جس میں کوخت ہو چاندی اور سونے کی اور سطح بیٹھا ایسی کرسی یا تخت یا
 زین پر جب کہ چاندی اور سونے کی جگہ سے بچے ف یعنی پینے میں منہ سے اور لینے میں ہاتھ سے اور پیٹھ میں
 موضع جلوس سے چاندی سونے کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ بھی مطلقاً مکروہ ہے اور محمد ایک روایت میں امام غم
 کے نزدیک ہیں آورد و سہری روایت میں ابو یوسف کے ساتھ ہیں کذا فی الاصل کی اور جس برتن میں چاندی سونے
 طبع ہو تو وہ بالا جماع درست ہو اگر چاندی سونے کے طبع کیے نہ ہوں یا زبور صحیفہ کا یا حجر یا گام یا زین

یا دینی یا دینار کا بیکار یا پھری یا اونکے قبضے میں ہو دے تو درست ہے بشرطیکہ وہ مسکین یا محتاج نہ لگائے درختخوار و علمائے گیتی
 ص مقبول ہے قول کا و کاف اگرچہ مجوسی ہو درختخوار ص جب وہ مکے کے سینے کی گوشت مسلمان سے یا اہل کتاب سے
 خریدے ہو تو حلال ہو گا یا وہ مکے کے سینے مجوسی سے خریدے ہو تو حرام ہو گا کاف اس واسطے کہ قول کل خر کا مقبول ہے معاملات میں
 حاجت کے نہ دیات میں نہ تو اگر شرک گوشت بیعت ہے اور وہ یہ کہ مسلمان نے اس کو ذبح کیا ہو تو قول و کا مقبول
 نہ ہو گا آئینہ کے ذبح دیات میں سے ہے چنانچہ عبارت سے متن کی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ کافر ہے کہ سینے بت پرست سے
 خریدے ہو تو گوشت حرام ہو گا یا پس معلوم ہوا کہ ہندو قصابوں سے گوشت خریدنا صرف اونکے اس قول پر اعتماد کر کے
 کہ ذبح ان کا مسلمان نے کیا ہے ناجائز ہے اور وہ گوشت حرام ہے خدا ہمارے اہل زمان کو اس آفت نجات دیوے کے کھلا کر
 بعض اہل علم بھی اس میں مبتلا ہیں اور وقت فمائش اور اظہار حق کے دیدہ و دانستہ اس سے غفلت اور چشم پوشی
 کر کے تاویلات کر رہے ہیں ص مقبول ہے قول ایک شخص کا اگرچہ کافر ہو یا عورت یا فاسق ہو یا غلام معاملات میں
 جیسے خریدیں جو نہ کہ ہو یا کوکیل میں ف یعنی ایک شخص یہ کہ مکین فلاں کا وکیل ہوں اس شخص کی بیعت میں تو صرف
 اوسکے کہ پر اوصاف و دینہ خرید کر یا درست ہے کہ کفار الاصل ص اور قول غلام اور شے کا شہد میں اور لون میں نہ
 جیسے ایک لڑکا یا ایک چیز لارہے کہ فلاں نے شہد ہے چیز بدیعہ ہے تو قبول کرنا اس سے ہو سکتا ہے یا غلام یہ کہ مکین یا نہ
 ہوں تجارت میں تو قول اوس کا قبول کیا جاوے گا ص اور شرط ہے عدالت خبر نیے والے کی دیات میں جیسے پانی کی تجارت
 کی خرید و بیعت تم کرے اگر بائی کی نجاست کی ایک مسلمان عادل کو ایسی دیوے اگرچہ غلام ہو اور سوچ کرے اگر فاسق
 یا مستور الحال اس امر کی خبر دیوے پھر سپرے اوسکی قرار پائے اوسکے موافق عمل کرے ف یعنی اگر اوسکے
 گمان غالب میں یا دوسے گنہگار کی سچی بات نہ چاری سے تم کرے ورنہ تم جائز نہیں ص اور اگر اوس پانی کو جانتے
 بہ خیر تم کرے جبکہ اوس فاسق یا مستور الحال کے صدق کا غلبہ ظن ہو یا وضو و تیمم دونوں کر سبب اوسکے جھوٹ
 ہوئے کا گمان غالب ہو تو وہ میں زیادہ احتیاط ہے ف لیکن احوط یہ ہے کہ پہلے وضو کر لیوے پھر تم کرے درختخوار
 اور جو ایک عادل شخص اوسکی طہارت کی اولیک اوسکی نجاست کی خبر دیوے تو پانی کی طہارت کا حکم دیا جاوے گا یہ خلاف دین
 کے کہ وہاں اختلاف میں حکم حرمت کا ہو گا اور کپڑوں میں ہر طرح کا گمان غالب معتبر ہے ص ایک شخص مقتدی ہے ف
 یعنی لوگ اوسکی پروا کرتے ہیں اور سنلاتے ہیں ص وہ دعوت و دعوتیں کیا وہاں پر جا کے لمبو و لب لگا دیکھا
 اور اوسکے منع پر قادیان نہیں تو کھل آئے اور وہاں نہ بیٹھے اور جو شخص مقتدی نہ ہو تو اگر بیٹھ کر کھایوے جائز ہے ف
 و مختار میں ہے کہ غیر مقتدی کے لیے بیٹھ کر کھانا اوس صورت میں جائز ہے جب وہ لمبو و لب لگا با جادستر خوان
 پر نہ ہو وے اور جو میں دستر خوان پر بیٹھ ہو تو اگر نہ بیٹھے بلکہ کھل جاوے ناخوش ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا
 تَقْعُدُ بَعْدَ الظُّلُمَاتِ مَعَ الظَّالِمِينَ پس نہ بیٹھے تو بعد نصیحت کے ساتھ ظالموں کے ص اور جو پہلے
 علم ہو کہ اس بات کا کہ وہاں لگا با جادستر خوان ہو گا تو اگر نہ بیٹھے نہ منقول پر امام ابو حنیفہ سے کہ میں ایک بار اس آفت میں
 مبتلا ہوا تھا تو میں صبر کیا اور یہ مریض تھا اس بات کے کہ امام صاحب مقتدی وقت ہوے اور اونکے اس قول سے

کہ میں اس آفت میں مبتلا ہوں معلوم ہوا لہذا کہ سب امور و لعب حرام ہیں و اگر تیرے سستی ہیں حدیث سے ایسا بردکار
کھیلنا اپنی عورت کے ساتھ دوسرے تعلیم و تادیب اپنے گھوڑے کی تیرے تیرا اندازی روایت کیا اس حدیث کہ
حاکم نے مستدرک میں آور تیرا اندازی کے حکم میں ہیں ہائے احوالات حرب کے مثل بندوبست و توپ وغیرہ کی مشق کرنا

حصہ فصل لباس کے مکروہات کے بیان میں

حاجہ حریرت حریر وہ کپڑا جو گل ریشم کا ہو **ص** کا پتہ غور کے لیے اگر چہ بن سے متصل ہو
یا اور کپڑے پہن کر اون پر پہنے اور یہی مذہب صحیح ہے اور موافق بہ حدیث کے اس واسطے کہ روایت کیا جماعت نے تہذیب
کما کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہ پہنو تم دریا اور دیاباج کو اور دوسری حدیث میں بونکاری مسلم کی
کہ فرمایا اپنے حریر کو وہ پنتا پر نہ پائیں جبکہ کوئی حصہ نین آخرت میں اور وہ چوکیا درست ہے اگر حریر کو اور کپڑے پہنا کر اور سیر
تو درست نہ تو یہ روایت ضعیف ہے قابل اعتبار اور بدو فوق نہیں **ص** مگر بقدر چار اون گل **ف** اس واسطے کہ روایت
کیا مسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہننے سے حریر کے مگر بقدر دو آنکشت یا تین یا چار
کے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے ایک جبہ میں سنہان حریر کی حتی روایت کیا او سکوا ابوہ و خود نے
اور بھی انہی کیا البودا کو کہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ماکہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے سے جو
حریر ہو لیکن نقش بجا ریشم کے اور سنہان ریشمی واسطے کپڑے کے تو کچھ قباحت نہیں ہے اور میں تو تمام ابو حنیفہ کے نزدیک
حالت جنگ اور غیر جنگ میں سب میں حریر پہنانا درست ہے اور صاحبین کے نزدیک جنگ میں ہرست بڑا لب غرور
کے اعم یہ جواب نسبت ہیں کہ ضرورت دفع ہو جائی ہے اس کپڑے کے پہننے سے جبکہ بابت ریشم ہو اور تانا سوت ہو و کلا **ف** اگر
اور درختا میں ہے کہ جس کپڑے نقش بجا ریشم کے ہوں تو بدو ہر آنکھ اگر چاہی سوئے کے چھو ل ڈیل بولے ہوں لیکن غریب
سب ماکہ چار اون گل سے بڑے درجہ مردوں کو درست نہو گا اگر کسی کا پردہ فراشی ہو تو درست ہے اور ازار بندہ ریشمی
مکروہ ہے اسی طرح ریشمی ٹوپی یا ریشمی دھیرہ وکیل کپڑے کے ٹکڑے میں اگر چاندی یا سونے کی چار اون گل تک ہو تو درست ہے
ص اور زے ریشم کے کپڑے کا ٹیکہ بنانا یا اس کا فرش چھانا درست ہے **ف** امام کے نزدیک اس لیے کہ منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے ایک تکیہ پر حریر کے ذکر کیا اسکو صاحب ہادیہ نے لیکن زبلی نے تصحیح میں کہا کہ یہ حدیث غریب ہے
دوسرے یہ کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فرش پر ایک تکیہ ریشمی تھا انہی کیا او سکوا ابن سعد نے طبقات میں اور صاحبین کے نزدیک
یہ بھی مکروہ ہے اور یہی قول ہر شافعی امام مالک کا درختا میں ہے کہ یہی قول صحیح ہے لیکن یہ تصحیح مختلف ہے مشہور کے اس لیے کہ
مستون اور شرح سے صحت قول امام کی واضح ہے **ف** واللہ اعلم **ص** اور جس کپڑے کا تانا ریشم ہو اور بابت ریشم ہو وہ تو اسکا
پہنا سلفا درست ہے **ف** اس لیے کہ اعتبار و حرمت میں ہانے کا یہ کہ وہ نقطہ تانے سے وہ بڑا نہیں کہ لانا واجب نہ تھا
اور بننا ہانے سے ہوتا ہے تو اسی کا اعتبار جو اصل ہے میں ہے کہ اس کپڑے کو اس لیے جائز رکھا کہ ہمت سے صحابہ کرام نے
پہنتے تھے اور نہ کہ تانا حریر کا ہوتا ہے اور بابت ہانے میں ایک جانور کے **ص** اور جس کپڑے کا تانا ریشم ہو اور تانا سوت
وغیرہ ہو تو اسکو ڈال میں ضرورت کے سبب پہنا درست ہے **ف** اور بابت ضرورت مکروہ ہے اور مکروہ ہے مردوں کو

چندین بار با من گفت
که با من گفت
من این سبب آنرا
بیان کیا در ۱۰۰
مستند مد ظلم

گسٹم کا رنگ اور عفران کا رنگ اور باقی سب رنگوں میں کچھ قباحات نہیں ہیں لیکن نر سب رنگ بعضوں کے نزدیک مکروہ تشریفی ہیں اور درختان میں ہر کسے رنگ میں نہ توں ہیں بخلاو ان اقوال کے ایک قول یہ ہے کہ رنگ سب ہر اور کچھ کچھ مخطوط ہو تو مکروہ بھی نہیں ہے ہر صر اور مرد کو زبور چاندنی اور سونے کا پہننا حرام ہے ہر مطلقا حربے وغیرہ حرب میں لیسے کہ روایت کیا ابو داؤد نے علی رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر لیا اور کہا کہ یہ دونوں چیزیں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور روایت کیا ترمذی نے ابی موسیٰ سے مرفوعا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا پہننا حریر اور سونے کا اور مردوں کے میری امت سے اور طلال کیا عورتوں پر اور ابی جان اس حدیث کو معلول کیا انقطاع اس لیے کہ اس کے ہاں میں ابی ہند ہر اور سونے ابو موسیٰ سے نہیں سنا اور احمد اور طحاوی نے مسلم بن مخلد سے بخبرون نے ابن عباس سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت نے سونا اور حریر حرام ہے ہر اور مردوں کے میری امت سے یہ عورتوں کے تو تمام احادیث میں صرف سونے کی حرمت منصوص ہے اور چاندنی کی سو قیاس کیا ہے حنفیہ نے اسے سکا سکا اس لیے کہ چاندنی کا حکم استعمال میں پہننے اور کھانے کے بعد نہ مانند سونے کے ہے جیسا اوپر گذرنا سو ایسا ہی پہننے میں ہو گا اور بعض علما کا مذہب یہ ہے کہ سونے کی حرمت تو کھانے اور پہننے اور پہننے میں مردوں کو مطلقا ہے اور چاندنی کی حرمت صرف کھانے کے اور پہننے کے حق میں ہے لیکن چاندنی پہننا مردوں کو تو درست ہے و طلال و بکی حدیث ہے مہمل بن سعد کی مرفوعا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شخص دوست کے ہات کو کہ اس کا ایک انگلیں آگ کا پھنایا باوے تو وہ اپنے ایک ہاتھ کو لنگھن ہوتا پھرتا لیکن چاندنی کی کھانے اور سب طرح چاہو تم اور اس کے نہا میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے اور اس کے معنی میں ہے وہ جو انرج کیا اور کھاتا ہے ابی قتادہ سے مرفوعا کہ چاندنی کھانے اور سب کھانے اور سونے کے ساتھ میں اور ابو داؤد ابن عباس سے منسلک اس کے روایت کیا اور رجال اور کتات میں و اللہ اعلم جیسے چاندنی سونے کے ساتھ کھانے اور پہننا حرام ہے ہر کہ کوں کو پہننا حرام ہے حنفیہ کے نزدیک اور بعض علما کے نزدیک درست ہے جب تک اگر کاسات برنگ نہ ہوئے چنانچہ اگر کسی نے آواز صرگرا گویا اور کمر بند و تلوار کا زبور چاندنی کا اور درست ہے بیخ سونے کی واسطے بند کرنے سونے لگینے کے اور طلال ہے عورتوں کو سب اور نہ انگوٹھی پہننے پتھر اور لہے اور پٹیل کی یعنی حلقہ ان چیزوں کا نہ ہو جو جو حلقہ چاندنی کا ہو اور ٹکینہ پتھر کا جیسے عقیق وغیرہ تو درست ہے کہ اگر کسی نے ان چیزوں کو گشتری پہننا اس واسطے منع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص پر لگوٹھی لپٹے کی دیکھا اور فرمایا کہ یہ زبور باطل نارا کا اور پٹیل کی دیکھا فرمایا کہ میں تجھ سے بتوں کی بویا نا ہوں روایت کیا ابو سکوا ابو داؤد ترمذی سنائی نے صر اور گشتری پہننا ہر گشتری کا یعنی اور سلطان کے لیے و یا جو کوئی بخل لکے کا مارا اور عمدہ لکھو ہوا سطر لکان لوگوں کو ان گشتری کی حرقت ضرورت ہو کر تھی ہر خلاف اور لوگوں کے ہدایہ صر اور و انت کو سونے سے نہ باندھے بلکہ چاندنی سے باندھے امام ابو حنیفہ کے نزدیک و اور محمد بن کے نزدیک سونے سے بھی لایا بس پر حسن ابو داؤد میں ہے کہ عمر فر بن سعد کی ناک جانی رہی دن اُحد کے سوا انھوں نے ایک ناک چاندنی کی لگائی سو وہ بوزوڑ گئی تو حکم کیا انگوٹھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا کہ لگانا میں ایک ناک سونے کی ہدایہ صر اس کے کو پہننا سونا اور حریر مکروہ ہے ہر اس واسطے کہ پہننا اور کھانا بھی حرام ہو گا اور پہننا نے طلال اس کے ناخوڑ چو

دن قیامت کے جسے شراب پینا حرام ہے تو پانی باقی ہو سکا حرام ہے غلاموں کو سونا دینا اور زنی سونا دینا وغیرہ یہ کہ انسان نما
کوڑیوں پینا ناباعث تلف جان اولی کا ہوتا ہے کہ اکثر چور بد معاش لوگوں کو قتل کر کے زبردستی لوٹا رہتے ہیں ص کچھ
نہیں ہر حال کا رخصا وضو کے پانی پوچھنے کے واسطے ناک کے زیت پوچھنے کے لیے ف اور بعضوں کے
نزدیک مکروہ ہر اس واسطے کہ امین ایک نوع کا تکبیر تو لیکن صیح یہ کہ اگر حاجت کے لیے رکھے تو مکروہ نہیں ہر اور چو
کبر و منجنت سے رکھے تو مکروہ ہے چار ازانوں میں کبر و منجنت سے مکروہ ہر اور بدوں اس کے مکروہ نہیں ہر کھانا و سدا
بن جیل سے مروی ہے کہ کما کہ مکھا سینے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب وضو کر چکے تھے تو نہ کو پوچھتے تھے اپنے
کپڑے کے کنارے سے آئینہ کیا اور مکاتوبی نے اور روایت کیا تو بی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ خدا واسطے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کپڑے سے پوچھتے تھے انھیں اپنے کو بعد وضو کے اور کہا کہ یہ حدیث تمام نہیں ہر اور ابو معاذ
راوی ضعیف ہر نزدیک اہل حدیث کے ص اور ثم ف ایضی وہ تا کا جوابات یاد رکھنے کے لیے اولی پر باز ہا
عابد تو یہ کارو نہیں ہر اس واسطے کہ محدث نہیں ہر تا ایک غرض صیح یعنی یاد رکھنے کے لیے ہر اور اسکو اس واسطے ذکر کیا
کہ بعض لوگوں کی عادت یہ ہے کہ تاکے باندھ لیتے ہیں مہمان پر سطح زرخیرین وغیرہ اور یہ مکروہ ہر جب عیث ہو تو مسند
نے کمدا کہ تم اس قبیل سے نہیں ہو لکن اصل اس حدیث تعویذ بان عربی مکروہ نہیں ہر اور جعفر بن یزید جو مکروہ ہر اگر تعویذ
میں آیت یا حدیث یا دعا جو تو پانچا نہ جاتے وقت اور اسکو اتار ڈالے اور قربت کے وقت بھی اتار دے عالمگیری

فصل دیکھنے اور ہاتھ لگانے اور وطنی کرنے کے بیان میں

مردم دے تمام اہمنا کی طرف بھیجے سکتا ہے مگر ان کے نتیجے میں ایک گھنٹوں کے بیچ تک وہ اس قدر ستر عورت ہر توان
امام کے نزدیک ستر میں داخل نہیں ہوا گوشتنا داخل ہوا اور شافعی کے نزدیک اسکے برعکس ہوا اور امام مالک کے نزدیک راسخ
نہیں ہوا اور احادیث متعلقہ اسکے کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکے علاوہ اسکے یہ جو کہ حسن بن علی نے اپنی ناف کھولی تو
ابو ہریرہ نے اسکو چوم لیا روایت کیا اسکو احمد نے مسند میں اسے معلوم ہوا کہ ناف ستر نہیں ہوا اور حضرت عائشہ
جبرہ سے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ ران عورت ہر روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور عبد الزاق نے انراج کیا مثل اسکے
اور او میں ہر کہ فرمایا آپ نے چسپا تو بی ران کو اسلئے کہ وہ عورت ہر پس یہ عقید میں شافعی اور مالک پر
صر اور اپنی زوجہ اور نوٹری کی جو اسکو حلال ہر وہ اسے دیکھ لگی جسکی وہی اسکو حرام ہر مثلاً مجوسیہ
اور مسکاتبہ اور بیشتر کہ اسکو حرام نہیں اور عمرہ بر صناع یا مصاہرت درختنا در صر فح تک بھی دیکھ سکتا ہر اسکا
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حفاظت کرتو اپنے عورت کی مگر اپنی زوجہ بانو ندری سے اور اسواسطے کہ اس سے
زیادہ مساس اور جماع درست ہر تو نظر بطریق اولی درست ہوگی لیکن بہتر یہ کہ عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے
اسلئے کہ حدیث میں آیا ہر جب کوئی اپنی زوجہ کے پاس جاوے تو چھپاوے جتنا ہو سکے اور دونوں برہنہ نہ ہوں
گورہوں کے مانند روایت کیا اسکو طبرانی معجم میں ابی امامہ سے اور ابن عدی نے روایت کیا کہ فرمایا حضرت عائشہ
جسوقت جماع کرے کوئی تم میں کا اپنی زوجہ سے تو نہ نظر کرے اسکی فرج کی طرف کیونکہ میں نفع بصر پیدا کرتا ہر۔

ابو-مخزومی

عالمگیری
طالع ۱۲۰۶
روز شنبت باطل
بغیر شنبت دیگر
نحو صورت بیان
از چه مظهر روز

اور اگر کسی شخص کسی عورت سے ارادہ نکاح کا کرے تو اسے باوجود عورت کے مخفیہ طیف دیکھنا اور دست نہ بوقت ملاقات نہ قضاے شہوت و اسلیقہ کر دیتا کیا ترغیبی اور نسلانی نہ وغیرہ بن شعبہ سے کہ جب انھوں نے چٹیا مرد یا ایک عورت کو نکاح کا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کچھ لے اور ملتا مرقم دونوں میں صلاح اور محبت سے ہے **ص** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتا دیا کہ عورت کو باطنیہ و **ف** دیکھنا درست نہ ہے اور جو خوف شہوت کے بسبب عینان کے کنگا فلا اھل **ص** تو دیکھنے کی طیب موضع مرض کو بقدر ضرورت کے **ف** ایسی حکم و احقان میں کہ عقد کرنے والا مقام عقد کو دوسرے مرد کے دیکھ سکے اور ایسا ہی حکم ہر دالی بنانی کا اور عقد کرنے والے کا اور حکم کا واسطے بغض دریافت کرنے اور چہرہ کے بے تین ہر گاہ کسی عورت کو دوسرے کا عینی بتا دیوے کہ بہتر ہے لیکن جب نہ لے یا بدلیت ہو تو دیکھنے کے **ص** عورت کو عورت سے اسی قدر دیکھنا درست ہے جتنا مرد کو مرد **ف** یعنی زیر ناز سے زانو تک ضرور ہے کہ عورت دوسری عورت کو مذکورہ پس ہمارے زمانہ میں اکثر عورتیں جو رواج ہے کہ باہر ایک دوسرے کے سامنے نہاتے وقت یا اور اوقات میں بالکل ہنگامی ہوتی ہیں بالکل حرام ہر ایک شوہر کو ان امور سے منع کیا ضرور ہے **ص** عورت کو مرد سے دیکھنا درست ہے اگر نہ خون ہو شہوت سے **ف** اور جو خوف ہلشک ہو تو درست نہیں درخت **ص** اور شخصی اور محبوب اور محنت عورت انہی کی طرف نظر کرنے میں شل مرد کے ہن **ف** یعنی جیسے مرد کو نظر کرنا عورت شہیمہ کی طرف درست نہیں ہے نہ یہ ہی ان لوگوں کو جو عورت کی طرف سے دیکھتے ہیں کہ وہ جسکے فوطے نکل گئے اور محبوب جسکا ڈانٹا گیا اور نہشت وہ جو مرد کو اپنے اوپر تاد کرے ان تینوں شخصوں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ نفسی کو شہوت ہو جائے اور باجماع کہ سکنا اور ترایا نہشت عاید نہ کرے نہ کسی کرنا مثلاً نہ تو نہ مباح کرے گا اس چیز کو جو حرام تھی پہلے اور محبوب بحق کر کے انزال کرتا ہے اور نہشت تو مرد و فاسق لیکن طفل نابالغ تو البتہ سستی ہر نفس کلام اللہ سے ہدایہ و تمنا میں ہے کہ وہ محبوب جسکی سنی خشک ہو گئی ہو تو عورت کو او سکے سامنے ہونا درست ہے لیکن جیسے سکوا جائز رکھا تو قلت امتحان اور قلت دیانت سے اور مخطاوی میں ہے کہ نہشت نہ لے اور نہ کچھ کہتے ہیں جسکے اعضا اور زبان میں عورتوں کے مانند نرمی ہو اور عورتوں کی او سکوا مطلق خواہش نہ ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک اسے نامرد کا اختلاط عورتوں کے ساتھ نہشت ہے لیکن اصح قول یہ ہے کہ اسکا بھی اختلاط جائز نہیں صراحتی نوٹری سے غزال کرنا اسکی اجازت کے درست ہے اور عورت حرہ سے باجماع اس کے درست ہے **ف** غزال اسکو کہتے ہیں کہ وہ طہی کرے تو جب قریب ہو انزال کے نہ کہ انحال لیوے اور فوج میں منزل نہ ہو و مردی اور ابو سعید خدری سے کہ ایک مرد نے کمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نوٹری ہے اور میں غزال کرتا ہوں اس سے او میں مکرہ جانتا ہوں کہ حاملہ ہو وہ اور میں چاہتا ہوں جو چاہتے ہیں مرد اور بیوہ کہتے ہیں کہ باہر انزال کرنا جیسے کو گانا ہے تو فرمایا آپ نے مجھ کو نے میں بیوہ اگر چاہے اللہ پیدا کرے اسکو جسکے پھیرنے کی نیت تھی نہیں دیتا کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور طحاوی نے اور راوی اس کے ثقات ہیں اور روایت کیا بخاری مسلم نے جابر بن عبد اللہ کہ ہم غزال کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور قرآن اور تراث تھا تو اگر یہ منع ہوتا تو البتہ قرآن اس سے منع کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ غزال کی غیر پونجی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سونہ منع کیا آپ نے اور روایت

کیا ابن ابی نعین اعطایکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا غزل سے عورت حرہ سے بغیر اذن اوسکے کہ

فصل استبر کے بیان میں

یعنی لونڈی کے رحم کی برات طلب کرنا اس طرح کہ ایک حیض تک انتظار کرے تا معلوم ہو جاوے کہ حاملہ یا نہیں ہر صبح جو شخص کسی لونڈی کا مالک ہووے خرید سے یا وصیت سے یا میراث سے اگرچہ وہ بکریو یا کسی عورت کے خرید کی گئی ہو یا غلام سے یا اوس لونڈی کے رحم سے جو ذی رحم ہو ورنہ وہ لونڈی اوتی پرگزرا ہو گئی ہوگی تو خرید کیونکر ہو سکتی ہر مثال رحم غیر ذی رحم کی جیسے ابن واطی یا اخ رضاعی ص یا صغیر کے مال سے تو مالک پر اوس لونڈی کی واطی اور وواعی واطی یعنی بوسہ مساس وغیرہ ص احرام ہونگے یہاں تک کہ اوسکا رحم کی صفائی عمل سے معلوم ہو جاوے ایک حیض آنے سے اوان عورت اُن میں جو ما نصف مین اور ایک مہینہ سے اوان عورت اُن میں ہنگو جن مہینہ آتا اور وضع عمل سے حاملہ نہیں ہوتی یعنی یکس دفعہ انتظار کرے ایک دفعہ ص اگیا تو معلوم ہو جاوے کہ حاملہ نہیں ہر اور جو نہیں آیا اور وضع عمل سے ہو گیا تو وضع عمل تک انتظار کرے اگرچہ اسلئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایسا نہ کرے اور پچھلے دن پر تو چاہیے اوسکو کہ نہ پلانے پانی وغیرہ کے کھیت میں یعنی حاملہ عورت اُن سے جماع نہ کرے اور نہیں حلال پر ایسے شخص کو کہ بچا کرے اوان عورت اُن سے جو قیدیہ پرگزرا لی مین اُن میں یا تاک کہ استبر اربہ اوٹکا روایت کیا اوسکو ابوہریرہ نے ورنہ مذی نے روایف بن ثباتہ انصاری نے اور شیخ کیا اوسکو ابن حبان نے اور حسن کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا احمد ابوداؤد اور دارمی نے ابو سعید خدری نے شیخ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حق میں اوان عورت اُن کے جو قیدیہ پرگزرا مین تمہیں غزوہ واطس میں کہ جماع کی جاوے حمل والا یا نہ یا نہ تاک کہ جنین اور نہ ہنگو حمل نہیں ہر میان تک کہ ایک حیض ہنگو آئیے اور صبح کیا اس میں نہ ہو تاک کہ نہ اوسکا ایک شاہد ہر ابن عباس سے سنن داؤد طبری میں کذا فی بلوغ المرام ص اور تہرہ مین ووضو شمار نہ کیا جاوے جہین اوسکا مالک ہو اور نہ وہ حیض جو حاصل ہو بعد ملک قبل قبض کے اور نہ وہ ولادت جو بعد ملک قبل قبض کے ہو وے اور واجب ہو گا استبر اگر اپنی مشرکہ لونڈی کا حصہ دوسرے شرکیت کے خرید لیوے نہ وقت لوٹ کے اوس لونڈی کے جو بچا لگتی تھی یا پچھلے اوس لونڈی کے جو منسوب تھی یا مستاجر و یا مہونہ تھی اور استبر مطلق کرے کا حیلہ امام ابو یوسف کے نزدیک درست ہر صبح معلوم ہو جاوے کہ مالک اٹل نے اس طہر مین اوس سے واطی نہیں کی ورنہ بیلہ کرے اسی کا فتویٰ ہر حدیث بخاری و صحیح اور امام محمد کے نزدیک نادرست ہر اور قول ابو یوسف یہ عمل کرے اگر اوسکا بالغ کی واطی نہ کرے اوس طہر مین معلوم ہووے ورنہ قول محمد علی کرے اور وہ حیلہ یہ کہ اگر اوسکے نکاح مین عورت حرہ نہیں ہر تو اوس لونڈی سے نکاح کرے اوسکو خرید لیوے ص اس واسطے کہ نکاح مین تہرہ واجب نہیں ہر اور اپنی زوجہ کو اگر خرید لیوے تب بھی استبر واجب نہیں اور یہ جو قید لگائی کہ اگر اوسکے پاس عورت حرہ نہ ہو سوائے کہ عورت حرہ پر لونڈی سے نکاح درست نہیں جیسا کہ گذرا ص اور جو اوسکے نکاح مین عورت حرہ ہر تو حیلہ یہ کہ کہ بالغ قبل خرید سے مشتری کے یا مشتری بعد بشر کے قبل قبض کے اوسکا نکاح ایسے شخص سے کرے

اور بالغ شخص اگر اپنا ختنہ آپ کر سکے تو بہتر ہے ورنہ اس کے لیے ایک لوٹری جسکو ختنہ کرنا اتنا ہموں خرید دین یا ختنہ سے بچنا
کر دین اور جو بیو ترین ہو سکیں تو ختنہ نہ کرے عالم یا نابہ کا پائون چھنا اگر کوئی چاہے تو وہ اپنے پائون کو بیچ دے اور ایک ایت میں بی بی کے بڑے بچہ کا
اور چھ منہ نہ اور اپنا ہاتھ چھنا جیسے بعض جہال کی عادت ہے وقت ملاقات کے کروڑ کی سچی طرح زمین کا چھنا تھا اور
سلاطین کے سامنے اور سجدہ کرنا اگر بطور تحیہ اور آداب کے ہر کونفسق اور حرام ہر اور اگر بطور عبادت یا تعظیم کے ہر تو کفر و
غیر خدا کے لیے تو ناسخ کرنا یعنی نہایت فحش اور جھکا حرام ہر اور عالم کی تعظیم کے لیے یا دوستا کی بیابا کی قیام و دست کو جب یہ لوگ
آویں اور کھنٹ کے نزدیک ممنوع ہر اور صاحبین مختلف اور زمین بیعضوں اور اور اور بیضوں کے مخالفت نکلتی ہر اور جھکا چھنا جانا
اور دلی کا چھنا دست ہر اور روزہ ناؤسکا پائون سے یا کھانا اوسکا چھری سے ممنوع ہے ﴿فَاللّٰہُ الْحَنَّانُ الرَّحِیْمُ﴾

فضل مکروہات بیع کے بیان میں

مکروہ ہے بیع آدمی کے گوہ کی اگر زکوہ ہو اور چوٹی کے ساتھ مخلوط ہو تو درست ہے جیسے گوہ کی بیع **ف**
اور لیا و سنی کی درست ہے **ص** صحیح قول میں **ف** نہ وہ قول امام محمد کا جو ہدایہ **ص** اور **ص** نہ یعنی آدمی کے
گوہ سے جو چوٹی کے ساتھ مخلوط ہو **ص** نفع بھی لینا درست ہے نہ ناس گوہ کے اگر ایک شخص مسلمان کا قرض
کا غیر رہتا ہو اور کافر نے شراب پیکر روپی او سکہ چل کیے تو مسلمان کو اپ قرض کے روپ اور ن شراب روپوں میں
لینا درست ہے اور جو مسلمان نے شراب پی او سکہ روپہ حاصل کیے تو صاحب دین کو او روپوں سے اپنے قرض
کے روپیہ لینا مکروہ ہے **ف** اس واسطے کہ مسلمان کو شراب جیسا حرام ہے اور بیع اسکی باطل ہے تو انسانی نہیں
حرام ہے کیونکہ **ف** اور جائز ہے **ص** ایشی کہ با صنف کی پابندی سونی سے اگر کافر دمی کا سب میں جاناف یہاں
نزدیک ہے اور مالک اور شافعی کے نزدیک مکروہ ہے اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا الْمَشْرُكُوْنَ جَنَسٌ وَكَلَّا يَفْقَهُ بَعْضُ
الْمَسْكُوِّنِ اَمْرًا لِّخَوْنِهِمْ يَكْنُزُوْنَ سِوَا ذَٰلِكَ فَكُنْ عَلٰى اَعْيُنِنَا صَدَقَ الْقَوْلُ اَللّٰهُ شَهِيدٌ
نہیں یہ سب بڑی عزت کو بعد دو سال کے بکا ہو او اس آیت سے بشارت ہے مسلمانوں کو اس بات کی کہ آس سال کے بعد
کفار قادر ہونگے اس مسجد کے داخل پر کفار **ف** اور دلیل امام کی یہ کہ روایت کیا ابو داؤد نے سنن میں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شقیف کے قاصدوں کو جو کفار تھے مسجد میں آوارا اور سزا دہا اور طبرانی میں بھی اسی مضمون کی روایت
موجود ہے **ص** اور دینی کی عبادت یعنی ہا پڑی کرنی **ف** اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت مریض کی کیا کرتے
روایت لیا اسکو صحاح ستہ والوں نے اور اس میں قیہ مسلمان کی نہیں ہے اور بھی روایت کیا بخاری نے کہ ایک یہودی
خوشت کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ بیا رہا ہوا آپ وصلی عیادت کو تشریف لیتے پھر فرمایا مسلمان
ہو جا سو وہ مسلمان ہو گیا تو حضرت نے فرمایا شکر بخدا کا جس نے اسکو دوزخ سے آزاد کیا **ف** اور جانور **ص**
کو خسی کرنا اور گدھوں کو گوریوں پر کھانا اسلئے جفتی کے **ف** اسلئے کہ حضرت نے خسی دہیوں کو زچ کیا قربانی میں
جیسا کہ اوپر گذرا اور اس میں منفعت ہے جانور کی اور سوار ہوے آپ خیر پر روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے تو اگر قبیل منع ہوتا
البتہ رسول ہوتا ہے آپ خیر پر **ص** اور حق **ف** شرمناک سے غیر ظاہر سے البتہ اس صورت میں جب کوئی طبیب

معنی دار حق کا
کود نکلوں کی بجز
منہ

وہیں تیرا ہوتا ہے لیکن اس شرط سے کہ ناز و نفرت نہ ہو جاوے اور وہیں شرط نہ ہو نہ جو ابھو جاوے اور وہ حرام ہے نص کلام اللہ سے
 اور ہم یہ کہتے ہیں اگر وہ شرط نہ ہو تو جب بھی اس میں صانع کرنا ہے عمر کا اور خیال باطل کا غلبہ یہاں تک کہ بھوک پیاس بھی
 مانی رہتی ہو تو اور اور موت کا کیا حال ہوگا وکیل اس کی مکر وہ ہونے کی یہ کہ وہ موہر اور ہر مہونا درست ہو مگر تین لموہر شرط ہے اور ان
 تین میں سے نہیں ہے بلکہ میں یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کھیل لا شرط ہے یا زور شیر کو تو گویا وہ سننے پناہ لگاتے
 سور کے خون میں ڈبو دیا کما زلیخی نے اس لفظ سے یہ حدیث غریب ہے اور موجود ہر صحیح مسلم میں یہ حدیث لیکن اوپر
 شرط ہے کا لفظ نہیں ہے اور روایت کیا یہ تھی نے شعب الایمان میں قاسم بن محمد سے کہ انھوں نے کہا شرط ہے کے بائین کہ یہ
 لموہر اور جو چیز غافل کہے ذکر انہی سے اور نماز سے وہی نہیں ہو سکتی حیرت کلام اللہ میں منصوص ہے کہ ص اور شرط ہے ہر موہر
 لعب ف جیسے لکھا ہے اٹھنا آتش بازی چھوڑنا آرائش شادی میں بنانا ص اور کلام کے کلے میں ملوث نہ لانا اور
 کلے کی زمین کو چھنا لیکر اڑے یا اور عا میں یہ لفظ کہنا مجھ بقدر العین سے شاک ف یا مقعد الغرض عرشک اول کے
 معنی یہ ہیں کہ عرش سے عزت اور بزرگی تیری وہ ابستہ ہے اور ثانی کے معنی یہ ہیں کہ عزت کی جگہ تیری عرش ہے وہ دونوں لفظ
 کہنا مکر وہ بھی اس لیے کہ لفظ اول سے حدیث عزت انہی کا وہم ہوتا ہے کہ کیونکہ عرش و فرش سب حادث ہیں
 اور عزت اور جلال انہی قدیم ہیں اور دوسری لفظ سے یہ غیوم ہوتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کا کائنات عرش پر ہے اور یہ قول مجسمہ
 مخدوم اللہ کا ہے جو اللہ کے لیے مکان اور جہت ثابت کرتے ہیں تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَرَّتَيْنِ کہ ابو یوسف نے اس کے
 عدم کو کہتے ہو گویا کہ اور اسی کو پسند کیا ہے فقیہ ابواللیث نے اس واسطے کہ یہ لفظ دعا مانوڑ میں وارد ہے جسکو روایت کیا یہ تھی
 نے عبد اللہ بن مسعود سے تو اس صورت میں لفظ غر صفت عرش کی ہو گا نہ صاحب عرش کی پھر صاحب غر خمار کہتے ہیں
 کہ زیادہ تر حقیقا اس کے حکم کے کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ یہ عاجز و اندر سے مروی ہے اور مخالف ہر اول آیات قطعیکے جسے نفی
 جہت اور مکان خداوند کریم کی ثابت ہوتی ہے ص اور مکر وہ کہ وہ عا میں یہ کہے بحق فلان یا بحق رسالت و انبیاء
 ف ایسے کہ رسل اور انبیاء اور ملائکہ اور اولیاء سب اللہ جانتے کے مخلوق ہیں اور مخلوق کا حق خالق پر کچھ نہیں ہے یعنی جو
 کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمتیں اور جزا میں عطا کرے گا اور کرے گا اسکو محض لطف اور عینایات خداوندی سے سمجھنا چاہیے
 ورنہ اللہ تعالیٰ کو کیا دینا نہیں آتا البتہ یہ لفظ دعا مانوڑ میں وارد ہے تو مراد اس جگہ حق سے حرمت اور عظمت اور
 جہا بہت پر نہ حق و جہا ہی ص اور مکر وہ کہ قرآن شریف پر بعد روض س آیتوں کے علامت بنانا یا انہیں اعراب دینا
 ف اس واسطے کہ ابن مسعود نے کہا خالی کرو قرآن کو یعنی قرآن میں اور کوئی نیز ملا کر لکھو روایت کیا اسکو ابن ابی
 نے مصنف میں ص مگر اہل عجم کو درست ہے ف اس واسطے کہ یہ لوگ اعراب زبان عرب کو پہچان نہیں سکتے تو جہا
 واقع ہوگی اعراب نہ لکھنے میں اور قرآن کا حفظ اور تلاوت متروک ہو جاوے گا ص اور مکر وہ کہ بند کر رکھنا آدمی اور جانور
 کی خود کو اوس شہر میں جان پر روکنا نہ کرتا ہو ف اس واسطے کہ حدیث میں ہے الجالب مکر و ذوق والمحتک ملعون
 یعنی غلام نے والا اسے شہر والوں کے زور دیا گیا ہے یعنی خدا سے تعالیٰ کو مکر و دیکھا اور غلام دکنے والا ملعون ہے ورنہ
 کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر بن ابی اسد نے مسند میں ابن عمر سے کہ جس شخص نے بند کر رکھا فلاں کو گون سے

چالیس دن تک تو وہ بری ہو اللہ سے اور اللہ بری ہو اس سے اور مراد یہ ہے کہ غلام خرید کر کے اس کو رکھ چھوڑے اور مجلس خدا کے ہاتھ نہ بیچے اس نظر سے کہ جب گران یا قبط ہو گا تہ چین گئے تو حال یہ ہے کہ تجارت غلے کی کرنا خوینین ہے اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ ان کا کچھ غلے پر خضر نہیں ہے بلکہ جس چیز کے شکنے سے عامہ خلانق اور خیر پونہ ہے تو اس کو اٹھا لیتے ہیں اور حضرت سے مروی ہے کہ کپڑے میں اشتکات نہیں ہے اور میت بمس کی بعضوں کے نزدیک چالیس دن میں اور بعضوں کے نزدیک ایک سہ ماہ لیکن یہ میت دنیا کے احکام کے اعتبار سے ہے اور آخرت کی نظر سے گنگا بیگا اگر چہ تھوڑی مدت میں کسی کے اوزار ہرگز قاضی محکم کو حکم کرے کہ چوپائے اور اہل عیال کی قوت سے فاسل ہو اس کو بیچ لے تو اگر نیچے تو اس کو قہر دیوے اوصحیح یہ ہے کہ اگر وہ نہ بیچے تو قاضی جبراً اس کو بیچ لے گا **فَاِنْ هَلَاكَ اَصْلُ صَاحِبِ الْمَالِ** نہیں مکر وہ ہر دو اس کو رکھنا جو اسلی زمین میں مناس پیدا ہو ہوے یا دوسرے شہر سے اس کو لایا ہو **وَف** اور ابو یوسف سے کہنے کے نزدیک بھی مکر وہ ہے کہ اگر **فَاِنْ هَلَاكَ اَصْلُ صَاحِبِ الْمَالِ** اور عالم اپنی طرف سے کوئی نرخ مقرر نہ کرے کہ اس سے گھٹنے اور بڑھنے نہ پاوے **وَف** بلکہ خیر چھوڑ دیوے **ص** مگر اس صورت میں کہ خیر فروش بہت قیمت بڑھا لیا ہو تو لوگوں کی صلاح اور شور و سے نرخ مناسب مقرر کر دیوے **وَف** اس واسطے کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن مالک سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نرخ گران ہو گیا سو ہمارے واسطے نرخ مقرر کر دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نرخ کرنے والا ہے اور بندہ رسول اللہ اور کسان پیش کرنے والا ہے میں چاہتا ہوں کہ نہ اسے ملوں اور تم میں سے کوئی شخص مجھے مدعا لے کر کسی مظلوم یا غنی کا کام ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور دررمی اور ابوداؤد علی بن موسیٰ نے اپنی سندوں میں اس کو روایت کیا ہے **وَفَاِنْ هَلَاكَ اَصْلُ صَاحِبِ الْمَالِ** مسائل **مَلِكٌ غَيْرُ نَبِيٍّ صَاحِبِ الْمَالِ** اگر وہ بالاسقلال درود نہ بھیجے اور ساتھ ملا کر کہہ سکتا ہے کہ آواز بلند کرنا ذکر اور دعائیں مکر وہ ہے کہ بوتران کا پالنا استیناس زردی رشت کے لیے درست ہے اور اوٹکا اوزان یا مرغ لڑنا حرام ہے کہ بوتران اگر حیثیت پر چڑھے عورت مسلمان کو دیکھتا ہو تو یا بھیلے مار کے لوگوں کے شیشے توڑتا ہو تو تعزیر دیا جاوے تو نہایت سختی سے منع کیا جاوے پھر اگر باز نہ آوے تو تعزیر دیا جاوے اور کہہ تراوے کے فوج کر لے جاوے یا غنی خرید کر کے چھوڑ دینا درست ہے اور بعضوں کے نزدیک مکر وہ ہے اس واسطے کہ صنایع کرنا یا مال گھوڑ دوڑ درست ہے اگر شرط یک طرفہ ہو اور دوسرے اگر وہ دونوں جانب شرط ہو مگر جب تیسرے شخص بھی شریک ہو جاوے اور دوسکا گھوڑا اس طرح کا ہو کہ اس کے بڑھ جانے کا احتمال ہو پھر اگر اس تیسرے کا گھوڑا بڑھ گیا تو وہ دونوں شخصوں سے مال مشروط ہوے اور ان دونوں شخصوں میں جو بڑھ جائے وہ دوسرے سے مال مشروط ہوے اور وہ دونوں تیسرے سے بڑھ گئے تو کچھ زمین گے اور شتی کرنا بقصد حصول قوت اور جہاد جائز ہے اور بقصد بازی مکر وہ ہے کہ قصص کا ذیہ اور احادیث دروغ کا ذکر مکر وہ ہے تاکون اترا نہ مستحب ہے دن جمعے کے بعد نماز کے مگر جب بہت بڑھ گئے ہوں اور غازی کو ناخون اور موٹھیں بڑھانا چاہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناخون کرنا شروع کیے دابن ہاتھ کے انگشت شہادت کاوی کی جھجکیا تک پھر بائیں ہاتھ کی جھجکیا سے دابن ہاتھ کے انگوٹھے تک توے بڑھ موندنا اور منانا ہر جمعہ میں افضل ہے اور بندہ رحیم دن بھی جائز ہے اور چالیس دن سے نہایت گوار نامکر وہ ہے کہ داڑھی ایک مٹھی رکھنا مستحب ہے اس کو چوڑھے اس کو قطع کرے تو بچپن کو تیرا یا منڈائے اگر گوار

تو اگر کلب بالا کے کنارے کے بڑے بیڑے جو زمین عورت کو سر کے بال کے ساتھ حرام ہے ایک شخص نے ملکہ میں کتبہ کر کے لے لیا اور ایک نے عمل کرنے کے لیے نوازل میں داخل ہو کر باہر تہ کو کرنا علم دین کا ساری رات بلگے اور عبادت کر کے بہتر بن گیا۔ زمین کے علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا جائز ہے اگر مرد مہو قاضی پر چمکے زمین اور شخص جو زمین میں بیٹھا ہے انتظار کرے اور قرأت قرآن میں مشغول ہو اور نہ کرے حکم کی وقت اور اذان و قیامت کے حال میں جو اس کا دینا واجب نہیں اور کیوں کے کان میں کچھ نہ سنیں اور بعد از قیامت کے پھر میت کا نقل کرنا جائز ہے البتہ قبل قیامت کے بعض کمزور کی جائز ہے مشورہ کے دن نہ خوشی کرے نہ سوگ کرے اور قرآن کے پڑھنے سے سننا اور سنا کر یا وہ نور کو کہ اللہ صلا اللہ علیہ وسلم

ص کتاب احواء الموات ف

یعنی نیا آباد زمینوں کے آباد کرنے کے بیان میں ص موات وہ زمین ہے جس سے نفع حاصل نہیں ہوتا پانی نہ ہو یا پانی کی کثرت سے سبب سے یا مانند اسکے اور سہا ہے ف مثلاً زمین بہت نادر ہو گئی یا شور ہو گئی کھڑا فی الاصل ص اور قیامت کسی کی ملک نہیں ہو یا ملک ہو یا اہل اسلام کی لیکن ایسا کہ کوئی ملک معین نہیں معلوم ہوتا اور سستی سے اس قدر دور ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائے آبادی سے پکار کر دوزار سے تو اس زمین میں آواز نہ پہنچے ف امام محمد کے نزدیک جو زمین ملک ہوگی کسی سلطان یا ذمی کی تو وہ موات نہیں ہے پس اگر وہ ملک مالک معلوم ہو تو وہ مملکتیں کی ہے اور جب اس کا مالک ظاہر ہو تو وہ مسکود کی جاوے گی اور نقصان میں کا جو رامت کے سبب سے ہو تو وہ مزارع کو دینا یا کھجور اور دھڑونا آبادی سے فیض کی ہوگی نے محمد نے کھڑا فی الاصل ص جو شخص ایسی زمین کو آباد کرے گا تو وہ زمین اسی کی ملک ہو جائیگی اگر امام کے اذن سے ہو گا جو وہ شخص ہی ہو اور جو غیر اذن امام کے معویے تو مالک نہ ہو گا ف یہ تہذیب ما و صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک امام کا اذن شرط نہیں ہے کھڑا فی الاصل ص دلیل اُنکی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شخص آباد کرے وہ اذن زمین کو تو وہ زمین اسی کی ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور حسن کہ اس کو ترمذی نے اور کہا کہ روایت کی گئی یہ حدیث مسلسل درود ایسی ہی ہے اور اختلاف ہے اس کے صحابی میں تہذیب جاہر کہتے ہیں اور بعضے عایشہ اور بعض عبد اللہ بن عمر اور راجح قول اول ہے اور روایت کی بخاری نے عروہ سے انھوں نے عایشہ سے کہ فرمایا حضرت علی ان ملکہ اور اسلام نے جو آباد کرے کسی زمین کو اور وہ کسی کی ملک نہ ہو کہ سو وہ زیادہ مقدار ہے اس کا کہ عروہ نے یہی فیصلہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ روایت کی طبری نے معاذ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے واسطے کسی شخص کے کوئی چیز کہ وہ جس سے اس کا امام خوش ہو اور اوپر کی حدیث محمول ہے اسی صورت پر جب اذن امام کا ہو تو وہ زمین میں جائز ہے آباد کرنا اور زمین کا جس کا پانی بہت گیا ہو لیکن وہاں آسکتا ہو البتہ اگر ایسا پانی منقطع ہو گیا ہو کہ پھر اس کا عود نہ ہو سکے تو آباد کرنا اس کا درست ہے اگر زمین موات امام کے اذن سے لی اور زمین چتر حد بندی کے لگا کر زمین برس تک اس کو آباد نہیں کیا تو امام اس سے زمین لیا تو اس کے حوالے کے اور جس نے ایک کو ان زمین موات میں کھودا امام کے اذن سے خواہ وہ کونساں عین کے لیے ف یعنی پانی اور زمین سے باہر سے بھا جا رہا ہو اور اس کے اس کے گرد بیٹھ کے پانی پیتے ہوں ص یا مانع ہوں ص یا مانع وہ کونساں ہے جس پانی بھر جا رہا ہے انہوں سے کہتے چنے کے لیے ص لوگ اگر دوس کونین کے چائے

عظام ہیں مثل انگٹا جتنا گھمراہ وغیرہ **ص** اپنی زمین کو سپنجے یا اوسین سے ایک نہرا پنی زمین کی طرف لٹکے سپنجے کے لیے یا پتلی کے لیے اگر عامہ تعلق کو اوس سے مضرت نہ پہنچے اور غیر کی نہر یا کاریز یا کوئین سے جائز نہیں کہ اپنے جانوروں پانی پلاوے اگر خراب ہونے کا خوف ہو بسبب کثرت جانوروں کے یا اپنی زمین کو سپنجے یا درخت میں پانی ٹٹالے مگر اوسکی اجازت سے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ گھر سے پانی بھر کر لے گھر میں لاکر درخت یا سبزہ میں لے کر صبح تو تر و خروار اور بعضوں کے نزدیک یہ بھی درست نہیں بلکہ ایک کے اذان سے اور عارضہ اور غیر میں اسی قول کو اس کا ہر خطا و قص جو نہر کی ملکیت میں ہو اسکی کھدوائی میں میت الہال میں سے دیجاوگی اور اگر میت الہال میں روپیہ ہو تو عیاں سے کی جاوگی **ف** اور اگر وہ ندین تو تمام اوسے جبرائیل سے عیسے مبارک شکر اسلام کہ اسے جھڑی **ص** اور جو نہر ملک ہو تو نہر دونوں سے لی جاوگی نہر کے اوپر کی جانب سے نہ صرف پانی پینے والوں سے **ف** یعنی جو اوس نہر میں پانی پیتے ہیں اوسے کھدوائی نہ لیاوگی اسلیکے کہ وہ نہر کے زمین میں **ص** اور جس شریک کی زمین سے کھودنے والے نہر جاوے گئے تو اوس پر باقی نہر کی کھدوائی لازم ہوگی **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک نہر کے زمین کے شریک کو پانی کی اوس نہر کی کھدوائی مقرر کر کے حصہ سب سے لی جاوگی **ص** صیح ہر دعویٰ شریک بغیر دعویٰ زمین کے **ف** ایسے حسان یا ایسے کہ کبھی پانی کی باری کا آدمی مالک ہو یا زراعت اور کبھی زمین بیٹا یا جانی ذرا و شرب بالغ کے لیے رہتا ہو گا **ف** الاصل **ص** ایک جماعت نے شرب میں جھگڑا کیا تو بقدر راضی ہر ایک کو تفسیر کر دینگے اور اوپر کی جانب والا نہر و زمین سکتا اگر نہر اوسکی زمین سے لیا نہیں ہو تو بغیر رد کے پٹے لگا کر اوس کا کی نہر سندی سے اور کوئی اوس نہر میں سے دوسری نہر نکال نہیں سکتا یا اوس پر ملکی کھڑی نہیں کر سکتا یا وہ لالہ یا پناہ نہیں سکتا نہ شرب کی اجازت سے نہ البتہ اگر پانی اپنی ہی ملک میں سکھے **ف** اسطر سے کہ پٹن نہر اور دونوں کنارے اوسکے ملکوں ہوں اور دوسرے نہر کے طرف پانی بہانے کا حق ہو گا **ف** الاصل **ص** اور نہر اور پانی کو اوس سے نہر نہ پہنچے تو بہہ سکتا ہے اسی طرح نہر کے مذکور کو چڑا نہیں کر سکتا یا اگر نہر کا پانی بطور سوراخوں کے منقسم تھا اور وہ دونوں کے حساب سے بانٹے تو یہ نہیں ہو سکتا یا اوس زمین میں پانی لیا جائے جہاں کی باری مقرر تھی حق شرب ہو گا اور اوس سے نفع اوٹھانیکے لیے وصیت بھی ہو سکتی ہے اور اوسکی بیع یا اجارہ یا مہربا تصدق یا مہربا بدل یا صلح نہیں ہو سکتا اگر ایک شخص نے اپنا کھیت پانی سے بھرا **ف** موافق عدل کے ورنہ ضمان ہو گا حدیث **ص** اور اوس سے دوسرے کی زمین میں تری ہو چکے نقصان ہو یا اذوب گئی تو ضمان نہ لیا اسی طرح اگر دوسرے کے خرب سے اپنی کھیتی پہنچی تو تاوان نہ لیا **ف** اوسے کہ شرب غیر متقوم ہے اور یہی قول ہے امام خواجہ زادہ کا اور جامع صغیر زبیدی میں ہے کہ ضمان ہو گا در مختار میں ہے کہ فتویٰ قول اول بہرہ و استدلال

کتاب الاشربة

یہ کتاب ہے شربوں کے احکام کے بیان میں حرام ہے خمر اور وہ کچا پانی ہے انکسور کا جب وہ جوش مارے اور جھاگ اٹھاو اور نشہ کرنے لگا اگر یہ قلیل ہو **ف** یا کثیر ہو یعنی ایک قطرہ بھی اوس کا حرام ہے اسلیکے کہ وہ جس عین پر مثل پنبہ کے قرار ہوا اللہ تعالیٰ نے عمر کے حق میں **اِنَّهُ رَجِسٌ** یعنی وہ پلید ہے شیطان کا کام ہے اور احادیث میں

حرمت میں بکثرت وارد ہوئی ہیں روایت کی حاکم اور ابو داؤد نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے لعنت کی خمر پر اور اسکے پینے والے پر اور اسکے پچھنے والے پر اور اسکے پلانے والے پر اور اسکے اٹھانے والے پر اور اسکی قیمت کھانے والے پر اور اسکے بائع پر اور خریدار پر اور روایت کی امام ابو حنیفہ اور نسائی اور داؤد طحاوی نے ابن عباسؓ سے کہ خمر حرام ہے قلیل اور کثیر اور کھا اور شراب بقدر مسک کے یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور باقی اسکے نزدیک جو چیز عقل کو زائل کر دیوے اور نشہ لائے وہ خمر و لیل و نکی حدیث پر اندرستہ کی ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسکر مکر اور روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت عائشہؓ نے خمران و دوزخ و ناس سے ہولناک ہے یعنی انگور اور کھجور سے صاحب ہدیہ نے دلیل امام کی یہ بیان کی ہے کہ خمر بافتان اہل لغت انگور کے پانی کو کہتے ہیں اور حدیث اول میں بھی بن سعید نے ظن کیا ہے اور حدیث ثانی سے بیان حکم منظور ہے نہ بیان معنی خمر اور نہ حدیث نے اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ حدیث ابن عمرؓ کو اخراج کیا شیخان اولیٰ و ثانیہ نے پس یہ اعلیٰ مراتب صحیح میں ہوئی اور طعن یہ بھی بن سعید کا اس حدیث میں ثابت نہیں ہے کہنا زلیعی نے تخریج ہادیہ میں کہ معنی اس ظن کو کسی کتاب حدیث میں نہیں دیکھا اور یہ نہ سنت مختلف میں خمر کی حقیقت میں بعض نے خاص کیا ہے انگور کے پانی سے اور بعض نے ہر مسکر کو عام سمجھا ہے اور قاسم بن قول ثانی کو صحیح کہا ہے اور دلائل اسکی سخت کے بہت ہیں ایک قول حضرت عمرؓ کا کہ ہر مسکر ہر دوزخ و جماعت صحابہ کے کہ خمر بائع چیزوں سے ہوتا ہے انگور اور کھجور اور نشہ دار گیہوں اور جو سے اور خمر وہ ہے جو زائل کرے اور دواہاب یوسف عقل کو زائل کیا اور مسکر بخاری نے اس ظاہر پر کہ عرفہ اور صحابہ کرام عاب و عابا اور اعلیٰ باللسان تھے دوسرے روایت کی بخاری نے اس سے کہ صیدقت خمر عام ہے سو فوہ انگور کا قلیل تھا اور اکثر خمر کھجور کا تھا تیسرے روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماسیہ نعمان بن بشیرؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکھوں سے خمر ہوتا ہے اور جو سے خمر ہوتا ہے اور خمر سے خمر ہو جاتا ہے اور انگور خشک سے خمر ہوتا ہے اور شہد سے خمر ہوتا ہے اور اکون لوگون میں سے جھونے سے خمر ہوتا ہے اور اطلاق کیا خمر غیر انگور پر غدا علیؓ اور سعد ابن عمرؓ اور ابو موسیٰؓ اور ابو ہریرہؓ اور انسؓ اور ابن عباسؓ اور عائشہؓ میں صحابہ سے اور بن سعید بن مسیب اور حسن اور سعید بن جبیرؓ پر اور ولول میں کہا تھا وہی نے کہ جب تعارض واقع ہوا حدیث ابو ہریرہؓ اور حدیث نعمان اور حدیث ابن عمرؓ میں کہ جب خمر عام ہو ایسی میں حق خمروں میں سے کوئی خمر وہاں نہ تھا روایت کیا ابوسکو بخاری نے اور صحابہ اسکی تعریف اور مامہیت میں مختلف ہو گئے چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے تحقیص کی خمر کی ساتھ انگور کے اور اہل لغت نے بھی اختلاف کیا تو ائمہ متفق علیہ نے درمیان ائمہ کے اسی قدر پایا کہ انگور کا جوڑا ہوا پانی جب شدید ہو جاوے اور جوش اور جھاک مارنے لگے تو وہ خمر ہے تو اسی کو اختیار کیا ہم نے اسلئے کہ امر حرمت کا عظیم ہر جیسے امر علت کا یعنی حرمت خمر کی تو قطعی ہے اور منکار اسکی حرمت کا کافر ہے بر غلاف اس کے جو کہ شہرہ کی حرمت کا سنگر ہووے اسلئے احتیاط ضرور ہوئی کہ خمر کے معنی مختلف فیہ کو چھوڑ کر اترفق علیہ کو خمر قرار دیا اور اس کے سنگر حرمت کو کافر ٹھہرایا اور سوا اس کے اور مسکرات بھی حرام ہیں لیکن حرمت ابونکی معنی ٹھہری واللہ اعلم بالصواب صر اور جھاک دینا شرط ہے امام عظمہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جب شدید ہو گیا تو مسکر ہو گیا اب جھاک اٹھانا ضرور نہیں ہے بلکہ خمر کا علین

حرام ہے اگر چہ قلیل ہو اور بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ بقدر سکر و سمن سے حرام ہے **ف** لیکن یہ قول مردود ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو جس فرمایا ہے جیسا کہ گذر اوروں سے جماع ہمت کا ہو گیا کہ اگر الاصل **ص** پھر خمر کا سکرانے والا کافر ہے **ف** اس لیے کہ سکر ہر نفس طبعی کا ہلاک ہے **ص** اور خمر کا تقویم یعنی قیمت دار ہونا مسلمان کے حق میں ساقط ہے و مالیت ہو سکی **ف** تو اگر خمر کسی مسلمان کا تلف کر دیا تو ضمان لازم نہ آوے گا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی خمر کے پانی اور اس کی خمین کھانے والے پر اور روایت کی مسلم نے اور محمد نے انا میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے حرام کیا خمر سو اس سے حرام کیا اس کی بیع اور خمین کھانے کو **ص** اور حرام ہے مسلمان کو نفع اٹھانا خمر سے **ف** اس لیے کہ انتفاع نہیں حرام ہے و مختارین جو کہ خمر کا جانوروں کو پلانا یا اس سے مٹی تر کرنا دیوار بنانے کو یا اس کا دیکھنا تھا کے واسطے یا دو امین اور کاؤ الٹا یا تیل میں یا کھانے میں یا اسکے سوا اور طر سے استعمال کرنا یا اکل حرام ہے مگر سر کرنا یا پینا یا اس کے خوف سے پینا یا بقدر ضرورت دہشت ہے اور جو ضرورت سے زیادہ پیے گا تو اس سے حد مایہ جاوے گی **ص** اور جو کوئی خمر کو پیے گا اگرچہ اس کو نشہ نہ ہوے لیکن حد مایہ جاوے گا **ف** چنانچہ دلیل اس کی کتاب محمد بن کندی اور سوا خمر کے اور شربون کے پینے سے حد نہ چڑھے گی جب تک نشہ نہ ہوے لیکن محمد بن کندی کے نزدیک چڑھے گی اور اسی پر فتویٰ ہے اس زمان میں عالم گدی **ص** اور خمر کو اگل پیکانے سے اس کی حرمت بن جاوے گی **ف** اس لیے کہ بعد خمر جو جائز ہے پکانا مٹو نہیں ہو سکتا **ص** اور نہ پکانا نہ ہو سکتا کہ خمر کا **ف** تو درست ہے کہ اس طرح اگرچہ وہ خمر کہ جو جائز ہے اور شافعی کے نزدیک جائز نہیں و لیس شافعی کی حدیث ہے اس کی بی علامت ہے کہ پھر پنا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کچھ تیرے عوام کا خمر میرے پاس ہے تو آپ فرمایا کہ ہاں اسے اس کو بٹو کہلائیے کہ سر کرنا ہوں اس کا کہا آپ نے میں نے کہتے ہیں کہ یہ حدیث قریب تر ہے اس زمانے کے جب خمر حرام ہوا تھا اور اہل میں آپ نے اسے نفرت دلانے کے شراب کے برتنوں کا مثال بھی منع کر دیا تھا بعد اسکے بالاتفاق درست ہو گیا اسی واسطے شافعی نے بھی ایک قول میں یہ سر کرنا جائز کہا ہے دوسرے یہ کہ حضرت نے فرمایا اچھا سالن سر کر کہ روایت کیا اس واسطے کہ جاریست اور سر کر کہ اس حدیث میں مطاق ہے یہ ہے کہ علت حرمت خمر کی سکر تو سب کے زائل ہو گیا تو حرمت بھی جاتی ہے کی چھرب خمر سر کر ہو گیا تو جو ان تک سر کر جو ان تک تین پاک ہو گیا اور اس کے اوپر کچا نب بھان سے خمر ٹھٹ گیا تو جو پاک ہو جاوے گا بھی مفتی ہے کہ اولیک روایت میں پاک ہو گا مگر جب وہ سر کر وہاں والا جاوے گا تو علی الفی پاک ہو جاوے گا ہلاک ہے **ص** اس طرح حرام ہے ہلاک یعنی قتل کرنا پانی جب پکایا جاوے اور وہاں سے کم بلایا جاوے **ف** ہلاک اس واسطے کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ شاربہ ہر اونٹ کی ہلاک ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہلاک نام باذن ہے اور جو ضعف بل جاوے تو اس کا منصف ہے یہ دونوں لغو لڑائی کے نزدیک مباح ہیں اور ایڈر ربعہ کے نزدیک حرام ہیں **ص** اور سکر یعنی کھج کاپانی اور شکر ٹلو کاپانی جینے جو شکر اور شکر پیدا ہو جاوے یعنی ہلاک اور سکر اور قلعہ یہ جب بھی حرام ہیں کہ ان میں جو شکر نہ پیدا ہووے اور شکر یک بن عبد اللہ نے نزدیک کر درست ہے اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تَحْنِثُ لَوْ كُنْ حَنْدَسُكُنْ لَوْ كُنْ حَنْدَسُكُنْ اور ہماری دلیل احادیث اور جماع صحابہ کا ہے اور اس کی حرمت پر اور یہ آیت ابتدا اسلام کی ہے جب خمر حلال تھا اور بعضہ ان نے کہا کہ طلب اس آیت کا یہ ہے کہ کھجور سے تم سر کرنا نہ ہو اور زرق حسن کو

ترک کرتے ہو حدیث **ص** اور نجاست انکی غلیظہ **ف** اور ایک روایت میں غلیظہ **ص** لیکن بت
 انکی طہنی ہے تو سنکر اوسکا کافر ہوگا اور عمر کی حرمت قطعی تو سنکر اوسکا کافر ہوگا اور درست ہے مثلث انگور کا اگر چہ اوس میں شدت
 ہو جو **ف** یعنی سکر پید ہو جو مثلث انگور کا اوسکو کہتے ہیں لاکو کا پانی لیکر کچا یا جو یہاں تک کہ اوسکی روٹھانی
 میں جاوے اور ایک تمالی ردہ جاوے پھر اوسکو کھ چھوڑن یہاں تک کہ اوس میں شدت ہو جاوے اور جھاک اٹھنے لگے
 سہی تھیں اگر اوس میں یہ بدلانے کے پتلا کرنے کے لیے تھوڑا سا پانی ڈال دیکر پکاوین اور اوسکو کھ چھوڑن اور درست
 ہے مثلث امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک اور محمد اور شافعی اور مالک کے نزدیک بالکل حرام ہے اور علاوہ تحقیق اسکی
 نامہ اور مختار میں ہے کہ پنا مثلث کا کیا صحابہ سے ثابت ہے **ص** اس طرح حنبلیہ کچھ کھ کھایا انگور خشک کا جب تھوڑا سا پکا لیا جاوے
 اگر چہ اوس میں شدت ہو جاوے لیکن ابن نمون کا استدلال تک پنا درست ہے کہ شکر ٹکڑے اور لہو و لکڑے تھوڑے تھوڑے بلکہ قوت کے لیے استعمال
 کرے **ف** ورنہ امام کے نزدیک بھی حرام ہے ذیل امام غزالی کی حدیث پر علیؑ کی کہ فرمایا حضرت نے حرام کیا اللہ
 نے خمر کو بالکل اور اور سائر کو بقدر شکر وایت کیا اوسکو عقلی نے اوسکا لکڑا وین اسکی عبدالرحمن مجبول ہے اور حدیث
 اوسکی غیر محفوظ ہے البتہ یابن عباس سے موقوفہ مروی ہے روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ اور دارقطنی نے جیسا گذرا اور روایت کی
 سنائی نے مات کو مثلث کی حضرت عمرؓ سے تو حرام امام کے نزدیک صرف آخر کا پنا ہے جس سے نشہ ہو اور محمد اور شافعی
 اور مالک کے نزدیک یہ سب حرام ہیں قلیل و کثیر ان کا اسلئے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کا کثیر مسکر ہووے
 اوسکا قلیل بھی حرام ہے روایت کیا اوسکو احمد اور چارون عالمون نے جابریہ سے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے اور
 کی ابو داؤد اور ترمذی نے عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کا ایک ذرت مسکر ہووے تو اوسکا ایک
 انت خمر بھی حرام ہے اور بت سے علما نے فتویٰ دیا ہے محمدؐ کے قول پر اس زمانے میں کیسے کہ فاسق ان چیزوں کا استعما
 کرتے ہیں واسطے سکر کا اور شاید امام غزالی کو یہ حدیث نہیں پہونچیں **ص** اس طرح درست ہے کہ خطیان
 ترقی ہو اور نگور خشک کو لاکھلو وین اور تھوڑا سا پکا کر اوسکو چھوڑ دین تک جس طرح ہمارے اور شدید ہو جاوے اور اوسکو
 پیے بغیر لہو و لکڑے **ف** ذیل حالت کی وہ حدیث ہے جسکو ابن ماجہ نے روایت کیا عائشہؓ صدیقہ سے کہ پڑھی بھرت
 و زنی بھرا لگو خشک جھگڑتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے سو بیچ کو کہتے تھے تو انہیں کو اوسکو پیتے تھے اور جو شام کو
 تیرا کرتے تھے تو آپ صبح کو اوسکو پیتے تھے اور محمد بن الحسن نے کتاب الاثامین پلا نا ابن عمرؓ کا ابن زیاد کو خطیاتان روا
 کیا ہے اور وہ جو حدیث جابر بن جبر میں جسکو روایت کیا ہے درست ہے مانعت اسکی منقول ہے تو محمول ہے اور پر استدلالے اسلام کے
 ہدایہ **ص** اسی طرح درست ہے کہ شکر و زنجیر اور کیون اور جو اور جوڑ کا اگر چہ پکا یا نہ جاوے بغیر لہو و لکڑے
ف امام کے نزدیک ہر مین ہر لکڑے پینے کے کو حد نہ ٹھیکے اگر پیست ہو جاوے اور محمدؐ کے نزدیک حرام میں اور یہی
 مفتی ہے اور اوسکے مینے والے کو حد ٹھیکے کہ **ف** فی الدال الخمار **ص** اور درست ہے کہ سکر بنانا خمر کا اگر چہ کوئی چیز اوس میں
 ڈال کر پنا ہے اور بنید دان تو بیون اور شکر ٹھیکے اور وہ تباہ اور روشن قیامش کیے جھے برتنوں اور لکڑی کے
 برتنوں میں **ف** اس واسطے کہ محمدؐ نے کتاب الاثامین بسند صحیح روایت کیا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

میں سے منکوحہ یا اور غرض میں نہیڈٹنے سے منع کیا تھا سواک جو ہر برتن میں اس واسطے کہ برتن کسی چیز کو
حرام یا حلال نہیں کرتا اور نہ میوہ مسکرا اور وہ جو حدیث ابن عباس میں ہے صحیحین میں کہ آپؐ وہ عبد القیس کو دیا اور ختم اور
نرفت اور فقیر کے خوف سے ممانعت کی تھی سو منہج پر اس حدیث سے ص اور کہ وہ ہر خمر کی تلچٹ کا پینا اور اوکو لگھی
میں ملکر بالون کو لگانا ف مراد کہ بہت سے حرمت ہر کفار الاصل ص لیکن تلچٹ کا پینے والا جب تکست
نیوے تو اسکو حد نہ پڑگی ف اور غرض میں شرب قلیل سے حد ہر اسلئے کہ قلیل اسکا داعی ہوتا ہے ہر طرف کثیر کے اور نیز
تلچٹ میں نہیں ہے تو او میں حقیقت سے کہ معتبر ہو گا لکن ف الاصل مسائل ملحقة در غما میں ہے کہ جنگ اور
افیون اور جو ان خراسانی اور جابھل حرام ہے لیکن حرمت خمر سے ان کی حرمت کتر ہو سو اگر کوئی شخص ان میں سے کھاے
تو اس پر حد نہیں اگر چاہے کست ہو یا وہ بلکہ اسکو تعزیر دی جائے اور ہایہ وغیرہ سے اجوائے اور افیون کی حلت مضموم
ہوتی ہے اگر قلیل ہو جس سے سکرنہ ہوے اور نہ بالوکے باب میں علما مختلف ہو گئے بعض کے بیان سے حلت اور بعضوں کے
قول سے کہ بہت تنزیہی اور بعضوں کی تقریر سے کہ بہت تحریمی مضموم ہوتی ہے لیکن بہت تخیلی کا قول مروج ہے اور
کہ بہت تنزیہی اقرب ہر طرف حلت کے پس حلت کا قول رائج ہے اور یہی بہت قادیان کا بہت شافعیہ سے اور جو ان
ہر اس اصل کے کہ اخیابین اباحت اصل ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہل
سے اور فقر سے روایت کیا اسکو احمد نے ام سلمہ سے تو اس سے ممانعت تبنا کو کھانے کی جو واسطے دوا
ہوے اور قلیل ہو کہ اس سے قور پیدا نہ ہو کہ نہیں تکلیفی اور یہی حکم کہ فیہ کا واللہ الحمد بالصواب اویان پڑھیں نہ منکوحہ یا
حرام ہے اور جو اور کوئی چیز مسکرا غلو ہوے تو بنا برزہ سب امام کہ بہت ہے اور موافق نہیڈٹنا اور نہت ہے اور آتی نہ ہوئی ہے

کتاب الصید

یہ کتاب ہر شکار کے بیان میں تصید وہ حیوان متوحش ہے جسکا پکڑنا ممکن نہیں ہے بجاہد اور حلت صید کی غیر مضموم کے لیے
ظلام الصید شہادت ہے کہ فہو یا فہو اذ احلکم فاصطادوا اور فرمایا وحکم علیکم صید البر ما دامم حرم ما ائین
جب تم حلال ہو یعنی حرم نہ ہو تو شکار کرو اور حرام کیا تم شکار شکاری کا سب تمام حرام میں ہے اور حدیث سے فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد بن حاتم سے کہ تب تو اپنا کتا چھوڑے تو بسم اللہ کہہ کر جب وہ شکار کرے پکڑ لیا تو کھا اور
جو وہ اوس میں سے کھا لیوے تو نہ کیا روایت کیا اسکو امیر شہ نے اور منعقد ہو اسکی بہت پر اہل ص حلال ہر شکار
ہر وقت والے جانور سے اور ہر چہ الے پرندے سے جیسے کتا باز وغیرہ ف پھر جانے کہ سوتنی ہی اس سے پہلے کہ وہ
بخس العین ہے اور امام ابو یوسفؒ استنسا کیا فیہ کا سبب اس کے علو بہت کے اور حیحہ کا سبب نہاسمت کے اور
بعض نے چل کوئی ریحہ سے ملحق کیا نہاسمت میں اور فہا ہر یہ کہ کچھ حاجت استنسا کی نہیں ہے اسلئے کہ خیر اور کچھ
کی تعلیم نہیں ہو سکتی اسلئے کہ خیر عالی بہت ہے وہ کہ کا کام نہیں کرتا اور کچھ دنی الطبع ہے وہ بھی کہ کا کام نہیں کرتا تو حلت
صید کی شرط نہیں پائی جاتی لکن ف الاصل دلیل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے وما احلکم ثم من الجوارح کما کلتہا
یعنی حلال ہے محتاسے واسطے فکا جانور دن کا جو زنی کرتے ہیں جنکو تم نے تعلیم کیا اور یہ مطلق ہی شامل ہے ہر جانور کو کوئی

حدیث عدی بن حاتم میں لفظ کلب وارد ہوا اور کلب کا اطلاق زبان عرب میں ہر ذہن سے بڑھتا ہے یہاں تک کہ شیر بھی
 ہلاک ہے **ص** بشرطیکہ قتل یافتہ ہوں **ف** اس لیے کہ کلام اللہ میں وہاں مطلق کی قید دو دوسرے کی الٹی تعبیر میں ہے
 کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم شکار کرتے ہیں اپنے گتے مغل اور غیر معل سے تو فرمایا آپ نے کہ جو تہ شکار کرے اپنے
 گتے معل سے بسم اللہ کہہ سکے اور جو کلب کا کرے غیر معل گتے سے اور اس جانور کو ذبح کرے تو کھا اور سکھائی بہر
 ذکا تو کلب شکار درست نہیں ہے روایت کیا اور سکھائی سلم نے **ص** اور کسی مقام پر شکار کو زخم لگا دیں **ف**
 اس واسطے کہ کلام اللہ میں جو احکام کا لفظ وارد ہو جس سے معلوم ہو کہ جو احکام ضروری اور ہی ظاہر روایت ہے اور آتی
 فتویٰ ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جراح ضرر نہیں ہے **ص** اور اوکو مسلمان یا اہل کتاب بسم اللہ کہا چھوڑے **ف**
 اس واسطے کہ حدیث عدی بن بسم اللہ کہنے کا امر وارد وہی حدیث میں ہے کہ عدی نے کہا یا رسول اللہ میں اپنا کتاب بسم اللہ کہہ
 چھوڑتا ہوں اور اس کے ساتھ ایک اور کتاب آجاتا ہے اب میں نہیں جانتا کہ شکار کو کس گتے سے پکڑا تب فرمایا آپ نے کہ نہ کھا
 اور سکھائی کہ تو نے اپنے گتے پر بسم اللہ کہی ہے نہ دوسرے گتے پر تو اگر کتاب چھوڑے تو الانجوسی ہو یا مسلمان لیکن
 عمد بسم اللہ ترک کر دیوے تو درست نہیں ہے **ص** اور وہ شکار ایک جانور جو معتنع یعنی جو اپنے پالنے پر قادر ہو
 یا خون سے یا پر وں سے اور دشتی ہو ملال ہو **ف** ذکا اختیار ہی اوتین نمونے کے تو جانور کو کون سے
 انس پکڑ گیا ہے معتنع ہے لیکن متوحش نہیں ہے اور جو شکار جال میں پھنس گیا یا کونین میں لگ گیا یا شست ہو گیا
 تو وہ متوحش ہے لیکن غیر معتنع ہے تو ایسے جانور وں میں ذکا اختیار ہی یعنی فتح کرنا علت کے لیے ضروری صرف ایسا
 اور زخم سے ملال ہو گئے **ص** اور اس کا سبب یہ کہ ساتھ دوسرا کلب جس کا شکار نہیں درست ہے **ف** جیسے
 وہ کلب غیر معل ہو یا محوی کا ہو وہ یا شکار کے لیے چھوڑا نہ گیا ہو وہ یا بسم اللہ عمد ترک کر کے چھوڑا لیا ہو وہ
 کذا فی الاصل **ص** شریک نہ ہو **ف** بسبب اسی حدیث عدی بن حاتم کے جو اوپر لکھی **ص** اور وہ
 کلب معل وقت ذکر کے بعد اس سال کے **ف** تاکہ اوکو شکار کرنا اس سال کی طرف منسوب ہے تو اگر وہ کلب بے اس سال
 کے آرام کے لیے ٹھہرے یا کچھ کھانے لگے یا پیشاب کے پتھر کا کرے تو شکار درست نہیں رہتا ان کے پتے کو
 شکار کے لیے چھوڑا اور وہ چھپ رہا بطریق حیل اور گھات کے شکار کی فکر میں نہ بطریق استراحت اور آرام کے پتھر شکار
 کو پکڑا کہ یہ درست ہے اور اگر کتاب بھی ایسی عادت چیتے کی کرے تو بھی درست ہے درخت دار و صحرا و **ص** اور کتاب تعلیم
 یافتہ ہو جائے اگر تین بار شکار کرے اور او میں سے نہ کھاے اور باز تعلیم یافتہ ہو جائے جب پکارے نہ سے آنے لگے
ف یہی ضمون ما ثور ہے ابن عباس سے کہا زلمی نے تمنع میں کہ یہ اثر غریب ہے میں کہتا ہوں روایت کی امام محمد
 نے آثار میں بسند صحیح ابن عباس سے کہ کھا انھوں نے جس جانور کو پکڑے تیرا کتاب تو اگر معل ہو تو کھا اور سکھو اور جو وہ
 او میں سے کھالیوے تو کھا اور سکھو اور لیکن باز اور شاہین تو کھا اگر چہ وہ او میں سے کھالیوے اس لیے کہ تعلیم
 او سکی ہے کہ پکارنے سے جلا آوے اور تو او سکھو یا نہیں سکتا کہ کھانا چھوڑ دیوے کہا امام محمد نے کہ ہم اسی قول
 سے انحر کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا **ص** تو اگر باز شکار میں سے کھالیوے تو وہ شکار کھانا درست ہے

جب کتاب میں سے کھالیوے اسی طرح اگر کتے تین باز لکھیا یا چوتھی دفعہ شکار میں کھالیا تو وہ شکار حرام ہو جائیگا اور اسکے بعد جتنے جانور شکار کرے گا سب حرام ہونگے یہاں تک کہ پھر تعلیم یافتہ ہو جاوے اسی طرح قبل اس جانور کے جتنے جانور شکار کیے ہیں اگر وہ صیاد کے پاس جو زمین حرام ہونگے **ف** اور جو صیاد کو لکھ گیا تو اب حرام کے ثبوت سے کیا فائدہ ہے **ح** اگر کوئی شخص تیرے شکار کرے تو شرط اس شکار کے حلال ہونے کی یہ کہ اگرچہ کھالیا نہ ہو **ف** اور جو بھول جاوے یا تو بھی درست ہے اور جو قصداً ترک کرے گا تو وہ شکار حرام ہو جائیگا **ح** وہ تیرا اس شکار کو زخمی کرے اور اگر شکار تیرے ہاتھ سے بھاگ کر کہیں غائب ہو جائے تو اسکی جستجو سے بیخبر نہ رہے **ف** یعنی اب اسے شکار کو تیرا بار اور پھر وہ تیرے کھانے سے غائب ہو گیا بعد اس کے شکاری نے اسکو مردہ پایا تو اگر اسکی طلب سے بیخبر رہا تھا تو وہ حلال نہیں اور جو اس کے ڈھونڈنے میں مصروف تھا تو حلال ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شکار میں جو غائب ہو جاوے شکاری سے کہ شکاری نے قتل کیا اسکو یا زمین نے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی زین سے اور روایت کی مسلم اور احمد اور ابوداؤد اور سنائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ثعلبہ سے فرمایا کہ جب لوٹے پنا تیرا اور شکار غائب رہا تجھ سے تین دن بچھو تو نے اسکو پایا سو کھا جب تک وہ گند نہ نہیں ہوا **ح** اگر تیرے ڈالنے یا کتے یا باز شکار کرنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو تیرے ہر کہ اسکو ذبح کرے **ف** یعنی جب اسکو زندہ پایا تو اسکو ذبح سے زیادہ اس میں حیات ہے تو ذکات ضرور ہے **ح** تو اگر ترک کر گیا عمدہ ذکات کو یا بوجہ دیگر **ف** یعنی باوجود قدرت تذکیہ کے اگر ذکات نہ کر گیا تو حرام ہوگا اور جو قادر نمود ذکات نہ تو حلال ہے ہی عروہ امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے اور یہی قول پر شافعی کا اور ظاہر الروایت میں ہے کہ حرام ہو جاوے یا تو اسکی زندگی ایسی ہو جیسے ذبح کی تو اسکا اعتبار نہ ہوگا پس تذکیہ واجب نہ ہوگا لیکن جب جانور اوپر سے گرجے یا مثل اسکے اور جو بکری یا بڑا ہو تو فتویٰ اس پر ہے کہ وہ حیوان ہے جس میں ذبح کر کے کھانا کھانے کے ذبح کر لیا اور زمین تھوڑی سی بھی حیات ہوگی تو حلال ہو جائیگا بسبب قول بعد تہ کے **اَلَا مَا ذَكَّيْكُمْ كُنَّا** **ف** **اَلَا اَصْحٰلُكُمْ** اگر مجوسی نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا سو مسلمان نے اس کے کو تیرا کیا اور بھڑکایا تو شکار کے سودہ تیرا ہے اور اس سے شکار یا تو وہ شکار حرام ہے **ف** اس واسطے کہ رسال مجوسی سے ہوا اور اعتبار رسال کا ہے نہ بھڑکائی اور تیرے کرنے کا **ح** اس طرح اگر بے معاصن اس شکار کو قتل کیا اپنے عرض کی جانب سے طویل کی جانب سے حد ہر دھار ہے **ف** تب بھی شکار حرام ہوگا معاصن اس میں تیرے کہتے ہیں جنہ پر کا ہوے اور نام اسکا معاصن اسلیے ہوا کہ وہ نشانے پر عرض سے ہا کر لیتا ہر ذہن نوک سے اور جو اسکے نوک میں تیری جو دے اور وہ نوک کی جانب سے لگے تو شکار حلال ہے **ح** اگر فلاصل کیل اس میں قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدی بن عامر کی حدیث میں کہ بوجہ سینے آپ معاصن سے تو فرمایا آپ نے جب لگے وہ نوک کی طرف سے حد ہر تیری ہر نوکھا اور جو عرض کی جانب سے لگے تو نہ کھا اسلیے کہ وہ موقوفہ ہے روایت کیا اسکو بخاری نے اور موقوفہ حرام ہے نص کلام اللہ سے موقوفہ اس جانور کو کہتے ہیں جسکو لکڑی یا ڈھیلے یا پتھر سے پھینک کر یا رین **ح** یا قتل کیا اسکو بخاری

[illegible]

✓

اور نقطہ اس حدیث کا
میں نے اذہن

محبوبی الکریم

مقام

مجلس

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

دار الفکر

اولیاد

میں نے تو

مجلس

مجلسین و مصلحت

الشيخ محمد بن عبد الوهاب

بن یوسف بن کریم

شماره ۱۰۰

100

اہل و عیال سے کرانے مثل جو رہ اور لڑکے اور اوس غلام کے جو اوس کے پاس رہتے ہیں اور جو ان کے سوا اور
 سے حفاظت کروں گا یا مرہون کو کسی کے پاس امانت رکھے گا **ف** ایما عارت و دیکھا یا جاہ دیکھا یا خدمت دیکھا
ص یا او سپر نقدی کر گیا تو ضمان ہو گا **ف** اور صورت ہلاک مرہون کل قیمت کا دھر بخدا **ص** اگر انکسری ہو
 کو اپنی جھگڑا میں پھنسا اور تلف ہو گئی تو ضمان ہو گا اور جو اور کسی اونگلی میں پہنے تو ضمان ہو گا **ف** اسلئے کہ جنگا
 میں پہنا استعمال ہو اور دوسری اونگلی میں رکھنا استعمال نہیں ہو بلکہ حفاظت کے واسطے کہ اگر **ف** الاصلی حاصل آن کر
 کا یہ کہ اگر شرم مرہون کو اس طرح اپنے پاس رکھے کہ عرف میں استعمال اوسا نہ کہیں تو تلف سے ضمان ہو گا اور جو غرضت
 استعمال کلاوے جیسے دولہا رین مرہون باندھنا تین تلوار رین تو ضمان لازم ہو گا **ص** اخراجات حفاظت شرم مرہون
 جیسے بیت الحفظ کا لایا ونگسبان کی تحوہ متزن برہونگی طرح اگر مرہون متزن کے پاس سے کل جاد جیسے غلام جنگا
 جائے اسلئے والے کی اجرت تو وہ بھی متزن پر ہو جب قیمت شرم مرہون کی دین کے برابر ہو و یا کم ہو و یا مرہون
 کا کوئی بڑ بھلائی جیسے عضو مجروح کا معالجات تو یہ بھی متزن پر ہو جب قیمت شرم مرہون کی دین کے برابر ہو و یا کم ہو و یا مرہون
 صورتوں میں قیمت مرہون کی دین سے زیادہ ہو تو اسکی تفسیر کرینگے مضمون اور امانت پر تو بقدر مضمون براہ قدر
 شیخ متزن پر ہو اور بقدر امانت براہ قدر خرچ راہن پر ہو **ف** مثلاً دین سود رم ہو اور غلام مرہون کی قیمت دو
 درم رہن اور اوسکے علاج میں یا کپڑے میں دس درم صرف ہوئے تو پانچ راہن پر ہو گئے اور پانچ متزن پر **ص**
 برخلاف اخراجات کر ایہ مکان کے حسین حفاظت شرم مرہون کی کی جاتی ہو کہ وہ کل متزن پر ہو گئے اگر حقیت رہن
 کی دین سے زیادہ ہو تو اخراجات ذات مرہون کی اور اوسکی اصلاح منافع کی جیسے غلام مرہون کا کھانا کپڑا اجائی کی
 اجرت یا دایہ کی اجرت یا سچانی باغ کی اور مثل اسکے اور مور راہن پر ہو گئے **ف** راہن نے کہہ کیا میرا
 مرہون نہیں کر اور متزن نے کہا کہ یہی ہو جو تو نے میرا پاس رہن رکھا تھا تو متزن ہی کا تو اس مقبول ہو گا و بھلا

باب بیان رین اون چیزوں کے جنگا رہن رخصا دست ہر او جنگا دست نہیں

صحیح نہیں ہر رین مشاء کا **ف** مطاقا خواہ شیعہ طاری ہو یا اصلی ہو اپنے شریک پاس و غیر شریک پاس سمت
 پذیر ہو یا نہ ہو **ص** اور بھلون کا اور پردخت کے بدون ذرت کے اور دختوں کا یا کھیت کا یا عمارت کا بدون
 زمین کے اسی طرح زمین کا بدون دخت یا عمارت یا کھیت کے یا دخت کا بدون بھلون کے اور دخت اور کتاب اور دربار و املاک
ف اور وقف کا دھر بخدا **ص** اسی طرح صحیح نہیں ہر رین میں امانت کے **ف** جیت و دیت یا مال
 مضاربت یا مال شرکت یا عاریت کے صورت اصلی یون ہو کہ زید نے امانت یا مضاربت یا عاریت کچھ مال لیا عمرو سے
 اب زید اسکے عوض میں کوئی شے اپنی عمرو پاس کر دے واسطے اعتبار کے تو یہ رین صحیح نہیں ہر **ص** اور
 رہن بالدرک **ف** صورت اصلی یہ ہو کہ زید نے ایک گھر عمرو کے ہاتھ بیجا اب عمرو کو نیوٹ ہو کہ شاید یہ گھر کوئی
 کا نکلے پوس وقت زید سے وصول نہو سکے تو کہہ عمرو کے تسکین کے لیے کوئی چیز اپنی عمرو پاس کر دے
 تو یہ رین باطل ہو اسی طرح اگر رہن کیا کسی چیز کو جو اس حق کے جو دوسرے پر نکلے تو بھی نہیں جائز ہو لیکن کفالت

اس طرح درست ہو گا اگر الاصل **ص** اور رہن بھون اوس میں کے جو مضمون بغیر ہا یعنی وہ چیز جس کا تاوان مثل
یا قیمت سے نہیں ہے جیسے رہن بعض اوس بیع کے جو بانی کے قبضے میں ہے **ف** یعنی بانی نے بیع کو بیچا لیکن
اوس کو قید نہیں کیا مشتری کو اب بانی مشتری کی تسکین کے لیے کوئی چیز برے میں بیع کے گرد کر دیوے تو یہ رہن
نا جائز ہے اس واسطے کہ اگر بیع ہلاک ہو جاوے تو بانی اوس کا ضمان نہ لگایا۔ مثل قیمت سے لیکن مہمن البتہ ساقط ہو جاوے گی اور
وہ بانی کا حق ہو گا اگر الاصل **ص** اور رہن بھون حاضر ضمانتی کے **ف** یعنی ایک شخص کا حاضر ضمان ہو اور اسل
نے کیل بایں کوئی چیز اپنی کروڑی تو یہ رہن باطل ہو اور جو مال ضمان ہو اور اصل کیل کی تسکین کے لیے کوئی چیز اور
پاس گرد کر دیوے تو درست ہو گا اگر الاصل **ص** اور قصاص کے خواہ قصاص بالنفس مہلک اور بالنفس **ف**
یعنی زید پر قصاص واجب ہو تو وہ دعویٰ کے پاس کوئی چیز اپنی گرد کر دیوے اسلئے کہ قصاص میں نہیں روکے گا **ص**
اور شفعہ کے **ف** مثلاً بانی مشتری نے کوئی شے گرد کر دی شفعہ پاس تا مکان کا شفعہ چھوڑ دے تو یہ رہن باطل ہے
اسلئے کہ شفعہ کا کوئی دین بانی اور مشتری پر نہیں ہے **ص** اور نوہ گرد یعنی رونے پٹنے والے یا لگائے والی کی اجرت
کے بدلے میں **ف** اس واسطے کہ فیصل شرعاً ممنوع ہیں اور انکی اجرت کچھ لازم نہیں ہے **ص** اور غلام بانی یعنی جس سے
کوئی قصور ہو یا غلام مرہون کے بدلے میں **ف** اس واسطے کہ مولیٰ پر اوس کا ضمان نہیں ہے البتہ اگر وہ غلام ہلاک
ہو جاوے تو مولیٰ کو کچھ دینا ہو چکا تو حبان صورتوں میں بہن بیع ہو تو اور ان مرہون کو مرہون سے لے سکتا ہے اور اگر قبل
راہیں مرہون ترس پاس تلف ہو جاوے تو بغت تلف ہو جاوے گا اس واسطے کہ بہن باطل کے لیے کوئی حکم ضمان کا نہیں ہے
تو باقی رہا قبضہ مرہون کمال کی اجازت ہو گا اگر الاصل **ص** اور نہیں صحیح ہو سکنا اور نہ بہن لینا حکم مسلمان کو اگرچہ
ذمی سے رہن ایسے تو اگر مسلمان نے غم رہن رکھا ذمی پاس اور وہ غم تلف ہو گیا تو ذمی پر کچھ تاوان نہیں ہے اور جو بھی
نے مسلمان پاس غم رکھا اور وہ تلف ہو گیا تو مسلمان پر ضمان ہو گیا **ف** اس واسطے کہ غم مرہون کے حق میں مال مقوم ہے
نہ مسلمان کے حق میں نہ کہ اگر الاصل **ص** اور صحیح ہے رہن جو غن میں اوس میں کے جس کا ضمان مثل یا قیمت سے لازم
آتا ہے جیسے عوض میں غنہ کے یا بدل قلع کے یا مہر کے یا بدل صلح کے قتل عد سے **ف** اسلئے کہ خیرین اگر بعدینا قائم
ہوئی بہن تو عین واجب ہو تا رہا اور جو تلف ہو باقی بہن تو مثل یا قیمت دینا پڑتا ہے تو رہن انکے عوض میں صحیح ہو گا **ص**
اور برے میں دین کے اگر غن میں موعود ہو **ف** یعنی مرہون اوس کا وعدہ کرے مثلاً زید نے ایک چیز اپنی گرد کر دی
جو پاس نہ آوے اور اس کو اس قدر روپیہ قرض دیوے **ص** تو اگر اس صورت میں رہن ہلاک ہو گیا مرہون پاس تو مرہون پر
بحقہ رد پڑے گا ورنہ وعدہ کیا تھا دینا لازم ہو گا **ف** جب نہ موعود مرہون کی قیمت کے برابر لگے ہو گا اور جو کم ہو گا
تو قیمت دینا لازم ہو گا در بخلاف **ص** اور برے میں اس المال اور مسلمانیہ کے عقد مسلم میں اور غن کے عقد صرف میں
نوحب اس المال یا شے نہ ہے نہ بہن میں کیا تو اگر مرہون تلف ہو گیا قبل اجدہو متعاقدین کے تو عقد مسلم اور صرف
تمام ہو گئی اور مرہون اپنا حق پاچکا اور جو متعاقدین جدا ہو گئی قبل ادا کرنے اس المال یا شے نہ ہے نہ بہن کے اور مرہون
کے ہلاک ہونے کی توجہ اوس مال باطل ہو گئی **ف** اور جو رہن نہ بہن مسلمانیہ کے ہو یا تو مطلقاً صحیح ہے تو عین بہن

[illegible]

زیادہ پرہیزچی تو زیادتی خیرت کر دیوے حد مختار **ص** اگر زید عمر و اور بکا بدیون تھا اب بیسے دن و نون قرص کی
بابت میں دو نون پاس ایک چیز کو مہن کر دیا تو صحیح ہر اندہ ہر ایک کے پاس پوری شہین ہوگی **ف** یعنی یہ نون کا نصف
ایک کے پاس کر دیا ہوگا اور نصف دوسرے پاس اور یہ خلاف ہمہ کے ہر ایک چیز کا دو شخصوں کو نام کے نزدیک درست ہر
ص تو اگر عمر و اور بکر نے اوس شے کے رکھنے کی باری مقرر کر لی یعنی خلد ایک دن وہ شے عمر و کے پاس سے اور ایک دن
بکر پاس تو ہر ایک دوسرے کی بددیون میں مثل عدل کے ہوگا اور جو وہ شہاک ہر جا دیگی تو ہر ایک پر ضمان اور کا بقدر حصہ میں
کے لازم آویگا کیس اگر زید نے عمر و کا قرصہ اوکر دیا تو وہ شے پوری کی پوری بکر پاس میں جب تک اوس کا قرصہ دیا تو ویسے
اور جو عمر و بکر زید کے مقروض تھے ان دونوں نے اپنے قرصے کے عوض میں ایک شے زید کے پاس کر دی تو صحیح ہر
وہ چیز کل دن کے عوض میں کر دیگی جب زید پر قرصہ اپنا دونوں سے نہ لایا گیا جب تک وہ شے نہ لیا گیا اگر دو شخصوں سے
دعوی کیا زید پر سطح پر کہ ہر ایک نے یہ کہا کہ زید نے اس غلام کو جو اب بالفعل زید کے قبضہ میں ہے میرے پاس کر دیا
اور مجھے تسلیم کر کے پھر لے گیا تو ہر دونوں نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے **ف** اور تاریخ میں اسے نہ لیا
نہ کی اس لیے کہ اگر تاریخ بیان کرینگے تو تاریخ سابقہ والا اولی ہوگا نہ مختار **ص** تو دو نون کو اسیان لغو اور باطل
ہو جاوے گی **ف** اس واسطے کہ کوئی بصورت ترجیح کی یہاں نہیں ہر زور زید ہو سکتا یا کو آوا غلام اسکے پاس میں ہر
اور آوا حال اسکے پاس میں ہوگا اور نہ کوئی اول و دونوں میں سے اوس غلام پر قابض ہوگا قبضہ سے ترجیح ہوا اسکے
رہن کو **ص** اور جو رہن مر گیا ہو دے اور غلام رہن دونوں کے قبضہ میں ہو دے اور ہر ایک طریق
پہننے دعوی پر گواہ قائم کرے تو ہر ایک کے پاس نصف غلام کے رہن ہونے کا حکم ہوگا **ف** یہ قول ہر طریق
کا اور ابو یوسف کے نزدیک یہ باطل ہر اور دبی قیاس ہر اور دلیل طریق کی اصل کتاب اور ہر میں مذکور ہر مسائل صحت
میں مقرر کرنا ہر میں مفسر رہن لیکن حکم رہن فاسد کا مثل حکم میں صحیح کے ہر اگر رہن ایسا غائب ہو جاتا کہ ہر
پتہ نہ ہوگا اور رہن قاضی کے پاس شہر ہونے کی وجہ سے کرے تو قاضی ہر مسئلہ میں ہر کا مدعی و اگر مسئلہ

باب ششم مزون کو عدل - پاس کے لیے پیمین

اگر راہن اور مرتہن نے مہربوں کو عدل کے پاس رکھا دیا اور عدل نے شہر مہربوں پر قبضہ کر لیا تو سن تمام مہربوں کی اور راہن اور مرتہن دونوں میں سے کسی کو اس کے لئے لینے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر عدل شہر مہربوں کو حوالے نہیں یا مہربوں کے کرگیا تو تاوان دیگا **اسلئے** کہ دونوں کا حق اس سے متعلق ہے تو عدل راہن کا امانت داری زمین کے تعمیر اور مرتہن کا امانت داری رعایت کے حق میں اور شخص جس سے اجنبی ہوا اور امانت داری پناہ و ان لازم آتا ہے اگر وہ اجنبی کو دیر ہو گا **فی الدردص** اور اگر وہ شہر مہربوں عدل کے پاس تلف ہو جائے تو مرتہن کے نمان میں ہلاک ہوگی **ف** یعنی حکم اس کا ایسا ہی ہوگا جیسے وہ شہر مرتہن کے پاس ہو تو اوراق ہو باقی **ص** اور جو راہن قرضے کی بیجا دہی کرنے پر عدل کو یا کسی اور کو **ف** جیسے مرتہن یا اور کسی کو حکم بخدا **ص** مہربوں کے فروغ کرنے کے لئے دلیل کرے تو درست ہے پھر اگر یہ کالت عقد درس میں مشرعا ہو تو راہن کے موقوف کرنے سے یا مرجانے سے

[illegible]

تا وہ بیچ کو فتح کر دیوے **ف** جاننا چاہیے کہ مرتن جب فتح کر دے بیچ لائن کو تو ایک روایت میں بیچ منسوخ ہو جاتی
ہو لیکن اصح یہ کہ منسوخ ہو گئی گنگا ذرا اچھل کر **ص** اور صحیح ہو رہا ہے کہ تو آکر دبا اور بعد کر دینا اور امروہ دینا نامرہون کا
تو اگر راہن مالدار ہو اور مرتن کا دین بلا عیاد ہو تو مرتن اپنا دین راہن سے لے لیوے اور اگر دین میعاد دی ہو تو
مرتن مرہون کی قیمت راہن سے لیکر مرہون کی جگہ سکویا تک رکھ چھوڑے اور جو راہن غلٹ ہو تو آزاد کو نہ لینی
صورت میں غلامی کر کے کھرا لے سنا دے مرنے میں یعنی اگر قیمت کم ہو تو قیمت لے کر اسے شقت کیے اور خود دین کم ہو
تو دین لے کر اسے اور جب مالک و بیہ واد اوجھا تو غلام اس سے بھر لےوے اور تدریس اور ہتیلو کی سہی کرے کل میں سے لے کر اور اگر
اور جلی پر رجوع نہیں کر سکتا اور راہن اگر مرہون کو تلف کر لے اور وہ مالدار ہو تو دین اگر بلا عیاد ہو تو اسی وقت مرتن
لے لے گا اور جو میعاد دی ہو تو اس کی قیمت لیکر رکھ چھوڑے گا میعاد تک اور جو شخص اجنبی مرہون کو مان کر لے تو مرتن قیمت
اس کی اس شخص سے وصول کرے رکھ چھوڑے اور قیمت راہن پر لگی دین کے وصول تک بجا مرہون کے اگر مرتن شر
مرہون کو عاریت کر لے راہن کو اور راہن پاس وہ شہرت ہو جا کر راہن یا مرتن ایک دوسرے کی اجازت سے کسی شخص
ثالث کو مرہون عاریت کر دیوے تو ضمان شر مرہون کا سا قاطع ہو جاوے گا **ف** یعنی اس کی ہلاک سے دین مرتن کا سا قاطع ہوگا
ص اور جو مستعیر پاس وہ شہرت ہو گئی تو قیمت تلف ہو گئی تو قیمت تلف ہو گئی اور راہن اور مرتن ہر ایک کو پہونچا کر کہ بچھو پتور سابق
اوس شہر کو لیکر رہن کر دیوے تو اگر راہن نے شہر مرہون کو رد نہیں کیا تو مرتن پر اور مرگیا تو مرتن یا وہ عقد لے اوس شہر مرہون
کا اور قرض خواہوں سے راہن کے **ف** اس واسطے کہ حکم دین کا یہ ہے کہ سب راہن مرتن کو پہونچا تو پہلے قرضہ مرتن کا اوس شہر
کو بچھو لے دینگے یعنی اسکے جو بیچ کا وہ اور قرض خواہوں کو راہن کے بلے گا اور عاریت عقد غیر لازم ہے کہ ذرا اچھل کر **ص**
اور اگر راہن مرتن کو ان دیوے مرہون کے استعمال کا یا مرتن راہن سے مرہون کو عاریت لے لے واسطے استعمال کے
تو اگر مرہون قبل اٹکے یا بعد اٹکے ہلاک ہو جاوے تو مرتن اوس کا ضمان ہوگا **ف** یعنی دین اوس کا سا قاطع ہوگا **ص** اور جو
حالت استعمال میں ہلاک ہو جاوے تو ضمان نہ ہوگا **ف** اس واسطے کہ وہ ہلاک ہو جاوے و امانت واسطے قائم ہوئے قیمت
عاریت کے درمیان **ص** صحیح ہے عاریت لینا شر کا واسطے گرد رکھنے کے تو مستعیر کو پہونچا کر کہ اسکو جسے پر پاتے گرد
کرے بشرطیکہ استعاریہ طلق ہو اور اگر مستعیر نے مفید کر دیا ہو اوس میں کو ساتھ تقدیر دین کے یا جنس میں کے یا کہ
معیّن یا شہر معین کے تو مرتن اسی قید کے ساتھ مفید ہو گا پھر اگر مستعیر اسے خلاف کرے اور معیار و س سے تاوان لےوے
تو عقد دین درمیان میں مستعیر کے اور مرتن کے تمام ہو جاوے گا **ف** اسلئے کہ مستعیر اور ضمان سے اوس شہر کا مالک
ہو گیا **ص** اور جو مستعیر مرتن سے تاوان لےوے تو مرتن دین اور بقدر تاوان معیر کو دیا پر دو نون راہن سے
بھر لےوے اور جو مستعیر نے معیر کے کہنے کے خلاف نہ کیا اور وہ شر مرتن پاس تلف ہو گئی تو مرتن اپنا دین بچھا کر اگر غلط ہو
شہر میں لے لی ہووے یا نہ لےوے اور مستعیر بقدر اوس میں سے جتنا اوسے مرتن سے پایا کہ مستعیر کو دین قیمت اور
شر کی اور جو قیمت اوس شہر کی دین سے کم ہووے تو مرتن بقدر قیمت کے اپنا دین بچھا کر باقی راہن سے اور بچھا
ف یعنی جب مستعیر نے موافق کہنے معیر کے عمل کیا اور شر مرہون مرتن پاس ہلاک ہو گئی تو اگر قیمت اس کی دین سے

اور دین بھی دولت درم تھے تو کیا مہتر میں اپنا دین بچا اور مستعیر دین میں سے کچھ کو دیا اور جو قیمت اس کی پندرہ درم تھی اور دین میں دس درم تھا تب بھی مہتر میں اپنا دین بچا اور مستعیر دس درم میں سے کچھ کو دیا کیونکہ مستعیر نے اسی قدر درم مہتر میں لیے تھے لہذا قیمت اس کی پندرہ درم ہیں لیکن پندرہ کا ضمان نہ لیا اور جو قیمت اس کی دس درم تھی اور دین میں پندرہ درم مہتر میں اپنا ایک سو دیر کی یعنی دس درم وصول پا کر اور باقی پنج درم مہتر میں مستعیر پر پاتے ہیں لیکن مہتر میں بھی مستعیر مہتر کو دین میں دیا گیا ہے کہ مہتر کی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ مستعیر نے کچھ سے کچھ ڈالا اصل صورت میں مستعیر نے روپیہ دین کا لاکھ مہتر میں کو دیا اور شہر مہر ہونہ کا فلک چاہا تو مہتر میں پر جبر کیا گیا تو ایسا بل نہ دین کے اور شہر مہر ہونہ مہتر کو دینا بڑی بڑی بھلو اسکے مستعیر جو پندرہ روپیہ دین کا اوستے دیا کہ مستعیر سے بھر لیا اور جو مہر ہون ہلاک ہو گئی بعد اسکے راہن اور مہتر میں سے تفرع کیا دین میں اور قیمت میں بھی شہر مہر ہونہ کے تو قول مہتر میں کا قبول ہو کر دین اور قدر قیمت میں درختاں **ص** اگر راہن کسی قسم کی جنایت شہر مہر ہون پر کرے تو اسے سزا دین ہوگا جیسے جنایت مہتر میں کی صورت میں بقدر جنایت کیوں اور کسسا قسط ہوگا اور جو مہر ہون جنایت کرے اس میں یا مہتر میں کی یا اون دونوں کے مال تو وہ رہے یعنی باطل ہے اور کسکا کچھ عہد نہیں ہے اگر کسی شخص نے ایک غلام مہر ہون روپیہ کی قیمت کا رہن رکھا مہر ہون روپیہ عادی ہوا رہن نہ کہ مہر ہون ہوتا اس کی قیمت سو روپیہ رہ گئی اب اس غلام کو سیسے قتل کر ڈالا اور سزا کا نام دیا اب دین مہتر میں کی مدت آ پہنچی تو مہتر میں اسی سو روپیہ بقیہ کرے اور باقی دین اور کسسا قسط ہو گیا **ف** یہی حکم ہے اگر وہ غلام مہر ہون مہتر میں پاس درختاں **ص** اور جو مہتر میں نے اس کو راہن کے حکم سے سو روپیہ بقیہ کر ڈالا اب اس کا نرخ اس کو کا ہو گیا تھا اور شہنشاہ اس کی قیضہ کر لیا تو اب باقی روپیہ راہن سے لیا اور جو اس غلام کو ایک ایسے غلام نے مار ڈالا جس کی قیمت سو روپیہ تھی اور وہ غلام قاتل مقتول کے بے میں مہتر میں پاس آیا تو راہن اس غلام کو کونین ادا کر کے چھوڑا دیا اور جو غلام مہر ہون نے قتل خطا کیا اور مہتر میں نے اس کا فدیہ دیا تو وہ راہن سے نہ بھیر گیا تو اگر مہتر میں نے انکار کیا فدیہ دے نہ پس راہن یا اس غلام کو دیر کیا تو اس کے طرف سے فدیہ دیا اور دونوں صورتوں میں دین مہتر میں کا سا قسط ہو جاوے گا اور جو راہن مر گیا تو وصی اس کا رہن کو بھیر پھیلے قرضہ مہتر میں کا ادا کرے تو اگر اس کا کوئی وصی نہ ہو تو قاضی اس کی طرف سے ایک وصی مختار کر دیوے **ف** یہ جب ہو کر اس قیمت کے قدر کہا رہنوں درختہ فلک رہن اون کے ختم ہو کر اور رہن باطل نہ ہوگا راہن اور مہتر میں کے رہبانے سے درختاں

فصل مسائل متفرقہ متعلقہ کے بیان میں ص

ایک شخص نے شیرہ انگوڑ کر دکھا کہ قیمت اس کی دس درہم ہزدنس مر پھر وہ خمر جو گیا پھر سرکہ جو گیا اور سرکہ کی قیمت بھی دس درہم تودہ سرکہ اس دس درہم کے بدلے بن رہن رہیگا اور جو ایک کبری وہن کھی دس درہم پراور اس کی قیمت بھی دس درہم تھے پھر وہ مرغی اور اس کی کھان باغت کی گئی بعد باغت کے اور کھان کی قیمت تیکدم ٹھہری تودہ ایک ہی درہم پر بہن رہیگی اور شمر بہن کی مرہوتی جیسے اولاد دودہ با کھل سیب ماہن نے چرن اور یہ چرن اصل شمر بہن کے ساتھ تباہ کن رہتی اور

اور جو ہلاک ہو جاوے تو کچھ دین لے لے میں ساقط ہوگا اور جو ہلاک ہو جاوے اور یہ دو جہاں میں تو ہیں کو اچھڑ چکی
 قسمت پہ جو تک دن ہو اور اس کی قیمت پر جو دن قیض کے بھی تفسیر کر کے اس شے کے حصے کو ساقط کر دیوے گئے اور
 یہ چیزیں بعض اپنے حصہ دین کے تک کی جاوے گی **ف** مثلاً دین دس درہم تھا اور قیمت اس شے کی روز قیض کے دس درہم
 تھی اور قیمت بڑھوت کی تک دین کے روز پانچ درہم ہو تو دو ثبات دس کے حصہ اس کی ہر وہ ساقط ہو جاوے گا اور ایک
 ثلث دس کا حصہ بڑھوت کا ہر وہ دیکر بڑھوت کا تک کیا جاوے گا **ک** فی الاحکام **ص** اور زیادہ کر دینا ہوں میں صحیح کر
ف مثلاً ایک کپڑا دس درہم پر کھا جائے سکے ایک اور کپڑا دس درہم پر دس درہم ہو گئے **ص** دین میں اس
 اگر بہن کھا ایک غلام کو جو نہ رو رہا ہو کھا بعض ہزار کے بچہ دوسرا غلام دیکار وہ بھی ہزار کا تھا بعض اول غلام کے
 تو اول غلام بہن نہ بچا جب تک ترن اس کو سکورا بہن کو نہ بچے دیوے اور ترن دوسرا غلام بہن میں ہو گیا ان تک اس کو
 بچا اول کے کر لیا ہے اور اگر ترن نے اس کو دین سے بری کر دیا یہ وہ بہن کہ دیا اسی دین کو اب شرم بہن
 تلف ہو گئی ترن پاس تو غفلت ہوئی اور جو ترن نے اپنا گل بہن لے لیا یا بعض بہن اس بہن یا غیر بہن سے یا کہ
 دین کے عوض بہن کو کوئی چیز یا اس خرمیل یا صلہ کر لی اس بہن سے اور ایک مال کے یا ترن نے اپنے بہن کا حوالہ کر لیا
 ایک اثنتیس کو بہن پر بعد اسکے و شرم بہن تلف ہو گئی تو تلف ہوئی ہوئے کے تو ترن نے جو لیا نہ بچے دیوے اور جو اب اس
 ہو جاوے گی یا حکم اگر اس بہن اور ترن نے اتفاق کیا اس بات پر کہ بہن یہ دین نہیں پر جو شرم بہن تلف ہو گیا یعنی اب بھی
 بمقابلہ دین کے تلف ہو گا **ف** جو حکم بہن سے کچھ ہو ہی حکم بہن فاسد کا ہے اور بہن کرنا بہن کا باطل ہے ہر خواہ وہ کہ
 اس بہن میں کچھ یا ترن لیکن اگر ترن کے بہن کو اس بہن جائز اس کے گناہ باطل نہ ہو گا خطا وی و در خطا

کتاب الجنایات

یہ کتاب ہر جان اور اعضا تلف کرنے کے سائل کے بیان میں **ص** قتل کی پانچ قسمیں ہیں ایک قتل عمد دوسری
 قتل شبه عمد تیسری قتل خطا چوتھی قتل جاری مجرای خطا پانچویں قتل باسبب تو ہر ایک کے احکام صنف ہے جدا جدا
 بیان کیے قتل عمد یا نامزد قتل اس چیز سے جو جزاے جان کو بجا دے جیسے تھیارت قتل تلوار
 بندوق چھری پیش قیض تیر تیر تیرہ بجا لایم جیسے تھیارت تلوار وغیرہ **ص** یا تیر چھری سے یعنی ہتھار دھرت
 اگر چہ لکڑی ہو یا چھری یا زل ہو یا آگ ہو **ف** اور جو چیز تھیارت نما اور دھار دھاری ہو جیسے چھری ہار کا یا کوس
 کے ہاتھ یا عمدہ ہتی یا اونٹنی یا بچہ جو بوجھ کے سبب مارا دے مثلاً اونٹنہ کھاری کا یا گدھر وغیرہ تو قتل اس
 سے قتل عمد ہو گا جب نہ بہر امام صاحب کے اور ہی پرفتویٰ ہو اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک اگر نہ بہر
 بہتر سے بالکری سے ملے تو تو بھی قتل عمد ہو یا میں لیل امام صاحب کی یہ بھی ذکر کردہ ایک امر مالینی ہر دوسرے
 اطلاع ممکن تھی تو اگر کوئی نہ تھا کیا اسکے **ص** قتل عمد کے سبب قائل گنہگار ہوتا **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا غَيْرَ اَنْفَاؤَةٍ جَزَاءُ ۙ جَوْدٍ لِّدَاۙ اِنَّہٗ وَفَصَحْبَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَعَدَہٗ ؕ اَنَّہٗ لَکَاۙ اَبَاطِۙ اَہْمَاہٖ
 یعنی جس شخص نے قتل کیا مومن کو تو بجا تو جزا اس کی جہنم ہی عیشہ بریگا اومین اور غصہ ہوا اس پر اور لعنت کی

۲
 قتل عمدہ
 قتل شبه عمدہ
 قتل خطا
 قتل جاری مجرای خطا
 قتل باسبب

اوسکو اور تیار کیا اوسکے واسطے بڑا عذاب اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اہل جوہانما دنیا کا آسان تر عذاب
الحدیث کے قتل سے مرد مسلمان کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے عبد الرحمن بن عمر سے اور وقف اسکا صحیح اور
روایت کی ترمذی نے ابو سعید اور ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر تاجر آسمان اور زمین کے لوگ
شترک ہو ان ایک ٹخن کے خون میں المیہ سرنگون کر گیا اللہ ان سب کو لگ بھگ آفر دیتا لیا ابو ہریرہ و انسائی نے ان پڑ
اور معاذ یہ شے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر اندیش ہو گیا اوسکو جو شخص مشرک مرے یا کسی جو میں کو قصد
قتل کرے اور شل مومن کے قتل ذمی کا یا ذریکو امن دی گئی ہو اسلام میں روایت کی بخاری نے عبد الرحمن بن عمر سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص قتل کرے اس کا ذکوبس سے عمدہ ہو گیا ہو تو وہ نہ سونچے گا بوجہت کی اور مشک
بوجہت کی چالیس برس کی مسافت سے معلوم ہوئی ہر **ص** اور اس پر قصاص واجب ہوتا ہے **ق** یہ ہمار
تزیل اور شافعی کے نزدیک قصاص غیر عین ہر ملک کی کو اختیار ہے طلب قصاص لیون اور چلبہ دیت اور ہر کچھ کہ
کہ روایت وارد ہے قتل غنائین نے عین تو عین قصاص علی تعیین واجب ہوتا ہے لیکن ولی جب قصاص کو چھوڑ دیتا ہو
تو ضمانہ ہی سے مال واجب ہوتا ہے بطریق صلح کے خواہ وہ مال بقدر دیت ہو یا کم بیش اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **ق** علیکم و آلکم و الصلوات فی اللہ یعنی فرض کیا گیا اور پھر قصاص پنج مقتولوں کے اور روایت کی ابن ابی
سہل نے عبد الرحمن بن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے العمدہ والحق دلائل ان یعقوبوا لی مقتول
یعنی موجب قتل عمد کا قصاص ہر گریہ ولی مقتول معاف کرنے کے **ق** فی العین شہر المدالیہ **ص** نہ کفارہ **ق**
اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ قتل عین بھی واجب ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ کفارہ اس کو مباح ہے یا جو ضعیف ہے
اور قتل غنا ضعیف ہے نہ خلاف قتل عین کے **ق** فی الاصل **ص** قتل شہید عمر **ق** یہ کو خطا عمر کی کہتے ہیں
چونکہ قتل خطا اور عمدہ کے درمیان تین ہر **ص** مارنا ہر قصد غیرت ان چیزیں کے قتل عین مذکور ہو ہیں
یعنی ہتھیار اور دھارہ اور تیز چیزیں وہ **ص** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا کوڑے یا پٹے پتھر یا لکڑی سے مارنا **ق**
اور صاحبین کے نزدیک یہ بھی عمدہ ہے اور دلیل امام اعظم کی حدیث ہے جس کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل
مقتول کا لکڑی اور کوڑے سے قتل شہید عمر اور اس میں سوا اونٹ واجب ہیں روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
مختلفین **ق** قتل شہید عمر سے قاتل گنہگار ہوتا ہے اور اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے اور دیت مغلطہ و سلمی غلطہ
یہ لازم ہے ہر قتل قصاص **ق** یعنی قصاص نہیں آتا اگرچہ وارث قصاص طلب کہتے ہوں اور دیت مغلطہ
اور غلطہ کا بیان آگے آگیا انشاء اللہ تعالیٰ **ص** اور جو شہید عمار دون انفس میں ہو وہ عمر **ق**
یعنی عمار و شہید عمر کا فرق قتل نفس میں ہے اور دون انفس مثلاً کسی عیبہ کے قتل کرنے یا مخرج کرنے میں شہید
عمار و عمر کیساں ہر بلکہ وہ ان شہید کو کچھ نہیں ہے سب عمدہ **ق** قتل خطا **ص** اس کا دو صورتیں ہیں ایک غلطی تھا
ق جبکہ غلطی کامل بھی کہتے ہیں **ص** یعنی قاتل کے گمان اور قصد میں غلط واقع ہووے جیسے سنا
کو تیرا اشکار یا عربی یا تہذیب **ق** تو محل میں غلط ہوئی اسلئے کہ قاتل نے اپنے گمان میں محل کو مباح سمجھا

✓

از دین و دینداران
نیایی من دور
ماریا کو من بین
یاد میسے چرت
ست کر کو رانا
گلا کو ست کو رانا
الالت اور کو رانا
سارانی میسے
شبه عین دار
میں

تیر مارا بھڑوہ مقتول الذم نکلا **ص** دوسری خطائی الفعل جیسے اس نے تیر نشانے کو مارا آدمی کے لگ گیا **ف** یا کوئی کسی جانور کو ماری وہ آدمی کو لگ گئی محال ہے کہ قتل خطا و قسم ہے کیونکہ خطائی النفس اور ایک خطائی النفس تو خطا ہے فی النفس سے کہ قصہ کرے ایک فعل کا اور صادر ہو جاوے اس سے دوسرے فعل جیسے تیر مارے نشانے پر اور لگ جائے آدمی کو یا خطائی النفس یہ کہ خطا فعل میں ہووے مگر قصہ میں ہووے مثلاً لکھنے قصہ کیا تیر کی زد سے حرمی کا پھر قصہ اور سکا غلط نکلا اور وہ چلمان ظاہر ہو اکتا فی الاصل صاحب درختار نے صدر الشریعہ پر خطائی النفس کی تعریف میں یہ اعتراض کیا کہ کہ قصہ خطائی النفس میں ضرور نہیں مثلاً لکھو یا اینٹ چھوٹ پڑی سیکے یا تھ سے سوا اس کے صدر سے کوئی کر گیا تو قتل خطائی النفس ہے حالانکہ اہل حق قصہ نہیں ہے جواب اس کا یہ کہ قتل خطائی النفس نہیں ہے بلکہ جاری مجاری خطا ہے اور اس کا بیان آگے آگیا پس نسبت خطا کی طرف صدر الشریعہ کے خطائی النفس ہے صاحب درختار سے دانشاظم **ص** قتل جاری مجاری خطا جیسے کوئی سونے والا آدمی کسی پارٹ کے گھر پرے اور اس کے صدر سے وہ مر جائے **ف** مثلاً سونے والا آدمی چوہ ترہ یا چھتہ یا اور کوئی بلند جگہ پر ہو وہاں سے وہ کروٹ لینے میں نیچے ایک شخص پر گر پڑا اور اس کے گرنے سے نیچے کا آدمی دب کر مر گیا تو قتل خطا نہیں ہے بلکہ جاری مجاری خطا یعنی قائم مقام خطا اور اس کے مشابہ ہے ایسا ہی ہے اگر سوار کا جانور کسی کو روند ڈالے یا اس کے تھ سے کوئی چیز چھوٹ پڑے اور اس کے سبب کوئی مر جاوے یا گاڑی یا جھکڑ کسی پر سے پھر جائے تو یہ سب قتل جاری مجاری خطا میں شامل ہیں **ص** قتل خطا اور جاری مجاری خطا میں قاتل کے ماقبل پر دیت مقتول کی لازم آتی ہے اور قاتل پر کفارہ واجب ہوتا ہے **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ قَتَلَ مَوْمِنًا عَظْوًا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مَوْمِنَةٍ يَدْرُسُكَ اللَّهُ الْاَهْلُ یعنی جو شخص قتل کرے کسی مومن کو خطا سے تو آزاد کرنا ہو ایک بر دے مسلمان کا اور دیت ہی سپرد کی جائے اس کے گھر والوں کو **ص** اور قاتل پر کفارہ نہیں ہوتا قاتل **ف** اگر تبرک متیہ اسے گناہگار ہو تاہی اسے کفارہ واجب ہوا ہدایہ **ص** قتل بالسبب یہ کہ آدمی اپنے زمین غیر ملوک میں **ف** بغیر ان حاکم کے درختاڑا **ص** کنوان کھودے یا پتھر رکھے اور اس کو ٹین میں گرے یا پتھروں سے ٹھوکر کھائے کوئی مر جائے تو اس میں دیت واجب ہوتی ہے ماقبل اور کفارہ نہیں لانا ہوتا **ف** اور شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوتا ہے **ص** جمیع اقسام قتل میں سوا سبب قاتل محرم ہوتا ہے میراث سے مقتول کی **ف** اور شافعی کے نزدیک قاتل سبب میں بھی میراث میراث کا ہو گا اصل اس باب میں قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل نہیں وارث ہوتا ہے اور نہیں ہے واسطے قاتل کی میراث میں سے کچھ ردایت کیا اس کو انسانی اور دارقطنی نے اور قوت دی اس کو بن عبد البر نے اور علی کیا اس کو سنانی اور صواعق بن ہذا کا عروہ کی کتاب فی نافع اللہ **ص** باب بیان میں قتل کے جس قصاص میں تاجر اور جس نے آدمی کے لگ گیا

واجب ہوتا ہے قصاص قتل سے اس شخص کے جو محفوظ الذم ہے یہ شریعت قتل عہد ہووے **ف** اور محفوظ الذم دائمی مسلمان پر یا ذمی پر اور اس سے احتراز ہو امتام اور زنی اور مردگ ان کے قتل سے قصاص واجب نہ ہو گا منع النفا **ص** تو قتل کیا جاوے یا جرح عمن میں حر کے اور عہد کے اور عہد عمن میں حر اور عہد کے **ف** بسبب اطلاق کثرت

تو قاتل سبب
یعنی قاتل سبب
اور اگر سبب قاتل
ہو گا دارقطنی نے
نہیں کر سکتا

النفس بالنفس کے اور شافعی کے نزدیک عبد کے بدلے میں حرمہ قتل کیا جاوے گا ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انکم لکفر
والعبد بالعبد تو مقابلہ حرمہ سے ساتھ حرکت مفہوم ہوا ہے کہ اگر عبد کے عوض میں قتل نہ کیا جاوے گا تب یہ کہتے ہیں کہ
اس آیت سے حرمہ اتنا ہی مفہوم ہوا ہے کہ حرمہ بدلے میں حرکت کے اور عبد بدلے میں عبد کے قتل کیا جاوے اب باقی رہا جو
قتل بدلے میں عبد کے اور عبد کا بدلے میں حرکت کے سو آیت النفس بالنفس سے معلوم ہو گیا اور اگر آیت انکم لکفر
یہ معلوم ہو کہ حرمہ بدلے میں عبد کے قتل نہ کیا جاوے تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عبد بدلے میں حرکت کے قتل نہ کیا جاوے حالانکہ اس کے
شافعی بھی مخالف نہیں ہیں دوسری دلیل ہماری حدیث سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قتل کر گیا پھر جب کو
یعنی اپنے بھائی مسلمان کے عبد کو قتل کرے تنگے ہوا سو کو روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
اور نسائی نے سہ سے دور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں مٹا کہ قتل مسلمان کا گمترین سبب ہے ایک نالی محسن
دوسرے قتل کرے کسی مسلمان کو عدا پس وہ قتل کیا جاوے گا تیسرے جو شخص نکلا جائے اسلام سے روایت کیا اوسکو ابو داؤد
اور نسائی نے اور تصحیح کی اسکی حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور ابن کثیر نے
شعائین ذمی کے **ف** اور ذمی بدلے میں مسلمان کے اور شافعی کے نزدیک مسلمان کو بدلے میں ذمی کے قتل کر کے
اور دلیل شافعی کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا جاوے گا مسلمان بدلے میں کافر کے روایت کیا
اوسکو بخاری اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا عبد الرزاق نے
عبد الرحمن بن سلیمان سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے میں ذمی کے اور فرمایا بتدرہ ہر جس نے
پور کیا ذمی کو اپنے اور یہ حدیث مرسل ہے اور عبد الرحمن بن عوف نے روایت کیا اسکو ابن حبان نے ثقات میں اور ترمذی
کیا اس حدیث کو اور قطنی نے ابو جہل بن عمر سے روایت کی اور صحیح مرسل ہے اور ضمون اس حدیث کا مستند شافعی میں بھی مذکور
ہے اور حدیث علی بن عقیل کا کافر سے مراد کافر عربی ہے نہ کہ دونوں روایتوں میں موافقت ہو جاوے دوسرے یہ کہ بعد اسکے
و لا ذمہ لک فی عہدہ ہر جس سے قطعاً ظاہر ہو کہ کافر ہے کہ کافر سے مراد عربی ہے ایسے کہ عطفون اور عطفون عین تغایر و ذکر
واللہ اعلم **ص** اور نہ قتل کیا جاوے مسلمان اور ذمی بدلے میں متامن کے بلکہ متامن بدلے میں متامن
کے قتل کیا جاوے اور قتل کیا جاوے عاقل بدلے میں مجنون کے اور بالنبہ بدلے میں بالانگ کے اور صحیح مندرست بدلے
میں نابہ اور نابہ اور نابہ کے اور مرد بدلے میں عورت کے اور عورت بدلے میں مرد کے اور فروع
ف یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسہ نواسہ ہر ایک بدلے میں **ف** یعنی باپ اور دادا اور نانا نانی مان دیکھو
ص کے اور قتل نہ کیا جاوے بیٹے بن فرج کے **ف** یعنی نانا باپ بیٹے کو دادا یا پوتے کو یا نانا نواسہ کو
ما رطلے تو باپ اور دادا اور نانا سے قصاص نہیں لیا جاوے گا اتنی طرح مان نانی دادی کا حکم ہو اسباب میں
قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہیں قتل کیا جاوے والد بدلے میں والد کے روایت کیا اوسکو احمد اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو ابن الجارود اور بیہقی نے **ص** اور نہ قتل کیا جاوے
اسولی بدلے میں اپنے غلام کے **ف** اسواسطے کہ غلام اوسکا مملوک ہے تو یہ ملک شیعہ ہو گئی ہے قصاص میں

جیسے باپ اور بیٹے میں **ص** اور مکاتیب کے اور بر کے اور اپنے بیٹے کے غلام کے اور اس غلام کے بیٹے میں جس کے ایک حصہ کا وہ مالک ہو اگر کوئی شخص غلام میں ہونے کو قتل کرے تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا جب تک کہ اس میں اور مرتن جمع نہ ہوں **ف** اس واسطے کہ مرتن مالک نہیں جو قصاص کا مالک ہو اور اگر اس میں قصاص لینے پر مستقل ہو تو مرتن کا حق نہیں تین باطل ہو گا اور لہذا جو قصاص میں اجتماع عاقدین شرط ہوتا ہے مرتن اس کی ضماندی سے ساقط ہو جائے گا **ف** اگر کوئی شخص مکاتیب کو قتل کرے اور وہ تمام لایا گیا ہو کہ بدل کتابت اس سے پورا ادا ہو سکے اور وہ بھی نہیں ہو سکی تو اس سے بھی ہو تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا **ف** اگر اختلاف کیا صحابہ نے ایسے مکاتیب میں کہ وہ آزاد مر یا ترقی تو اگر آزاد مر ہو تو ولی اور مکاتیب وارث ہر دہ نہ مولیٰ ہر تو صاحب حق شہید ہو گیا پس قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا اگرچہ وارث اور ولی دونوں متبع ہوں **ص** اور جو مولیٰ کے اور کوئی وارث نہ ہو یا وارث ہو لیکن مال مستقر نہ چھوڑے جس سے بدل کتابت ادا ہو تو مولیٰ قصاص قاتل سے لے سکتا ہے اور ساقط ہو گا جو قصاص کو کوئی شخص اپنے باپ پر وراثت پاوے **ف** بسبب حرمت ابوت کے مثلاً اگر اس کی بہت بہن مثلاً ایک شخص نے اپنی زوجہ کو قتل کیا اب قاتل کا بیٹا اس زوجہ کے لطن سے دلی قصاص ہوا تو وہ باپ قصاص نہیں لے سکتا یا ایک شخص نے اپنے سائے کو قتل کیا اور جو رو اس شخص کی قبل استیفاے قصاص کے مر گئی اب اس کا بیٹا جو قاتل کے لطف سے ہی قائم مقام ہوا اس کا یا ایک شخص نے اپنے سائے کو قتل کیا اور زوجہ قاتل کی جو مقتولہ لک بٹی تھی قبل استیفاے قصاص کے مر گئی اب بیٹا اس کا جو قاتل کے لطف سے ہی وارث ہو ا قصاص کا اپنے باپ پر یا ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کر دیا اور اس کا کوئی وارث سوائے زوجہ قاتل کے نہیں ہے اگرچہ اس کا زوجہ قاتل قبل استیفاے قصاص کے مر گئے اب بیٹا اس کا اپنے باپ پر وارث قصاص کا ہوا تو ان سب صورتوں میں قصاص ساقط ہو گا **ص** اور قصاص نہ لیا جاوے گا مگر سیف **ف** یعنی تلوار سے یا چاکے سے قتل ہو کر اگرچہ قاتل نے مقتول کو کسی اور طرح قتل کیا ہو دھنڈا اور شامی سے کے نزدیک قاتل کو اپنی طرح قتل کرے جس طرح اس نے مقتول کو قتل کیا واسطے سادات کے ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا قود الا بالسیف یعنی نہیں قصاص ہر گز تلوار سے روایت کیا اس کو ابن ماجہ سنن میں حضرت صدیق اکبرؓ سے اور دوسری نے علیؓ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا قود فی النفس وغیرہا لا بحدید تا یعنی قتل نفس وغیرہ میں قصاص نہیں مگر وہ ہے **ص** معقود **ف** یا غیض **ص** کے قریب بگاڑ کھینے مار ڈالنا خود معقودہ کے ہاتھ یا پانوں یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا تو باپ کو اس معقودہ کے پہنچنا ہر گز اس کے قاتل یا قاتل سے قصاص کیوں یا صلح کیوں **ف** مقدار ریت پر اور اس سے زیادہ ریت کم پر دھنڈا **ص** اور معان نہیں لے سکتا اور وہی کو معقودہ کے صرف صلح پہنچتی ہے اور وہی کا حکم مثل معقودہ کے ہے اور قاضی مثل باپ کے یہی صحیح ہے **ف** تو اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو حکم قصاص لے سکتا ہے اور صلح کر سکتا ہے نہ عفو دھنڈا **ص** اگر مقتول کے چند وارث ہوں بعض ان میں سے نابالغ اور بعض بالغ تو ورثہ کیا کر ہو چننا ہر گز قبل بلوغ صغار کے قاتل سے قصاص نہیں

یعنی ہر دہائی
بچو اور دہائی
بیاہنی یا بانی
بچو اور دہائی
بچو اور دہائی
بچو اور دہائی

بچو اور دہائی
بچو اور دہائی
بچو اور دہائی
بچو اور دہائی
بچو اور دہائی
بچو اور دہائی

ف اور صاحبین کے نزدیک نہیں پہنچتا اور فتویٰ امام کے مذہب پر ہی دلیل امام صاحب کی ہرگز نہیں قابل
 حضرت علی مرتضیٰ کا قتل کیا گیا حال اگر لوگ وارث بعض سے خارج بھی تھی اور یہ اور مجبور صحابہ کرام کے واقع ہوا تو بمنزلہ
 اجتماع کے ہو گیا لیکن یہ شرط ہے کہ وارث کیسے رہی نہ ہو فیہ سے مثلاً زید مقتول ہوا اسکے ایک لڑکا یا بالغ زونہ اولی
 سے اور ایک زونہ ثانیہ ہو تو زونہ ثانیہ اوس لڑکے سے اجنبیہ ہو اوسکو استیفاء قصاص نہ پہنچے گا بلکہ انتظار کیا
 جاویگا بلوغ صغیر کا اور جو لڑکا صغیر ہو اور اوس کے مان موجود ہو تو مان کو استیفاء قصاص پہنچے گا اور بعض فقہاء کے
 نزدیک صورت اول میں بھی زونہ ثانیہ کو صغیر کی طرف سے استحقاق استیفاء قصاص محفل ہو اس واسطے کہ قربت
 سے مراد عام ہو جو شامل ہر زوجیت کو بھی تو اس مقام میں مائل کرنا چاہیے کذا فی الشافعی اور جو سب وارث بالغ نہ ہوں
 لیکن بعض موجود ہوں اور بعض غائب تو زونہ حاضرین کو قصاص لینا نہیں پہنچتا جب تک سب وارث جمع نہ ہوں
 کذا فی الصمدیہ اور قصاص لیا جاویگا اگر ایک شخص سے دوسرے شخص کو زخمی کیا پس وہ صاحب فرار رہا یا نہ
 کہ مر گیا **ف** اس واسطے کہ موت اسکی ہر ضاف ہوئی طرف جراحت کے خاتمہ بشرطیکہ مخرج جرح میں اچھا ہو گیا ہو اور
 جو قاتل نے گواہ قائم کیے ان بات پر کہ مخرج جراحت سے اچھا ہو کر درولی مقتول نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مخرج
 بسبب جراحت کے مراد ولی مقتول کے گواہ مقبول ہونے حد مختار **ص** اور قصاص لیا جاویگا اگر قاتل نے مقبول
 کو بچاؤ دیا تو اسکی دعا کی طرف اور جو اسکی پشت کی طرف سے یا لڑی سے مارا یا کسی اور عقل سے یا گلا گھونٹا یا غر
 کیا یا پانی میں یا کوڑے مارتے مارتے مار ڈالا تو ان صورتوں میں قصاص نہ لیا جاویگا **ف** اسلیکے یہ موتیں قتل شبہ عمد
 کی ہیں جیسا کہ گزرا لیکن اگر قاتل ایسے افعال کی عادت کر لے یعنی ایک بار سے زیادہ اوسکا تلبہ ہو تو اوسکا قتل سیاستاً
 حاکم کو پہنچتا ہے حد مختار **ص** اگر مسلمان نے مسلمان کو مار ڈالا مشرکین کی صف میں مشرک سمجھ کر تو وہ سب قصاص میں
 ملے گا قمارہ اور دیت دیا تو جو ایک شخص نے اپنا سر آپ پھوڑا یا پھر زید نے بھی اوسکو زخمی کیا پھر شیر نے اوسکو مخرج کیا
 پھر سانپ نے اوسکو کاٹ کھایا اور ان سب امور کی وجہ سے وہ آفت سیدہ مر گیا تو زید نے پھر حصہ دیت کا لازم
 آویگا اور جس شخص نے مسلمانوں کو پہنچائی تو واجب ہوا کہ قاتل کرنا اور اسکے قتل سے کچھ مانا لیا آؤں شخص نے ہتھیار اٹھا دوسرے شخص
 رات کو یا دن کو شہر میں یا باہر شہر کے یا ٹھہرا دھایا مانے کے لیے رات کو شہر میں یا رات یا دن کو غیر شہر میں یا درویش شخص نے ہتھیار اٹھا لیا تو
 یا ٹھہرا دھایا لے کر مار ڈالا تو اس پر کچھ نہیں ہر حال چاہیے کہ ہتھیار اٹھانے والے کا تو قتل مطلقاً درست ہو اور لاشیٰ اور ٹھکانے
 والے میں اگر رات کو اور ٹھکانے تو خواہ شہر میں ہو وے یا بیرون شہر میں قتل اوسکا درست ہو اور جو دن کو اور ٹھکانے
 باہر شہر کے تب بھی قتل کرنے والے کچھ نہیں ہو اور جو دن کو اندر شہر کے اور ٹھکانے تو اوسکا قتل درست نہیں اسلیکے کہ
 شہر میں بہت سے لوگ فریادرس ہیں کہ وہ اوس کے بچا لیوینگے کذا فی الاصل مع نیا **ص** اگر جو مال لیا گیا
 چالا اور مالک مال نے اوسکا بچا لیا اور اوسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہیں ہر حال یہ جب ہو کہ مالک مال اپنا مال
 نہ لے سکتا ہو بون قتل کے اسلیکے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تقاتلہ کہ تو اپنے مال کے لیے یہاں تک کہ تو
 شہدے آخرت سے ہو گیا اپنا مال بچا رکھے روایت کیا اوسکو نہ مانی نے مارق سے اسی طرح جائز مالک کے قتل نہ

چور کا جب وہ اس کے مال لینے کا قصد کرے اور اس کے دفع پر بدون قتل کے قادر نہ ہو یا کوئی اس کے مکان میں مسلح گھسے اور اس کو بے یقین ہو کہ میرے قتل کرنے کے لیے آیا ہے تو اس کا قتل ملال ہو گا۔ **فصل الاصل** ص اگر ایک شخص نے زہر پر لاٹھی مارنے کے لیے اور مٹائی شمر کے اندرون کے وقت اور نہیدنے اور شخص کو مار ڈالا تو زہر قتل کیا جاوے گا۔ **قصاصات** اس واسطے کہ لاٹھی مارنے سے فوراً آدمی نہیں مرنے والا تو دوسرے یہ دن کے وقت فریاد رس پہنچ سکا۔ **شہر میں** اور اس میں خلاف ہر صاحبین کا کہنا **فصل الاصل** ص اگر زہر نے عمر و ترہ و زہنجی اور مار بھی دی لیکن عمر و مر نہیں بعد اس کے زہر لوٹ گیا تب عمر نے جا کر اس کو مار ڈالا تو عمر قصاص قتل کیا جاوے گا۔ **قصاص** اس لیے کہ جب زہر نے عمر و مار دی اور عمر قتل نہیں ہوا اور زہر لوٹ گیا تو اس کی عصمت بھڑائی چھو ہو سکتی ہے کہ قتل کیا جاوے گا اور جزیرہ لوٹا نہیں اور پھر مارنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کا مار ڈالنا درست ہو گا۔ **فصل الاصل** مع زیادہ ص اگر مجنون یا نابالغ نے کسی پر تلوار اور مٹائی مارنے کے لیے اور اس شخص نے مجنون یا صبی کو مار ڈالا تو اس پر دیت لازم آوے گی اور اس کا تاج اور جو کسی جانور نے مثلاً اونٹ نے اوپر حمل کیا اور اس شخص نے اس جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت اوپر لازم آوے گی۔ **قصاص** اور شامی کے نزدیک نہ دیت لازم آوے گی مجنون اور صبی میں اور نہ قیمت جانور میں اس لیے کہ اس سے قتل کیا دفع شر کے لیے اور دلیل ہماری اہل کتاب میں مذکور ہے **مسائل ملحدہ** اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے اور وہ بیکہ قتل عمد ثابت ہو جائے شہادت سے یا قرائت سے تو حاکم کو ضرور ہے کہ حکم قصاص کا نہ دیوے جب تک کہ ان شرطین میں سے ایک نہ ہو کہ ایک یہ کہ قاتل مائل بالغ ہو دوسرے یہ کہ مقتول مسلمان یا ذمی ہو تیسرے یہ کہ تمام درجہ حاضر ہوں چوتھے یہ کہ سب وارث قصاص کے خواہان ہو ورنہ اگر ایک وارث بھی دیت کا خواہان ہو جاوے گا یا عفو کر گیا یا صلح ہو گیا کسی قدر مال پہ تو قصاص ساقط ہو جاوے گا یا چوبیس یہ کہ ورثہ بالغ ہوں یا بعض نابالغ ہوں اور بعض بالغ قصاص چاہتے ہوں اور جو سب نابالغ ہوں گے یا بعض بالغ اور بعض نابالغ اور ورثہ بالغین عفو کرے یا عفو کرے یا کسی قدر دیت سے کم کے خواہان ہوں گے تو ورثہ بالغین کے بلوغ تک حکم قطع ملتوی رکھے چھٹے یہ کہ قاتل مقتول کے اصول میں سے نہ ہو سببے اپنے اوپر یا دانا نہ پڑنا یا مان وادی نامی پرانی پرادی وغیرہ ساتویں یہ کہ قاتل کے ساتھ کوئی نابالغ یا مجنون قتل میں شریک نہ ہو ورنہ قاتل کے نفسیت سے بھی قصاص ساقط ہو جاوے گا انہوں نے یہ کہ قاتل کے ساتھ مقتول کا باپ یا اور کوئی اس کے اصول میں سے شریک قتل نہ ہو ورنہ قاتل کے ذمی سے بھی قصاص ساقط ہوگا۔ **نوٹ** یہ کہ قاتل کے ساتھ اور کوئی قتل میں یا شخص شریک نہ ہو کہ قتل شہید یا غلطی ہو تو دیت دینا یہ کہ مقتول نے قاتل پہ تلوار یا کسی ہتھیار یا اسے قتل کے علم نہ کیا ہو کہ قاتل نے اپنے تئیں بھلے کے لیے اس کو قتل کر ڈالا ہو ورنہ قصاص ہو گا گیا ورنہ یہ کہ مقتول کوئی حرکت وقت قتل کے ایسی نہ کرتا ہو جس سے اس کا قتل ملال ہو جاوے یا قاتل کا چوتھا ہو یا لڑتا ہو ورنہ اس کی جوت سے زنا کر رہا ہو ورنہ یا اس کے گھر میں سے افغان باوجود منع کے جبراً گھس آیا ہو یا چوبیس یہ کہ قاتل کسی وارث کے اصول میں سے ہو تیسرے یہ کہ مقتول نے قاتل کو حکم نہ کیا ہو اپنے قتل کا ورنہ دیت واجب ہوگی چوتھویں یہ کہ وارث مقتول نے حکم نہ کیا ہو قاتل کو واسطے قتل مقتول کے ورنہ دیت واجب ہوگی آٹھواں یہ کہ

یہ قاتل و ذہ مقتول میں سے کسی کا وارث نہ ہو جائے قبل استفاء قصاص کے سبھ میں یہ کہ مقتول قبل قاتل کے ایسی حالت نزع میں نہ ہو جس سے اسکی زندگی کی امید نہ ہو سترھویں یہ کہ قاتل تاسپہ و کرنے اوسکے کے طرف دلی کے واسطے استفاء قصاص کے بنیون نہ ہو جائے اور جو بعد دلی کے حوالہ کر نیکی مجنون ہو جائے تو قصاص ساقط نہ ہوگا واللہ اعلم **مسئلہ** اگر کسی نے دوسرے کو زہر کھلا دیا تو قاتل شبہ عمر بہر تو اسکی کئی صورتیں میں سے پہلی یہ کہ زہر دینے والے کو اس چیز کے زہر ہونے کا علم نہ ہو تو اس صورت میں زہر کھلا دینے والے پر پچاس زہر ہونے کا حکم ہوگا دوسری یہ کہ اوسکو علم ہو اوس چیز کے زہر ہونے کا تو اگر قاتل نے مقتول کو زہر دیا کسی چیز میں ملا دیا اور اسے خود کھا لیا تو قصاص نہ دیتے لیکن وہ قید رکھا جائیگا اور اوسکو تخریب جائیگی اور مدت قید کی امام کی رائے کی طرف مغوش ذرا جو زہر دیتی زہر ہونے کے حکم میں ڈال دیا تو دیت واجب ہوگی قاتل کی عاقبت پگندانی اللہ اللہ لا انفردی **مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی پانی میں ڈبو دے تو اگر پانی کم ہے جس سے غالباً نہیں مرنے والا ہو نہایت ممکن ہو پانی سے تیرے زہر وہ مر گیا تو شبہ عمر بہر نزدیک اور اگر پانی زیادہ ہو تو اگر دس سے نہایت ممکن ہو مقتول کو تیسرے جیسے اوسکے ہاتھ پانوں کے تین اور وہ تیرے ناجائز اور مر گیا تو شبہ عمر بہر نہ ہر صاحبین کے نزدیک اور امام کے نزدیک شبہ عمر بہر عالمگیری **مسئلہ** اگر کسی نے دوسرے کو تیسرے میں بند کر دیا اور وہ چوک کے مارے وہاں مر گیا یا اوسکے ہاتھ پانوں باندھ کر اوسکو شیر کے ساتھ یا اور کوئی ذبحہ کے ڈال دیا اور اسے اوسکو مار ڈالا یا اوسکو اور سانپ یا بچھو یا کسی اور مرموزی کو ملا کر ایک جہیزین بند کر دیا اور اس آدمی کو اوت قتل کیا تو ان سب صورتوں میں قصاص اور دیت نہیں (لیکن) اور شخص خاص پر بغیر وجہ نہ ہو ورنہ سب ماوراء احویات درمختار **مسئلہ** قاتل و اسے عالمگیری اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص قتل کرے اس طرح کہ اوسپر نہ قصاص آئے نہ دیت تو وہ اگر وارث ہوگا مقتول کا ترکہ پاویگا واللہ اعلم **مسئلہ** اگر زہر نے بڑھ کر ایک زخم ایسا مارا کہ اوس زندگی بھر کی متعوزہ قحی بعد اوسکے عمر ہونے اوسکو ایک زخم مارا تو قاتل بڑھ کر زہر سمجھا جاویگا جب بڑھ کر دونوں جہیزین کے عینچ ہوں اور جو ایک ساتھ دونوں نے زخم پونچا ہے تو دونوں قاتل ہیں اگر چہ ایک شخص نے زخم مارے اور دوسرا ایک ہی مارے کذا فی الاختصار **مسئلہ** اگر کسی نے کسی کو زہر دے کر گور کر دیا اور وہ مر گیا تو دیت لیاوگی اسی پر فتویٰ ہے اور محمد کے نزدیک قتل کیا جاویگا کذا فی الظہیر **مسئلہ** اگر کسی کے گھر میں دروازے سے جھانکا اور صاحب خانہ نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو قصاص نہ ہوگا اگر قصاص اوسکو بغیر آنکھ پھوڑنے کے دفع نہیں کر سکتا اور جو دفع کر سکتا ہو تو قصاص نہ ہوگا درمختار **مسئلہ** کئی روایات کے بے بین قتل کیے جاویں گے اگر شخص مقتول کو جرحت ملک مارے ایک ساتھ اور جو آگے پیچھے مارے پھر وہ مجرب اور معلوم ہو کہ کسا زخم کاری تھا اور کسا کاری تھا تو سب قصاص لیا جاویگا اوسلئے کہ اسپر اطلاع ہونا متغیر ہے اور جو یہ معلوم ہو جائے کہ کسا کاری ہے اور کسا غیر کاری اور نہ ہوگا یہ مگر قبل مر جانے مقتول کے تو قصاص اوس شخص پر ہوگا جس کا زخم کاری ہے اور جو جن لوگوں کا کاری نہیں ہے اور نہ تعزیر واجب ہوگی اور جو کسی کا زخم کاری ہو لیکن مقتول سب نمونے مجرب و تو کسی پر قصاص نہ ہوگا لیکن دیت ہون پر ویگی کذا فی الشامی اور جو لوگ قتل میں شریک نہ ہوں لیکن تماشین

مسائل مختصصا میں بیان

ہوں یا قاتل کو درغلاستہوں یا قاتل کے مددگار ہوں یا مقتول کو دیکھو ہوں تو ادنیٰ تر عذر میری اور قصاص اور دیت نہیں ہو گئی۔ **فالشاہی مسئلہ** ساحر بے پناہ جادو اور قرار کرے عہد کا قتل کیا جاوے اور توبہ کی قبولیت نہیں ہو اور جو کوئی اس بات کا اقرار کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دعائے یا باطنی تیردن سے یا سیرۃ انفال کی قرا سے مار ڈالا تو اس پر کچھ لازم نہ آوے گا۔ اس لیے کہ یہ محض جھوٹے ہر اور مٹو دی ہر طرف عام غیب کے شکاری

باب قصاص مودون النفس کے بیان میں ص

قصاص مودون النفس اسی حکم پر جو ان رعایت منالت کی ہو سکے تو اگر کسی نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ ڈالا جو کہ توبہ اور سکابھی ہاتھ کاٹ ڈالینگے اسی جوش سے **ف** اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَالْجُنُودُ قَصَصًا** یعنی زمین میں قصاص لیا جاوے گا **کذا فی الحدیث** ایہ اور جو نصف پنڈلی کاٹ ڈالی یا نصف ساعدہ تو قصاص ہوگا اس واسطے کہ بیان حفظ منالت مکمل نہیں ہو گا **کذا فی الاحکام** حاصل یہ ہو کہ جب عضو چڑھتے کاٹا جاوے تو قصاص لیا جاوے گا اور جو قطع نہ ہو گاٹ کی ہو تو اس میں قصاص نہ ہوگا کیونکہ قتال ہو کر قاطع کی بڑی زیادہ کاٹ جاوے اور زمین کوئی غلام یا وہید ہو جاوے گا **کذا فی اللطفاوی ص** اگر جب قاطع کا ہاتھ بڑا ہو تو قطع کے ہاتھ سے ایسا ہی حکم ہوگا یا تو زمین اور زمینہ بینی میں **ف** ناک میں بانسے کے نیچے ہدف کو گولت نرم ہو نہ زمینہ بینی کہلاتا ہے اور عربی میں اس کو سکہ ماراں کہتے ہیں تو ماراں میں قصاص ہو اور بانسے میں نہیں ہو اس واسطے کہ وہاں حفظ منالت مکمل نہیں ہو گا **کذا فی الاحکام ص** اور کان میں اور اس آنگٹھن جسکی روشنی نرسب جاتی رہی ہو تو اور آنگٹھ قائم ہو تو اس کے قصاص کی شکل ہو کہ شمار کے منہ پر جھگی روئی ڈالیا جاوے اور اسکی آنگٹھ کے مقابل میں گرم زمینہ رکھا جاوے **ف** یہ حکم خلافت عثمانی میں علی مرتضیٰ کی تجویز سے بحضور صائب کرام واقع ہوا روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں حکم میں یہ سے لکھا ہے نے دوسرے مرد کے ہاتھ کاٹ دیا اس کی بنیائی جاتی رہی اور آنگٹھ قائم تھی تو صحابہ نے قصاص کا ارادہ کیا لیکن کیفیت اسکی معلوم نہ تھی تو علیؑ نے آفرمایا کہ اسکی آنگٹھ پر روئی کھجی جاوے پھر قبا کا سامنا کیا گیا اور اسکی آنگٹھ کے سامنے آئینہ رکھا گیا تو اسکی بنیائی جاتی رہی اور آنگٹھ قائم رہی **کذا فی العینی ص** اور اگر آنگٹھ طلقہ میں سے نکالی جائے تو اس کا قصاص نہیں **ف** بسبب متعذر ہونے مساوات کے **ص** اور قصاص ہو گا ہر اس زخم میں جہاں منالت ہو سکتی ہو جیسے جراحت موضو **ف** موضو اس جراحت کہ کہتے ہیں جسمین کھال اور گوشت قطع ہو کر چڑی کھل جاوے **ص** اور زمین قصاص ہو بڑی میں مساوات کے **ف** ہوش کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **الْقَسْرُ بِالْقَسْرِ** **ص** تو دانت اوکھاڑا جاوے گا اگر دانت اوکھیرے اور جو اسے توڑ ڈالا اگر توبہ اور سکادانت ریتا جاوے گا اور نہیں ہو قصاص مودون النفس دو سیاں میں عورت اور مرد کے اور غلام کے اور آزاد کے اور دروغلاموں میں اور اس ہاتھ میں جو ساعدہ سے کاٹا جاوے اور جائے میں جو اچھا ہو جاوے **ف** جائے وہ زخم ہو چاند پر پٹ کے پہنچ گیا سمجھنے کی طرف سے یا شکم یا پشت کی طرف سے اس میں قصاص نہیں اس لیے کہ سندرستی اس جراحت سے ناگزیر اور غلام ہو کر اگر جراحت سے قصاص لیون جائے کا تو وہ مر جاوے گا پس جب جائے مجروح کا اچھا ہوا اور مجروح مر گیا تو قصاص لیا جاوے گا جان سے یعنی قتل کیا جاوے گا اور جو نہیں مرے تو اسے قتل کرنا چاہیے اس کی صحت یا موت کا **کذا فی الاحکام**

ص اور نہیں قصاص پر زبان میں اور ذکر میں مگر جب متفقہ کا ناما جاوے اور ذمی اور مسلمان کے اعصاب پر برسر ہیں اور جو ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ پیشل ہو یا اونٹلیاں اسکی کم ہوں یا سروسکا ہوا اور مجروح کے ہاتھ اور اونٹلیاں سالم ہیں اور سروسکا چھوٹا ہو تو مجروح کو اختیار خواہ جارح سے قصاص ایسے یا تاوان ایسے اور ساقط ہو جاتا ہو قصاص قاتل کی موت سے اور ورثہ مقتول کے عفو سے اور انکی صلح کرنے سے ال پر قلیل ہو یا کثیر اور واجب ہو گا بدل صلح فی الفور دینا قاتل کو اگر اسکی معافی یا نقد ہو نیکی تصریح نہ ہوئی ہو اور جو ایک ورثہ بھی عفو کر دیکھا یا صلح کر لیا تو قاتل کے ذمے سے قصاص ساقط ہو جاوے گا اور باقی وارثوں کو بعد میت یا لگا اگر ایک آزاد اور غلام نے ملکر ایک شخص کو مار ڈالا بعد اسکے انوں شخص آزاد نہ اور اس غلام کے مولیٰ نے ایک شخص کو کھل لیا کہ اس خون کے لینے ہزار روپہ پر صلح کر دیوے اور اسنے صلح کر دی تو مولیٰ کو اور اس شخص آزاد کو دونوں کو پان سو روپہ دینا ہو گئے اور چنہ کو فی قتل کے جاوے سنگ ایک کے بدلے اور ایک آدمی بدلے پناہ آدمیوں کے تو اگر ان مقتولوں کے ورثوں میں سے ایک قتل کے وارث نہ اگر قصاص لے لیا تو باقی مقتولوں کے ورثہ کو اب کچھ نلکا اور شافی کے نزدیک ان کو مال دلایا جاوے گا اگر چھ شخصوں نے ملکر لکھا ہاتھ کاٹنا سزا ہے ایک چہرہ دونوں لکھا اس کے ہاتھ پٹا دی تو اس کے بغیر میں ان دونوں کے ہاتھ کٹے جائیں گے بلکہ یہ ان دونوں دلائی جائیگی اور جو ایک شخص شیشہ نمونہ ہاتھ کٹے تو ان دونوں کو پونچھتا ہو کہ اسکا داہنا ہاتھ کاٹیں و ایک ہاتھ کی دیت لیکر آجھوں گے و ہاتھ لیں اگر دونوں ساتھی ساتھی ہوں اور جو پہلے ایسا فرماو اس کے ہاتھ کے عوض میں قاتل کا ہاتھ کاٹا جاوے گا و دوسرے آئے تو ہیکو دیت لیکر اور جو غلام اقرار کرے قتل عمد کا تو اسکو قتل کرے سنگے اور جس شخص نے تیرا ایک مرد کو قتل و دیر اور اس مرد کو لگ کے پانچل کے دوسرے کے لگ گیا اور دونوں مر گئے تو اول شخص کے بدلے میں قصاص لیا جاوے گا کیونکہ وہ قتل عمد کا اور دوسرے کے بدلے میں دیت آدیگی اسلیے کہ وہ قتل ظاہر و بہر چنہ یہ فصل و امیر لیکن اتنا اثر سے متعدد ہو گیا ذیل سے صریح ہے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اسکو مار ڈالا تو اسکی آٹھ صورتیں ہیں اسواسطے کہ قطع یا عمد یا ظاہر اسی طرح قتل یا عمد یا ظاہر پھر چاروں صورتوں میں عمرو میں سے تیرا ہوا یا نہیں تو اگر دونوں فصل عمرو کیسے پس اگر تپ میں عمرو تھا ہو گیا تو قصاص دونوں فعلوں کا نذر سے لیا جاوے گا یعنی پہلے قطع کا پھر قتل کا اور اگر صحت مابین میں حاصل نہیں ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہو کہ قطع یہ کے بعد قتل ہو گا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہو گا قطع تو جزا قطع قتل کی جزا میں داخل ہو جاوے گی اور اگر قطع اور قتل دونوں خطا ہوں تو اگر درمیان میں صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونوں کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر درمیان میں صحت نہ ہوئی ہو تو فقط قتل کی دیت کافی ہوگی اور اگر قطع عمد اور قتل خطا خواہ درمیان میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹنا جاوے گا اور دیت نفس کی دینا ہوگی اور جو قطع خطا ہو اور قتل عمد خواہ صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور قتل کا قصاص لیا جاوے گا نذر سے عمرو کو تو سروسکا مار اسطے کہ پہلے نوٹے مارے اوس و ہچکا ہو گیا بعد دین مارے اوس مگر کیا تو ایک ہی دیت لازم آوے گی اسواسطے کہ وہ جب چکا ہو گیا نوٹے کو ٹپے سے تو اوکا مارنا معتبر نہ مگر تفریق کے حق میں البتہ معتبر ہو کہ اسطے غیر معتبر نہ ہو کہ اسطے نہ معتبر نہ ہو

اور اوسکا نشان باقی نہ رہا ہودے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک اسکے مانند میں حکومت عدل
اور محمد بن زید روایت ہے کہ طیب کی اجرت اور دوائیوں کا شن و جب ہو گا کذا فی الاصل ص اور جو پہلے نوے
کوڑے مارے اوس کو اچھا ہو گیا لیکن اثر اوسکا باقی رہا بعد اوسکے دس کوڑے مارے اوس کے مر گیا تو حکومت
عدل اور زیت نفس دونوں واجب ہونگے باتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی الدار الخیار اور حکومت
عدل کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الایات میں آویگا اصل ایک شخص کا کوئی عضو کاٹا گیا اوس نے معاف کر دیا پھر
اوس قطع کے سبب سے وہ مر گیا تو قاطع کو دیت دینا پڑیگی یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے
نزدیک قاطع کو کچھ نہ دینا ہو گا اسلئے کہ عضو قطع سے عضو کے لئے موجب امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ قطع سے عضو کا
صرف قطع سے توجہ قطع سے مریت اگر کیا معلوم ہو کہ وہ قتل تھا نہ قطع پس یہ واجب ہونگی اسلئے کہ قصاص سبب شیعہ غو
کے ساتھ ہو گیا کذا فی الاصل ص اور جو اوس نے عضو کو دیا جنایت سے یا قطع سے اور جو اوس پر ہوا تو وہ عضو ہو گا
نفس سے قاتل کو دیت دینا ہو گی لیکن اگر یہ قطع خط سے ہو تو ثلث مال سے معتبر ہو گا اور جو عمر و ثلث مال سے ہی ہو گا
سر کے زخم کا تو اگر کسی عورت نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ ڈالا اوس نے اس عورت سے نکاح کیا اپنے ہاتھ پر چینی اپنے ہاتھ
کی پٹ سے اپنے چہرہ پر لیا تو مرد پر اس عورت کا مثل واجب ہو اور اوس کے ہاتھ کی دیت عورت کے مال میں دیا دیگی اگر
اوس نے ہاتھ کاٹا اور اوس کے عاقلہ پر اگر نہ تھا کٹا اور جو نکاح کیا اوس ہاتھ پر اور جو اوس پر ہوا ہوا چنایت پر
پھر مر گیا تو عیدین مثل ہر دو خطا میں عورت کے عاقلہ سے بقدر مر ساقط ہو کر باقی اٹکنے پر بطور وصیت کے
سمجھا جاویگا تو اگر ثلث مال سے باقی نکل آوے تو کل ساقط ہو گا ورنہ بقدر ثلث ساقط ہو گا اگر زیر نے غرو کا ہاتھ کاٹا
اوس کے عورت میں غرو کا ہاتھ کاٹا گیا اب زیر مر گیا تو عمر و بھی مارا جاویگا اور جو عمر و مر گیا تو زیر کی دیت نفس دینا ہو گی
یہ جب ہر کہ زیر نے بغیر حکم کا خود غرو کا ہاتھ کاٹا ہو اور صاحبین کے نزدیک زیر کو کچھ نہ دینا ہو گا اسلئے کہ اوس نے اپنا
حق وصول کیا اور سریت سے بچنا اوس کے اختیار میں نہیں ہر اس واسطے کہ باپ اپنے بیٹے کو یا معلم باپ کے اذن سے
بٹے کو تعلیم کے لیے ضرب متا کرے اور وہ مر جاوے تو اوپر ضمان نہیں البتہ اگر وہ معروف سے زیادہ مایکا اور کا
ہلاک ہو جاویگا تو اوسکو تاوان دینا ہو گا درختدار ص اگر مقتول کے وارث نے قاتل کا ہاتھ
کاٹا پھر عضو کو دیا قاتل سے تو اوسکو دیت دینا پڑیگی ہاتھ کی اور صاحبین کے نزدیک دینا پڑیگی

باب قتل کی گواہی اور حالت قتل کے اعتبار میں

حق شیعہ قصاص وارثوں کے لیے ثابت ہوتا ہر وقت یعنی ورثہ مقتول کے لیے حق حاصل ہوتا ہوا سات
کا کہ قاتل سے قصاص لینے میں اور یہ حق ثابت ہوتا ہر وارثوں کے لیے موجب فرائض اللہ کے توجہ وارث ترکہ کا حق ہر
اوسکو یہ حق بھی حاصل ہر اور جو ترکہ سے محروم نہ اس حق سے بھی محروم ہر مثلاً مقتول کا بیٹا اگر موجود ہو تو بھائی بھتیجے چچا
معمون محروم ہونگے اسی طرح باپ دادا چچا بھائی بھتیجے مامون وغیرہ اور مان سے نانی محروم ہوگی و علی ہذا القیاس ص
ابتداء سے نہ بطور ریثت کے تو ایک وارث دوسرے کی طرف سے حصہ نہیں ہو سکتا پس اگر مقتول کے دو بھائی تھے تو

کتاب الذیارات

مقدار دیت سونے سے چار ہزار دینار میں اور چاندی سے دس ہزار درم اور اونٹ سے سو اونٹ و سوار
 کہ حدیث ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابي بن جده بن جبرکہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جان مارنے میں دیت
 سو اونٹ کی ہزار اور سونے والوں پر ہزار دینار میں روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے مرسل میں اور نسائی اور ابن خزیمہ
 اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور روایت کی بیہقی نے طریق شافعی سے کہ کہا شافعی نے کہا محمد بن اسحق نے
 پونہچا اہل حضرت عمر سے کہ انھوں نے مقرر کیا سونے والوں پر دیت کو ہزار دینار اور چاندی سے دس
 ہزار درم کہا محمد بن اسحق نے اور خبر دی ہکو ثور می نے صغیرہ بنتی سے انھوں نے ابراہیم سے
 کہا کہ تمہی دیت سے اٹھ اونٹوں سے پھر ہزار اونٹ کو قائم مقام ایک سو بیس درم کے کر دیا وزن
 ستم سے تو وہ بارہ ہزار درم ہو گئے اور وزن سب سے دس ہزار درم ہوئے اور روایت کی محمد
 بن اسحق نے انا ابی حنیفہ عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة
 قال علی اهل الورق من الدية عشرة آلاف درهم وعلى اهل الذهب الف دينار الحديث یعنی کہ اہل الورق
 نے کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درم ہیں اور سونے والوں پر ہزار دینار ہیں اور شافعی کے نزدیک بارہ ہزار درم
 اس واسطے کہ حدیث ابن عباس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کی دیت ایک مقلول کی بارہ ہزار درم روایت کیا
 اوسکو چاروں عاملوں نے اور جواب اس حدیث سے پیچہ جو ہر ایک یہ کہ اس حدیث کا ارسلان صحیح ہے اور اس کے ارسلان
 کونائی نے اور ابو حاتم نے اور حدیث مرسل شافعی کے نزدیک قابل اتجاہ نہیں تو دوسری یہ کہ مراد ان درہم سے وہی
 درہم ہیں جسکا وزن وزن ستم تھا یعنی دس درہم چھہ متقال کے تھے بدیل اس کے جو روایت کی محمد بن اسحق نے
 ابراہیم سے تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کوئی مقدار دیت میں نہیں ہوا تھا تو کبھی آپ نے
 بارہ ہزار درم والے حبیبہ کی حدیث ابن عباس میں ہے کہ کوئی آٹھ ہزار درم حبیبہ کی حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص میں ہے
 اور اس کا اوسکا ابو داؤد نے اس سے یہ کہ حدیث ابن عباس میں صرف حکایت ہے ایک واقعہ کی اور قرار داد عن مقدار دیت
 میں بغیر ستم شاع کے نہیں ہو سکتی اور تمہی یہ مضمون صحابہ کرام سے تو اخذ نہ کر سکتے اولی ہوا واللہ اعلم
 اور دیت قتل شہید کی سو اونٹ ہیں اس طرح کہ پچیس بنت فاض لبون اور پچیس بنت لبون اور پچیس بنت فاض لبون
 جندہ اور اس دیت کا نام دیت مختلفہ ہے اس واسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے زعلقہ اور اسود سے کہ کہا ابو
 ابن مسعود نے شہید کی دیت میں پچیس تھ اور پچیس جندہ اور پچیس بنت لبون اور پچیس بنت فاض لبون
 اور قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہیں لیکن اس طرح کہ پچیس بنت فاض لبون اور پچیس بنت لبون اور پچیس بنت فاض لبون
 اور پچیس بنت فاض لبون یعنی قراونٹ ایک سال کے اس واسطے کہ روایت کی اصحاب بن ابراہیم نے عبد اللہ بن
 مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت خطا کی پچیس جندہ اور پچیس بنت فاض لبون اور پچیس
 بنت لبون اور پچیس بنت فاض لبون اور کفارہ خطا اور شہید کا یہ ہے کہ قاتل ایک غلام مسلمان آزاد کرے

دس ہزار درم
 چار ہزار درم
 دس ہزار درم
 دس ہزار درم

اس واسطے کہ
 قتادہ نے کہا
 قتادہ نے کہا
 قتادہ نے کہا
 قتادہ نے کہا

یہاں بعد مامور جاتی رہی تب بھی پوری دیت لازم ہوگی **ف** اسلئے کہ ہر ایک سے ایک منفعت جداگانہ مقصود ہے
 اس کی شہید نے نصف میں روایت کی عورت ایرانی سے کہ ایک شخص نے پتھر مارا دوسرے شخص کے نئے زمین
 حضرت عمر بن الخطابؓ کے تو مغروب کی سمیع اور عقل اور زبان اور ذکر جاتی رہی تو نہ قریب ہو سکتا تھا عورتوں نے
 تو حکم کیا حضرت عمرؓ نے اس میں جاریہ بیویوں کا ہر مین اس کا قاعدہ کلیہ یہ تحریر کیا کہ جب جنس منفعت کی باطل
 فوت ہو جائے یا جہاں جس ظاہری جائیداد تو پوری دیت واجب ہوگی **ص** اگر زبان پوری کاٹ ڈالی یا استفادہ
 نہ ہو لائی، اس سے جاتی ہے یا اکثر حرف نکلے ہو تو ف ہونے تو پوری دیت واجب ہوگی **ف** اس واسطے
 کہ حدیث عمرو بن حزم میں کہ زبان میں پوری دیت ہر **ص** اگر دہڑ بھی کسی کی موند ڈالی اور بچہ وہ نہ نکلی یا سر کے
 بال موند ڈالے اور پھر وہ نہ دے تو پوری دیت واجب ہوگی **ف** اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک حکومت
 عدل واجب ہوگی **کذا فی الحکمل ص** جو عضو انسان کے بدن میں دو درہن **ف** جیسے ہاتھ اور ناکھ اور
 کان اور پانوں اور چونٹ اور فوٹے ہلایہ **ص** تو اگر وہ دونوں کو تلف کر دے تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر
 ایک کو تلف کرے تو نصف دیت واجب ہوگی **ف** مثلاً اگر وہ دونوں انگلیں پھونڈے تو پوری دیت واجب ہوگی
 ایک کو پھونڈ دے تو نصف دیت واجب ہوگی **ص** جو عضو میں ہر دو دونوں کو پوری دیت ہر دو دونوں میں پوری دیت ہر دو دونوں
 بیٹھو میں پوری دیت ہر ایک انگلی میں اور ایک میں نصف دیت ہر ایک انگلی میں اگر چاروں تلف ہوں تو پوری
 دیت ہر دو جو ایک تلف ہو تو پوری دیت ہر دو سے ایک انگلی میں ہلایہ **ص** اور اگر ایک میں خواہ ہاتھ کی بیویں یا پانوں کی جو ان
 سمیت ہر دو سے ایک انگلی میں یا ان میں اور حدیث عمرو بن حزم میں کہ اگر دہڑ بھی میں خواہ ہاتھ کی بیویں یا پانوں کی دس اونٹ میں
 اور روایت کی ترمذی اور ابن حبان نے ابن عباسؓ سے مروی مثل اسکے **ص** اور جس انگلی میں تین جوڑ میں
 سو او سکے ایک جوڑ تلف کرنے سے دسویں حصہ کاٹھ ہر دو میں تین دو جوڑ ہیں او سکے ایک جوڑ تلف کرنے سے
 دسویں حصہ کا نصف ہر **ف** اس واسطے کہ اوٹلی کی دیت جوڑوں پر تقسیم کر دی گئی ہلایہ **ص** جیسے ہر ہر دانت
 میں بیسواں حصہ دیت کا ہر **ف** اس واسطے کہ حدیث عمرو بن حزم میں کہ دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور
 روایت کی ابو داؤد نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے مثل اسکے مروی اگر کوئی کہے کہ دانت تو تیس ہیں پھر ہر دانت
 میں بیسویں حصہ کے وجوب کی کیا وجہ ہے بلکہ پانچ حصہ کا تیسواں حصہ لازم آتا جواب دے گا کہ اگر دانتوں کا عدد
 اگر چہ تیس ہو لیکن اگر کے چار دانت یعنی عقل کی دانتیں تو بعض آدمیوں کے نہیں بھگتیں اور بعض آدمیوں میں چار
 ہوتی ہیں اور بعض میں کم تو عدد متوسط آدمیوں کا تیس ٹھہرا پھر دانت سے دو دفعہ میں ایک نریت اور جوڑ میں
 دوسرے چار پانچ جب ایک دانت تلف ہو گیا تو اسکی منفعت تو بالکل ضائع ہو گئی یعنی نریت بھی گئی اور چنانہ
 بھی گیا اور اس کے پاس والے دانت کی ایک منفعت یعنی چبائی جاتی رہی اور نریت کی منفعت باقی رہی ہر جب عدد
 متوسط آدمیوں کا تیس ٹھہرا تو ایک دانت کی دیت تیسواں حصہ ہوا اور نصف منفعت جو دوسرے دانت کی
 جاتی رہی اسکی نصف دیت ساٹھواں حصہ ہوا اور تیسواں حصہ اور ساٹھواں حصہ ملا کر بیسواں حصہ ہوا اسلئے ایک

بیان ہر دو دانتوں میں دسواں
 حصہ ہر دانت کا

دیت جیسا مذہب صاحبین کا ہے اور قصاص نہیں اور اس اونٹنی کے قطع سے جسکے پاس کی اونٹنی خشک ہو گئی بلکہ دونوں کی دیت واجب ہو گئی و نیز مذہب امام کا ہے اور صاحبین اور زفر سے نزدیک پہلی اونٹنی کا قصاص اور دوسری کی دیت واجب ہو گئی کذا فی الاصل ص اور قصاص نہیں اور اس اونٹنی میں جسکا اوپر کا جوڑ کاٹا گیا سو باقی اونٹنی بھی خشک ہو گئی بلکہ جوڑ کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہو گئی اور اس دانت میں جسکا نصف توڑا گیا سو باقی سیاہ ہو کر رہ گیا بلکہ جوڑ کی دیت واجب کی طرف سے دانت کا قصاص لیا جائے قصاص یعنی والہ کا دانت جو آیا تو نہ دیت واجب کی اسی طرح اگر ایک شخص نے دانت دوسرا کا دکھا ڈاڑھ سے توٹا کر رکھ لیا اور گوشت اور پیرہہ آیا تو دیت و کثیر سے اس سے قطع ہو گیا اگر ایک کا دانت دانت اور اسکے عوض جم آیا تو دیت ساقط ہو گئی اسی طرح ساقط ہو گئی دیت اگر سر یا منہ کا زخم ہو گیا اور چٹا ہو گیا یا مارنے سے جو زخم پیدا ہوا تھا وہ طرح اچھا ہو گیا یا لٹر ہو سکا باقی زخموں اور امام محمد سے نزدیک اجرت طبیب کی اور دوا کی نیسا پیرگی ص اور کسی زخم کا قصاص نہ لیا جاوے گا جب تک وہ نہ درست نہ ہو لی و اسلئے کہ احتمال ہے عفو کی موت کا زخم کے صدمے سے پس اس وقت قصاص بالنفس واجب ہو گا اسلئے انتظار چاہیے صحت کا اور روایت کی امام احمد اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہن جدہ کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کہ قصاص لیا جاوے زخم کا جب تک اچھا نہ ہو زخمی اور سکا اور شافعی کے نزدیک فی الحال قصاص لینا چاہیے اور حجت پر او ان پر یہ حدیث ص اور یہی اور مجنون کا عمو مثل خط کے پر تو دیت اونٹنی عاقلہ پر واجب ہو گئی و اور شافعی کے نزدیک اس سے ماں میں صاحب ہو گئی اور ہماری دلیل روایت ہے یحییٰ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور مجنون کا خطاب ص اور کفارہ ان سے نہ ہو گا اور محروم نہ ہو گئے میراث سے و اور جو قاتل بد قتل کے مجنون ہو گیا تو قتل کیا جاوے گا کذا فی اللہ الخ

فصل جنین کے بیان میں

اگر ایک شخص نے ایک عورت کے پیٹ میں ضرب لگائی سو بچہ مردہ نکل رہا تو غاراب کی عاقلہ پر غرہ یعنی بیوان حصہ دیت پانسو نہ ہم لازم آویں گے و اس واسطے کہ روایت کی اینہ سے ہے حضرت ابی ہریرہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا جنین میں غرہ کا غلام ہو یا بونڈی لیکن اس میں پانسو درہم کا ذکر نہیں ہے البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں زید بن اسلم سے کہ عمر بن الخطاب نے قیمت لگائی غرہ کی پچاس دینار اور ہر دینار دس درہم کا اور روایت کی بڑے بڑے جرمیہ سے کہ ایک عورت نے مارا ایک عورت کو تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بچے میں پان سو کا اور روایت کی ابو داؤد نے سنن میں ابراہیم مخفی سے کہ غرہ یا نسو درہم میں کذا فی شہرہ التقایہ ص ایک سال کے عرصے میں و اور امام مالک رحمہ کے نزدیک غرہ قاتل کے مال میں سے واجب ہو گا اور شافعی سے نزدیک تین سال میں عمل کیا جاوے گا مثل دین نفس کے دلیل ہماری حدیث سفیہ بن شعبہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت جنین کی مقدار کی اوپر عاقلہ کے روایت کیا اور مسکو ترمذی اور ابو داؤد نے اور مروی ہے مجیمین میں ماخذ اسکے اور ہدایہ میں کہ کہنا محمد بن حسن نے پوچھا کہ لیم کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غرہ مقرر کیا اوپر عاقلہ کے ایک سال میں ص اور جو بچہ زائد نہ ہو پیٹ سے گرے پھر مر گیا تو پوری دیت نفس کی واجب ہو گئی اور جو بچہ مردہ گرے پھر مان بھی اس کی مگر کی تو غرہ اور دیت دونوں واجب ہو گئے

ف غزوہ جنین کے لیے اور دیت، اوسکی مان کی روایت کی بخاری مسلم ابو شریبہ کہ ہزبل کی دو عورتیں اسین ٹوین تو ایک دوسری کے پتھر مارا اور مر گئی وہ اور جو اسکے پیٹ میں تھا مر گیا تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیت جنین کی غزوہ خواہ غلام مر ہو یا لہڑی اور مکمل کیا دیت کا عورت کی اوسکی عاقلہ پر ص اور جو مان مر گئی پھر بچے کے مردہ اوسکے پیٹ میں سے گر پڑا تو ایک دیت واجب ہو گئی **ف** یعنی صرف یہ ہے یا نہ کہ اسلئے کہ کفن ہو کہ موت جنین کی ضربت نہونی ہو تو بلکہ دم شکنے سے اور شافعی کے نزدیک نوہ بھی واجب ہوگا ص اور جو مان مر گئی پھر بچہ اور سکا زندہ بریت سے کر رہے تو دو دیتیں نفس کی پرزی واجب ہو گئی اور جنین کی دیت سب ورثہ اسلئے پادریٹے سوا انصار کے **ف** اسلئے کہ مناصب قاتل و سکا ہو اور قاتل کو میراث نہیں ملتی ص اور جو وہ جنین لہڑی کا تھا تو اوسکی قیمت جات حیات کی لگا کر بیسوا ان حصہ قیمت کا دینا ہوگا اگر جنین مرد ہو وے اور دسوا ان حصہ دینا ہوگا اگر عورت ہو اگر جینی کر زندہ نہ ہو اوسکی دیت دیا ہو یا نہ ہو ^{اور اگر جینی کر زندہ نہ ہو اوسکی دیت دیا ہو یا نہ ہو} اوسکے حل کو آزاد کر دیا بعد اسکے حل کر اور بچہ زندہ پیدا ہو کر مر گیا تو قیمت اسکی جات حیات کی واجب ہو گئی نہ دیت **ف** اسلئے کہ موت اوس بچے کی ضربت ہوئی اور اوس وقت میں وہ غلام تھا آزاد نہیں ہوا تھا ص اور جنین کے قتل میں کفارہ قاتل پر نہیں ہو اور جو جنین ایسا ہو کہ اوسکے بعض اعضا بن گئے ہوں تو وہ مثل دوسرے جنین کے ہر جس عورت نے عمدہ جنین کو مرد کر لیا ہے دو سے یا کسے نعل سے بغیر ذن شوہر کے تو اوسکی عاقلہ پر غزوہ از مر آویگا اور جو عورت کا عاقلہ نمودے تو اوسکی ذات پر لازم آویگا ایسا ل میں اور جو خاوند کے اذن کر لیا تو غزوہ واجب ہوگا **ف** جاتا یا جیسے کہ جس جین کے اعضا طاهر ہو ہوں تو اوسکے استاء و جہیز ہوگا ورنہ لنگھا ہوگی دینا

باب راہ میں کوئی امر جدید کرنے کے بیان میں ص

جو شخص شارع عام میں سنہ اس یا پر ناکیا بیج یا مہری یا چوبترہ یا دوکان بنا دے تو ہو سکتا ہے اگر لوگوں کو ضرر نہ کرے **ف** یعنی اگر ضرر نہ کرے تو درست ہے اور جو ضرر کرے تو باطل درست نہیں کذا فی الاصل اسواسطے کہ روایت کی طبرانی نے زعم وسط میں کہ فرمایا حضرت نے نہیں ضرر پہنچا ناہو اسلام میں ص یا وہ صف اسکے شخص کو **ف** اگرچہ ذمی ہو درختنا ص اور سکا تو ڈالنا یا ہونچنا **ف** کیونکہ شاع عام میں شخص کو حق مرور حاصل ہو تو خواہ ضرر نہ کرے یا کر ہر حال میں اور سکا تو ڈالنا جائز ہے شخص کو ص اور کو کچھ غیر نافذہ میں ایسا کرنا درست نہیں اگرچہ ضرر نہ کرے مگر اگر شر کا کمی اجازت درست میں نہیں اگر ان چیزوں کے گرنے کے سبب کوئی آدمی مر جائے تو بنائے والے کے عاقلہ پر اوسکی دیت لازم آویگی جیسے کوئی پتھر راہ میں کھڑے یا کھنڈاں یا تین کھودے اور اوس میں کوئی کر کر دیا جو کوئی جانور مر جاوے تو اوسکا خنڈا بنانے والے پر دیکھا یہ ص موتیں جب ہیں کہ اوسے بغیر اذن امام کے ان چیزوں کو بنایا ہو **ف** اپنے نفس کے لیے اور جو مسلمانوں کے نفع کے لیے بنایا ہو جیسے مسجد یا امام کے اذن سے تو وہ توڑا یا بگاڑا یا بگاڑا ص اور جو امام کے اذن سے بنایا ہو یا راہ کے کوئین میں کرنے والا کرنے سے نہ مرے بلکہ جو کسے یا دم کے گھٹنے سے مر جاوے تو نماز نہ آویگا **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے درختنا ص جس شخص نے راستے کے پتھر کو ہٹا کر دوسری جگہ رکھا اوسکے سبب کوئی آدمی تلف ہو گیا تو اوشاکے رکھنے والا خائن ہوگا نہ پھلار کھنے والا جیسے ضامن ہوگا وہ

شخص جسے بوجھ لاد اپنے سر یا بیٹھ پر راہ میں اور وہ کسی پر گریز یا بوری یا قندیل یا پتھر یا ان غیر کی مسجد میں لے گیا یا مسجد میں سوا نماز اور فعل کے لیے بیٹھا اور ان امورات سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا یا مثلاً اوس بوجھ کے گرنے سے یا بوری یا قندیل یا پتھر لوہے کے ٹکڑے گرنے سے کوئی مر گیا یا سوا نماز کے اور کام کے لیے مسجد میں بھیجا تھا زمین ایک نہر ہا آیا اور سپر گر پڑا اور مر گیا تو ضامن ہو گا **ص** ضامن نہ ہو گا تو شخص جو چاہے اور دے جو تنہا ہو سکی چاہے سبب کوئی مر گیا یا قندیل بوری یا پتھر یا ان وغیرہ نے مجاہد کی مسجد میں لیا یا نہ لے لے جو زمین چھاتا سوا سبب کوئی مر گیا

ف فصل جھکی دیوار کے مسائل میں ص

اگر دیوار ایک جگہ شائع عامہ یا نہ ہو یا ایک مکان یا طرقت لیکن منسورت میں حق ملک و حق مکان و انوکھا ہو گا **ص** اور اوس کے توڑنے کے لیے کوئی شخص نہان یا نہی مالک دیوار سے کہد یوے **ف** یعنی اوس شخص سے کہد یوے جسکو توڑنے کا اختیار ہو جیت رہا ہے کہ وہ قاب میں کر کے توڑ سکتا دیا وہی طفل سے یا دوس سے یا مکان سے یا نہان نہ جیتے کذا **ف** لیکن **ص** اور وہ اوسکو نہ توڑے اوس نے مالک زمین توڑا انا اوسکا ملک ہے تو ضامن ہو گا اور نفس کا یا مال کا جو اوس دیوار ملک ہو **ف** لیکن نہان مالک دیوار کی ذات پر تو کیا اور نہان غصب کا عاقل پر اوسے اور نفس کا یا مال میں یہ مذکور ہو گا کہ کوئی دنیا بھی ضرور ہو لیکن صحیح یہ ہو گا شہاد و شرط زمین ہو گا سوا سبب چاہے تاکہ والا اپنے قول کے اثبات پر قادر ہو وے اگر مالک دیوار اوس سے انکار کرے تو یہ احتیاطاً **ص** اور ضامن نہ ہو گا اگر بعد شہاد کے اوس نے وہ دیوار جھکی الی اور شتر می نے اوپر قبضہ کر لیا پھر گری یا توڑ ڈالنے کی درخواست اوس سے کی گئی جو توڑنے پر قادر نہیں ہو جیسے ترن اور کر ایہ دور اور شروع اور گھر میں رہنے والا تو اگر وہ دیوار کسی کے گھر کی طرف جھکی ہوئی ہو تو اوس گھر والے کو توڑنے کی درخواست ہو چتی ہو اور اوسکو مہلت دینے اور نہان معاف کر دینے کا اختیار ہو اور جو اوس نے پہلے ہی سے دیوار جھکی ہوئی بنائی تو ضامن ہو گا بدون درخواست کے چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکالنے میں **ف** یا یا نہان یا پر نا میں کذا **ف** لیکن **ص** ایک دیوار یا پنچر آدمیوں میں مشترک تھی ایک شریک سے درخواست اوسکو توڑنے کی کی گئی پھر وہ گریزی ایک شخص پر تو جس شریک سے درخواست توڑنے کی کی گئی تھی اوسکی عاقل پر پنچر ان حصہ دیت کا لازم آویگا جیسے دو ٹکڑے دیت کے لازم آویگا جب تین شریکوں میں سے ایک نے مکان مشترک میں کنواں گھدوا یا یا دیوار اوٹھائی اور اوس کے سبب سے کوئی ہلاک ہو گیا

باب جانور کی جنایت اور جانور پر جنایت کرنے کے بیان میں

اگر سوار کی سواری کا جانور کسیکہ روڈ اُسے یا ہاتھ لیا یا ٹوٹا یا سر سے تلف کرے یا منہ سے کاٹ لے یا ہاتھ سے مارے یا دھکا دیوے تو سوار پر پیمانہ لازم آویگا اور جالات یا دم سے ملے تو سوار اوسکا ضامن نہ دیگا **ف** کیونکہ روڈ وغیرہ سے بچاؤ ممکن نہ ہوتا اور دم کی ضرب سے یہ مذہب ہمارا اور شافعی کے نزدیک لالت کی ضرب کا بھی ضامن نہ دیگا کیونکہ محل جانور کا منسوب ہر طوط سوار کے کذا **ف** لیکن **ص** اگر جانور نے چلتے چلتے لیا یا شتاب کیا اوس سے

زرخم سے وہ مر گیا تو غلام صلح ٹھہر گیا بعض جنایت کے اور جو اسے آزاد نہیں کیا لیکن ہاتھ کے زخم سے مر گیا تو غلام پھر دیا جاوے گا مولیٰ کو سو وود قتل ہو گا قصاص میں یا معاف کیا جاوے گا اگر غلام باذن، بیوان کوئی جنایت کرے خطا سے اور مالک کو ہکا علم ہو وہ اس کو آزاد کر دیوے تو مالک کٹر کا ناوان دیکھ قیمت اور دین میں قرض خواہوں کو اور کٹر کا قیمت اور دیت میں سے ولی جنایت کو پس اگر نوٹری باذن نہ ہو پھر بچے تو قیمتیں اس کے ساتھ بھیجی جاوے گی اور جنایت میں بچہ نہ دیا جاوے گا دیر کے غلام کی عمر ورنے آزادی کا اور کیا پھر اسے عمر ورنے کی جنایت کی تو عمر ورنے کو کچھ نہ یا گناہ غلام سے شاہک مولیٰ سے اگر غلام نے کہا کہ میں نے ایک بھائی کو قبل آزادی کے خطا سے ماہ روزیر نے کہا کہ میں بلکہ بعد آزادی کے تو قول غلام کا سچ سمجھا جاوے گا زید نے اپنی نوٹری کو آزاد کیا پھر کہا کہ میں تیرا ہاتھ کا یا مال تیرا یا قبل آزادی کے اور نوٹری نے کہا بعد آزادی کے تو قول نوٹری کا مقیدل ہو گا مگر جماع اور نوٹری کی کمائی میں کہ میں قبل مولیٰ کا مقیدل ہو گا تو غلام نے بچے یا سنی نے ایک سنی کو سیکے قتل کے لیے کہا اور اس میں سنی نے قتل کر دیا تو دیت قاتل کی عاقلہ بچہ کی اور دو عاقلہ قاتل اس غلام آیت بعد متوک کے پھر بچہ کی سنی آیت سے اور جو غلام مجھ سے غلام مجھ کو حکم کیا قاتل کا تو قاتل کا مولیٰ اس غلام کو جو لے کر دیوے یا فریاد یہ قاتل خطا میں اور مرید جموع اب نہیں ہو سکتا لیکن بعد آزادی کے کٹر قیمت اور ذیہ میں سے اسے سکتا ہو یا سانی قتل عمین اگر غلام قاتل صیرن ہو اور جو بالغ ہو گا تو قصاص قاتل کیا جاوے گا اگر ایک غلام نے دو آزاد شخصوں کو قصداً مار ڈالا اور مقتول کے دو دہولی تھی ایک ایک اسے غنہ سے غنہ کر دیا تو باقی دو وارثوں کو چاہے مالک نصف غلام دے دے چاہے ایک پوری دیت ادا کرے اور جو ایک شخص کو قتل کر دے اور دو سہ کو خطا قاتل کیا اور عمر کے دو وارثوں میں سے ایک سے غنہ کر دیا تو مالک پوری دیت دیوے قتل خطا کے وارثوں کو اور نصف دیت قتل عمر کے اس وارث کو جسے غنہ نہیں کیا یا غلام کو ان تینوں کے حوالے کر دیوے تو اس غلام کے تین حصے کے ایک بابت دیکھ تینوں میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک چاہے کہ تین حصے خطا کے وارثوں کو اور ایک عمر کے وارث کو یا اگر دو شخصوں میں ایک غلام مشترک تھا اسے ان دونوں کے ایک حصہ وار کو مار ڈالا اور ایک حصہ غنہ کر دیا تو سب باطل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک غنہ کرنے والا نصف حصہ پناہ دوسرے کو دیر کو یا ربع دیت

فصل غلام بی دیت اس کی قیمت ہر پس قیمت اس کی آزاد شخص کی دیت تک پہنچ جاوے گی تو اس میں سے دس درم کم کر لیگی **ت** امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے عبد المہدی بن سعد بنیست اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک جہاں تک قیمت اس کی ہوگی دینا پڑے گی **ص** اور غصب میں کہ نہ کرینگے بلکہ بقدر قیمت ہوگی دینا پڑے گی یا جماع سب علماء کے ورنہ خصل آزادی جو حصہ دیت کا جنایت میں تھوڑا غلام میں وہ حصہ قیمت سے قمر کیا جاوے گا مثلاً اگر کوئی غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو نصف قیمت اس کی لازم آوے گی **ت** پس اگر اس کی قیمت دس ہزار یا زائد ہوگی تو پانچ کم پانچ درم دینا ہوگی کتا **ف** الاصل **ص** اگر غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وہ آزاد کیا گیا بعد دس سے زخم سے مر گیا تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا اگر غلام کا وارث صرف مولیٰ ہو ورنہ نہ لیا جاوے گا اگر ایک شخص نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا پھر دونوں غلام مجروح ہو

بعد اسکے مولیٰ نے قہراً کیا کہ مراد میری فلا نام غلام تھا تو دونوں کی دیت مولیٰ کو ملیگی اور جو اون دونوں غلاموں کو
 کہیں مازا لا تو دیت آزاد کی اور قیمت غلام کی دینا ہوگی اور جو ہر ایک غلام کو ایک ایک شخص نے مازا لا تو قیمت اون
 دونوں کی لازم آوے گی اگر ایک شخص ایک غلام کی دونوں انکھیں پھوڑ دے تو مولیٰ کو اختیار ہو کہ وہ غلام کو جان
 کے لئے کرے اور اس سے پوری قیمت اسکی لے لیوے اور چاہے غلام کو اپنے پاس سہنے سے اور نقصان نہیں
 لے سکتا **ف** اور صاحبین کے نزدیک نقصان لے لیا اور شافعی کے نزدیک ہر قیمت لیا اور غلام کو بھی کچھ چھوڑا
 کہ **کذا فی الاصل فصل** اگر یہ بیاہم ورنے جنایت کی تو مولیٰ کو مازا لا ان دیکو دیت اور قیمت میں تو اگر مولیٰ
 نے قاضی کی حکمت تاوان ولی جنایت کو دیر یا بعد اسکے پھر بخون نے جنایت کی تو پوری جنایت والا پہلی جنایت
 لئے کا شریک ہو جاوے گا اور قیمت میں جو اسکو قاضی کے حکمت ملی ہو جو مالک نے بدو قاضی کے دیا تو دوسری
 جنایت والا پہلی جنایت والا کی سچا کرے خواہ مولیٰ کا لیکن اگر مولیٰ سے لیا تو وہ پہلی جنایت لئے پر جوع
 کرے گا اس واسطے کہ مولیٰ پھر ایک قیمت واجب ہے **ب** بخاندان مالک نے اپنے غلام کا ہاتھ مٹا دیا اسکو غضب
 کیا ایک شخص نے اور زخم کے سرایت سے وہ غلام مر گیا غاصب پہنچا نہ تھا ان دیکو ہاتھ غلام کی قیمت کا اور جو مولیٰ نے
 ہاتھ کاٹا اپنے غلام کا اور وہ غلام غاصب پاس تھا تو غاصب ہی ہو گیا تاوان اگر غلام جو نہ غاصب پر ہو غضب کیا پھر
 مغصوب غاصب پاس مر گیا تو غاصب پر تاوان آوے گا **اسلیہ** کہ مجبور سے مواخذہ کیا جاتا ہے انعام میں پس اگر
 غضب غاصب پر ہو گا تو وہ اس میں بیع کیا جاوے گا اور جو غضب صرف اس کے اقرار سے ثابت ہو تو مواخذہ ہو گا اور اس
 مجبور آدمی کے **کذا فی الاصل فصل** اگر یہ بیاہم ورنے اپنے غاصب پاس جنایت کی پھر مولیٰ پاس نہ ہو دوسری جنایت کی یا
 اسکا اولاد ہو تو مالک اسکی قیمت کا تاوان لیوے دونوں ولی جنایت کو اور نصف قیمت پھر کو غاصب اور جو
 کرے اسکو پہلی جنایت والوں کے پھر جوع کر لیوے اور سکا غاصب پر صورت اولیٰ میں نہ ثانی میں
 اور خالص غلام بھی یعنی قنشل و برکے ہو دونوں صورتوں میں لیکن مولیٰ یہاں خود غلام کو جو اس کے قیمت
 مدبر میں اسکی قیمت دینا ہو اگر زید کے مدبر کو عمرو نے غضب کیا اور اس نے جنایت کی عمر وہ پاس پھر عمرو نے
 رد کر دیا اسکو طرف زید کے بعد اسکے پھر غضب کیا پھر اس نے جنایت کی تو مالک پر پوری قیمت اس
 مدبر کی دونوں اولیاء جنایت کے لئے لازم آوے گی پھر وہ پوری قیمت عمرو سے بھگے گا اور
 اس میں سے نصف پہلی جنایت والوں کو دیکر پھر وہ نصف غاصب سے بھگے گا اگر زید نے کسی کا
 آزاد لڑکا غضب کیا پھر وہ لڑکا زید پاس اگر ناگمان یا بخارت مر گیا تو زید ضامن نہو گا اور جو کچلے کے کرنے یا سانپ کے
 کاٹنے سے مر گیا تو زید کے عاقلہ پر دیت لڑکے کی آوے گی **ف** آزاد لڑکے کا غضب عبارت ہے اس کے لے جانے سے
 کہ یہ غضب شخص آزاد میں مقصود نہیں ہے درجنہ تار میں ہو کہ بیکر کا حکم بھی ہر صورت میں مثل صغیر کے اگر غاصب اسکو
 ایسے رکانات کی طرف خبر لے گیا کہ اسکو حفاظت اپنی ممکن نہیں ہو اور اگر کسی نے صغیر کو غضب کیا پھر وہ صغیر اس کے
 پاس غائب ہو گیا تو غاصب قید رکھا جاوے گا یا نہ مالک کہ اس صغیر کو لاوے یا اسکی موت معلوم ہو جو اگر نہ مالک

صغیر کا خشفہ کاٹ ڈالا تو اگر لڑکا مر گیا تو ختان کے عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی اور جو زندہ رہا تو پوری دیت اور جو بچا
ہر چھوٹا سا جانور کو کون سا جانور کی جنایت سے معافی علیہ مر جاوے تو نصف دیت ہو اور جو نہ مرے تو پوری دیت ہو
صحبہ ایک لڑکے پاس غلام رکھا گیا بطور امانت کے اور اوس لڑکے نے اوس غلام کو بارڈالا تو عاقلہ پر لڑکے کے
دیت غلام کی تہی ملی اور اگر لڑکے کے کسی مال تلف کیا بغیر اہل ع کے تو اوس پر ضمان ہو اور جو اس کے پاس ایسا ہو ایسا بطور
امانت کے رکھا گیا اور اوس سے تلف کیا تو ضمان نہیں ہوتا لیکن صاحب بن کہ کسی عاقل ہو اور غیر عاقل پر طلاقا و ان میں ہر

باب قسامت کے بیان میں

وہ مژدہ سپہ افزہ کا یا جراح کا جو کچھ گلا دباے گا انسان پر یا خون بہتا ہو اس کے کان یا آنکھ سے کسی محاربن یا ایسا یا بگا
الشر بدن یا نصف بدن سر کے ساتھ ملا اور ہر عاقل معلوم نہیں ہو اور ولی مقول دعویٰ قتل کا رکھتا ہو کل اہل محلہ پر یا بعض
پر تو ولی چاہے آدمیوں کو محارہ العان میں سے چھانٹے اور نہ سے قتل نہ لے جائے کہ نہ اسی سے قتل نہیں کیا اور اس کے قاتل کو ہم چاہیں
میں ف یعنی ہر شخص اہل میں سے اس طرح قسم کھاے کہ کہیں اس کو قتل نہیں کیا اور نہ قاتل کو اس کے جانا ہوں
اور امانت شافی کے نزدیک اگر اہل محلہ پر لوث ہو قتل کا یعنی اونیہ میں سے کسی پر علامت قتل پائی جاوے یا غار حال اس کا
شاہر ہو مثلاً مقول سے انکہ مدد ہو یا ایک شخص مال شہادت دیوے قتل کی یا جماعت غیر عادلہ شہادت ہو یا ایک
کہ اہل محلہ نے اس کو قتل کیا ہو تو اولیٰ مقتول کو چاہے طغین و بجا دیکھئے اس امر پر کہ واعدل محلی نے اس کو قتل کیا ہو یا بگا
دیت کا مدعی علیہ مر برابر ہو کہ دعویٰ قتل نہ کیا ہو یا بگا کا اور امانت مالک لے لیا کہ حکم کیا جاوے گا قصاص کا اگر دعویٰ قتل عہد کا ہو
اور یہ بھی کہ قتل ہو یا شافی کا اگر لوث ہو تو نہ جب مالک کا مثل ملے نہ جب کے ہو کہ فرق اتنا ہو کہ وہ ایمان کو مکر رہیں
کرتے اہل محلہ پر بلکہ در کرتے زمین اونکو اولیٰ مقتول پر پس اگر حلف کر لیں اہل خلیہ تو وہ دیت نہیں دلاتے اور اس پر اور دیکھاری
قول ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ مدعی پر ہیں اور قسم نکھر پر روایت کیا اس کو بھی سنی ہے ابن عباس سے اور صحاح ستہ
والہون نے ماتنہ اس کے تو قسمین اہل محلہ پر یا سید مقرر ہو نہیں تا اگر انھوں نے قتل کیا ہو تو قسم دروغ سے بچا تو اگر کہیں تک
پس واجب ہو کہ قصاص اور جو حلف کر لیں تو قصاص سے برات ہو جاوے گی لیکن دیت واجب ہوگی اور اس واسطے
کہ مقتول ان کے بیچ میں ہو پس جب اہل محلہ حلف کر لیں تو ان پر دیت کا حکم کیا جاوے گا اس واسطے کہ روایت
میں کہ عمرو بن شعیب عن ابیہن جبہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت مقرر کی یہود پر جب مجھ کا بیٹا اون کے دروازہ
مقتول پایا گیا تھا اور روایت کی ہزارے سعید بن مسیب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شریع کیا یہود کے ساتھ سبقت
کے اور مقرر کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور شافی نے عمر بن الخطاب کے لکھنوں نے چاہے آدمیوں
حلف کا حکم کیا قسامت میں پس حلف دلائی اونکو اور مقرر کی اور نہ دیت ص تو اگر ولی نے دعویٰ کیا قتل کا
اوس شخص پر جو اہل محلہ میں سے نہیں ہو تو قسامت اہل محلہ سے سا قضا ہو جاوے گی پس اگر اہل محلہ چاہے کہ ہوں تو مکر
اون سے قسم لے جائے بیان ملک کہ چاہے قسمیں پوری ہو جاوے قسامت اس واسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
ابن مسیح سے کہ عمر بن الخطاب نے مکر کہیں قسمیں بیان ملک کہ پوری ہوئیں اور روایت کیا عبد الرزاق نے کہ حضرت

حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو چاقو سے قتل کیا اور اس کا سوا سے ایک تاجہ اور سپردیت مقرر کی اور روایت کی
ابن ابی شیبہؒ شریح سے اور عبد اللہ الزرقانی نے ابراہیم بنی نمیر سے شل اسکے ص اور جو شخص اہل محاربت سے انکار کرے
قسم کا تو وہ قید رکھا جائے یہاں تک کہ قسم کھائے اور قسامت میں جہی اور بنون اور عورت اور غلام شریک نہ ہونگے
اور زمین پر قسامت اور رویت اس نقش میں جس پر زخم کا نہیں ہے یا خون اس کے منہ یا دبر یا ذکر سے نکلا ہو
و اس واسطے کہ ان اعضا سے خون نکلتا ہو خود بخود بھی بخلاف کان اور آنکھ کے کہ بغیر نیک خون انہیں سے
نہیں نکلتا کذا فی الاصل ص اگر مقتول جانور پر پایا گیا اور اس کے ساتھ ایک ہانکے والا یا کھینچنے والا یا
سوار یا تو اس کی رویت سائق یا قائم یا ایک عاقل پر چنگی اور جو بنیوں ہوں تو ان سب کو رویت دینا ہوگا اور اگر ایک جانور
پایا گیا دو تریوں سے رویت تین اور دو سپر ایک مقتول کے تو جو کانوں میں یا ہاں سے قریب تر ہوگا اور سپر قسامت اور رویت ہر
و اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی حکم کیا جب ایک مقتول دو کانوں کے بیچ میں پایا گیا تھا رویت
کیا اس کو ابو ذر غفاریؓ اور سخت بن راہوہ اور زرارہ نے اپنے سائیدین اور یحییٰ بن زبیر نے اپنے سنن میں اور حضرت عمرؓ نے
بھی ایسا ہی فرمایا اس وقت میں انہیں کیا اس کا ابن ابی شیبہؒ نے عنعن میں زبیلی ص اور جو مقتول کسی گھر
میں یا تو گھر کے پرستار یا اس کے عاقل پر رویت لازم ہوگی اگر ثابت ہو کہ گھر کا وہی گھر کا ملک ہے رویت سے اور جو مقتول
اپنے گھر میں یا تو رویت اس کی وارثوں کے عاقل پر ہوگی و امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین اور زبیر کے نزدیک
کچھ میں عورت میں لازم نہ ہوگا اور یہی حق ہے کہ کذا فی الاصل ص اور رویت اس کے اہل طہر و عوف بنا ہوا ہے
سند لکھری ملکیت کی ابتدا فتح اسلام کے وقت اگر چہ بنو نین سے ایک بی بی بنس باقی ہو دغفار ص نہ رستہ والوں
اور خرمیروں پر پھر اگر سب مالکوں نے اس کو بیچ کر لیا ہو تو رویت اور قسامت خریداروں پر ہے و باجماع سب علما
ہاں کے دغفار ص اگر مقتول مکان شریک میں پایا گیا اور بعضوں کا حد زیادہ ہے تو قسامت اور رویت شریکوں کے ہمارے
موافق ہوگی و انہوں کے مالک سے یعنی حصہ قبل والے اور حصہ کثیر والے رویت اور قسامت میں برابر ہونگے ص
اگر گھر پر پایا گیا لیکن مشتری کے قبضے میں نہیں آیا تھا کہ وہ میں مقتول نکالا تو قسامت اور رویت مالک کی عاقل پر ہے اور بیع
باخیار میں قابض کی عاقل پر رویت میں اہل اشتی پر یعنی جو زمین سوا زمین یا ملاح اور سبجہ ملک میں اہل محاربت اور دکانوں کے
بیچ میں قریب کانوں والوں یا بازار یا زرخاں میں جو کسی ملک ہو مالک بازار یا بازار غیر ملک اور شارع عام اور قیادہ
اور جامع مسجد اور جو مکان عامہ مسلمین سے متعلق ہو دغفار ص میں اگر مقتول ملے تو قسامت شریکوں
اور رویت اس کی بہت المال میں بیگی اور جو ایک قوم باہر گھر گئی تلوار میں کھینچا پھر ایک مقتول کو چھوڑ کر چلا ہو گئی تو
اہل علم پر قسامت اور رویت ہر اس واسطے کہ حفاظت محلہ کی ان کے فتنے ہو کر یہ کہ دارث مقتول کو ہم پر یا ان میں سے
کسی شخص معین پر دعویٰ کرے تو اہل محاربت پر کچھ واجب ہوگا اور خون راہگان ہوگا اور اس کی رویت وغیرہ کچھ نہ بیگی اگر مقتول
جنگل میں یا آب جاری میں بتا ہو ملے اگرچہ لوگوں سے حلف طلب ہو قسامت میں انہیں سے ایک کے کما کہ مقتول
کو زید نے مارا ہو تو اس کو بن حلف لیا ہوگی و اللہ مبینہ مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اس کے قاتل کو سوا زید کے

اور کسی کو جانتا ہوں لیکن یہ ظہار اور سکا زید پر قبول نہ کیا جاوے گا اور باطل ہے شہادت اہل محلہ کی اور لوگوں پر بابت قتل کے
یہ اپنے میں سے کسی پر اور جو شخص کسی محلیہ میں مجرم ہو یا پھر وہاں سے اونچا یا گیا لیکن صاحب فراش رہ کر مر گیا تو دیت اور
تسامت اور خیمین محلوہ الوان پر ہوگی جہاں پر زخمی ہو تھا اگر ایک مکان میں صرف دو ہی شخص تھے ایک انہیں سے متحمل
پایا گیا تو دوسرا خاص ہوگا دیت کا نزدیک ابو یوسف کے یہ بھی ہے کہ اگر جو متحمل کسی عویسہ کا نوکریں ملا تو اس عورت
پر تین سال کی عاقبت اور دیت اور اسکی عاقبت پر ہوگی **ف** یہ نہ بربط طرفین کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
تسامت بھی عاقبت پر ہوگی اس واسطے کہ تسامت اون لوگوں پر جو نہ نصرت ہوں اور عورت اسکی اہل نہیں ہے

کتاب العاقل

یہ کتاب دیوان لوگوں کے بیان میں جن پر دیت واجب ہوئی ہے یعنی عواقل کے بیان میں جو جمیع ہر عاقل کی **ص** جو
شخص شکر بڑی ہو تو اس کے عاقل وہ لوگ ہیں جن کا نام دیوان تین مرقوم ہیں **ف** دیوان عبادت دیوان اور اق سے
جنہیں اہل شکر کے نام اور ان کا سالانہ پیش کشماہی یا ماہانہ لکھا جاتا ہے یعنی دفتر شکر اہل سلام تو اشکری کا عاقل بھی اشکری
لوگ ہیں **ص** اور یہ ہائے نزدیک ہر اشاعتی کے نزدیک عاقل قاتل کے اس کے کہنے والے میں اس لیے کہ ایسا ہی
تھا نہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے مرسل کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دیت قریش کی مقرر کی اور تیرش کے اور دیت انصار کی انصار پر **ص** اور نسخ نہیں ہو سکتا بعد از آنحضرت
علیہ السلام اور ہر غنی میں یہ ہر عمر میں ہر گاہ دفاتر تیرش کے ہر عمر میں صحابہ کرام کے تو دیت اہل دیوان پر مقرر کی **ف**
روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ذر سے اور شعبی سے کہ اول جسے عاقل کو مقرر کیا عمر بن الخطاب بن اور مقرر کی دیت اوی
خطات تین سال میں اور روایت کی عبدالرزاق نے عن صف میں عمر بن عمر سے کہ انھوں نے دیت مقرر کی عطاؤں میں تیر
سال کے اندر ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے عاقل کو دیت کا تین سال میں ہر سال میں ایک ثلث اور اہل دیوان کے
اونکی عطاؤں میں **ص** اور فیصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں یہ لکھا ہے تیرش و اشاعتی کر دیت اور پردہ کاروں کے ہر اور دہ گز
کی جو تین مختلف میں تل قرابت کے اور مانند اسکے تو حضرت عمر نے عاقل میں حضرت دیوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو تو اہل حرفہ اس کے عاقل ٹھہرے پس وصول کجاوگی دیت اونکی عطاؤں سے تین سال کے عرصے میں **ف** اسی طرح
جو دیت قاتل کے مال میں واجب ہو تو وہ بھی تین سال کے عرصے میں کجاوگی جیسے باپ بیٹے کو عدا قاتل کرے اور امام
شافعی کے نزدیک فی الفور کجاوگی کذا فی الاصل **ص** پھر اگر عطاؤں تین سال سے زیادہ یا کمزور بیت المال میں سے
تکلیف تو اسی طرح دیت کجاوگی مثلاً اگر تین سال کی عطاؤں تین سال میں پیشگی مل گئی تو کل دیت اسے کجاوگی اور
جو چار بریمین ملی تو چار سال میں دیت وصول کجاوگی **ص** اور جو شخص اشکری نہیں ہو تو اسکا عاقل اس کے کہنے والے
ہیں اور دیت اون پر تیرش کجاوگی سترش کہہ کر ایک تین سال میں تین دن میں عاقل کے یا تین سال میں چار دن میں
زیادہ کسی سے نہ لے سکے یہی صحیح ہے پس اگر کہنے والے مستقر نہ ہوں کہ دیت پوری اون سے وصول ہو سکے تو اس کے تیر
دوسرے کہنے والوں کو پھر تیرش کہنے والوں کو اسی طرح ملاتے ہاں بیگ بیان تک کہ دیت پوری ہو جاوے اور قاتل عاقل میں سے

دولن دوستائی مال کا فرمایا اپنے نہیں کچھ کرنا سینے صدقہ دون میں نصف مال کا فرمایا نہیں کہا میں نے تصدق کروا دین
تساوی مال فرمایا صدقہ کرنا تسائی اور تسائی بہت ہر بیشک تیرا چھوڑ جانا دارثون کو غنی بہتر ہے اس کے کچھ چھوڑ جاؤ تو بیکار غنا
پہچایا اور بن لوگوں کے سامنے اور عاقل بن چل سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے صدقہ قبول کیا
تم پہ تسائی مال کا تمھارے منے کے وقت واسطے بڑھانے نیکیوں کے روایت کیا اوسکو اور قطنی نے اور امام احمد نے اور بزر
نے ابوالرودا کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے لیکن سب روایتیں ضعیف ہیں اور قوی کرتی ہے ایک
روایت دوسری روایت کو واللہ اعلم بلوغ المرام ص اور درست نہیں ہے وصیت وارث کے لیے فین
شخص میت کے ترکہ میں سے صدقہ کا تحقق ہو اوسکے لیے وصیت درست نہیں ہے اور جو وہ خود مر ہو جاوے جسے بھائی کے
کے لیے وصیت کی باوجود بیٹے کے تو درست ہے دلیل اس میں حدیث بڑی مایہ اہلی مذکور کہ اس میں سے اس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دیدیا ہر عقد کیا اوس کا حق پس ہے میت میں وارث کے لیے
روایت کیا اوسکو امام ترمذی اور جبارون عالمات نے اسانی نے اور سن کہا اوسکو امام احمد نے اور ترمذی نے اور قوی کہا اوسکو
ابن حجر مہ اور ابن الجارود نے اور روایت کیا اوسکو اور قطنی نے ابن عباس اور زیادہ کیا اوسکے آخر میں لکھ کر یہ کہ جانین
سب وارث اور اسناد اوس کا سن ہے بلوغ المرام اور کثرت کتب علیہ کذا وذا حدیث کہ الموت ان ترکہ خیر
والوصیۃ ثلث لولہ الدین ولا کفر لکن مناسخ ہے اس حدیث سے یا آیت موارث سے یا اقول ہر ص اور قاتل کے
لے یہ بوجہ شہادت ہے قاتل اس واسطے کہ باہر میں ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے وصیت قاتل کے لیے
کہنا قطنی نے تصحیح کیا میں نے کہ نسخ کیا اس حدیث کا اور قطنی نے بشیر بن عبید سے انھوں نے حجاج بن اسحاق سے
انھوں نے حکوت انھہ ابی بن عبید سے انھوں نے عبد الرحمن بن ابی علی سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب کے فرمایا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں درست ہے قاتل کے لیے وصیت کہا اور قطنی نے کہ بشیر بن عبید تنوک ہر بنا ہر حدیث کو نسخ
مباشرتی قیہ سے آخر زبوا قتل سبب مشن قبر سے اور امام شافعی کے نزدیک قاتل کے لیے وصیت درست ہے اور
اسی خلاف ہے ہر ذرا ایک شخص کے لیے وصیت کی پیچہ امت موسیٰ کا ماڈا الاکذا افرال اصل وصیت نہیں درست ہے
اگر موسیٰ جی ہو یا کتاب ہو اگر چاہاں بقدر وفا چھوڑ جاؤ اور مقدم ہو گا اور ادا دین وصیت ہر ص اس واسطے کہ اگر ادا دین
ضروری اور فرض ہے اور وصیت تو زیادتی حسانت کے لیے مستحب ہے اور قرآن شریف میں اگرچہ وصیت ذکر میں مقدم ہے
دین پر لکن حکم میں پیچہ زیادتی جامع نفس میں حصول وصیت قبول کیا جاتی ہے بعد مر جائی ابراہیل ہے قبول اور دراد کا حیات میں موسیٰ اور موسیٰ
مالک نہیں ہوتا وصیت کا کتابت او کو قبول کر سکا ایستہ میں وہ یہ کہ موسیٰ بعد موسیٰ مر جاؤ قبول سے پہلے تو وصیت موسیٰ کے واسطے لکھی
اور موسیٰ کو بجا بھیجا اور ایستہ صحیح قول سے یا ایستہ فعل سے جو مال کے حق کو قطع کر دیتا ہو خصوصاً فی شئ موسیٰ بین ایستہ کہ اب
سے نام بدل جاوے اور غلط منافع جاتے رہیں ص یا ایستہ فعل سے کہ موسیٰ میں کیا ایسا امر لہر ہو جاوے لکھنا بغیر اوسکے
تسلیم موسیٰ کے کہ ممکن نہ ہو کہ شئ موسیٰ سے ہو کہ موسیٰ کی موت کر ڈالے یا موسیٰ بکھر میں عدالت بنائے یا ایستہ تصرف سے جو موسیٰ کی
لکھ کر اصل کو روکو شئ موسیٰ کہ بھج یا یہ کہ روکوے اور کھڑے موسیٰ بکھڑا لہر خارج ہو گا وصیت سے اسی طرح انکار کرنا درست ہے

منہیں بھینٹے

ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا کرنا موصی کا وصیت سے رجوع ہر اور دونوں قول مفتی بہین درست ٹھنکتا کہ
ص اور مرثیہ کا بیہ و راوی کی وصیت باطل ہے اور اس عورت کے واسطے جس سے موصی نے نکاح کیا بعد وصیت اور مہربہ کے
 آتی طرح باطل ہے اور اور وصیت اور مہربہ کا اپنے کافر بیٹے کے لیے یا غلام کے لیے اگر لڑکا مسلمان ہو گیا یا غلام کو آزاد کر دیا
 بعد اسکے اور جائز ہے مہربہ اس شخص کا جسکے پاؤں رگ گئے یا اسکے فوج نے مارا یا اسکے ہاتھ رگ گئے یا اسکے سہیل ہو گئی
 تمام مال سے اگر ایک سال تک یہ مراض ممتد ہوئے اور موت کا خوف نہ ہو نہ تہائی مال سے نافذ ہوگا اگر کئی قسم کی
 وصیتیں جمع ہوں تو تہائی مال اور سب کو کافی نہیں ہے تو جو وصیت فرض ہے اور اسکے مقدم کیسے نفل ہے اور جو سب
 وصیتیں یکساں ہو ورنہ تو جسکو موصی نے مقدم کیا ہو وہی سہلے ادا کی جاوے گی تو اگر اوستہ وصیت کی حج کی تو اوستہ کی طرف
 سے ایک شخص کو سو ہزار کے موصی کے شہر سے حج کر اویگے اور جو خرچ ہتھور کا کافی ہو تو جس شہر سے کافی ہو وہاں سے کر اویگے
 اور جو حج کرنے والا راستے میں مر گیا اور وصیت کی اوستہ حج کی تو اوستہ کے شہر سے حج کرایا جاوے گا **ف** امام ابو حنیفہ کے نزدیک
 اگر خرچ ہتھور کا کافی ہو ورنہ جہاں کافی ہو وہاں کر اویگے اور صاحبین کے نزدیک جہاں پر مہربہ وہاں کر اویگے اگر خرچ ہتھور کو
 کافی ہو ورنہ جہاں سے کافی ہو وہاں سے کر اویگے اور قول امام معتزلی اور وہی پرستون ہیں کذا فی اللہ الخ

باب ثلث مال کی وصیت کے بیان میں

جب اپنے تہائی مال کی وصیت کی زیر کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے بھی تہائی مال کی وصیت کی اور وارثوں نے
 اجازت نہ دی تو تہائی مال دونوں شخصوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر تہائی مال کی وصیت کی زیر کے یہ اور
 سہ مال کی عہد کر لے تو ثلث مال کے تین حصے کر کے دوزید کو دیں گے اور ایک عہد کو اور بچہ ثلث مال کی وصیت کی بکر کے
 لیے اور کل مال کی وصیت کی خداد کیلئے تو امام صاحب کے نزدیک ثلث مال کو نصف نصف بکر اور خالہ بانٹ لیں گے اور
 صاحبین کے نزدیک ثلث مال کے چار حصے کر کے ایک حصہ بکر کو اور تین حصے خالہ کو دیں گے **ف** امام صاحب نے کہا
 کہ وصیت ثلث سے زیادہ کی جب اسکے وارث نے جائز نہ کہا باطل ٹھہری تو ایسا ہوگا ویسا موصی نے وصیت کی
 ثلث کی بکر اور خالہ کے لیے تو ثلث کو نصف نصف بانٹ دیں گے اور صاحبین نے یہ کہا کہ ثلث سے زائد وصیت باطل ہے
 اس معنی کہ موصی لاوار کا مستحق نہیں ہے بسبب حق و رش کے اور معتزلیوں نے اب میں کہ موصی ثلث میں سے بقدر اسکے
 حصہ لے گا اس لیے کہ اسکے باطل ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے تو کل کے تین ثلث ہوگا اور تین ثلث و ایک ثلث بلکہ چار ہووے
 تو اسی طرح ثلث مال چار حصوں پر تقسیم ہوگا کذا فی الاصل **ف** امام غزالی نے کہ موصی کے نزدیک موصی کہ کا حصہ ثلث سے زیادہ ٹھہرایا
 جاوے گا **ف** یعنی ثلث سے زیادہ تین ضرب نہ ہوگی پس جب وصیت تین ثلث مال کی ایک کے لیے اور کل مال کی ایک کے لیے
 تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سہام وصیت کے دو ہو کر ایک کو نصف ملیگا پس نصف کو ضرب گئے ثلث میں تو نصف ثلث
 یعنی سہ حصہ حاصل ہوگا وہی ہر ایک کو ملیگا اور صاحبین کے نزدیک سہام وصیت چار ہوگی اور چار کا ایک رابع ہے تو رابع ثلث
 مال میں ضرب کیسے چلے جائے ہوگا رابع ثلث کا وہی ملیگا صاحب ثلث کو چھ صاحب کل کے تین ہیں چار میں سے یعنی تین
 رابع ثلث کے وہ اسکے بیٹے یعنی تین ہیں ضرب کے اور سہ میں بہت علماء حیران ہو گئے ہیں کذا فی الاصل **ص** مکتوب

مقاموں میں تمایاۃ اور سائیت اور درہم مسلمین و محابۃ کی صورت یہ ہر ایک شخص کے دو غلام تھے ایک تیس روپے کا ایک ساٹھ روپے کا سو اسنے وصیت کی کہ تیس روپے کا غلام زید کے ہاتھ دس روپے کو بیجا جاوے اور ساٹھ والا عمرو کے ہاتھ بیس کو بیجا جاوے اور سولان دو غلاموں کے اور کوئی جاندار موصی کی تھی تو زید کے خلیق تین درم کی وصیت ہوئی اور عمرو کے خلیق تین پالیس درم کی ہوئی تو ثلث مال دونوں موصی امین تین تھا تو تیس ہر دو کا تیس سین الا غلام زید کو بیس میں دیا جاوے گا اور دس درم اوٹکی وصیت کے ٹھہرے اور ساٹھ والا غلام عمرو کو چالیس میں ملیگا اور تین درم اوٹکی وصیت میں ٹھہرے تو عمرو نے ثلث میں سے بقدر اپنے وصیت کے لیا اگرچہ وصیت زائد تھی ثلث پر یعنی بیان پر اہم غلام نے زید اور عمرو کو برابر فائدہ نہ دیا بلکہ بقدر حصوں کے تقسیم ہوا اور اگر وسط پر بیان عمل ہوتا تو زید اور عمرو کو برابر ملتا اور صورت سعایت کی یہ ہر ایک شخص نے اسی قیمت کے دو غلاموں کو زید کو لیا اور سولان دو غلاموں کے اور کچھ مال اس کے پاس نہیں تھا تو اول غلام کے لیے وصیت ثلث مال کی ہوئی اور باقی دو غلاموں کے لیے دو ثلث کی وصیت ٹھہری تو وہ حصہ تین تھا وہوٹے ایک سہم اول کا اور دو سہم ثانی کے تو ثلث مال بھی اس طرح تقسیم کر لیا جائیگا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور دس درم پر اور وہ سعایت اور کوشش کرے تیس درم میں اور ثانی کا بھی ثلث آزاد ہوگا اور وہ بیس درم پر تو وہ موصی کو چالیس درم میں تو ہر ایک موصی کے لئے نصف کی بقدر اپنے وصیت کے اگرچہ زید و ثلث پر اور صورت درہم مسلمہ کی یہ ہر ایک شخص نے زید کے لیے تیس درم کی وصیت کی اور عمرو کے لیے ساٹھ درم کی اور کل مال موصی کا صرف اسی قدر تو ہر موصی انہر کر لیا بقدر اپنی وصیت کے اور درہم مسلمہ سے غرض یہ کہ وہ سلق میں اول میں نصف اور ثلث کی نہیں ہر کذا فی الاصل مع اختصار و صیح ہو وصیت اپنے بیٹے کے حصے کے مانند کی نہ اپنی بیٹی کے حصے کی و اگر بیٹا سو جو بیٹہ نہ ہو تو بیٹے کا حصہ غیر کو کیسے مل سکتا ہے برخلاف اس کے مثل کے ص تو اگر موصی کے دو بیٹے ہن تو ثلث مال موصی کو ملیگا اور جو وصیت کی اپنے مال میں سے ایک جز کی تو وہ سکایان وارثوں کی طرف ہر طرف تو وارثوں سے کہا جاوے گا کہ بقدر تمہارا جی چاہے اس کو دید و اس واسطے کہ جزو مال مہول ہو اور جہاں صحت وصیت کو مانع نہیں ہر تو بیان اس کا وارثوں کی طرف ہوگا کذا فی الاصل و جو وصیت کی ایک سہم اپنے مال میں سے تو مرد اور سس سکس مل ہوگا عرف میں عرب کے اور سہم ثل جز کے ہر حصے عرف میں پھر اگر موصی نے کہا کہ میرے مال کا سدس فلان شخص کے لیے ہر پھر بولالاکہ میرے مال کی تمہاری اس کے لیے ہر اور وارثوں نے اجازت دی تو پھر ثلث ملیگا یعنی سدس داخل ہو جاوے گا ثلث میں ص اور جو سدس مال کی دو بار وصیت کی تو اس کو سدس ہی ملیگا اور جو وصیت کی اپنے تمام مال میں کی یا تمام مال کی پھر ان کی جو مختلف ہن یا تمام مال غلاموں کی پھر ثلث تلف ہو گئے تو باقی کل روپے اور سکریاں اس کو مل جائیں گی اور پھر ان اور غلاموں میں ثلث باقی کا ثلث ملیگا اگرچہ درم کی وصیت کی اور موصی کا مال عین بھی ہر اور دین بھی ہر لوگوں پر تو اگرچہ درم عین مال کے ثلث میں سے کل سیکینگے تو بیٹے جاوینگے و نہ تمام عین کی نکال کر باقی جو رہیگا دین میں سے وصول کر کے دیا جاوے گا اگر وصیت کی ثلث مال کی زید اور عمرو کے لیے اور عمرو مرد ہو تو زید کو پورا ثلث ملیگا اور جو کما ثلث درمیان میں زید اور عمرو کے ہر

تو زید کو نصف ثلث بلکہ اگر وصیت کی ثلث مال کی اور موصی ہو وقت محتاج ہو تو موصی اگر ثلث اس مال کا بلکہ اگر جو موصی کے پاس وقت موت کے ہو اگر چاہے دھمال بعد وصیت لکھ لیا ہو دے اور جو وصیت کی تہائی بکریوں کی اور موصی کے پاس بکریاں نہیں ہیں یا تجھیں لیکن قبل موت کے اگر تین تو وصیت باطل ہو گئی اور جو وصیت کی ایک بکری کی اپنے مال میں سے تو قیمت اس کی اسکے مال میں سے دلائی جاوے گی اور جو وصیت کی ایک بکری کی اپنی بکریوں میں سے اور اس کے پاس بکریاں نہیں ہیں تو وصیت باطل ہو اگر ثلث کی وصیت کی اپنی اموات اولاد کے لیے اور فقیران اور مسکینوں کے لیے حال انکام ولد و اسکے تین میں تو ثلث مال کے پانچ حصے کے تین حصے اموات اولاد کو اور دو حصے فقرا و مسکین کو دیئے گئے اور جو ثلث کی وصیت کی زیادہ فقرا کے لیے تو نصف زید کو اور نصف فقر کو بیگا اگر سرور پارکی کی ہو بیگے اور سرور پارکی کے بیگے پر پوریت میرے شہسواران و نوکاشا نہ گنت یا تو تیسہ کو ہر ایک کی تہائی ملے گی و تہائی پانچ دو مرد و یکا حصہ برابر ہو کر ایک تہا "اوتے ساتھ شریک ہو گیا تو تین بیگے تینوں کی برابر بنی تو ہر ایک کو سو کی و تہائی ملے گی **صلو جو سو کی** کی بیکے اور پاس کی ہر ایک کے پوریت تیسہ کو نوکاشا شریک کی یا تیسہ کو سو کی حصے کا نصف غنہ حصے کا نصف بیکاف تین پختہ و اصل و خوار کما اگر کچھ پختہ نہ ہو تو ہر ایک کی مقدار دین میں ثلث مال تک اور جو اس کے سوا جو حصیتیں بھی کہیں تو تہائی مال جدا کیا جائیگا وصیت کے لیے اور دو تہائی دار ثمن کے لیے اور کما جاوے گا اہل و صایا اور وارثان سے کہ مری کے دین کی نقدیت کرو جب قدر میں کہ تر جاوے پھر بقدر کا اہل و صایا اقرار کریں اور کما ثلث اونکے حصے میں سے لیا جاوے اور جو بچے و اولاد کو ملے اور بقدر کا وراثہ اقرار کریں اسکے و ثلث ورثہ کے حصے میں سے لے جاویں جو بچے و اولاد کو ملے اور صاحب و صایا اور وارث اس حصے حلف لیجائے اگر مری دعویٰ زیادہ کا کرنا ہو تو انکے علم اور دانست پر فایمینی اپنے علم پر کہ گواہین کہ داند ہم سے بقدر دین کو جلتے ہیں **صلو اگر وصیت کی کسی شریعت کی وارث اور اجنبی کے لیے تو نصف اس شریک کا اجنبی کو ملے گا اور وارث کو کچھ نہ ملے گا** ف ایجنی کے واسطے نصف اس صورت میں ملاا سلبہ کا وارث قابل ہر وصیت کے برخلاف اس صورت کے جب وصیت کی حی اور میت کے لیے کیونکہ میت اہل نہیں ہر وصیت کے کتنا **والا اصل حص** اگر ایک شخص وصیت کی تین تھانوں کے کپڑے کی اوس میں ایک عمدہ ہر دوسرا متوسط تیسرا ناقص تین شخصوں کے لیے اس طرح کہ عمدہ زید بکرم اور متوسط عمر کا اور ناقص بکرم کا پھر ایک تھان تلف ہو گیا اور معلوم نہیں کہ دوسرا تھان یا متوسط یا ناقص اور وارث ہر ایک سے یہ کہتے ہیں کہ تیرا حق تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی لیکن اگر وارث در گذر کر کے باقی دو تھانوں کو تینوں کے حصے کر دین تو زید اور دو تھانوں میں سے جو عمدہ ہر اسکے و ثلث لیوے اور بکرم ناقص تھان کے و ثلث اور عمدہ ایک تھان کا ایک ایک ثلث لیوے اگر زید نے ایک مکان میں سے جو اسکے اور بکرم کے درمیان میں مشترک تھا ایک کو طہری کی وصیت کی عمر کے لیے تو اس مکان کو تقسیم کرینگے اگر وہ کو طہری زید کے حصے میں آئے تو عمر و لے لے گا اور جو بکرم کے حصے میں آوے تو او قدر بلکہ گزروں سے ناپ کر زید کے حصے میں سے عمر کو مل جاوے گی یہی حکم اقرار میں ہر **ف** یعنی اگر وصیت کی جگہ اقرار کیا احد الشریکین نے ایک میت کا و مشترک سے پختہ تیسرے ہوئی اور وہ میت مفر کے حصے میں ہوا تو مفر کو مل جاوے گا اور جو مفر کے حصے میں نہ آیا تو اس کے برابر زمین ہا

اگر تصرف منجز یعنی فی الحال ہووے سو اس میں اعتبار حالت عقد کا ہو پس اگر صحت میں ہو تو کل مال سے نافذ ہوگا
ورنہ ثلث مال سے اور جو تصرف مضایع ہو طرف موت کے تو وہ ثلث مال میں سے نافذ ہوگا اگر یہ صحت میں ہووے
ف ان تین بجز خود ہر جس کا حکم فی الحال قنابت ہو جاوے اور مضایع الی الموت وہ تصرف کر کہ وہ اپنے حکم کو موجب ہو
بعد موت کی جیت کے کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے یا یہ زید کا ہے بعد میری موت کے پس منجز میں حالت تصرف کا اعتبار
ہو تو اگر اس وقت صحیح اور تندرست ہو نافذ ہوگا کل مال سے اور اگر بیمار ہو نافذ ہوگا ثلث سے پس مرہ و تصرف سے وہ تصرف
ہو جس میں انشاء اور احداث ہو ایک عقد کا اور دوسرے معنی جمع اور احسان کے پائے جاتے ہیں یہاں تک یا اگر قرار کیا کیسے
دین کا مرض میں تو وہ نافذ ہوگا کل مال میں یا اگر یہ طبع اگر کراخ کیا مرض میں مندرج ہو تو نافذ ہوگا کل مال سے لیکن تصرف
مضایع الی الموت تو وہ نافذ ہوگا ثلث مال سے خود صحت میں کہے یا مرض میں لگنا فی الاصل ص جو بیماری کہ
اوسکے بعد صحت ہو جاوے وہ مثل صحت ہو اور مرانی کا اعتاق اور محاباة و ایسی قیمت واجبہ سے کہ جو جیسا یا زیادہ
کو خرید کر یا ط ص اور یہ ہر دو زمان حکم قیمت کا رکھتے ہیں تو اگر محاباة کے بعثت ہو تو محاباة مقدم ہو اور جو
عتق کے بعد محاباة کی تو دونوں برابر ہیں **ف** محاباة کے بعد اعتاق کی صورت یہ ہر ایک غلام کو جسکی قیمت
دو سو روپے تھی سو کو جیسا پھر ایک غلام کو جسکی قیمت سو روپے تھی آزاد کیا اور سو اٹھ دو غلاموں کے اور کچھ مال
نہیں رکھتا تو ثلث مال کو پہلے محاباة کی طرف صرف کرینگے اور جس غلام کو آزاد کیا ہو وہ اپنی کل قیمت میں سعی کریگا اور
عتق کے بعد محاباة کی صورت یہ ہر کہ سو روپے مالے غلام کو آزاد کیا پھر دوسو روپے مالے کو سو کو بیچ ڈالا تو ثلث مال یعنی
سو روپے کو تقسیم کریں گے دونوں میں نصف نصف تو جس غلام کو آزاد کیا ہو نصف اوس کا مفت آزاد ہوگا اور نصف
قیمت میں سعی کریگا اور صاحب محاباة دوسرے غلام کو ڈیڑھ سو میں لے گا کذا فی الاصل ص اور صاحبین کے نزدیک
دونوں صورتوں میں عتق مقدم ہوگا تو اگر دو محابا توں کے بیچ میں ایک عتق ہو تو نصف ثلث صرف کیا جاوے گا پہلے
محاباة کی طرف اور باقی دونوں کی طرف اور جو ایک محاباة دو غنما توں کے بیچ میں ہو تو نصف محاباة بنی نصف و عتق میں صرف

کیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں عتق مقدم ہوگا اگر وصیت کی کہ ان سورتوں میں سے ایک غلام خرید کر کے آزاد کیا جاوے پھر ایک درم لطف ہو گیا تو باقی سے وصیت نافذ نہ ہوگی لیکن حج نافذ ہو جائے گا اگر غلام آزادی کی وصیت کی بجز اسے جنایت کی اور اس میں نہ لایا گیا تو وصیت باطل ہوگئی اور جو فیہ نہ لایا گیا تو وصیت باطل نہ ہوگی اگر وصیت کی زید کے لیے ثلث مال کی اور وہ بھی نے ایک غلام آزاد کیا بعد اس کے زید یعنی کہ وصیت نے یہ غلام صحت میں آزاد کیا تھا تاہم اسکی وصیت ثلث مال سے نافذ ہو جائے اور وارث یہ کہتے ہیں کہ اس غلام کو مرض میں آزاد کیا تھا اور عتق فی الرض مقدم ہے وصیت پر تو قول وارثین کا قسم سے معتبر ہوگا اور زید کو کچھ نہ ملے گا بلکہ جب ثلث مال اس غلام کی قیمت سے زائد ہو تو بقدر زائد ہر روز زید کو ملے گا یا زید کو ادا لائے اس بات پر کہ عتق صحت میں ہو تھا اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں اس کا وصیت پر آزاد ہو سکے غلام نے دعویٰ کیا عتق کا صحت میں اور وارث نے دو نون کی نقب دینے کی تو غلام قرض خواہ کے حملے کیا جاوے گا اور وہ اپنی قیمت میں سعی کر کے آزاد ہو جائے گا

باب وصیت میں قارب غیرہ کے بیان میں

ہمسایہ وہ شخص ہے جس کا مکان ملا ہو اور ف امام صاحب کے نزدیک در صاحبین کے نزدیک جو ایک محلے میں رہتے ہیں اور ایک مسجد ان کو جامع ہو تو اول امام صاحب کے موافق قیاس کے ہر ایسے کافر غیر میں وہی بناستحق ہے جو مسلمانوں سے صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ وہ ہیں جو اسکی روجہ سے قربت محرمیت رکھتے ہیں جیسے باپ دادا چچا ماموں اور اسکی بہنیں وغیرہ مگر میں اسکی دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس کے محرم قربت داروں کو ان کے مالکوں سے آزاد کر دیا واسطے کہ ان کے مالکوں کے درودہ انصار کہتے جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہاں پر یہ سو ہوا ہر صاحب ہالیہ سے بچا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو یہ نسبت عارت کہنا چاہیے روایت کیا اسکو ابو داؤد سنن میں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ میں جو اس کے محرم ہوں تو ان کے عاوند ہیں ف ایسے ان کے حرف میں ہر اور ہائے عورت میں منہ خسر کہتے ہیں ان عتق یعنی کہ شوہر کو شتر اصل اہل عبارت ہو اسکی وجہ ف اور صاحبین کے نزدیک مثل ہر اس کے سبب کو دلیل امام صاحب کی آیات ہیں کلام اللہ کے جیسے و سائر اہل اہل اور عرفہ اہل عرب کا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبارت ہر اس کے اہل بیت سے اور اس کے باپ دادا بھی اس میں داخل ہیں اور قارب اور اقربا اور زوی قربت یا زوی انساب اس کے دوا تین یا زیادہ ذی رحم محرم ہیں قریب تر ہر قریب تر سوا والدین اور ولد کے پس وصیت اقارب میں اگر اس کے دو چچا اور دو ماموں کے تو دونوں چچا کو ملے گا اور جو ایک چچا اور دو ماموں میں تو نصف چچا کو اور نصف باقی دو ماموں ماموں کو ملے گا اور جو ایک ہی چچا ہے تو اسکو نصف ملے گا اور چچا اور چچا بھی برابر ہیں اگر وصیت کی زید کی اولاد کے لیے تو اولاد کا لڑکی اس کے برابر ہونے حصے میں اور جو وصیت کی اس کے ورثہ کے لیے تو فرزند کو دو حصہ ملے گا لڑکی کا اگر وصیت کی کسی شخص کے یتیم فرزندوں کے لیے یا ان کے اندھوں کے یا لنگروں کے لیے یا ان کے مسکینوں کے یا ان کے محتاجوں کے لیے تو اگر وہ لوگ محصور و معدود ہوں تو فقیر اور غنی اور یہ اور عورت ان کے باطن ہونگے ورنہ ان کے فقیروں کو ملے گا اور جو کسی شخص کے فرزندوں کی وصیت کی تو اس میں عورتیں داخل نہ ہونگی و حسب ظلال عبارت نہ ہوگی یا فقیر نہ ورنہ ان میں بھی داخل ہونگے ورنہ فقیرانہ وصیت کی کسی شخص کے موالی

کے لیے اور اسکے آزاد کرنے کے لیے بھی زمین اور آزاد کیے ہوئے کسی زمین تو وصیت باطل ہوگی فاسد اس کے کمال کا ہونا
مشترک ہر متفق بالکسر و متفق بالفتح میں اور بعض کتب شافعیہ میں ہر کہ وصیت کمال کے لیے ہو جاوے گی

باب خدمت اور سکونت اور بچوں کی وصیت کے بیان میں

صحیح ہر وصیت کرنا اپنے غلام کی خدمت کا اور اپنے گھر کی سکونت کا مدت معین تک اور ہمیشہ کو اور غلام اور گھر کے مال
اور کراریہ کی وصیت سوا کہ غلام یا گھر کی ذات تمامی مال سے نکل آئے تو موسیٰ کو تسلیم کیے جاویں مگر اسے اجراء وصیت
کے اور جراثیم سے نکل سکین تو گھر کی تقسیم کجاوے ف یعنی موسیٰ کو گھر میں سے بقدر ثلث مال حوالے کر دیں
اور زمین اجراء وصیت ہو واصل اور غلام میں مایاۃ کر لیں ف یعنی باری باری نفع میں تو موسیٰ کو ثلث
یہ عرصہ اور مقدار غلام سے جس میں وصیت صحیح ہوئی اور وارث خدمت لیوں اس مقدار میں زمین وصیت صحیح
نہیں ہوئی کذا فی الاصل ص اگر موسیٰ یا موسیٰ کے زندگی میں مر جاوے تو وصیت باطل ہوگی اور جو بعد موسیٰ کے
مرنے کے موسیٰ کے وارثوں کو چھوڑ گیا اور اگر موسیٰ نے اپنے باغ کے بچل کی وصیت
کی ہر موسیٰ مر گیا اور مال انکا باغ میں بچل موجود ہر تو موسیٰ کو صرف یہی بچل ملینگے نہ آیندہ البتہ اگر موسیٰ نے لفظ ابد کا
یعنی ہمیشہ بڑھا دیا تو اسکو یہ بچل بھی ملینگے اور آیندہ بھی ملا کر تنگے جیسے غلام باغ کی وصیت میں خواہ ابد کا لفظ کہے یا تنگے
یہ بچل بھی ملینگے اور آیندہ بھی ملا کر تنگے اور بچہ بچوں کے مال کی وصیت میں اور انکے بچوں اور دودھ کی وصیت میں
وہی مال اور سچے اور دودھ کا ہو گیا جو موسیٰ کے مرتے وقت موجود تھا خواہ ابد کا لفظ کہے یا نہ کہے ف ثمرہ یعنی بچل
اور غلام و زمین یعنی بالوں میں فرق یہ ہر کہ غلام باغ آمدنی یا نہ کہتے ہیں خواہ باقفل ہو یا آیندہ اور ثمرہ درصوف موجود
کو کہینگے مگر حبیب اسے ابد کا لفظ کہد یا تو یہ قرینہ ہو گیا اس امر پر کہ ثمرہ اور بیوت شامل ہیں موجود کو اور عدم کو
بھی لیکن ثمرہ عدم ہر جیسے مساقاۃ میں نہ وصیت معدوم اور ولد معدوم میں کذا فی الاصل ص کا فرض
اپنی وصیت میں عبادت گاہ بنالی تو وہ بعد اسکے اسکے وارثوں کو ملے گی اور اگر کافر نے وصیت کی عبادت گاہ
کے بنانے کے لیے خواہ معین لوگوں کے لیے یا غیر معین لوگوں کے لیے تو صحیح ہر جیسے وصیت
مستاسن کی جسکا کوئی وارث نہیں ہر اس متحدہ کل مال کے کسی مسلمان یا ذمی کے لیے صحیح ہے

باب وصی کے بیان میں

عقبتے ہیں اوصیٰ لے فلاں جب اسکو اپنے مال میں اختیار دیا تصرف کا بعد موت کے اور اسکو موسیٰ الیہ اور وصی
کہتے ہیں ضرر یہ کہ ایک شخص نے اپنا وصی بنایا اور زید نے قبول کیا وصایت کو موسیٰ کے پاس تو صحیح ہو گیا پھر اگر
رک گیا موسیٰ کے سامنے تو وصایت رد ہو گئی ورنہ رد نہ ہوگی ف یعنی موسیٰ کے پیچھے پھر وصایت سے انکار کرے
تو صحیح نہ ہوگا بلکہ وصایت باقی ہوگی اسلئے کہ موسیٰ نے اس پر پھر وصایا اب وہ اگر اس کے غایت میں رد کرے تو فریبی
ہو و کذا فی الاصل ص اور جو زیر سکونت کیا بیان تک کہ وصی مر گیا تو یہ کو رد اور قبول دونوں جائز ہیں پس اگر
وصی نے ترک میں سے کوئی چیز چاہی تو وصایت لازم ہو گئی اگر جہدہ اپنے وصی ہونے سے ناواقف ہو و پھر اگر وصی نے

قبول سے وصایت کے سکوت کیا پھر دیکھا موصی کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہو اگر جب کہ قاضی نے اس کے رد کرنے کو ناظر کر دیا تو اگر موصی نے وصی کی غلام یا کافر یا فاسق کو تو قاضی اس کے بدلے میں اور کسی کو کرے اور جو اپنے غلام کو وصی کیا تو صحیح ہے اگر وارث موصی کے نابالغ ہیں ورنہ نہیں اور جو موصی کے حقوق وصایت کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو قاضی اس کے ساتھ دوسرے کو بلا دے پس اگر موصی امین ہے اور حقوق وصایت کے ادا کرنے پر قادر ہو تو قاضی اس کو معزول کرے بلکہ وجہ ہر وصی رکھنا اور مکاف اور جو قاضی نے بالہ نملہ و سکومعزول کر دیا تو غرضاً فہر لیکن قاضی نے غلام کو ادا کرنا اور گناہگار ہوا دینا غرضاً اگر موصی میت کے وراثت میں تو ایک وصی بغیر دوسرے کے کوئی کام نہیں کر سکتا مگر میت کے واسطے کن خرید کر سکتا ہے اور اس کی تجویز کر سکتا ہے اور اس کے حقوق کی خدمت دوسرے قاضی کا قاضی اور طالبہ و اس کے طفل کو خرید جو اس کے لیے مہیہ قبول کرنا اور غلام معین کا آزاد کرنا جس کی آزادی کی موصی نے وصیت کی ہو وہ اور وصیت معین کا پھر دینا اور وصیت معینہ کا جاری کرنا اور اس مال ضائع کا جمع کرنا اور جس کے تلف ہوئے یا خون ہو اور اس کا جینا یا کام بھی کر سکتا ہے **ف** امام ابو حنیفہ اور محمد کا یہ مذہب ہے اور ابو یوسف کے نزدیک سب کام کر سکتا ہے لکن اگر قاضی اس کے واسطے کسی کو خواہ مخواہ اس کو اپنے مال میں ہو گیا ہو یا اپنے موصی مال میں وصی کیا ہو وہ بصورت دونوں ترک نہیں ہو سکتا اور صحیح ہر تفسیر موصی کی ساتھ موصی کے ورثہ کبار کی طرف سے جب غائب ہوں یا صفا کر پڑے پھر جب وصی نے موصی کے حصہ کے وارثین سے بیکر وارثوں کا حصہ لیا اور وہ وصی کے پاس تلف ہو گیا تو وارث موصی اسے کچھ بھی نہیں لے سکتے **ف** اس واسطے کہ قسمت صحیح ہو گئی **ص** اور وصی کی قسمت موصی کے وارثوں کے ساتھ ورثہ کے درست نہیں ہے بلکہ اگر وصی نے موصی کے حصہ لے لیا اور وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو موصی کے باقی مال میں سے پھر ورثہ کیوں البتہ قاضی موصی کے وارثوں سے تفسیر کر کے حصہ دے سکتا ہے اگر موصی نے وارثوں کے ساتھ قسمت کی اور حج کی وصیت کا مال لیا اب وہ مال تلف ہو گیا خواہ موصی کے پاس سے جس کے چھوڑنے کو دیا تھا اس کے پاس تو پھر حج کر لیا جاوے یا باقی مال کے لئے نہ لے لیا اور موصی کو درست ہے کہ ایک غلام کو ترک کرے یا بیع کرے اگرچہ بیع کے قرض خواہ جائیداد وین **ف** اس لیے کہ قرض خواہ کا حق مالیت سے متعلق نہیں ہے اگر موصی نے وصیت کی کہ اسے غلام کو بیع کرے اس کی قیمت تصدق کرنا پس موصی نے اس غلام کو بیچا اور دشمن اس کی لے لی بعد ازیں موصی کے وارثین نے اس کے پاس سے جاتی رہی اور غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری دشمن موصی سے پھر بیوے اور موصی ترکے میں سے لے بیوے اس طرح اگر متر و تفسیر ہو اور نابالغ کو ایک غلام سے میں پوچھا اور اس کو موصی نے بیچا دشمن اس کی لے لی پھر دشمن موصی کے پاس سے جاتی رہی بعد ازیں غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری دشمن موصی سے لے لیا اور موصی نابالغ کے مال میں سے اور نابالغ اور وارثوں سے حصہ نہ پھر بیوے اور موصی کی بیع اور شرعین سے صحیح نہیں ہے مگر اگر موصی قدر بنین سے جو لوگوں کو خرید و فروخت میں ہوا کرتی ہے بنین فاحش سے اور موصی مال کو بطور مضاربہ اور شرکت اور بضاعہ کے لے سکتا ہے اور وارث قبول کر سکتا ہے اگرچہ جو پہلے مریوں سے زیا موقوف ہوئے مفلس پر اور قرض نہیں دے سکتا اور موصی وارث کہہ کر مال جو غائب ہو اس کی بیع کر سکتا ہے مگر عمار کی کہ اس کی حفاظت ضرور نہیں ہے اور اس کے مال میں تجارت معین کر سکتا

اور غرضی اور ایک مرد اور عورت کا جائزہ ناز ٹپھنے کے لیے آئے تو امام کے قریب پہلے مرد کو کہیں پھر غرضی کو
پھر عورت کو ف واسطے رعایت ترتیب کے تاکہ عورت کا جائزہ دور تر ہو و گویا کی آنکھ سے پھر غرضی کا گذر
فراصل ص ۱۸۱ غرضی کی شکل کا باپ مر گیا اور ایک بیٹا اور غرضی کو چھوڑا تو بیٹے کو دو حصے اور غرضی کو ایک حصہ
ملیگا ف بینہ و بہ نام کا ہوا سو واسطے غرضی کو او کے نزدیک اول ایسے میں ملے گا اسی پر فتویٰ پر دستاورد اور
اصل کتاب میں مقام تفصیل کی بڑھ چکا ہے دیکھ لو **مسائل متفرقہ** کو دیکھنا
اور اشارہ کرنا واسطے ہر کدوس سے مخرج یا طلاق یا بیع اور کسی معلوم ہو کہ مثل زبان سے کہنے کے ہوتے
لیکن کتابت تین قسم ہو ایک غیر مستبین یعنی جو معلوم نہیں ہوتی جیسے کتابت صفحہ ہوا پر یا پانی پر تو اسکا اعتبار
نہیں ہر دوسرے مستبین غیر مرسوم جیسے درخت کے پتے پر یا دیو پر یا کاغذ پر لیکن نہ بطور رسم کتابت کے تیسرے
مستبین مرسوم ہاں بلکہ کاغذ پر ہو مے اور جنوں ہو جیسے فلاں کی طرف فلاں کو تو پیش زبان سے کہنے کے
پر خواہ غائب ہو یا حاضر سے کذا فی الاصل ص لیکن گونگے پر اس سے حد نہ ٹپھلی اور جبکہ زبان بند
ہو گئی ہو تو اگر گیر تک پہنچے اور اسکا اشارہ معلوم ہوئے لیکن تو پیش گونگے کے اسکا حکم ہر دور نہ
نہیں ف اور مقدار امتداد بعضوں کے نزدیک ایک سال ہوا اور بعضوں کے نزدیک یہ کہ زمانہ موت تک
ہے اور اسی پر فتویٰ کذا فی الاصل ص چند بکریاں قح کی ہوئی ہیں اور او میں بکریاں مردار بھی ہیں لیکن مردار
کہ ہیں تو سوچ کر کھا کر اگر مضطر نہ ہو وے ف اس واسطے کہ حالت اضطرار میں تو مردار بھی کھانا حلال
ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اور دلیل ہماری اصل کتاب میں مذکور ہے نقطہ
الحمد للہ والتمہ کہ جلد رابع نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ بھی انتہا کم کو پہونچی خدا اس کتاب کو مقبول فرماوے
اور صنف دوسرے جو کہ کتاب اور اسکے چھاپنے والے کو اور مسلمانوں کو تو فی حق خیر عطا فرماوے اور خاتمہ سبکداری کے
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید
المسالمین و علی آلہ و اصحابہ الیوم الذی یومعزلنا معہم جمعین

جلد چہارم

بکھرندہ النہ کہ اب حای دلی حاصل ہو اپنی ترجمہ شرح وقایہ مع چاروں جلدوں کے چھپر کا مل ہو کہ یہ جو تھی جلدوں کی
باہتمام راجی غفران محمد الرحمن بن صاحبی محمد روشن خان مخور مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۳ ہجری میں چھپی



وجہ مہر و دستخط

واسطے سند اثبات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع
نظامی کی جو مہر و دستخط منہم کے آخر میں ثبت کیے گئے

محمد روشن خان مخور
محمد رحمان بن صاحبی